صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ ۷ دسمبر ۱۹۸۸ء

(چہار شنبہ ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ)

جلد ۳ شمارہ ۱۰

سرکاری رپورٹ

مندرجات

بدھ ۷ دسمبر ۱۹۸۸ء

(بشمول جلد III شمارہ جات ۱ تا ۱۷)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ ---------- ۲

وزیراعلیٰ پنجاب کی تقریر برائے ضمنی میزانیہ ۸۸-۱۹۸۷ء ---------- ۳۸

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل ---------- ۴۴

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا دوسرا اجلاس

بدھ ۷ دسمبر ۱۹۸۸ء

(چہار شنبہ ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبر، لاہور میں شام ۶ بجے منعقد ہوا۔
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلرَّحْمٰنُ ۝۱ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝۲ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝۳ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝۴ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
بِحُسْبَانٍ ۝۵ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ۝۶ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ۝۷ اَلَّا تَطْغَوْا فِي
الْمِيْزَانِ ۝۸ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ۝۹ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝۱۰
فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝۱۱ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۝۱۲ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝۱۳

ترجمہ۔

خدا جو نہایت مہربان ہے۔ اس نے قرآن کی تعلیم فرمائی۔ اسی نے انسان پیدا کیا۔ اسی نے اسکو بولنا سکھایا۔ سورج اور چاند ایک حساب مقرر سے چل رہے ہیں اور بوٹیاں اور درخت سجدہ کر رہے ہیں اور اسی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قائم کی کہ ترازو (سے تولنے) میں حد سے تجاوز نہ کرو۔ اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو۔ اور تول کم مت کرو۔ اور اسی نے خلقت کے لئے زمین بچھائی۔ اس میں میوے اور کھجور کے درخت ہیں جن کے خوشوں پر غلاف ہوتے ہیں اور اناج جس کے ساتھ بھس ہوتا ہے اور خوشبودار پھول۔ تو (اے گروہ جن و انس) تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

(پارہ ۲۷ سورت الرحمن، آیت ۱ تا ۱۳)

جناب محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کچھ آزاد اراکین کو جماعتی سیٹوں پر بٹھایا گیا ہے۔ ان کے لئے علیحدہ انتظام ہونا چاہیئے۔

جناب سپیکر: یہ کیا پوائنٹ آف آرڈر ہوا؟

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا۔ اسمبلی میں آزاد اراکین کی نشستیں علیحدہ ہوتی ہیں۔ جن اراکین اسمبلی نے ریکارڈ کے مطابق لکھ کر دیا ہے کہ ہم آزاد رکن ہیں۔ تو ان کو باقاعدہ جماعتوں کے ساتھ کیسے بٹھایا جا رہا ہے؟ کیا وہ اس وقت قواعد انضباط کار کے مطابق بیٹھے ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: کیا آپ میں سے کسی صاحب کو اعتراض ہے؟

جناب نثار احمد ڈھلوں۔ جناب والا! میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ہاؤس میں ایک بھی آزاد ممبر نہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا۔ ایک معزز رکن ابھی لکھ کر دے آئے کہ میں آزاد رکن ہوں۔

جناب سپیکر: ان کو موجودہ سیٹ پر بیٹھنے سے کوئی اعتراض ہے؟

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا۔ ان کے اعتراض کی بات نہیں بلکہ بات اسمبلی کی روایات کی ہے۔ اور روایات کے تحت اسمبلی چلتی آ رہی ہے ان کو کیوں پامال کیا جا رہا ہے؟

رانا پھول محمد خاں: جناب والا۔ جو معزز رکن کل آزاد منتخب ہو کر آئے اور وہ کسی جماعت میں شامل ہو جائے تو وہ آزاد نہیں رہتا۔ اور اپوزیشن اور حکومتی پارٹی کا وہ رکن ایسے تصور ہوتا ہے جو کسی گروپ میں شامل ہو جائے کہ جیسے وہ اسی پارٹی کے ٹکٹ پر انتخاب لڑ کر آیا ہے۔

جناب سپیکر۔ اس بارے میں غالباً رانا صاحب نے یہ سمجھا ہے کہ یہ سوال آپ نے ان سے کیا ہے۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا۔ میں نے ان سے کوئی سوال نہیں کیا۔ میں نے سیٹ نمبر ۷۳ کے متعلق کہا ہے۔ بشیر احمد چودھری صاحب نیچے اسمبلی میں فیصلہ کر کے آئے ہیں کہ میں آزاد رکن ہوں۔ تو آزاد اراکین کی سیٹیں کہاں ہیں۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیے۔ SEATING ARANGEMENT کے بارے میں اگر آپ کو کوئی اعتراض ہو تو میرے چیمبر میں تشریف لائیے۔

چودھری فضل حسین راہی: جناب سپیکر! اس کا فیصلہ ہاؤس میں ہونا چاہیے۔ آپ کے چیمبر

میں اس کا فیصلہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس لئے کہ اسمبلی کے DECORUM کے مطابق اس کا فیصلہ ایوان ہی میں ضروری ہے۔ اگر کوئی رکن یہ لکھ کر دیتا ہے کہ میرا کسی سیاسی جماعت سے کوئی تعلق نہیں میں آزاد امیدوار کی حثیت سے جیت کر آیا ہوں تو آپ اس کو اس کی خواہش کے مطابق یا ہماری کم از کم خواہش کے مطابق یا اسمبلی کی روایات کے مطابق۔ (قطع کلامیاں) جناب والا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ہماری یہ خواہش ہے کہ اسمبلی اپنی روایات کو برقرار رکھے۔ اس لئے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہماری خواہش پر، یا اسمبلی کی روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ ان کی نشستیں فوری طور پر علیحدہ کریں۔ آئی جے آئی کی ایک طرف۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی سیٹیں ایک طرف اور آزاد اراکین کو ایک طرف بٹھائیں۔ یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔

اور میں یہ اسلئے جناب سپیکر کہہ رہا ہوں کہ اسکا جواب جناب رانا صاحب کو نہیں آپ کو دینا تھا میں سمجھتا ہوں کہ ان کے کان کم از کم درست ہیں اگر ان کے کان ٹھیک ہیں تو ان کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیئے تھی کہ یہ ان کو کہا گیا ہے۔ یہ آپ سے کہا گیا ہے اس کا آپ جواب دیں۔ شکریہ۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر۔ میں نہایت ادب کے ساتھ جناب کی وساطت سے جناب راہی صاحب سے یہ کہونگا کہ ایوان کو چلانے کیلئے وہ تدبر سے کام لیں پارلیمانی روایات کو پامال نہ کریں ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ ہم ان کو اپنے بھائی سمجھتے ہیں اور وہ ہمارے بھائی ہیں اور آئندہ بھی ان کو اپنے بھائی سمجھتے رہیں گے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جب تک کوئی رکن یہ نہ کہے کہ میں فلاں گروپ سے تعلق رکھتا ہوں ....

جناب محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر ...

الحاج رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ جناب فاضل ممبر تشریف رکھیں۔ وہ ابھی طفل مکتب ہیں گو کہ وہ میرے بھتیجے ہیں لیکن وہ تشریف رکھیں کیونکہ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ جناب والا اگر کوئی رکن آپ سے مطالبہ کرتا ہے کہ میری سیٹ آپ فلاں گروپ میں شامل کر دیں .....

جناب سپیکر۔ رانا صاحب۔ آپ تشریف رکھیئے۔ اور وصی صاحب آپ بھی تشریف رکھیئے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب سپیکر میں عرض کرونگا کہ چھانگا مانگا گروپ کو بھی الگ

کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب آپ تشریف رکھیے۔

میرے خیال میں اس میں مباحثے کی ضرورت نہیں۔ میں صرف فضل حسین راہی صاحب سے یہ کہونگا کہ وہ قواعد کا مطالعہ کریں کہ SEATINGARRANGEMENT سپیکر نے اپنی مرضی سے کرنے ہوتے ہیں اور وہ SEATING ARRANGEMENT حتمی ہوتا ہے۔ اور SEATING ARRANGEMENT ہم نے کر دیا ہے اگر آپ اس کو اسمبلی کی روایات کے خلاف سمجھتے ہیں اور اگر کسی دوست کو اس پر اعتراض ہے کہ میری سیٹ پارٹی AFILIATION کی وجہ سے ٹھیک نہیں تو ہم ان کا اعتراض سنیں گے اور اس کے مطابق فیصلہ کریں گے اور اس کے متعلق میں نے عرض کی ہے کہ اگر آپ کو کسی دوسرے رکن کی سیٹ مقرر کرنے پر اعتراض ہے تو آپ یہ اعتراض میرے چیمبر میں آ کر کیجیے گا۔ میں آپ کی بات سنوں گا۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب سپیکر۔ سابقہ روایات کے مطابق یہ ہونا چاہیئے۔

جناب سپیکر: وہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ آپ میرے پاس چیمبر میں آ جائیں وہاں پر فیصلہ کر لیجیے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا۔ SEATING ARRANGEMENTS پر تو کسی کو کوئی اعتراض نہیں صرف بات اتنی ہے کہ جیسے ہم پیپلز پارٹی کے لوگ ہیں آپ نے ہمیں علیحدہ سیٹیں دی ہیں۔ آئی جے آئی کے ادھر علیحدہ بیٹھے ہیں۔ تو جناب والا اس طریقے سے اعتراض اس بات پر ہے کہ وہ آزاد ارکان جنہوں نے لکھ کر دیا ہے ان کو آپ علیحدہ نشستیں دیں آپ کی DISCRETION پر تو کسے کو کوئی گنجائش بھی نہیں اور کوئی شک و شبہ نہیں بالکل یہ آپ کے اختیارات میں ہے۔

باقی رہا جناب والا۔ رانا پھول صاحب میرے پرانے دوست ہیں ان کو بھی آپ اپنے چیمبر میں بلا کر روایات کے بارے میں بتا دیں کہ روایات کیا ہیں۔

جناب سپیکر: میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب سے کہوں گا کہ وہ ضمنی بجٹ پیش کریں۔

ضمنی بجٹ پیش ہونے کے بعد کچھ اعلانات ہونگے آپ براہ کرم سن کر جائیے گا اس کے بعد اجلاس ملتوی ہو گا۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ ....

جناب سپیکر: جناب راہی صاحب۔ وزیر اعلیٰ صاحب ضمنی بجٹ پیش کرنے کیلئے کھڑے ہیں

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر۔ آپ میری بات سنیں۔

آپ پر یہ پابندی ہے کہ جو بھی پوائنٹ آف آرڈر ہوگا آپ سنیں گے اور آپ اس کا فیصلہ کریں گے۔ پہلے جو پوائنٹ آف آرڈر ہوا ہے اس کو تو آپ کہہ رہے ہیں کہ میں چیمبر میں DISCUSS کرونگا اس کو تو ہم چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن جناب سپیکر ہمارا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جناب گورنر صاحب اسمبلی کا اجلاس طلب کر سکتے ہیں لیکن یہ اجلاس موسم سرما میں نو بجے صبح طلب کیا جاسکتا ہے اور موسم گرما میں یہ صبح ساڑھے آٹھ بجے طلب کیا جاسکتا ہے اس کے علاوہ اور کسی وقت پر اسمبلی کا اجلاس بلانے کا کوئی اختیار نہیں۔

جناب سپیکر۔ ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا گورنر صاحب نے جو اسمبلی کا اجلاس شام کے ساڑھے پانچ بجے طلب کیا ہے اس کا ان کے پاس اختیار نہیں تھے جناب سپیکر وہ صبح نو بجے اجلاس طلب کر سکتے ہیں اسلئے کہ یہ موسم سرما کا اجلاس ہے اور شام کے ساڑھے پانچ بجے اسمبلی کا اجلاس بلانا یہ کم از کم ان کے اختیار میں نہیں۔ آپ مجھے اس کا فیصلہ دیجئے۔

جناب سپیکر: کیا اپنے پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے آج کی شام کی نشست کو چیلنج کر رہے ہیں کہ جناب گورنر اس کو اس وقت نہیں بلا سکتے تھے۔ کیا آپ کے خیال میں یہی چیز ہے؟

جناب فضل حسین راہی: جی۔ جناب والا۔ میرا خیال یہی ہے۔ جناب سپیکر: رولز بھی یہی ہیں کہ جناب گورنر اجلاس کو صبح نو بجے کے علاوہ طلب نہیں کر سکتے۔ یہ چیز ہمارے قواعد انضباط کار میں طے ہے کہ ہم اسمبلی کا اجلاس موسم سرما میں صبح نو بجے بلائیں گے اور صبح ساڑھے آٹھ بجے موسم گرما میں بلائیں گے اس کے علاوہ اس کو بلانے کا کوئی وقت نہیں آپ کے اختیار میں تو یہ بات ہو سکتی ہے کہ اگر اسمبلی لگی ہے اس کو آپ اگر ملتوی کرنا چاہتے ہیں تو آپ اس کا وقت بدل سکتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب۔ کیا آپ تشریف رکھیں گے تاکہ میں پہلے اس پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں فیصلہ دے سکوں۔ اچھا راہی صاحب آپ کونسے رول کا حوالہ دیتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: IT IS MANDATORY اس میں جناب DISCRETION نہیں IT IS MANDATORY اس میں راہی صاحب کا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے ..... صوبائی اسمبلی انضباط کار کا قاعدہ.

جناب فضل حسین راہی: جناب والا یہ ۲۰ کا جزو (ب) ہے

جناب سپیکر۔ یہ کونسا صفحہ ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا یہ صفحہ نمبر ۱۵ ہے۔ انگریزی میں صفحہ نمبر ۱۱ اور اردو میں ۱۵ ہے

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں گے۔ ایک وقت میں دو پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتے۔ نوابزادہ صاحب آپ تشریف رکھیں گے۔ جناب فضل حسین راہی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوئے ہیں۔ آرڈر پلیز۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر۔ یہ قاعدہ ۲۰ ہے۔ جناب سپیکر۔ اسے میں پڑھ دیتا ہوں۔

اسمبلی کی نشست موسم گرما میں ساڑھے آٹھ بجے صبح کے وقت.....

جناب سپیکر: راہی صاحب کیا انگریزی کی VERSION آپ کے پاس ہے؟

جناب فضل حسین راہی: جناب والا۔ میرے پاس نہیں

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا۔ یہ میرے پاس ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیئے گا۔ آپ صرف ان کو انگریزی کی کتاب دے دیجیئے گا۔

جناب فضل حسین راہی: میرا خیال ہے کہ اردو میں بھی وہی قواعد ہیں۔ جناب والا۔ میں سن رہا ہوں میں سمجھتا ہوں۔ اسے آپ پڑھیں۔

جناب سپیکر: راہی صاحب اسے آپ خود پڑھیئے۔

جناب محمد وصی ظفر۔ ان کی جگہ میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ ان کو پڑھنے دیجیئے۔

جناب فضل حسین راہی: THE ASSEMBLY SHALL MEET.....

جناب سپیکر: راہی صاحب۔ اسے شروع سے پڑھیئے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر۔ میں قاعدہ ۲۰ جزو (ب) کی بات کر رہا ہوں۔ آپ اس کا جواب بعد دیجیئے گا۔ پھر اس کی طرف آجائیں گے۔

جناب سپیکر۔ آپ رول ۲۰ کو پڑھیئے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر۔ میں جزو (ب) کو پڑھ رہا ہوں۔ آپ اس کا جواب بعد میں دیجیئے گا۔ اس کو ہم پھر دیکھیں گے۔ پہلے آپ ہماری بات سن لیں پھر اپنی بات کریں پھر میں آپ کی بات کو لے لونگا جناب سپیکر یہاں لکھا ہوا ہے کہ

The Assembly shall meet from 8.30 a.m. to 1.30 P.M. during Summer and from 9.00 to 2.00 P.M. during winter.

یہ قاعدہ واضح ہے جناب والا۔ کہ Assembly shall meet.

میرا خیال یہ ہے کہ بڑا واضح رول ہے۔

جناب سپیکر: یہ انگریزی میں زیادہ واضح ہے اس میں اصل پڑھنے والی چیز کو راہی صاحب جان بوجھ کر چھوڑ رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: میں نہیں چھوڑ رہا ہوں۔

جناب محمد وصی ظفر: اس میں سپیکر صاحب تو ہیں گورنر صاحب نہیں ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: میرے پاس اس کا جواب ہے DONT .WORRY اب جناب سپیکر آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

چوہدری محمد ظہیر الدین: جناب سپیکر ایک تو اس اس کا ترجمہ غلط کیا جا رہا ہے اور پھر راہی صاحب کو بار بار انگریزی پڑھنے کے لئے کیوں کہا جا رہا ہے؟

جناب فضل حسین راہی: نہیں، کوئی بات نہیں پڑھ لیتے ہیں ان کا خیال یہ تھا کہ یہ پنجابی بولنے کا عادی ہے اسے انگریزی نہیں آتی ہوگی۔

MR SPEAKER: Please take your seat. Mr Fazal Hussain Rahi is on a point of order.

جناب سپیکر: اس میں راہی صاحب انگریزی اور اردو میں بھی صاف لکھا ہوا ہے۔

Unless the Speaker otherwise directs the Assembly shall meet.....

(تالیاں)

نوابزادہ غضنفر علی گل: سر یہ تالیاں بجانے کی کوئی وجہ بھی تو ہونی چاہیئے------ (قہقہے) سر بات یہ ہے کہ آج اجلاس کے دوران اس کو تبدیل کر سکتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر یہ آپ کی ہدایات پر اجلاس طلب نہیں کیا گیا--------

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب آپ سے میں نے رائے نہیں مانگی۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ آپ کی صوابدید ہے کہ آپ گورنر کی طرف سے بلائے گئے اجلاس کو کسی اور وقت کے لئے بھی POSTPONE کر سکتے ہیں جب اسمبلی IN SESSION ہے اور اسمبلی کا اجلاس جاری ہے جس کو گورنر نے طلب کیا ہے آپ اس اسمبلی کی کارروائی کو شروع کرنے کے بعد کہہ دیں، چاہیے آپ تلاوت قرآن مجید کے بعد کہہ دیں کہ میں اجلاس کو ساڑھے پانچ بجے شام کے لئے ملتوی کرتا ہوں لیکن آپ پر یہ لازم ہے کہ گورنر صاحب اپنے اختیارات کے تحت اسمبلی کا اجلاس موسم سرما میں صبح ۹ بجے طلب کر سکتے ہیں۔ لیکن

While Assembly is in session.

اس وقت آپ اس میں تبدیلی لا سکتے ہیں۔ جناب سپیکر آپ یہ نہیں کر سکتے کہ گورنر کا NOTIFICATION آپ کے پاس آئے اور آپ اپنے چیمبر میں اس پر ۹ بجے کی بجائے ساڑھے پانچ بجے شام کا وقت دے دیں۔ یہ آپ کے اختیار میں نہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: ابھی آپ کہہ سکتے ہیں کہ اجلاس صبح ہوگا-- (قہقہے)

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب آپ تشریف رکھیے-------

نواب زادہ غضنفر علی گل: بڑا اوکھا کم اے۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: راہی صاحب! مجھے بتائیے گا کہ گورنر صاحب کے پاس یہ اختیار کیسے نہیں ہے اور یہ کون سے RULE کو آپ QUOTE کر رہے ہیں اور سپیکر اجلاس کے دوران ٹائم تبدیل کر سکتے ہیں لیکن اجلاس کا ٹائم مقرر نہیں کر سکتے۔ یہ کہاں ہے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر آپ اجلاس بلا نہیں سکتے وہ گورنر صاحب ہی بلا سکتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا یہ قاعدہ (۱) کے تحت اجلاس طلب کیا گیا ہے جس کا NOTIFICATION میں ذکر ہے اور یہ (۱) SUB RULE ہے کہ "میزانیہ اسمبلی میں ایسے ایام کو پیش کیا جائے گا جو گورنر مقرر کرے۔" اور یہ دن جو گورنر مقرر کرتا ہے جناب سپیکر یہ بھی قاعدہ ۲۰ (الف) کے تحت " اجلاس کے دوران اسمبلی کی نشست اتوار، پیر، منگل، بدھ اور جمعرات کو منعقد ہوا کرے گی۔" یہ وہ دن ہیں جن کے لئے گورنر صاحب اجلاس کو بلا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: راہی صاحب آپ کے پاس CONSTITUTION کی کتاب ہے؟

جناب فضل حسین راہی: جی ہاں! ہے۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب آپ راہی صاحب کو CONSTITUTION دیجیئے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: میں ان کو متعلقہ قاعدہ نکال کر دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ان کو دیجیے وہ خود نکال لیں گے۔ راہی صاحب یہ CONSITUTION کی کتاب نکالیے۔۔۔۔۔ (قطع کلامیاں)

نوابزادہ غضنفر علی گل: سر بات یہ ہے کہ آپ اس پر زور دے رہے ہیں کہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سے میں نے نہیں دریافت کیا۔ جب مجھے کسی معزز رکن کے مشورہ کی ضرورت ہو گی جب میں محسوس کروں، تو میں انہیں دعوت دونگا کہ وہ میری رہنمائی فرمائیں۔ بصورت دیگر آپ کو بولنے کی اجازت نہیں جس وقت مسٹر راہی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں تو آپ اپنے ساتھی کے پوائنٹ آف آرڈر میں INTERRUPTION کر رہے ہیں، نوابزادہ صاحب۔ آپ تشریف رکھیے۔ راہی صاحب یہ CONSTITUTION نکالیے۔

جناب فضل حسین راہی: جی بتائیے سر۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس میں آرٹیکل ۱۰۹ کو پڑھیے۔۔۔

MR FAZAL HUSSAIN RAHI: 109. The Governor may, from time to time -

(a) summon the Provincial Assembly to meet at such time and place as the thinks fit; and
(b) prorogue the Provincial Assembly.

جناب محمد وصی ظفر: جناب اس کی INTERPRETATION قواعد میں موجود ہے

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیے قبلہ۔۔۔۔۔۔۔
جناب محمد وصی ظفر: قانون کا تو طریقہ یہی ہے۔
جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیے۔ آپ تشریف رکھیے۔۔
جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر آپ ذرا یہ بتاوں گے کہ میں نے یہ کب کہا ہے کہ گورنر صاحب سرے سے اسمبلی کا اجلاس ہی طلب نہیں کر سکتے۔
میں نے تو یہ کہا ہے کہ ساڑھے پانچ بجے شام کو طلب نہیں کر سکتے اس لئے کہ TIMEIS DETERMINED اور یہ ٹائم ۹ بجے صبح کا ہے۔
جناب سپیکر: قاعدہ ۱۰۹ کے مطابق گورنر صاحب اسمبلی کا اجلاس طلب کر سکتے ہیں۔ جب وہ چاہیں اور جس جگہ چاہیں اور جا ٹائم چاہیں۔
جناب فضل حسین راہی: جی FROM TIME TO TIME
جناب سپیکر: جس وقت وہ چاہیں۔
جناب فضل حسین راہی: نہ نہ۔۔۔۔۔۔ جناب سپیکر THE WORDINGIS THIS
جناب سپیکر: جی پڑھیے۔۔۔
جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر یہ ذرا آپ WORDING نوٹ فرمالیں۔
جناب سپیکر: فرمائیے۔ فرمائیے۔۔۔۔

MR FAZAL HUSSAIN RAHI: The Governor may from time to time

وقتاً فوقتاً بلوا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی ٹھیک ہے۔

MR FAZAL HUSSAIN RAHI: Article 109. The Governor may from time to time -

(a) summon the Provincial Assembly to meet at such time and place as the thinks fit; and

(b) prorogue the Provincial Assembly.

MR SPEAKER: At such time.....

MR FAZAL HUSSAIN RAHI. The Governor may from time to time -

(a) summon the Provincial Assembly to meet at such time and place as he thinks fit; and

(b) prorogue the Provincial Assembly.

میں یہ کہتا ہوں جناب سپیکر، لیکن آپ قواعد کو دیکھیں۔ قواعد میں یہ واضح ہے کہ اسمبلی کب لگے گی اس کا وقت مقرر ہے۔ جناب سپیکر دو موسم ہیں ایک موسم گرما اور دوسرا موسم سرما ہے۔ دونوں آپ کے قواعد میں طے ہیں------

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیے۔ تشریف رکھیے۔

جناب فضل حسین راہی: جب یہ بات طے ہے------

جناب سپیکر: آپ سے میں نے اپنی رائے دینے کو نہیں کہا-----

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر یہ بات آپ کے قواعد انضباط کار میں طے ہے کہ آپ اسمبلی کا اجلاس موسم گرما میں ساڑھے آٹھ بجے صبح اور موسم سرما میں نو بجے صبح بلا سکتے ہیں۔ اب یہ سرما کا اجلاس ہے اور جناب گورنر طلب کر سکتے ہیں لیکن ٹائم نہیں بدل سکتے۔

(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: No interruption please.

جناب فضل حسین راہی: یہ بات قواعد میں طے شدہ ہے۔
جناب سپیکر: جی راہی صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہو گیا۔۔۔
جناب فضل حسین راہی: جی ہو گیا ہے۔
جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیے

Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

کے مطابق گورنر صاحب کو اختیار ہے کہ تو اسمبلی کا اجلاس جس وقت اور جگہ چاہیں بلا سکتے ہیں اس لئے آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو میں RULE OUT کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)
(قطع کلامیاں)

اب جناب چیف منسٹر پنجاب ضمنی بجٹ پیش کریں۔۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)
میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔۔۔۔۔۔
جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔۔۔۔ میں پہلے جناب چیف منسٹر کو دعوت دے چکا تھا پھر آپ نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا۔۔۔۔
میاں منظور احمد موہل: جناب میرا پوائنٹ آف آرڈر اسی سے متعلق تھا کہ جناب چیف منسٹر ضمنی بجٹ پیش نہیں کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔

The budget shall be presented by the Finance Minister

جناب سپیکر: موہل صاحب مجھے افسوس ہے کہ آپ سپیکر کی بات میں مخل ہو رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیئے۔۔۔۔۔

Please take your seat

میاں منظور احمد موہل: آپ کو میرے پوائنٹ آف آرڈر کا فیصلہ کرنا ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیئے اور جس وقت ایوان سے سپیکر مخاطب ہو رہا ہو اس وقت قواعد کے مطابق INTERRUPTION نہیں کی جا سکتی میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں اس سے پہلے جناب چیف منسٹر کو ضمنی بجٹ پیش کرنے کے متعلق کہہ چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

میاں منظور احمد موہل: میرا پوائنٹ آف آرڈر اسی سے متعلق تھا۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: پھر آپ مجھے INTERRUPT کر رہے ہیں۔

Please take your seat Order please. Please take your seat.....Please take your seat You are not allowed to interrupt the chair. .....Take your seat.....Please take your seat

عرض کر رہا تھا کہ جس وقت چیئر ہاؤس سے مخاطب ہو تو رولز کے مطابق اسکو INTERRUPT نہیں کیا جا سکتا۔ میں اپنی بات ختم کر لوں۔۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میں جناب چیف منسٹر پنجاب کو ضمنی میزانیہ پیش کرنے کے لئے کہہ چکا تھا اور وہ اپنی سیٹ پر کھڑے ہو گئے تھے فلور انکو دیا جا چکا تھا کہ مسٹر فضل حسین راہی نے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ کہا کہ یہ اجلاس اس وقت نہیں ہو سکتا، میں نے انکو اپنی نشست سنبھالنے کے لئے کہا اور راہی صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو پہلے DISPOSE OF کرنا مناسب خیال کیا، لہذا میں نے جناب چیف منسٹر کو انکی نشست پر بٹھا کر راہی صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو پہلے DISPOSE OF کیا اور اس کے بعد میں نے ضمنی میزانیہ پیش کرنے کے لئے کہا ہے، اب آپ کا خیال ہے کہ چیف منسٹر پنجاب ضمنی میزانیہ پیش نہیں کر سکتے ہیں؟

جناب محمد وصی ظفر: جناب سپیکر آپ کا رویہ ہمارے ساتھ ترش ہے۔۔۔۔۔۔

Your cannot be partial.....

(Shame .....Shame.....Shame)

جناب فضل حسین راہی:

What shame.....Shame for you also

یہ ہمارا حق ہے، یہ روش جناب سپیکر آپ کو بدلنا ہوگی، SHAME SHAME یہ ایسے نہیں چل سکے گا۔ یہ شیم شیم تو ان کے لئے ہے جن کو چھانگا مانگا لے جاتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے ضمیروں کو گروی رکھ کر یہاں آتے ہیں۔
یہ شیم شیم شیم ان کے لئے ہے، ان کو کہیں کہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ یہ سکھا شاہی اب اس ایوان میں نہیں چلے گی۔
جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیئے۔ آرڈر پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔ آرڈر پلیز۔۔۔۔۔ آرڈر پلیز
جناب ارشاد حسین: یہ سپیکر کی بات میں مخل ہوتے ہیں۔ انکو اسکی قسم دلائی گئی ہے۔
جناب سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھئے۔۔۔۔ رانا صاحب آپ بھی تشریف رکھیئے۔۔۔۔۔ آرڈر پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔

Please take your seat

میجر (ریٹائرڈ) خواجہ محمد یوسف: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ کا رویہ ہمارے ساتھ سخت ہوتا جا رہا ہے۔ جب آپ ہمارے اراکین سے مخاطب ہوتے ہیں تو آپ کا لہجہ ایک پولیس آفیسر کا سا ہوتا ہے جب آپ راہی صاحب اور جناب موہل صاحب کو بٹھا رہے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آپ پولیس کے کوئی آفیسر ہیں، آپکا رویہ سخت تھا اور آہستہ آہستہ آپ کی آواز سخت ہو رہی تھی میں گزارش کروں گا کہ آپ اپنا رویہ اسی طرح نرم رکھیں جس طرح حزب اقتدار کی طرف آپکا رویہ ہوتا ہے۔
جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔۔۔۔ آرڈر پلیز۔۔۔۔ تشریف رکھیئے گا۔۔۔ آرڈر پلیز شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

Will you please take your seat.....

بات یہ ہے کہ اس ایوان کو کسی نظم و ضبط کیساتھ چلایا جا سکتا ہے۔ اس میں یہ جو انداز اختیار کیا جا رہا ہے اس سے اس ایوان کے وقار میں اضافہ نہیں ہوتا اس میں کمی ہوگی۔ جہاں تک سپیکر کے CONDUCT پر تنقید کرنے کا تعلق ہے اسکی نہ تو رولز اجازت دیتے ہیں اور نہ ہی روایات اس کی اجازت دیتے ہیں جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آپ سپیکر کو

INTERRUPT کریں، اس کی نہ رولز اجازت دیتے ہیں اور نہ روایات اس کی اجازت دیتے ہیں۔ میں نے موہل صاحب کو تین مرتبہ کہا ہے کہ آپ تشریف رکھیئے، جب میں بات کر رہا ہوں تو آپ اس میں INTERRUPT نہ کیجیئے، اس کی آپ کو رولز اجازت نہیں دیتے کہ نہ رولز اور نہ روایات اس بات کی اجازت دیتی ہیں کہ کوئی صاحب آپ میں سے CHAIR کو INTERRUPT کرے۔ CHAIR اپنی ذمہ داریاں اسی طرح احسن طریقے سے نبھا سکتی ہے اور اسی طریقے سے وہ غیر جانبداری سے کام کر سکتی ہے۔ بشرطیکہ اسے غیر جانبداری سے کام کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔ اسلئے آپ CHAIR سے موؤب طریقے سے پیش آئیں۔ بلاشبہ مجھے میری پارٹی نے اس ایوان کا سپیکر منتخب کیا ہے، لیکن منتخب ہونے کے بعد میں سارے ایوان کا سپیکر ہوں۔ اور میں اپنی بساط اور سمجھ کے مطابق مطابق-----

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر میں معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ

---------- جناب سپیکر : آپ دیکھیں کہ آپ کا رویہ کیسا ہے؟

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر آپ کی پارٹی نے منتخب نہیں کیا-----

جناب سپیکر : یہ آپ کا رویہ ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

You are interrupting the Chair

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر آپ صرف آپ کی منتخب نہیں کیا

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔

آپ CHAIR کو INTERRUPT کر رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر آپ خود فرما رہے ہیں کہ مجھے میری پارٹی نے منتخب کیا ہے۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ آپ کو اس معزز ایوان نے منتخب کیا ہے۔

جناب سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ راہی صاحب آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔

آپ اس انداز سے CHAIR کو INTERRUPT نہیں کر سکتے۔ نہ ہی اس کیلئے رولز اور نہ ہی اس کیلئے روایات اجازت دیتے ہیں جب CHAIR ایوان سے مخاطب ہو تو آپ اسے INTERRUPT نہیں کر سکتے۔ اور آپ کو اسے INTERRUPT نہیں کرنا چاہیے۔ جہاں تک آپ کی اس بات کا تعلق ہے آپ نے میرے جانبدار ہونے کی بات کی ہے۔ ایک دن میں

ایک نشست میں آپ کیسے جانبدار یا غیر جانبدار ہونے کا اندازہ کیسے لگا سکتے ہیں؟ اور پھر آپ CHAIR یا سپیکر کے طرز عمل پر نکتہ چینی نہیں کر سکتے۔ نہ اس بات کی آئین نہ قواعد اور نہ اس کیلئے روایات اجازت دیتے ہیں۔ میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں اپنی سمجھ، اپنی بساط، اپنی اہلیت اور رولز کے مطابق اس ایوان کو CONDUCT کروں گا۔ اور کسی بھی معزز رکن سے میرے رویے کے درشت ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں آپ میں سے ہر ایک رکن کو عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور ان کی عزت دوسروں سے بھی کروانے کا اپنے آپ کو پابند سمجھتا ہوں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آپ CHAIR کے طرز عمل پر نکتہ چینی کریں، چاہے وہ حکومتی پارٹی، چاہے وہ حزب اختلاف کے لوگ ہوں میں اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا۔ آپ نے CHAIR کے طرز عمل پر نکتہ چینی کی ہے۔ اسلئے میں آپ سے یہ کہوں گا کہ آپ اپنے یہ الفاظ واپس لیں۔ میں آپ سے متعارف بھی نہیں ہوں اس لئے آپ خود ہی۔۔۔۔۔۔۔۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر: میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ سے بات نہیں کر رہا۔ آپ تشریف رکھیں میں ان سے بات کر رہا ہوں آپ نے CHAIR پر الزام لگایا ہے۔ آپ نے اس انداز میں بات کی ہے جو آپ کو نہیں کرنی چاہیے تھی۔ میں اس پورے معزز ایوان کا سپیکر ہوں اور آپ اس معزز ایوان کے رکن ہیں۔ اگر آپ اپنے پریذائیڈنگ آفیسر اپنے سپیکر کا احترام نہیں کریں گے تو پھر اس ایوان کا احترام کیسے قائم ہو گا۔ آپ اپنے سپیکر کا، پریذائیڈنگ آفیسر کا احترام کریں گے تو اس سارے ایوان کا احترام ہو گا۔ اس ایوان کی عزت بڑھے گی۔ اگر آپ احترام نہیں کریں گے تو اس ایوان کے لئے میں چاہتا ہوں کہ آغاز میں ہم اپنی اچھی روایات قائم کریں اور آپ اپنے سپیکر کو تھانیدار نہ کہیں اسلئے آپ اپنے یہ الفاظ واپس لے لیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر میری آپ سے یہ گزارش۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: موہل صاحب آپ تشریف رکھیں میں آپ سے مخاطب نہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) خواجہ محمد یوسف: جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے آپ کی شان میں کوئی گستاخی کرنے کی کوشش نہیں کی، وہ ایک حقیقت تھی جو میں نے یہاں

ایوان میں بیٹھے ہوئے محسوس کیا۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے جان بوجھ کر آپ کی شان میں کوئی غلط بات کہنے کی کوشش کی ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

میجر (ریٹائرڈ) خواجہ محمد یوسف: لیکن میرے وہ الفاظ بالکل درست تھے، کیونکہ اس وقت آپ کا لہجہ اتنا سخت ہو گیا تھا۔ میں آپ کی خدمت میں مزید عرض کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب سپیکر میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ آپ ہمیں بات کرنے کی اجازت نہیں دے رہے مسئلہ صرف یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ آپ کی بات ختم ہو آپ جناب وزیر اعلیٰ کو یہ کہتے کہ آپ بجٹ پیش کر دیں۔ اگر ہماری طرف سے کوئی فاضل رکن کچھ کہنے کی جسارت کرتا ہے تو اسے کہتے ہیں کہ آپ بیٹھ جائیں اور میں وزیر اعلیٰ کو بجٹ پیش کرنے کیلئے کہہ چکا ہوں۔ اسلئے میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ ہمیں بھی موقع دیں۔ پھر آپ بات سننے کے بعد قانون کے مطابق فیصلہ کر دیں۔ اگر آپ نے ان کا ایک فقرہ سن کر ایک فقرے میں جواب دے دیا ہوتا تو ایوان میں اتنا شور ہی نہ ہوتا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میاں منظور احمد موہل صاحب اپنا پوائنٹ آف آرڈر پیش کریں۔

میاں منظور احمد موہل: شکریہ جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر صرف یہ ہے کہ آپ کے ایجنڈے میں یہ لفظ شامل ہے کہ

"A Minister to present the supplementary budget for the year 1987-88

اب یہ تو ہے ایجنڈے کی بات، لیکن جناب والا نے یہ فرمایا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب بجٹ پیش کریں گے۔ اب اس سلسلے میں اسمبلی کے رولز کیا کہتے ہیں؟ اس سلسلے میں آپ رول (۱۰۸) پڑھ لیجئے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ

"The budget shall be presented by the Finance Minister or a Minister acting on his behalf."

اور اب جناب والا نے وزیر اعلیٰ کو کہا ہے۔ ہم ان کو وزیر اعلیٰ مانتے ہیں۔ لیکن بجٹ پیش کرنے کیلئے وزیر خزانہ یا ON HIS BEHALF ابھی تک کوئی مقرر ہی نہیں ہوا۔ چونکہ ابھی تک نہ کوئی وزیر خزانہ مقرر ہوا ہے اور نہ ہی ان کی طرف سے کوئی بات ہوئی ہے اسلئے یہ ضمنی بجٹ اس ایوان میں پیش نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح جناب رول (۱۰۹) بھی یہ کہتا ہے کہ

"The only proceedings on the day on which the budget is presented shall be the speech of the Finance Minister or a Minister acting on his behalf."

اسلئے آج تقریر ہی وزیر خزانہ کی ہونی ہے، وزیر اعلیٰ صاحب کی تقریر نہیں ہونی۔ اس لئے جناب سپیکر میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ اس پر آپ اپنی رولنگ دے دیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے اس کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ------

جناب سپیکر: رانا صاحب آپ تشریف رکھیں مجھے آپ کے مشورے کی ضرورت نہیں موہل صاحب آپ نے اپنا پوائنٹ آف آرڈر پیش کر دیا ہے اور کوئی بات تو نہیں کرنی۔؟

میاں منظور احمد موہل: جی۔ہاں۔

جناب سپیکر: آپ اپنے رولز آف پروسیجر کی کتاب نکالیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر ابھی ابھی آپ نے یہ فرمایا ہے کہ میں اس ایوان کو رولز کے مطابق چلاؤں گا۔ مگر رولز تو پہلے ہی آپ ختم کر چکے ہیں۔ فاضل رکن جناب فضل حسین راہی نے پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا تھا کہ یہ قانونی تقاضا ہے کہ گورنر صاحب موسم سرما میں صبح ۹ بجے کے ماسواء کسی اور وقت اجلاس نہیں بلا سکتے----

جناب سپیکر: شاہ صاحب میں اس کیلئے معذرت چاہتا ہوں آپ کو یہ بات نہیں کرنی چاہیے کیونکہ یہ پوائنٹ آف آرڈر پہلے ہی DISPOSE ہو چکا ہے۔ لیکن آپ نے پھر اس پر بات شروع کر دی۔ اس وقت میاں منظور احمد موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں اور وہ آپ کے ہی ساتھی ہیں اور آپ ان کے پوائنٹ آف آرڈر کو INTERRUPT کر رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا وہ آپ کے بھی ساتھی ہیں۔
جناب سپیکر: موہل صاحب آپ RULES OF PROCEEDURE کا صفحہ نمبر ۲ پر لائن (ایل) پڑھیں

MR MANZOOR AHMED MOHAL: Minister inculdes a Chief Minister.....

میاں منظور احمد موہل: لیکن جناب RULES OF PROCEEDURE میں لفظ FINANCE MINISTER ہے۔ یہی تو میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ آج فنانس منسٹر کی تقریر ہونی ہے۔

MR SPEAKER: Finance Minister or a Minister.

میاں منظور احمد موہل: نہیں جناب بلکہ ON HIS BEHALF یعنی وزیر خزانہ کے BEHALF پر۔ اس سلسلے میں آپ رول نمبر (۱۰۸) پڑھیں۔
جناب فضل حسین راہی: جناب والا اب آپ ہی ذرا انگریزی میں پڑھ دیں۔

MR SPEAKER: The budget shall be presented by the Finance Minister or a Minister acting on his behalf.

میاں منظور احمد موہل:

On his behalf- On behalf of Finance Minister

اس لئے جناب سپیکر پہلے یہ کسی کو وزیر خزانہ مقرر کریں----
ایک آواز: اسی بہانے کسی کی قسمت کھل جائے گی۔
جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔
جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر رانا صاحب انگریزی میں پڑھ رہے ہیں۔ (قہقہہ)
رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر میزانیہ وزیر خزانہ یا اس کا قائم مقام وزیر پیش کرے گا۔ لیکن چونکہ اس صوبے کی صورت حال اس وقت یہ ہے:

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر، آپ قاعدہ نمبر ۱۰۸ پڑھیے۔ یہ صفحہ نمبر ۴۷ پر ہے۔ رول نمبر ۱۰۸ اور ۱۰۹ دونوں ہی متعلقہ ہیں۔ پہلے میں نے پڑھا ہے اب آپ پڑھیں۔

جناب سپیکر:

The Budget shall be presented by the Finance Minister or a Minister acting on his behalf.

سید ناظم حسین شاہ: یہ کسی کو وزیر خزانہ لگا دیں۔ کسی کی قسمت تو کھل جائے گی۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز،

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر، قاعدہ ۱۰۸ میں یہ دیا گیا ہے کہ میزانیہ وزیر خزانہ یا اس کا قائم مقام وزیر پیش کرے گا لیکن چونکہ صوبے حال اس وقت یہ ہے کہ قائم مقام وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ ہیں اور محکمہ خزانہ بھی ان کے پاس ہے لہذا وہ بطور وزیر خزانہ کے بجٹ پیش کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیے۔

بیگم نجمہ حمید: جناب سپیکر، یہ بڑی غلط روایات بنا رہے ہیں۔ اگر ہماری طرف سے ایک شخص بھی بولنے لگتا ہے تو یہ سارے لوگ شور مچانے لگتے ہیں۔ یہ بڑی غلط بات ہے۔ اگر ہم شور مچانے لگیں تو پھر ان کی کوئی بات سنائی نہیں دے گی۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ تشریف رکھیے۔

ایک معزز رکن: جناب سپیکر، جب آپ رولز کی بات کرتے ہیں تو ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم دل کی گہرائیوں سے آپ کی عزت کریں۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب تشریف رکھیے۔ جی نصیر خان صاحب۔

راجہ نصیر علی خان: جناب سپیکر، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

Chief Minister does not include a Minister.

Sir, rule 108 is very clear about the situtation. It says the Chief Minister includes a Minister. It is very categorically clear that the Chief Minister can act on behalf of the Minister.

جناب سپیکر: میں نے ان کو ASSIST کرنے کی اجازت دی ہے۔ آپ تشریف رکھیے۔

راجہ نصیر علی خان:

Mr Speaker, 108 is very clear about the situation which states that the budget shall be presented by the Finance Minister or a Minister acting on his behalf.

Now, the Chief Minister is a Miniser and he is acting on his behalf. It is very clear.

MR SHAHID MAHMOOD: When there is no Finance Minister how can any other Minister act on his behalf. It is only the Finance Minister

who can ask another Minister to act on his behalf. When there is no Finance Minister then nobody can act on his behalf. This is very clear. So, the Budget cannot be presented by the Chief

Minister or any other Minister unless a Finance Minister has been appointed.

جناب سپیکر: No cross talk please.

سردار ذوالفقار علی کھوسہ: جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی کھوسہ صاحب۔ موہل صاحب تشریف رکھیے۔ میں نے سردار کھوسہ صاحب کو بات کرنے کی اجازت دی ہے۔

سردار ذوالفقار علی کھوسہ: جناب سپیکر، جب چیف منسٹر صاحب یہاں موجود ہیں۔ اور ابھی تک انہوں نے اپنی کابینہ منتخب نہیں کی۔ تو تمام PORTFOLIOS ان کے اپنے پاس ہیں۔ یعنی MINISTER FINANCE کا PORTFOLIO بھی ان کے پاس ہے۔ تو MINISTER FINANCE تو وہ خود موجود ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) خواجہ محمد یوسف: جناب سپیکر، میرے فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ تمام PORTFOLIOS ان کے پاس موجود ہیں اور وہ خود کو بطور وزیر خزانہ REPRESENT کر رہے ہیں۔ تو یہ کہاں لکھا ہوا ہے۔ جناب والا، جناب نے دعوت دی ہے چیف منسٹر کو۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی ارشد لودھی صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔
جناب محمد ارشد خان لودھی: جناب والا، میں یہ عرض کروں گا کہ۔۔۔۔۔
جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر، اس کا حل میرے پاس ہے۔
جناب سپیکر: جی میں آپ سے پوچھ لوں گا۔
جناب محمد ارشد خان لودھی: جناب سپیکر، یہ بالکل واضح ہے کہ قاعدہ نمبر ۱۰۸ کے مطابق MINISTER FINANCE بجٹ پیش کریں گے۔ بات یہ ہے کہ چونکہ وزارتیں ابھی نہیں بنیں اس لیے وزیر اعلیٰ وزیر خزانہ بھی ہیں۔ تمام محکموں کے وہ وزیر بھی ہیں۔ اس لیے آج وہ بطور وزیر خزانہ بجٹ پیش کر رہے ہیں۔
ایک معزز رکن: یہ کہاں لکھا ہوا ہے۔
جناب محمد ارشد خان لودھی: لکھے ہوئے کی کونسی بات ہے۔
جناب سپیکر: Please do not interrupt.
آپ سب تشریف رکھیں۔ ان کو اپنی بات مکمل کرنے دیں۔ راہی صاحب تشریف رکھیے۔
جناب محمد خان لودھی: تمام محکموں کے انچارج وزیر اعلیٰ ہیں۔ اس لیے وہ وزیر اعلیٰ ہونے کے ساتھ ساتھ وزیر خزانہ بھی ہیں اس لیے آج وہ بجٹ بطور وزیر خزانہ پیش کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی ابہام نہیں یہ بالکل واضح ہے اور میرے ساتھیوں اور دوستوں کو بھی یہ علم ہے اور میں یہ ادب سے گزارش کروں گا کہ یہ ھاؤس کے تقدس کی بات ہے، اس کے قواعد و ضوابط کی بات ہے اور یہ قواعد انضباط کار میں بالکل واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ آج وزیر اعلیٰ بجٹ کو بطور وزیر خزانہ پیش کر رہے ہیں۔
جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر، میرے پاس اس کا حل ہے۔
سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر، میں ارشد لودھی صاحب سے یہ عرض کروں گا۔ کہ وہ ذرا غور سے پڑھیں۔

The budget will be presented by the Finance Minister.

"THE" کا لفظ فنانس منسٹر کو SPECIFIC کرتا ہے۔ اور جب "THE" پہلے آجائے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ SPECIFIC ہے تو جناب والا، اگر وزیر خزانہ موجود نہیں ہے تو منسٹر اس

کی قائمقامی کیسے کر سکے گا۔ ہم تو ان کے لیے ہی بات کر رہے ہیں کہ اسی وجہ سے آج ہی کوئی معزز ممبر وزیر خزانہ بن جائیں گے۔ یہ ارشد لودھی صاحب کر بنا دیں۔

جناب سپیکر: سعید ظفر صاحب، آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

جناب سعید ظفر: جناب والا میں آئین کے آرٹیکل ۱۳۰ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں جس میں یہ CATEGORICALLY واضح کیا گیا ہے کہ

Chief Minister being the head of the Cabinet

اور اس کے وزراء کام کریں گے

to aid and adivse the Government

on the advice of the Chief Minister میری گزارش ہے کہ

جب وزیر خزانہ یا کسی اور محکمے کے وزیر

on the advice of the Chief Minister

ہو گی تو NATURALLY جو آدمی

APPOINT کر سکتا ہے اس کو اختیار ہے کہ ان کے سارے اختیارات بروئے کار لا کر خود ان کو استعمال کر سکتا ہے۔

ایک معزز ممبر:

It is a mandatory and imperative provision and no body could act on behalf of the Finance

Minister, because he derives his authority from the Finance Minister. The provision is very clear. I would submit to your honour that you should uphold the traditions of the Speaker that he should always be impartial. You should give ruling that budget cannot be presented today unless there is a Finance Minister.

جناب سپیکر: جی موہل صاحب تشریف رکھئے۔
میاں منظور احمد موہل: جناب والا میں آپ کو ایک چھوٹا سا نکتہ بتا سکتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ آپ اجلاس کل تک کے لیے ملتوی کر دیں، یہ وزیر خزانہ کا حلف لے لیں، اس میں کل کو آپ کی بالادستی قائم ہو گی، ایک دن میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔
جناب سپیکر: جی طارق صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟
جناب محمد طارق انیس: جناب والا میں عرض کرتا ہوں کہ میرے فاضل دوست کافی زور و شور سے اپنے نکات کو بغیر کسی دلائل کے STRESS کر رہے ہیں۔ پہلے میری بات سن لیں، ہم نے آپ کی بات بڑے تحمل سے سنی ہے۔

MR SPEAKER: Mr. Tariq please address the Chair.

جناب محمد طارق انیس: جناب والا یہ روایات اور دستور ہے۔ دستور اور روایات بھی یہ کہتی ہیں کہ چیف منسٹر ایک دو یا تین وزارتیں یا جتنی وہ مناسب سمجھے اپنے پاس رکھ سکتا ہے اور یہ روایات کے تحت رکھی گئی ہیں۔ جیسے وزارت خزانہ، وزارت خارجہ یا وزارت دفاع کو وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ بھی اپنے پاس رکھتے ہیں۔ جناب والا آج چونکہ کابینہ مکمل نہیں۔
(ایک معزز ممبر کھڑے ہوئے)۔
جناب سپیکر: آپ تشریف رکھئیے۔ نواب زادہ صاحب میں آپ سے عرض کر رہا ہوں آپ تشریف رکھئے۔

He has taken the floor. Please don't interrupt the speaker. please take your seat.

جناب محمد طارق انیس: جناب والا میں آپ کی اجازت سے ہی اپنے فاضل ممبران سے یہ عرض کروں گا کہ وہ بھی پارلیمانی روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے تحمل سے ہماری بات بھی سنیں، اپنی بات بھی سنائیں اور جناب سپیکر آپ نے رولنگ دینی ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ جناب وزیر اعلیٰ وزارت خزانہ پہلے بھی اپنے پاس رکھ سکتے ہیں اور اس کے بعد میں بھی اپنے پاس رکھ سکتے ہیں اس بات کی دستور میں اور نہ ہی روایات میں کوئی رکاوٹ ہے۔
جناب سپیکر: شکریہ! چیمہ صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ جی!

چوہدری محمد اعظم چیمہ : جناب والا آج کا دن ضمنی بجٹ کیلئے مقرر تھا۔ اور بجٹ کے دوران رولز ۱۰۷ کے مطابق اصولی طور پر اتنے مسئلے نہیں اٹھائے جاسکتے۔ ۱۰۷ ملاحظہ فرمائیں

107(1) The budget shall be presented to the Assembly on such day or days as the Governor may appoint.

اس میں جناب Preliminary Stage میں

"Minister" includes a Chief Minister.

میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ اسمبلی کا DECORU M قائم رکھنے کیلئے جب تک ہم نے نظم وضبط قائم نہ رکھا اور اپنے حوصلوں پر قابو نہ رکھا تو یہ معاملہ اچھا نہ بنے گا۔ میں جناب والا کی توجہ آرٹیکل ۱۳۱ کی طرف مبذول کراؤں گا۔ کہ وزیر اعلیٰ کے APPOINT ہو جانے کے بعد صوبے کی ساری POWERS اس میں VEST ہو جاتی ہیں اور جناب والا ۱۳۱ ملاحظہ فرمائیں۔

131. It shall be the duty of the Chief Minister -
(a) to communicate to the Governor all decisions of the cabinet relating to the administration of the affairs of the Province and proposals for legislation;

میں جناب والا کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کروا رہا ہوں کہ جب وزیر اعلیٰ PORTFOLIO تمام وزراء کو دیتے ہیں۔ جب گورنر نے بجٹ پیش کرنے کی تاریخ مقرر کر دی ہے رولز قانون اور آئین کے مطابق انہیں AUTHORISE کر دیا ہے تو وہ رولز، قانون کے مطابق بجٹ پیش کرتے ہیں۔ اور یہ اعتراضات اور Point of Order برائے پوائنٹ آف آرڈر ہیں لے Rule Out فرمایا جائے۔

جناب سپیکر : اچھا جناب میں یہ ساری باتیں سن چکا ہوں۔ تشریف رکھئے صاحب، تشریف رکھئے نواب زادہ صاحب۔ راہی صاحب تشریف رکھئے۔

چوہدری محمد ظہیر الدین : جناب والا میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ چیمہ صاحب سے پہلے میرے

ایک فاضل دوست آپ کی ASSISTANCE کے لئے ہوئے تھے ان کا تمام تر زور اپنی تقریر پر رہا میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ روایات رولز اور آئین کو RULE OVER نہیں کرتیں اس لئے جناب والا آپ رولنگ دیتے وقت اس بات کو مد نظر رکھئے گا کہ روایات کہیں رولز کو اور CONSTITUTION کو RULE OVER نہ کر جائیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے شکریہ!

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا مجھے اجازت ہے۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا اس تمام بحث میں آپ نے فرمایا ہے کہ آپ اس ہاؤس کو آئین، قانون اور روایات کے مطابق نبھائیں گے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ سپیکر کے CONDUCT کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱

جناب والا میرا دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ جہاں تک ان روایات کا تعلق ہے۔ ابھی آپ کے سامنے تاویلیں پیش کی گئیں ان تاویلوں میں کوئی قانونی جان نہیں۔ یہ آئینی جواز نہیں اس میں کوئی ایسی بات نہیں اس میں بڑا واضح طور پر لکھا ہے کہ:۔

لیکن یہاں پر فرمایا جاتا ہے کہ تمام اختیارات لائل پور کے گھنٹہ گھر کی طرح وزیر اعلیٰ میں VEST کر دئے ہیں۔ جدھر سے وہ آئین ادھر ہی وزارت پہلے ہی موجود ہوتی ہے۔ جناب والا ابھی تک آپ نے کوئی وزیر خزانہ مقرر نہیں کیا۔ گورنر کے حکم میں کہیں نہیں لکھا کہ وزیر اعلیٰ میزانیہ پیش کریں گے۔ اس لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ جب بھی آپ کوئی بات کرنے لگیں۔ آپ کی محبت بجا۔ آپ کی شفقت بجا اور یہ آپ کا میٹھا لہجہ بھی بہت اچھا جو آپ نے اپنایا ہوا ہے۔ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱ ✱

جناب سپیکر: آرڈر۔ آرڈر۔ آپ تشریف رکھئیے۔

جناب نذر حسین کیانی: آپ پہلے میری بات سن لیں اس کے بعد آپ بات کریں۔ جناب سپیکر سے مجھ کو بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر میرا مقصد خدانخواستہ ہرگز یہ نہیں جو میرے دوستوں نے سمجھا۔ ہماری صرف آپ سے گزارش یہ ہے کہ جب
آپ اس ہاوس کو CONDUCT کر رہے ہیں ایک طرف آپ یہ فرماتے ہیں کہ آپکی جماعت نے آپکو چنا ہے دوسری طرف آپ یہ فرماتے ہیں کہ آپ اس تمام ہاؤس کے سپیکر ہیں۔ جناب والا آپ کا یہ فرض بنتا ہے کہ جب آپ سپیکر بن گئے ہیں آپ ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کریں اور ہمارے ساتھ بھی وہی سلوک کریں۔ یہ نہیں کہ جب ہم بات کرنا چاہیں آپ کہیں بیٹھ جاؤ۔ جب وہ بات کرنا چاہیں تو انہیں بات کرنے دیں۔ ہم آپ کا احترام کرتے اور یقین دلاتے ہیں کہ اس ہاؤس کو CONDUCT کرنے کیلئے، اس کی کارروائی کو آگے بڑھانے کیلئے آئین اور قانون کے مطابق آپ سے تعاون کریں گے۔ لیکن جو بات بھی غیر قانونی ہوگی پاکستان پیپلز پارٹی کے اراکین اس کی مخالفت کریں گے۔

جناب سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیئے۔

جناب جاوید محمود گھمن: جناب والا میں ایک بات کرنی چاہتا ہوں۔ میں پیپلز پارٹی کا امیدوار ہوں اور میری سیٹ جمعیت العلما اسلام میں زبردستی ٹھوس دی گئی ہے۔ جناب والا یہ کیا مسئلہ ہے۔ میں نے اپنا ٹکٹ ہر چیز پیش کی ہے لیکن ریٹرننگ آفیسر نے مجھے زبردستی کتاب کا نشان دے دیا میں نے تو کتاب کا نشان مانگا ہی نہیں۔ زبردستی مجھے کتاب کا نشان ٹھونس دیا گیا ہے۔ اب جبکہ میں یہاں بیٹھنا نہیں چاہتا مجھے یہاں زبردستی بٹھا دیا گیا ہے۔ اس کا بھی فیصلہ کریں۔

(قطع کلامیاں)

آپ چپ رہیں۔ میں جناب سپیکر سے مخاطب ہوں۔ اگر کوئی جھگڑا کرنا ہے تو باہر آ کر جھگڑ لیں۔ میں جناب سپیکر سے مخاطب ہوں کسی اور معزز رکن سے مخاطب نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: آپ ایسے کیجئے آپ یہ بات اسمبلی سیکرٹریٹ کو لکھ کر دیجئے۔ ہم اسکو CONSIDER کریں گے۔

آپ تکلیف فرمالیا کیجئے ابھی چونکہ نیا نیا ہاؤس ہے۔ دوستوں سے تعارف نہیں۔ اگر آپ سب دوست بولنے سے پہلے اپنا نام لے لیں تو اس طرح ایک دوسرے کے ساتھ تعارف ہو جائے گا۔

جناب نذر حسین کیانی : آئندہ جناب والا احتیاط ہوگی

جناب سپیکر : راہی صاحب آپ تشریف رکھیئے۔ کیانی صاحب نے جو الفاظ سپیکر کے CONDUCT کے بارے میں کہے ہیں مین ان کو اس کارروائی سے EXPUNGE کرتا ہوں اور کیانی صاحب سے یہ کہتا ہوں کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب نذر حسین کیانی : جناب والا میرا مقصد قطعی طور پر آپ کی توہین کرنا نہیں تھا۔ اور نہ ہی چیئر کے CONDUCT کو QUESTION کرنا تھا۔ میں صرف ان واقعات کی روشنی میں جو آج اس ہاؤس میں پیش آئے میں نے اپنی رائے پیش کی۔ اگر اس سے آپ کی دل شکنی ہوئی ہے یا اس سے آپ کی توہین کا پہلو نکلتا ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر : آپ فرمائے۔ آپ اس پوائنٹ آف آرڈر پر آخری مقرر ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ : اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب والا آپ نے بڑے خوبصورت الفاظ میں بڑے موثر طریقے سے جو بات کی ہے میں آپ کے انداز گفتگو سے متاثر ہوا ہوں کہ آپ نے روایات۔ آئین کے متعلق بہت اچھی باتیں کی ہیں۔ ہم یہاں جو پیپلز پارٹی کے بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ہم آئین۔ قواعد و ضوابط اور روایات کے مطابق چلیں گے اور ہم آپ کا پورا احترام کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور آپ سے تعاون بھی کریں گے۔ لیکن اس سلسلے میں تھوڑی سی گزارش یہ ہے کہ یہ معاملہ قواعد و ضوابط کا تھا۔ یہ ایک قانونی معاملہ تھا۔ اس کے صفحہ ۲ پر جیسے حضور والا نے فرمایا وہاں منسٹر کی تعریف بھی لکھی ہوئی تھی اور قاعدہ ۱۰۸ بعد میں آتا ہے وہ صرف تعریف ہے۔ اس منسٹر کی تعریف کو آپ ساتھ ملا رول ۱۰۸ ساتھ ملا کر پڑھتے پھر روایات کو دیکھتے قواعد کو یہ مسئلہ جس کو STRESS کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کوئی تصور کر رہا ہے کہ اسکے یہ معنی بنتے ہیں اور کوئی سارے اختیارات وزیر اعلیٰ کو VEST کر رہا ہے۔ اگر سب اختیارات وزیر اعلیٰ

کے پاس ہیں تو پھر کابینہ کی ضرورت کیا ہے۔ حضور والا ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ اس مسئلے کو قواعد وضوابط اور روایات کے مطابق حل کریں اور بہتر یہ ہوگا کہ آپ کے بارے حزب اختلاف میں جو اذہان ہیں ہم سب کا تاثر جانبداری کا کسی فاضل رکن کے ذہن میں پیدا ہوا ہے اس کا ازالہ کرنے کے لئے بھی جناب سپیکر آپ کے پاس یہ بہترین موقع ہے۔ قواعد وضوابط ہمارے پاس ہیں آپ اس کے مطابق رولنگ دیں۔ آپ کا بھی نام بڑا ہوگا۔

جناب سپیکر: اب اس معاملے پہ کافی بحث و تمحیص ہو چکی ہے۔ آپ اس پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

آغا ریاض الاسلام: جناب والا میں اسکی مزید وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں رولز کے حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں؟

آغا ریاض الاسلام: جناب والا رولز کے حوالے اور روایتی انداز سے اس وقت تک گفتگو کو میں اپنے انداز میں سمیٹنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر خاص ہے کیا اس کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

آغا ریاض السلام: پوائنٹ آف آرڈر پر گفتگو کے سلسلے کو مزید آگے لے جانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: بہتر ہوگا آپ رولز کے حوالے سے میری راہنمائی اگر کر سکتے ہیں تو فرما دیجئے۔

آغا ریاض الاسلام: جناب والا چھوٹی سی بات ہے کہ اب تک جو باتیں ہم آج اس ایوان میں سن رہے ہیں رانا پھول محمد صاحب کے بقول طفل مکتب ہم لوگ نئے ضرور آئے ہیں لیکن چند چیزیں جو ہم ابھی تک دیکھ رہے ہیں اس تمام معاملے میں ہم نے دیکھا ہے اگر اس ہاؤس کے اندر بیٹھے ہوئے لوگ ایک نکتے کو سمجھنے کیلئے اس قدر پریشان ہوگئے تو میں یہ جاننا چاہوں گا کہ جس قانون کو ہم پاکستان کے عوام پر نافذ کرنا چاہتے ہیں ان ان پڑھ لوگوں کو ہم کس طرح سمجھائیں گے کہ جب یہاں ہمارے سمجھنے کیلئے یہ مسئلہ بنا ہے۔

جناب سپیکر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ پچھلی دفعہ جب اسمبلی ہوئی تو آپکو یاد ہوگا ہم نے گورنر آرڈر کے متعلق یہاں سے بائیکاٹ کیا۔ اور کہا کہ ہم گورنر کے آرڈر کو آئین کے خلاف سمجھتے ہیں۔ ابھی راہی صاحب نے ایک نکتہ اٹھایا تھا۔ آپ نے آئین کا سہارا لیتے ہوئے یہ کہا کہ آئین یہ کہتا ہے، جب کہ اس وقت قواعد کچھ کہہ رہے تھے کہ وہ صبح ساڑھے آٹھ

بجے کے ماسوا نہیں بلا سکتے۔ بات بہت چھوٹی سی ہے۔ اس وقت تک کابینہ نہیں بنی اور قواعد کے تحت جب تک کابینہ نہ ہو تو آپ کے وزیر خزانہ کے BEHALF پر یہاں کوئی فرد بجٹ پیش نہیں کر سکتا۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جب ایسی صورت حال ہے تو اس پر اتنی بڑی بحث کی گنجائش نہیں۔ جب ایک بات قواعد کے اور آئین کے تحت آپ کے سامنے واضح ہے تو آپ اس کو ختم کرنے کے بجائے اس کو مزید سہارا دیتے ہیں۔ ہمارے تین آدمی اٹھ کر بات کرتے ہیں تو آپ انہیں کہتے ہیں کہ بیٹھ جائیں۔ ابھی ہماری طرف سے کیانی صاحب کی بات پر ہمارے مخالف بنچوں سے پورا ہاؤس اٹھ کھڑا ہوا، آپ بڑے آرام سے اس منظر کو دیکھتے رہے۔ یہ رویہ اور یہ طریق کار ہے۔ اس تمام بحث کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ ایک غلط طریق کار کے تحت ایوان کو چلایا جا رہا ہے۔ جب کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس میں آپ کی پوزیشن بالکل صاف ہونی چاہیے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی عزت کریں اور ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ اس ایوان کا احترام قائم رہے۔ لیکن اس کے لیے ہمیں طریقہ کار بنانا پڑے گا، ہمیں ایک دوسرے کو سمجھنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ اگر ان بنچوں سے "شیم شیم" کے الفاظ آئے، تو آپ نے انہیں الفاظ واپس لینے کے لیے نہیں کہا۔ لیکن جب ہمارے بنچوں سے کسی رکن نے کوئی ایک بات ایسی کی تو آپ نے ان سے جب تک الفاظ واپس نہیں کرائے، آپنے اس وقت تک خاموشی اختیار نہیں کی۔ ہمارے بنچوں سے دو آدمیوں نے اب تک الفاظ واپس لیے ہیں۔ کیا "شیم" کے الفاظ اس ایوان کے احترام کے برابر تھے؟ آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اس وقت تک پنجاب میں کوئی بھی وزیر خزانہ نہیں بنایا گیا۔ لہذا قواعد یہ کہتے ہیں کہ اس کے BEHALF پر یہاں کوئی بھی بجٹ پیش نہیں کر سکتا۔ اس لیے یہ اجلاس ملتوی کیا جائے، جب تک کابینہ نہیں بنتی۔ اور نمبر دو یہ کہ انہوں نے ہمارے لیے "شیم، شیم" کے الفاظ استعمال کیے تھے۔ جناب سپیکر، ہم سمجھتے ہیں کہ حالات کو معمول پر لانے کے لیے ضروری ہے کہ آپ انہیں حکم دیں کہ وہ بھی اپنے الفاظ واپس لیں شکریہ جناب۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ کافی بحث ہو چکی ہے، اس لیے میں اس پر مزید بحث کی اجازت نہیں دیتا۔

رانا پھول محمد خان: نکتہ وضاحت۔ میں نے "طفل مکتب" تمام ارکان کو نہیں کہا۔ محبت کی وجہ سے، اور قواعد کی وجہ سے میں یہ کہہ رہا تھا۔ اگر فاضل اراکین کی دل آزادی ہوئی ہے تو

میں بڑے شوق اور عاجزی کے ساتھ اپنے وہ الفاظ واپس لیتا ہوں۔ ہم کسی بات پر بھی ہرگز ہرگز ضد نہیں کرتے۔ جہاں تک لفظ "شیم" کا تعلق ہے، وہ ہرگز کسی پر طنز نہیں۔ وہ تو ایک عام لفظ ہے۔ سب نے کہا ہوگا۔ آپ بھی کہتے رہتے ہیں۔ لیکن میں اپنے فاضل دوستوں کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ جہاں تک پوائنٹ آف آرڈر کا تعلق ہے، اس صوبے میں جو شخص وزیر خزانہ کے فرائض انجام دے رہا ہے، وہ وزیر خزانہ تصور ہوگا۔ آپ اس پر رولنگ دے دیجیے۔ اس پر لمبی چوڑی بحث کی ضرورت نہیں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیے۔ یہ بات آپ فرما چکے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا، آپ مجھے اجازت دیں۔ یہ معاملہ ختم ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: فضل حسین راہی صاحب آخری آدمی ہیں جو اس پر بات کریں گے۔

جناب فضل حسین راہی: شکریہ۔ جناب سپیکر، اس وقت معاملہ یہ درپیش ہے کہ جناب چیف منسٹر اس ایوان میں، اسمبلی کے فلور پر بطور چیف منسٹر وزیر خزانہ کے BEHALF پر بجٹ پیش کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اس معاملے میں آپ نے قواعد کو بھی دیکھ لیا ہے جو بڑے واضح ہیں۔ جب کسی کی تقرری کا نوٹیفکیشن بطور منسٹر نہیں ہوتا اور جب تک وہ حلف اپنے محکمے کو چلانے کے لیے نہیں اٹھاتا، اس وقت تک وہ منسٹر نہیں۔ جناب سپیکر، جناب چیف منسٹر نے وزیر خزانہ کا حلف نہیں اٹھایا۔ جناب چیف منسٹر نے، چیف منسٹر پنجاب کا حلف اٹھایا ہے۔ کوئی نوٹیفکیشن ایسی نہیں کہ جناب نواز شریف وزیر خزانہ ہیں۔

جناب سپیکر: یہ بات آپ پہلے کر چکے ہیں۔ یہ تکرار ہو رہی ہے۔

جناب فضل حسین راہی: یہ بات کب ہو چکی ہے؟ میں نے تو ابھی اس معاملے میں یہ پہلی بات کی ہے۔ میرا موقف یہ ہے کہ جب تک متعلقہ وزیر مقرر نہیں ہوتا، وہ حلف نہیں اٹھاتا، وہ وزیر نہیں۔ اگر اس فلور پر کسی کو بجٹ پیش کرنا ہے تو وہ وزیر خزانہ ہیں، یا ان کے BEHALF پر ان کی جگہ کام کرنے والا کوئی اور رکن ہے۔ وزیر اعلیٰ کبھی وزیر خزانہ کے BEHALF پر ان کے دفتر میں آ کر نہیں بیٹھتے۔ یا کسی اور کو مقرر کیا جاتا ہے کہ آپ میری طرف سے جواب دیں۔ میری درخواست ہے کہ آج اس ایوان کو آپ ملتوی کریں، آج رات کسی کو منسٹر مقرر کریں، اس سے حلف لیں۔ کل نئے وزیر خزانہ سے یہاں تقریر کروالیں، یا پھر رانا پھول خان صاحب کو یہ عہدہ دے کر انہیں کہیں کہ وہ یہاں آ جائیں۔

جناب سپیکر: اب میں اس پر رولنگ دیتا ہوں۔ قاعدہ ۱۰۸ میں ہے۔

108. The Budget shall be presented by the Finance Minister or a Minister acting on his behalf.

اور قواعد انضباط کار کے صفحہ ۲ پر ہے۔

"MINISTER" INCLUDES A CHIEF MINISTER

اب اس کی وضاحت "رولز آف بزنس، ۱۹۷۴ء" میں کر دی گئی ہے۔ موبل صاحب! آپ کے پاس یہ کتاب ہے؟ پنجاب گورنمنٹ کے رولز آف بزنس ۱۹۷۴ء میں آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی: یہ رولز آپ ہمیں ویسے بھی مہیا کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کو مہیا کر دیں گے۔

جناب فضل حسین راہی: بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: اس میں صفحہ ۳ پر رول ۴ یہ ہے:

A Chief Minister may assign a department or part of a department or parts of different departments or more than one department or one or more departments together with part or parts of other departments to a Minister.

Provided that a department or part of a department not so assigned shall be in the charge of the Chief Minister.

جناب محمد وصی ظفر صاحب: جناب سپیکر میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: میں دوبارہ پڑھتا ہوں موبل صاحب توجہ فرمائیں۔

The Chief Minister may assign a department or part of a department or parts of deifferent departments or more than one department or one or more departments together with part or parts of other departments to a Minister.

Provided that a department or part of a department not so assigned shall be in the charge of the Chief Minister. محکمہ خزانہ کا

Portfolio ابھی کسی کو نہیں دیا گیا لہذا وزیر اعلیٰ خود وزیر خزانہ کے طور پر کام کرتے ہوئے بجٹ پیش کریں گے۔ (شور) راہی صاحب تشریف رکھئے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا یہ اس صورت میں ہے جب کابینہ بن جائے۔

جناب سپیکر: راہی صاحب یہ شاہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ہے آپ تشریف رکھئے گا

میاں منظور احمد موہل: جناب والا میری یہ گزارش ہے وہ آپ نے بالکل درست کہا ہے۔ وہ اسی صورت میں ہے جب انہوں نے جزوی کابینہ بنائی ہو کچھ وزراء مقرر کر دیئے ہوں کچھ ابھی رہتے ہوں اسوقت فنانس انکے پاس سمجھا جائیگا اور اسکے لئے NOTIFICATION ضروری ہے۔

جناب سپیکر: اس کے لئے NOTIFICATION کی کوئی مثال یا کوئی قانون آپ کے پاس ہے۔ یا ایسا کسی رول میں دیا گیا ہو۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا بالکل ہے۔ اس سے جناب والا میں یہی گذارش کر رہا ہوں کہ وزیر اعلیٰ تو وہ بن گئے ہیں لیکن انہوں نے ابھی تک کوئی وزارت قائم نہیں کی ہے اسلئے وہ وزیر خزانہ نہیں ہو سکتے۔ جب تک کے NOTIFICATION نہیں ہو گی۔

میاں خالد لطیف کاردار:

I would respectfully submit that the rules which you have read out deal with administration. We are sitting in the Provincial Assembly. There is conflic between the rules of procedure and the rules of administration According to the interpretation of law rules of procedure prevail over the rules of administration.

جناب سپیکر: THERE IS NO CONFLICT

میں پوائینٹ آف آرڈر پر فیصلہ دے رہا ہوں

جناب جاوید محمود گھمن: جناب والا میں آپ ہی کے فیصلہ کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں دنیا کی کسی تاریخ میں برطانیہ سمت ایسی کوئی تاریخ نہیں ملتی جو اس طرح کی ہو۔

جناب سپیکر: میں نے قواعد کا حوالہ دیتے ہوئے اپنی RULING دے دی ہے۔ وزیر اعلیٰ نے اگر کوئی محکمہ کسی وزیر کو نہیں دیا اور کوئی PORT FOLIO کسی کو ASSIGN نہیں کیا تو وہ خود اس PORT FOLIO کے وزیر ہونگے چونکہ وزارت خزانہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کسی کو نہیں دی میرے فیصلے کے مطابق وزیر اعلیٰ خود وزیر خزانہ کی حیثیت سے بجٹ پیش کر رہے ہیں اور وہ بجٹ پیش کریں گے۔

رانا شوکت محمود: جناب سپیکر ہم نے آپ کی خدمت میں عرض کی تھی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب آپ اپنی سیٹ پر تشریف لے جائیں۔ آپ اپنی سیٹ پر نہیں۔

رانا شوکت محمود: جب آپ اس ایوان کو قانون، آئین، روایات کے مطابق غیر جانبداری سے چلائینگے۔ آپ ہمیں ہمیشہ اپنے ساتھ پائیں گے۔ لیکن جہاں پر کسی مرحلے پر بھی آپ قانون اور آئین کو پامال کریں گے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، یہ روایات ہیں کہ لیڈر آف دی ہاؤس جب بات کریں انکی بات میں مداخلت نہیں کی جاتی لیکن جب لیڈر آف دی اپوزیشن کی حیثیت سے جب کوئی بات کرے تو انکو بھی INTERRUPT نہیں کیا جاتا۔ یہ اس ہاؤس کی روایات ہیں۔ اسلئے میں رانا صاحب کو دعوت دے چکا ہوں کوئی صاحب انکو INTERRUPT نہ کریں۔

RANA SHAUKAT MAHMOOD Thank you, Mr. Speaker. They have to learn a lot and we intend to teach them how to behave in a democratic set up.

میں یہ عرض کر رہا تھا اور ہمارا یہ قول تھا کہ ہم آپ کے ساتھ اس مرحلے تک تعاون کریں گے جب تک اس ایوان کو روایات، قانون اور آئین کے مطابق چلایا جائے گا۔ آج یہاں بالتفصیل بحث ہوئی اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا نقطہ نظر صحیح تھا۔ ابھی تک کسی وزارت کی کوئی NOTIFICATION نہیں ہوئی حالانکہ پانچ چھ دن گذر چکے ہیں اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس

غیر قانونی غیر آئینی کارروائی کا حصہ نہیں بنیں گے میں اپنے سب دوستوں کے ساتھ واک آوٹ کرتا ہوں۔

سردار محمد عاشق گوپانگ: جناب سپیکر میں آپ کے توسط سے حزب اختلاف کے دوستوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ آئین، قانون اور اس اسمبلی کی روایات کے مطابق سپیکر اسمبلی کے حکم کی تعمیل کرنا حزب اختلاف اور حکومتی پارٹی دونوں کا فرض ہوتا ہے ایک طرف تو میرے دوست کہتے ہیں ہم روایات آئین اور قانون کی بات کرتے ہیں۔ دوسری طرف انکا رویہ انکے منفی ہے۔ جو اسمبلی کی روایات کا حصہ ہیں۔ سپیکر صاحب کے فیصلے کو تسلیم کرنا چاہئے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے دوست اپنی شکست کو تسلیم نہیں کر پائے اسلئے وہ بار بار اپنی شکست کا اظہار کرتے ہیں جناب سپیکر یہ جمہوریت کی روائیت ہے اور جمہوریت میں ہر دوست کو یہ تسلیم کر لینا چاہئے کہ ان کو شکست ہوئی ہے اور یہ بھی ان کو ہر لحاظ سے ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے کہ سپیکر جو رولنگ دے دیتے ہیں تو اس میں کسی قسم کے اعتراض کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

سردار نصر اللہ خان دریشک: جناب سپیکر نہایت دکھ کے ساتھ یہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ ہمارے حزب اختلاف کے بھائی کا رویہ نامناسب ہے اس دن بھی جب جناب چیف منسٹر نے ASCERTAINMENT OF THE CONFIDENCE OF THE HOUSE کا الیکشن ہوا تھا اس موقع پر بھی اسی ایوان میں لیڈر آف دی اپوزیشن نے فرمایا کہ یہاں غیر آئینی بات ہو رہی ہے اسلئے ہم واک آؤٹ کر رہے ہیں۔

جناب والا! صوبہ سرحد اور بلوچستان میں اس وقت SHOW OF HANDS کے ذریعے وزیر اعلیٰ منتخب ہو رہا ہے۔ جناب والا۔ آج بھی آپ نے انتہائی صبر اور تحمل سے ان کے دو پوائنٹ آف آرڈرز پر جناب لیڈر آف دی ہاؤس کو حکم دیا کہ آپ تشریف رکھیں۔ میں ۱۹۷۰ء سے اس اسمبلی کا رکن چلا آتا ہوں۔ کبھی بھی بلکہ شاذونادر ہی اس طریقے کا موقع آتا ہے کہ جب چیف منسٹر صاحب فلور آف دی ہاؤس پر کھڑے ہو جائیں اور ان کو یہ حکم دیا جائے کہ آپ تشریف رکھیں اور کسی دوسرے فاضل رکن کے پوائنٹ آف آرڈر پر فیصلہ کیا جائے۔ آپ نے بھی انتہائی صبر اور تحمل سے کام لیا ہے۔ ہمارے بعض حزب اقتدار کے دوستوں نے بھی نہایت صبر او تحمل سے کام لیا ہے۔ لیکن حزب اقتدار کے بھائیوں نے ایک طریقہ اپنایا

ہوا ہے کہ وہ یہاں اس ایوان میں بدمزگی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ابھی آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر فیصلہ نہیں دیا تھا کہ انہوں نے اپنی کاپیاں بستے سنبھالنے شروع کر دیئے۔ تو میں اپنے حزب اقتدار کے بھائیوں سے پر زور اپیل کرتا ہوں کہ وہ یہ رویہ اپنا کر کوئی جمہوری روایات کی پاسداری نہیں کر رہے ہیں۔ وہ اس ملک میں جمہوری روایت کو بہتر اور مضبوط بنانے کے لئے کوئی خدمت نہیں کر رہے ہیں اور یہ اس قسم کی چیزیں کر کے میں سمجھتا ہوں کہ ہم خود بھی یہ چاہتے ہیں کہ یہ ملک اور صوبہ آئین کے مطابق اور جمہوریت کے مطابق چلے اور اس قسم کی چیزیں کر کے میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنے لئے کوئی اچھا کام کر رہے ہیں۔ نہ پاکستان کے لئے کوئی اچھا کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ جی۔ ریاض فتیانہ صاحب!

جناب ریاض فتیانہ۔ جناب سپیکر! میں صرف دو باتیں کرنا چاہونگا کہ حزب اختلاف اور حزب اقتدار جمہوریت کی گاڑی کے دو پہیے ہیں اور انہیں ساتھ ساتھ چلنا چاہیے تاکہ اس ملک میں جہاں جمہوریت بہت عرصے کے بعد آئی ہے لیکن حزب اختلاف کے رویے کی بنا پر ہی ناکام ہو جاتی ہے۔ تو مجھے افسوس ہے کہ جب بھی کوئی اجلاس ہوتا ہے تو جمہوریت کا دوسرا پہیہ اکثر پنکچر ہو جاتا ہے ہاؤس میں آکر تو میں حزب اختلاف سے خاص طور پر یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنا رویہ پارلیمانی بنائیں۔ اور آج بھی آپ نے حزب اختلاف کے اراکین کو حزب اقتدار کی نسبت زیادہ بات کرنے کا موقع دیا۔ آپ کا رویہ تو ان کے ساتھ بہتر رہا۔ تو میں ان سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ ہر بار بائیکاٹ کرنے کی بجائے وہ حقائق کو FACE کریں اور اس کے ساتھ جمہوریت کو بحال اور برقرار رکھنے کے لئے اپنا رویہ بہتر بنائیں۔

جناب محمد نصیر خان۔ جناب والا آپ کی اجازت سے عرض کرتا ہوں کہ اگر آپنے سنا ہو تو لیڈر آف دی اپوزیشن نے کہا تھا

'They have to learn a lot and we will teach them'. We take exception to the remarks made by the Leader of Opposition. These are unclassed for remarks and, I think, he should withdraw these remarks.

ان سے پہلے پیپلز پارٹی کے ایک رکن نے کہا تھا کہ "ان پڑھ عوام کے سامنے یہ بات کرنی چاہیے۔۔۔" تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے عوام ان پڑھ نہیں ہیں۔ وہ پڑھے لکھے ہیں۔

اس لئے انہوں نے ہمیں منتخب کر کے یہاں پہنچایا ہے۔

جناب سپیکر۔ جناب چیف منسٹر ضمنی بجٹ پیش کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ (میاں محمد نواز شریف) بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب سپیکر"

میں آج مالی سال ۸۸-۱۹۸۷ء کا ضمنی بجٹ اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ یہ ضمنی بجٹ ان مطالبات زر پر مشتمل ہے جو مذکورہ مالی سال کے دوران اشد ضروری پائے گئے ہیں۔

یہاں میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ضمنی بجٹ ان اضافی اخراجات کے تخمینے پر مشتمل ہے۔ جو سالانہ بجٹ کے تخمینے سے زیادہ چاہیے ہوتے ہیں۔

آج کے ضمنی بجٹ کا مجموعی مطالبہ زر دو ارب اکتالیس کروڑ اکتالیس لاکھ ستانوے ہزار چھ سو ستر روپے (۲،۴۱،۴۱،۹۷،۶۷۰) ہے۔ تاہم اس رقم کی صحیح اہمیت اسی صورت میں محسوس ہو گی جب مالی سال کے دوران ہونے والی بچت کے بارے میں تذکرہ کیا جائے۔ مجھے اس معزز ایوان کو یہ بتاتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ ہمیں سال مذکور کے دوران ضمنی اخراجات کے لئے کل چار ارب اکہتر کروڑ دس لاکھ چھیالیس ہزار پانچ سو بیس (۴،۷۱،۱۰،۴۶۵۲۰) روپے کی ضرورت تھی۔ جبکہ ہم اس معزز ایوان کے سامنے صرف دو ارب اکتالیس کروڑ اکتالیس لاکھ ستانوے ہزار چھ سو ستر روپے (۲،۴۱،۴۱ب۹۷،۶۷۰) کے مطالبات زر پیش کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم نے دو ارب انتیس کروڑ اڑسٹھ لاکھ اڑتالیس ہزار آٹھ سو پچاس روپے (۲،۲۹،۶۸،۴۸،۸۵۰) کی رقم پہلے سے منظور شدہ اخراجات میں رہتے ہوئے پوری کی ہے۔

۲) آج کا ضمنی بجٹ اڑتیس (۳۸) مطالبات زر پر مشتمل ہے۔ دو ارب اکتالیس کروڑ اکتالیس لاکھ ستانوے ہزار چھ سو ستر روپے (۲،۴۱،۴۱،۹۷،۶۷۰) کے مجموعی مطالبہ زر میں سے تین کروڑ اکہتر لاکھ بہتر ہزار آٹھ سو تیس روپے (۳،۷۱،۷۲،۸۳۰) کی رقم غیر تصویبی اخراجات پر مشتمل ہے جبکہ سالانہ میزانیہ ۸۸-۱۹۸۷ء میں یہ رقم تیرہ ارب چوہتر کروڑ چون لاکھ سولہ ہزار (۱۳،۷۴،۵۴،۱۶،۰۰۰) روپے تھی۔

آئین کے مطابق غیر تصویبی اخراجات بنیادی طور پر ایسے اخراجات ہیں جن پر رائے

شماری نہیں کرائی جاتی۔ عدالت عالیہ کے جج صاحبان کی تنخواہیں۔ اسمبلی سیکرٹریٹ کے اخراجات۔ قرضہ کی ادائیگی، گورنر صاحب اور ان کے دفتر کے اخراجات وغیرہ وغیرہ اسی میں شامل ہیں۔

۳) علاوہ ازیں ان مطالبات زر میں سے بارہ (۱۲) محض علامتی (TOKEN DEMANDS) ہیں۔ اور یہ سالانہ بجٹ ۸۸-۱۹۸۷ء میں ہماری بجٹ کے ایک پہلو کو ظاہر کرتی ہیں۔ ان میں سے محض ایک کا تعلق غیر تصویبی اخراجات سے ہے۔ باقی تمام تصویبی (VOTED) کی مد میں آتے ہیں۔ ان مطالبات زر میں سے ہر ایک کی مالیت محض دس روپے ہے۔ اور یہ ان اخراجات سے متعلق ہیں جو پہلے سے منظور شدہ رقم یا گرانٹ سے ہی پورے کر لئے گئے ہیں۔ مطالبات زر میں شامل مدات کی تفصیلات ضمنی بجٹ کے گوشوارہ (SUPPLEMENTARY BUDGET STATEMENT) میں پیش کر دی گئی ہیں۔ یہاں صرف بڑے بڑے مطالبات زر کا مختصراً تذکرہ کروں گا۔

۴) سالانہ بجٹ میں ترقیاتی کاموں کے لئے گرانٹ نمبر چھتیس (۳۶) کے تحت تین ارب پچپن کروڑ اکسٹھ لاکھ پینسٹھ ہزار روپے (۳،۵۵،۶۱،۶۵،۰۰۰) مختص کئے گئے تھے۔ ضمنی بجٹ ۸۸-۱۹۸۷ء میں گرانٹ نمبر چھتیس (۳۶) کے تحت ترقیاتی کاموں کے لئے ایک ارب چھیالیس کروڑ، بہتر لاکھ چھہتر ہزار پانچ سو تیس روپے (۱،۴۶،۷۲،۷۴،۵۳۰) کی رقم درکار ہے۔ جس میں سے گرانٹ میں کی گئی بجٹ کے ایک ارب دس کروڑ سینتیس ہزار آٹھ سو روپے (۱،۱۰،۰۰،۳۷،۸۰۰) منہا کر کر چھتیس کروڑ بہتر لاکھ چھتیس ہزار سات سو تیس روپے (۳۶،۷۲،۳۶،۷۳۰) کا مطالبہ زر پیش خدمت ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل اخراجات شامل ہیں۔

(ا) پنجاب کی دیہی آبادی کے لئے سڑکوں سکولوں، کچی آبادیوں، نکاسی آب اور سٹیڈیم وغیرہ کی سکیموں کی تعمیر و ترقی کیلئے تیس کروڑ چھہتر لاکھ اکانوے ہزار روپے (۳۰،۷۶،۹۱،۰۰۰) دیہی ترقیاتی پروگرام (RURAL-DEVELOPMENT-PROGRAMME) کے تحت رکھے گئے ہیں۔

(ب) پنجاب کے دیہات کو پینے کا پانی بہم پہنچانے کے لئے رورل واٹر سپلائز سکیم

(RURAL WATER SUPPLIES SCHEME)

کے تحت چھپن کروڑ انسٹھ لاکھ پچاسی ہزار روپے

(ج) فیصل آباد۔ اور ملتان ڈیویلپمنٹ اتھارٹیز کی ترقیاتی سکیموں کے لئے بائیس کروڑ اٹھانوے لاکھ تراسی ہزار نو سو تیس روپے (۲۲،۹۸،۸۳،۹۳۰) ہے کی ضرورت ہے۔

(د) ممبران قومی اسمبلی اور سینیٹرز کے خصوصی ترقیاتی پروگرام

(SEANATORS SPECIAL DEVELOPMENT PROGRAMME)

کے تحت صحت، تعلیم، بجلی، پینے کا پانی اور نکاسی آب کی سکیموں وغیرہ وغیرہ کے لئے اٹھارہ کروڑ اکتیس لاکھ انیس ہزار چار سو چالیس روپے (۱۸،۳۱،۱۹،۴۴۰) مختص کئے گئے ہیں۔ تاہم یہ رقم اس مقصد کے لئے وصول شدہ فیڈرل گرانٹ سے فراہم کی جائے گی۔

(۵) اریگشن اینڈ لینڈ ریکلیمشن

(IRRIGATION & LAND RECLAMATION) کی

مد میں سالانہ بجٹ کے تحت ایک ارب سرسٹھ کروڑ پچاس لاکھ چھتر ہزار دو سو روپے (۱،۶۷،۵۰،۷۴،۲۰۰) رکھے گئے تھے۔ ضمنی بجٹ میں کل مطالبہ زر بیس کروڑ اٹھاسی لاکھ تیرہ ہزار آٹھ سو چالیس روپے (۲۰،۸۸،۱۳،۴۰) ہے۔ جس میں سے گرانٹ میں کی گئی بچت پانچ کروڑ سولہ لاکھ پچپن ہزار سات سو تیس روپے (۵،۱۶،۵۵،۷۳۰) کو منہا کر دیا جائے تو اصل

مطالبہ زر پندرہ کروڑ اکہتر لاکھ اٹھاون ہزار ایک سو دس روپے (۵۱،۷۱،۵۸،۱۱۰) پیش خدمت ہے۔

۶) تعلیم کے شعبہ میں کل پندرہ کروڑ بارہ لاکھ انتیس ہزار سات سو اسی روپے (۱۵،۱۲،۲۹،۷۸۰) مختص کئے گئے ہیں جس میں سے اگر سات لاکھ پینسٹھ ہزار دو سو اسی (۷،۶۵،۲۸۰) روپے کی بچت کو منہا کر دیا جائے تو اصل پندرہ کروڑ چار لاکھ چونسٹھ ہزار پانچ سو (۱۵،۰۴،۶۴،۵۰۰) روپے ہے۔ جب کہ سالانہ بجٹ میں اس مد میں پانچ ارب اٹھاون کروڑ اٹھہتر لاکھ روپے (۵،۵۸،۷۸،۰۰،۰۰۰) رکھے گئے۔

(ا) ان اخراجات میں لیکچررز (LECTURERS) کی تین سو نوے (۳۹۰) نئی اسامیاں شامل ہیں جس پر ایک کروڑ بتیس لاکھ ستائیس ہزار سات سو چالیس روپے (۱،۳۲،۲۷،۷۴۰) کے خرچ کا تخمینہ ہے۔

(ب) بچوں کے مڈل سکولوں کو میٹرک کا درجہ دینے پر پچھتر لاکھ سات سو نوے روپے (۷۵،۰۰،۷۹۰)

(ج) کھیلوں کے فروغ کے لئے پنجاب سپورٹس بورڈ (PUNJAB SPORTS BOARD) کو دی جانے والی اضافی رقم پچیس لاکھ روپے (۲۵،۰۰،۰۰۰) شامل ہے۔

۷) پیرانہ سالی کے وظائف اور پنشن (SUPERANNUATION & PENSION) کی مد میں سینتیس کروڑ انتالیس لاکھ اکتیس ہزار روپے (۳۷،۳۹،۳۱،۰۰۰) کا اضافی مطالبہ زر پیش خدمت ہے جب کہ اس مد میں سالانہ بجٹ میں نوے کروڑ باون لاکھ باون ہزار روپے (۹۰،۵۲،۵۲،۰۰۰) رکھے گئے یہاں تخمینے میں اضافے کی وجہ یکم جولائی ۱۹۸۷ء سے کنبہ و ملازمین کی پنشنوں میں اضافہ ہے۔

۸) قرضہ جات کی مد میں سالانہ میزانیہ ۸۸-۱۹۸۷ء میں تہتر کروڑ ترانوے لاکھ انسٹھ ہزار روپے (۷۳،۹۳،۵۹،۰۰۰) مختص کیے گئے تھے۔ جب کہ اس ضمنی بجٹ میں کل ضرورت پینتیس کروڑ اکتیس ہزار روپے (۳۵۰۰،۳۱،۰۰۰) کی ہے اس میں سے اگر گرانٹ میں کی گئی بچت یعنی چھ کروڑ چورانوے لاکھ بہتر ہزار روپے (۶،۹۴،۷۲،۰۰۰) کو منہا کر دیا جائے تو اصل مطالبہ زر اٹھائیس کروڑ پانچ لاکھ انسٹھ ہزار روپے (۲۸،۰۵،۵۹،۰۰۰) کا ہے جو پیش خدمت ہے۔

(ا) لیبر کالونیوں کی تعمیر و ترقی کے لئے چودہ کروڑ اڑتالیس لاکھ انسٹھ ہزار روپے (۱۴،۴۸،۵۹،۰۰۰) کی رقم درکار ہے۔

(ب) دربار داتا صاحب کی مسجد کے لئے سات کروڑ روپے (۷،۰۰،۰۰،۰۰۰)

(ج) کپاس کی فصل کو خرابی سے بچانے کے لئے ادویات اور سپریئرز (SPRAYERS) کی خریداری کے لئے محکمہ زراعت کو پانچ کروڑ روپے (۵،۰۰،۰۰،۰۰۰) اور

(د) واٹر سپلائی اور سیوریج کی سکیموں کے لئے ترقیاتی ادارہ لاہور (LDA) کی برانچ (WASA) کو ایک کروڑ اٹھائیس لاکھ روپے (۱،۲۸،۰۰،۰۰۰) یتیموں، بیواؤں اور ضرورت مندوں کے لئے فلیٹس/پلاٹس (FLATS PLOTS) کے واسطے ترقیاتی ادارہ ملتان (MDA) کو ستاون لاکھ ساٹھ ہزار روپے (۵۷،۶۰،۰۰۰) اور واٹر سپلائی سیوریج اور ڈرینج پراجیکٹ کیلئے ترقیاتی ادارہ فیصل آباد (FDA) کو تین کروڑ تیرہ لاکھ روپے (۳،۱۳،۰۰،۰۰۰) مختص کیے گئے ہیں۔

۹) متفرق اخراجات کی مد میں سالانہ بجٹ میں چھتیس کروڑ اٹھتر لاکھ ستاون ہزار ایک سو روپے (۳۶،۷۸،۵۷،۱۰۰) رکھے گئے تھے۔ جبکہ ضمنی بجٹ میں مطلوبہ رقم انچاس کروڑ نوے لاکھ انہتر ہزار چھ سو دس روپے (۴۹،۹۰،۶۹،۶۱۰) ہے۔ اس میں سے اگر ہم گرانٹ میں کی گئی بچت کو منہا کر دیں جو کہ ایک کروڑ روپے (۱،۰۰،۰۰،۰۰۰) ہے تو اصل مطالبہ زر اڑتالیس کروڑ نوے لاکھ انہتر ہزار چھ سو دس روپے (۴۸،۹۰،۶۹،۶۱۰) کا پیش خدمت ہے۔

(ا) اکتالیس کروڑ بیاسی لاکھ چھیانوے ہزار سات سو اسی روپے

(۴۱،۸۲،۹۶،۷۸۰) کی خطیر رقم مختلف محکمہ مثلاً ABAD لوکل گورنمنٹ اینڈ رورل ڈویلپمنٹ، سوشل ویلفیئر اینڈ زکواۃ ڈیپارٹمنٹ، بورڈ آف ریونیو، لاء اینڈ پارلیمنٹری آفیئرز ڈیپارٹمنٹ، سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ اور محکمہ تعلیم وغیرہ وغیرہ کے ذریعے فلاحی کاموں کے لئے دی گئی ہے۔ اس میں حادثات میں زخمی ہونے اور وفات پانے والوں کے لئے معاوضے مزاروں/مسجدوں/سکولوں کی تعمیر، بار ایسوسی ایشن جناح آبادیوں اور سماجی بہبود کے اوروں کے لئے امدادی رقوم GRANTS شامل ہیں۔ ان کی تفصیل ضمنی بجٹ میں درج ہے۔

(۱۰) انتظامی امور کے لئے سالانہ بجٹ کے لئے ترپن کروڑ پینتیس لاکھ انتیس ہزار روپے (۵۳،۳۵،۲۹،۰۰۰) رکھے گئے تھے۔ جبکہ اب ضمنی بجٹ میں مطلوبہ رقم دس کروڑ باسٹھ لاکھ ترپن ہزار پانچ سو ستر روپے (۱،۶۲،۵۳،۵۷۰) بنتی ہے۔ گرانٹ میں کی گئی بچت کو منہا کرنے سے جو کہ آٹھ لاکھ انانوے ہزار ایک سو ساٹھ روپے (۸،۸۹،۱۶۰) ہے اصل مطالبہ ترسٹھ کروڑ ترپن لاکھ چونسٹھ ہزار چار سو دس روپے (۶۳،۵۳،۶۴،۴۱۰) اس میں انسٹھ لاکھ پچھتر ہزار آٹھ سو روپے (۵۹،۷۵،۸۰۰) غیر تصویبی اخراجات کی مد میں آتے ہیں۔ یہ رقم سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ، کمشنر صاحبان، ضلعی انتظامیہ لوکل باڈیز الیکشن، چیف منسٹر سیکرٹریٹ وغیرہ وغیرہ کے لئے رکھی گئی۔

(۱۱) سالانہ بجٹ میں پولیس کے لئے ایک ارب ترپن کروڑ چھتر لاکھ سولہ ہزار چھ سو روپے (۱،۵۳،۷۴،۱۶،۶۰۰) رکھے گئے تھے۔ جب کہ اب اٹھارہ کروڑ پچھتر لاکھ اٹھاسی ہزار آٹھ سو تیس روپے (۱۸،۷۵،۸۸،۸۳۰) کی اضافی رقم مطلوب ہے۔ جو کہ مندرجہ ذیل ضروریات کے پیش نظر طلب کی جارہی ہے۔

(ا) تنخواہوں میں یکم جولائی ۱۹۸۷ء سے اضافے کموڈٹی اینڈ سروسز (COMMODITY SERVICES) مرمت اور دیکھ بھال کے لئے (MAINTENANCE REPAIR) چودہ کروڑ اکانوے لاکھ پچن ہزار ایک سو ساٹھ روپے (۱۴،۹۱،۵۵،۱۶۰)

(ب) لوکل گورنمنٹ کے انتخابات میں امن وامان قائم رکھنے کے لئے دو کروڑ چوالیس لاکھ نو سو ساٹھ روپے (۲،۴۴،۰۰،۹۶۰)

(ج) صوبے میں انسداد دہشت گردی کے لئے ادارہ انسداد دہشت گردی (ANTI TERRORISM ORGANIZATION) قائم کیا گیا ہے۔ جس کے لئے پینتالیس لاکھ ایک ہز

پانچ سو ساٹھ روپے (۴۵،۰۱،۵۶۰) کی ضرورت ہے اور

(د) بیس لاکھ روپے (۲۰،۰۰،۰۰۰) ایک سو باون (۱۵۲) وائرلیس سیٹوں WIRELESS SETS کی خریداری کے لئے مختص کیے گئے ہیں۔

جناب والا! آخر میں میں یہ عرض کرتا چلوں کہ ضمنی بجٹ میں پیش کردہ مطالبات زر صرف ان سکیموں اور خدمات کے لئے ہیں جو کہ اشد ضروری اور ناگزیر تھیں۔

جناب والا! اب میں مالی سال ۱۹۸۸-۸۹ء کا ضمنی بجٹ پیش کرتا ہوں۔

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل

سیکرٹری اسمبلی۔ معزز اراکین۔ ایک اعلان سماعت فرمائیں۔

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب ۱۹۷۳ء کے قاعدہ ۱۴ کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے رواں اجلاس کیلئے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

۱۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب (گجرات)

۲۔ جناب سعید احمد ظفر صاحب (شیخوپورہ)

۳۔ رانا شوکت محمود صاحب (شیخوپورہ)

۴۔ جناب محمد نسیم خان صاحب (میانوالی)

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کاروائی سات بجکر ۵۸ منٹ پر کل مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۸۹ء صبح دس بجے تک کیلئے ملتوی ہوئی۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

۸ دسمبر، ۱۹۸۸ء

(پنجشنبہ، ۲۷ ربیع الثانی، ۱۴۰۹ھ)

جلد ۳ شمارہ ۲

سرکاری رپورٹ

مندرجات

جمعرات ۸ دسمبر ۱۹۸۸ء

صفحہ نمبر

(I) تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ ---------- ۴۵

(II) وزیر اعلیٰ پر اعتماد کا اظہار ---------- ۵۵

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا دوسرا اجلاس

جمعرات ۸، دسمبر ۱۹۸۸ء

(پنجشنبہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح دس بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

پارہ ۵ س ۴ آیت ۱۳۵

ترجمہ:

اے ایمان والو! انصاف پر مضبوطی سے قائم رہنا اور اللہ کے واسطے سچی گواہی دینا خواہ وہ تمہارے اپنے ماں باپ یا رشتے داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو اللہ ان دونوں کا خیر خواہ ہے پس تم اپنی خواہش نفس کے پیچھے چل کر کہیں انصاف کو نہ چھوڑ دینا اگر تم گول مول شہادت دو گے یا سچی شہادت دینے سے پہلو تہی کرو گے کہ اللہ تمہارے تمام کاموں سے باخبر ہے وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر جناب والا، روزنامہ، "نوائے وقت" نے آج خبر دی ہے کہ پنجاب اسمبلی کے سپیکر، میاں منظور احمد وٹو نے آج اجلاس کے اختتام پر Speaker's Panel کا اعلان کیا ہے

جناب والا، قواعد یہ کہتے ہیں :

AT THE COMMENCEMENT OF EACH SESSION.

جناب والا نے تلاوت کلام پاک کے بعد ان کا اعلان کرنا تھا لیکن جب تک ہم یہاں رہے، آپ نے PANEL کا کوئی اعلان نہ کیا اور اخبار بھی لکھ رہا ہے کہ آپ نے اختتام پر اعلان کیا ہے جو کہ قواعد کی صریحاً خلاف ورزی ہے جناب والا اس پر فیصلہ دیں کہ کیا آپ نے اجلاس کے اختتام پر Speaker's Panel کا جو اعلان کیا ہے، آپ کا وہ فیصلہ صحیح ہے؟ کیونکہ قاعدہ نمبر ۱۴ بالکل واضح ہے :

AT THE COMMENCEMENT OF EACH SESSION.

جناب سپیکر : آپ درست فرما رہے ہیں کہ ہر اجلاس کے آغاز میں SPEAKER کو "PANEL OF THE CHAIRMAN" کا اعلان کرنا ہوتا ہے آپ کی بات درست ہے لیکن آپ کو علم ہے کہ آپ نے اجلاس کے آغاز ہی میں پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا اور پوائنٹ آف آرڈر پر ایک لمبی بحث ہو گئی اور بحث کے اختتام پر جب CHAIR نے رولنگ دی تو آپ واک آؤٹ کر کے چلے گئے اور اس کے بعد کارروائی شروع ہونے سے پہلے PANEL OF CHAIRMAN کا اعلان ہوا لہذا آپ کی بات بھی درست ہے اور یہاں PANEL OF CHAIRMAN کا جو اعلان کیا گیا، وہ بھی بروقت کیا گیا

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش پوائنٹ آف آرڈر : ہمارے جو سیاسی قیدی کل رہا کیے گئے ہیں، میں نے اس ضمن میں تہنیت کی ایک قرار داد بھیجی تھی وہ ایجنڈے میں شامل نہیں کی گئی وہ سیاسی قیدی جن کی وجہ سے آج اس ملک میں جمہوریت ہے

جناب سپیکر : آپ کا پوائنٹ آف آرڈر درست نہیں، کیونکہ آج وزیر اعلیٰ کے VOTE OF CONFIDENCE کا روز ہے لہذا ایوان میں کوئی اور قرار داد یا کوئی اور کارروائی نہیں ہو سکتی۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش : جناب والا یہ بہت ضروری اور اہمیت کی قرار داد ہے کیونکہ جمہوری

تاریخ میں اس قسم کا واقعہ آج تک نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جس روز وزیر اعلیٰ کا اعتماد کا ووٹ ہو اس روز قواعد و ضوابط کے مطابق کوئی دوسری کارروائی نہیں ہو سکتی آرڈر آرڈر آرڈر پلیز میں قواعد و ضوابط کے خلاف آپ کو قرار داد پیش کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا تھا اسلئے آج وہ پیش نہیں ہوئی تشریف رکھئے جس روز یہ قرار داد قواعد کے مطابق ہو گی اس دن ضرور کی جائیگی

جناب محمد وصی ظفر۔ جناب والا میری گزارش ہے کہ ہمیں جو پہلے ایجنڈا دیا گیا تھا اس میں جنرل بزنس تھا۔ یہ راتوں رات تبدیل کر کے VOTE OF CONFIDENCE OF CHIEF MINISTER ہو گیا۔ اسکی نہ تو ہمیں اطلاع دی گئی جیسے پہلے اجلاس کی بھی نہیں دی گئی تھی جب ہم صبح آئے تو ہمیں یہ کاغذات ملے کہ آج VOTE OF CONFIDENCE ہو گا۔ اس سے پہلے کا ترسیل شدہ ایجنڈے کیسے منسوخ ہوا اور یہ ترمیم شدہ ایجنڈا کیسے جاری ہوا یہ ہم جاننا چاہیں گے؟

جناب سپیکر: تشریف رکھئے کوئی ایجنڈ منسوخ نہیں ہوا ہمیں گورنمنٹ بزنس دیا گیا آج عام کارروائی کے لئے اجلاس ہو گا اور اسکے لئے محکمہ قانون حکومت پنجاب کی طرف سے میرے سیکرٹریٹ کو کل شام کے بعد یہ بزنس موصول ہوا کہ آج چیف منسٹر پر اعتماد کا اظہار ہو گا سیکرٹریٹ نے اس وقت اسکو طبع کیا اور آپ میں سے جو صاحبان جہاں جہاں بھی دستیاب تھے ہم نے انکو اسی جگہ بھیجنے کی کوشش کی چنانچہ میرے ذاتی علم میں ہے آپ میں سے کچھ معزز اراکین اسمبلی جس میں خاص طور حزب اختلاف کے لوگ شامل ہیں رات کو ان کے گھروں پر اسمبلی سیکرٹریٹ نے ایجنڈا بھجوایا ہے

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا ہمیں کوئی ایسا کاغذ نہیں ملا یہ وہ کاغذ ہے جس پر لکھا ہے کہ بجٹ اجلاس ۱۹۸۸ء کے پروگرام کا مجوزہ گوشوارہ

۷ دسمبر ۱۹۸۸ء ضمنی میزانیہ ۸۸-۱۹۸۷ء پیش کیا جائیگا

۸ دسمبر ۱۹۸۸ء عام کارروائی

۹-۱۰ دسمبر ۱۹۸۸ء۔ اجلاس نہیں ہو گا

۱۱-۱۵ دسمبر ۱۹۸۸ء ضمنی میزانیہ ۸۸-۱۹۸۷ء پر عام بحث

اس ایجنڈا پر کسی سیکرٹری کے دستخط نہیں یہ صرف CYCLOSTYLE کاغذ صرف صفدر علی شاہ سیکرٹری بغیر دستخطوں کے لکھا ہے ہوا ہے یہ قرار داد پیش کریں گے کہ یہ ایوان والا [illegible] بہشت وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے

جناب والا ہمارے گھر لاہور ہی میں ہیں اور کچھ ارکان پیپلز ہاؤس میں مقیم ہیں یہ ترمیم شدہ ایجنڈا کرکے کسی کو نہیں ملا آپ اسکے متعلق سیکرٹری صاحب سے استفسار فرمالیں کہ حزب اختلاف کے کن کن لوگوں کو ترمیم شدہ ایجنڈا مہیا کیا گیا اور یہ یکایک کارروائی کس لئے اور کس مقصد کے تحت تبدیل ہوئی ہے؟

جناب سپیکر

قواعد میں گنجائش موجود ہے کہ وزیر اعلیٰ پر اعتماد کے اظہار کے متعلق ایوان میں مختصر نوٹس پر اعلان بھی کیا جاسکتا ہے یہ جو آپ کو ایجنڈا بھجوایا گیا اس کے بغیر بھی آج صبح اس بارے میں ایوان میں اعلان ہو جانا بھی کافی تھا

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا میرا تو صرف اعتراض یہ ہے میں نے تو جناب کی بات سے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے آپ کہہ رہے ہیں کہ جس دن وزیر اعلیٰ پر اعتماد کا اظہار ہو اس دن اور کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: جی نہیں ہو سکتی

جناب محمد وصی ظفر: جبکہ پہلے بتایا گیا کہ اور کارروائی ہے اور کارروائی کا دن مخصوص ہے اسکو منسوخ کر کے آپ نے وزیر اعلیٰ پر اعتماد کا اظہار ایجنڈے میں رکھا ہے تو پھر آپ اور کارروائی کو بھی جاری رکھیں۔

جناب سپیکر

جی وہ جاری نہیں رہ سکتی کیونکہ یہ BUSINESS حکومت ہمیشہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو دیتی ہے اور جو بزنس گورنمنٹ دیتی ہے اسکو اسمبلی سیکرٹریٹ مرتب کر کے اور چھاپ کر تمام معزز اراکین اسمبلی کو بھیج دیا جاتا ہے اسلئے آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر میرا فیصلہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پر اعتماد جس روز ہو گا اس روز قواعد و ضوابط کے مطابق کوئی اور کارروائی نہیں ہو سکتی لہٰذا آج صرف وزیر اعلیٰ پر اعتماد کا اظہار ہو گا آج کوئی اور کارروائی نہیں ہو سکتی۔

جناب محمد جاوید گھمن: پوائنٹ آف آرڈر قواعد انضباط کار کے مطابق وزیر اعلیٰ پر اعتماد کا ووٹ اسکا ہیڈنگ ہے اس میں لکھا ہوا ہے

"جب اعتماد کا ووٹ مانگا جائے وزیر اعلیٰ کی جانب سے دستخط شدہ ایک بیان بھی شامل ہو گا"

لیکن انکا بیان ہمارے پاس اس قرارداد پر نہیں پہنچا کہ وہ پیش کئے جانے پر رضامند ہیں ۔

جناب سپیکر: وہ رضامند ہیں ۔

جناب محمد جاوید گھمن: جناب آپ اسکو پڑھیں تو سہی ۔

جناب سپیکر۔ میرے بھائی آپ بات کو سمجھنے کی کوشش کیجیے جن معزز اراکین نے یہ ریزولیشن پیش کیا ہے اس پر اعتماد کے اظہار کے لئے وزیر اعلیٰ کی مرضی ہونی ضروری ہے۔ یہی آپ فرما رہے ہیں

جناب محمد جاوید گھمن: جناب والا میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ ہمیں بھی پتہ ہونا چاہئے یہ تمام چیز پوشیدہ طور پر نہیں ہو جانی چاہئے وہ ایوان کے سامنے آجانی چاہئے ۔

جناب سپیکر: قواعد کے مطابق ھاؤس کے سامنے آنا ضروری نہیں ۔

جناب محمد جاوید گھمن: آپ اسکو پڑھیں تو سہی یہ اردو ایڈیشن کا صفحہ ۱۴ ہے یہ آرٹیکل نمبر ۲ ہے اسکا الف ہے اس میں لکھا ہے

"وزیر اعلےٰ کی جانب سے دستخط شدہ ایک بیان بھی شامل ہو گا" کہ وہ رضامند ہے ۔

جناب سپیکر: حضور وہی تو میں عرض کر رہا ہوں قرارداد کا اصل متن اور وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے بیان اسمبلی سیکرٹریٹ کو پہنچ چکا ہے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر DISPOSE OF ہو چکا ہے اب نوابزادہ صاحب اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں نوابزادہ صاحب

نواب زادہ غضنفر علی گل: میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہم ابھی ایک جمہوری عمل سے منتخب ہو کر آئے ہیں اب یہ مارشل لاء کا دور نہیں ہے آپ نے فرمایا ہے کہ محکمہ قانون بھیجتا ہے ARE WE BEING REMOTELY CONTROLLED. یہ ہمارا ایوان میں استحقاق نہیں کہ ہم اپنے معاملات آپ نمٹائیں

جناب سپیکر: حضور پہلے آپ بات کو سمجھیں پھر اس پر بحث کریں

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر میں بات سمجھ کر ہی کر رہا ہوں

Kindly let me elaborate my point of order. If you

will interrrupt me then I will not be able to elaborate my point of order.

اور جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں آپ کو اسکا علم نہیں ہو سکتا
کیونکہ آجکل الہامات نہیں ہوتے THIS IS TWENTIETH CENTURY میرا کہنے کا
مطلب ہے کہ ایجنڈے کے اندر عام کارروائی اور آج مخصوص کارروائی ابھی لاء ڈیپارٹمنٹ
کی طرف سے حکم آجائے کہ آج خاص کارروائی بھی نہیں ہوگی

Sir, we have entered into a democratic phase after eleven years. Are we still being remotely controlled. You are incharge of the House and youare in the driving seat I would request you kindly to see that we are not remotely controlled. Only robots are controlled remotely. We are members of the Provincial Assembly and, Mr. Speaker, you as custodian of the House have to see that we are governed Constitutionally.

اب وہ دن گئے کہ یہ آئین کچھ صفحوں کی کتاب ہے اسکو پھینک دیا ہم نے اس آئین کو بنانے
کے لئے بھی خون دیا اور اس آئین کی بحالی کے لئے بھی ۔

Democracy has been restored after eleven years' concerted struggle. If, today, the Law Department of the Government of Punjab wants to control us remotely, I would humbly submit that we are not going to allow them to control us remotely because we are not robots. We are members of this House and have constitutional rights.

ریٹائرڈ (کرنل) جناب محمد یامین: جناب والا! ایک چھوٹی سی گزارش کسی شاعر کی زبان میں
اپنے ان بھائیوں سے ان کے طرز استدلال اور قواعد وضوابط کی توضیح اور تصریح سے متاثر ہو کر
آپکے توسط سے ان تک پہنچانا چاہتا ہوں----------

جناب سپیکر: جی ارشاد فرمائیے

ریٹائرڈ (کرنل) جناب محمد یامین: جناب والا داغ کا ایک بڑا شعر ہے

نہیں کھیل ہے داغ یاروں سے کہہ دو
کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے ---

بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ: جناب والا میں کچھ گزارش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ میں نوابزادہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر فیصلہ دے لوں آپ ذرا تشریف رکھیے گا شاہ صاحب! تشریف رکھیئے

نوبزادہ صاحب! اس میں کارروائی کے لئے سرکاری دن مخصوص ہوتے ہیں Govt Business Conduct کرنے کے لئے گونمنٹ کا یہ PRIVILEGE ہے اور قواعد وضوابط اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ جو بزنس وہ ھاؤس میں لانا چاہتے ہیں، لائیں اور وہ بزنس لاء ڈیپارٹمینٹ کے ذریعے ہی ایوان میں پیش ہوتا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ لاء ڈیپارٹمنٹ اسمبلی سیکرٹریٹ کو GOVERN کر رہا ہے بلکہ قواعد وضوابط کے مطابق لاء ڈیپارٹمینٹ وہ بزنس حکومت کے BEHALF پر INITIATE کرتا ہے اسی طریقے سے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر معزز اراکین میں اپوزیشن کے معزز اراکین بھی شامل ہیں وہ اپنی طرف سے BUSSINESS دے سکتے ہیں ریزولوشن دے سکتے ہیں اور بھی بے شمار معاملات قواعد وضوابط کے مطابق ھاؤس میں دے سکتے ہیں اور اسمبلی سیکرٹریٹ نے رولز کے مطابق گورنمنٹ بزنس کو بھی ENTERTAIN کرنا ہے اور پرائیویٹ ممبرز کے بزنس کو بھی ENTERTAIN کرنا ہے

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا گورنمنٹ کسے کہتے ہیں اسے DEFINE کر دیں؟

جناب سپیکر: میں DEFINE کرونگا آپ تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آج کی کارروائی سے پہلے آپ کتنے پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا چاہتے ہیں؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! جتنے آپ سن سکیں گے۔

جناب سپیکر: تو میں کہتا ہوں کہ یہ آخری پوائنٹ آف آرڈر ہے آپ فرمائیے

سید ناظم حسین شاہ : جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ OF CONFIDENCE VOTE کے متعلق MANDATORY ہے کہ

".....shall contain a statement signed by the Chief Minister that he has consented to move the Resolution."

جناب والا! یہ MANDATORY ہے یہ DISCRETION نہیں اس میں کوئی CHOICE نہیں تو میرا کہنے کا مطلب اور گزارش ہے کہ جب انہوں نے دستخط کئے ہیں تو ہمیں بھی ایک کاپی ملنی چاہیے بلکہ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ جیسے اس اجلاس کو عجلت میں بلایا گیا ہے کہ ادھر بیٹھے ہوئے حزب اقتدار کے لوگوں کو تو ڈی سی صاحب نے وقت پر اطلاع فراہم کی مگر ہم نے صرف ٹی وی پر سنا اور دوسرے دن اخبار میں بھی پڑھا ہم بھی دور دراز کے علاقوں میں رہتے ہیں طریقہ کار سب کے لئے یکساں ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہی ہے کہ یہ SHALL جو ہے یہ MANDATORY ہے اس میں DISCRETION نہیں جیسے آپ نے فرمایا کہ انہوں نے دستخط کر دئے ہیں لہذا ہمیں بھی وہ کاپی ملنی چاہیے۔

جناب سپیکر : اس میں کوئی شک و شبہ ہے؟ جس رول کا آپ حوالہ دے رہے ہیں بلاشبہ MANDATORY ہے اور اس پر میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس پر دستخط کئے ہیں جو میں نے خود دیکھے ہیں اسمبلی سیکرٹریٹ میں وہ آچکے ہیں آپ کو اگر اس کی کاپی چاہیے تو اس کی کاپی کروا کر ابھی ہم آپ کو دے دیتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا! یہ ہر ممبر کا بنیادی حق ہے کہ اس کو جو بھی اسمبلی کی کارروائی ہو وہ اسے سیشن سے پہلے ملنی چاہیے۔

جناب سپیکر : یہ بات ممکن نہیں ہو گی اس لئے کہ ہمارے سیکرٹریٹ میں اتنے DOCUMENTS آتے ہیں کہ ان تمام DOCUMENTS کی کاپیاں معزز اراکین کو مہیا نہیں کی جا سکتیں جو اس میں اہم کاپیاں آپ کو مہیا کرنے کی ہوتی ہیں وہ ہم مہیا کر دیتے ہیں اور جو آپ کی طرف سے DEMAND ہو وہ اسمبلی سیکرٹریٹ اس وقت مہیا کر دیتا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کرونگا کہ آپ یہ کونسے رول کا حوالہ دے رہے ہیں۔ کہ جس وقت ہمیں کاپی مہیا نہ کی جائے۔ آپ کسی رول کا حوالہ دینا پسند فرمائیں گے؟ کس رول میں یہ DISCRETION ہے۔ آپ کو یا چیف منسٹر صاحب کو کہ وہ جب چاہیں اسمبلی کی کارروائی تبدیل کر سکیں اور ہمیں اس کی کاپی بھی مہیا نہ کی جائے۔

جناب سپیکر: نہیں حضور۔ یہ بات نہیں۔ بات یہ ہے کہ جو آپ فرما رہے ہیں کہ آپ کو جناب وزیر اعلیٰ کی سٹیٹمنٹ کی کاپی مہیا نہیں کی گئی جو انہوں نے Vote of Confidence پر اپنی طرف سے دستخط کئے ہیں۔ آپ اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات فرما رہے ہیں اور میں نے آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ فیصلہ دے دیا ہے ..... (اس مرحلہ پر سردار زادہ سید ظفر عباس صاحب اور ایک اور معزز رکن اپنی سیٹوں پر کھڑے ہوئے)

سردار زادہ صاحب! تشریف رکھیئے۔ آپ بھی تشریف رکھیئے۔ میں یہ DECLARE کر چکا ہوں کہ یہ شاہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر اس کارروائی کا آخری پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ اور میں کسی اور پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں دونگا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: How can you disallow?

جناب سپیکر: Yes, Sir, I can.

آپ تشریف رکھیئے۔ (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں۔ مجھے شاہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر اپنی بات مکمل کرنے دی جائے۔ (قطع کلامی) آپ تشریف رکھیں تو اس بارے میں میری رولنگ یہ ہے کہ تمام DOCUMENTS جو اسمبلی سیکرٹریٹ میں آتے ہیں وہ ہم اپنے تجربے کی بنا پر عرض کر رہے ہیں کہ ان تمام DOCUMENTS کی کاپیاں تمام اراکین اسمبلی کو مہیا نہیں کی جا سکتیں۔ جن DOCUMENTS کی کاپی کی آپ کو ضرورت ہو میرا سیکرٹریٹ آپ کے DISPOSAL پر ہے۔ آپ کی سروس پر ہے۔ آپ جس وقت چاہیں وہ لے سکتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا یہ جو discretionary power آپ استعمال کر رہے ہیں اس کے لئے کوئی رول کا حوالہ فرما دیں کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارا ذاتی حق ہے کہ جب اسمبلی کا اجلاس ہوگا.....

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس پر میں اپنا فیصلہ دے چکا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا۔ آپ اس سلسلے میں رول بتادیں۔

جناب سپیکر: جی میں اس پر فیصلہ دے چکا ہوں۔ اور سپیکر کے فیصلے کو، سپیکر کی رولنگ کو آپ چیلنج نہیں کر سکتے۔ آپ کو چیلنج نہ کرنا چاہیے اور نہ آپ کر سکتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا۔ میں اپنے آپ کو سمجھانے کے لئے صرف یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کونسے رول کے تحت یہ discretionary power استعمال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی میں عرض کر دونگا۔ آپ میرے پاس تشریف لے آئیے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! آپ رول تو بتادیں۔

جناب سپیکر: حضور! میری یہ ذمہ داری ہے کہ میں ہاؤس کا وقت ضائع ہونے سے بھی بچاؤں اس لئے آپ میرے پاس تشریف لے آئیے میں آپ کو عرض کر دونگا۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق ہے۔

جناب سپیکر: جی تحریک استحقاق آج پیش نہیں ہو سکتی۔ (قطع کلامی) مجھے افسوس ہے کہ رولز کے مطابق تحریک استحقاق کو آج پیش نہیں کیا جاسکتا۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا۔ ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر: حضور! استحقاق آج مجروح ہوا ہے۔ بے شک ابھی ہوا ہے اس کو قواعد و ضوابط کے مطابق ENTERTAIN نہیں کیا جاسکتا۔ I am sorry

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا۔ پھر ہم کدھر جائینگے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب! ازراہ کرم تشریف رکھیں۔ میں اس پر اپنا فیصلہ دے چکا ہوں کہ شاہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کے بعد کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔ (قطع کلامی)

I disallow it I simply disallow it Sir. I have disallowed it Sir.

یہ ہمارے پاس سردار نصر اللہ دریشک صاحب اور چودھری محمد اقبال صاحب کی طرف سے ریزولوشن آیا ہے۔ جو ریزولوشن پیش کیا گیا ہے اس میں ایک صاحب کی طرف سے پیش

کیا گیا ریزولوشن سب کی طرف سے تصور ہو گا لہذا سردار نصر اللہ خاں دریشک ریزولوشن پیش کریں۔ (قطع کلامیاں)

ملک شاہ محمد محسن: جناب والا۔ میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ..... (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نہیں میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامی) میں یہ فلور سردار نصر اللہ خاں دریشک کو دے چکا ہوں۔ آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

وزیر اعلیٰ پر اعتماد کا اظہار

سردار نصر اللہ خاں دریشک: جناب والا۔ میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان میاں نواز شریف صاحب پر بحیثیت وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔"

جناب سپیکر: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان میاں نواز شریف صاحب پر بحیثیت وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔"

(قرار داد پر رائے شماری کی گئی)۔

جناب سپیکر: اب اس قرار داد پر رائے شماری کے نتیجے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس قرار داد کے حق میں ۱۴۷ ووٹ ہیں اور اس کے خلاف ۷۳ ووٹ ہیں۔ (قرار داد منظور کی گئی)

میں اس ہاؤس کو ADJOURN کرنے سے پہلے ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ذرا سنیے۔ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) میری بات ذرا توجہ سے سنیے گا۔ میں لیڈر آف دی اپوزیشن سے اور لیڈر آف دی ہاؤس سے مخاطب ہوں کہ طریقہ کار یہ رہا ہے کہ بجٹ اجلاس کے آغاز میں ہی بجٹ جن مراحل سے گذرنا ہے اس کو طے کر دیا جاتا ہے۔ سپیکر کے پاس بیٹھ کر اپوزیشن کے رہنما اور حزب اقتدار کے رہنما اس PROCESS کو، اس شیڈول کو، اس بزنس کو DISCUSS کرتے ہیں اور دونوں فریقین کی سہولت کے مطابق سپیکر اس بزنس کا شیڈول مرتب کر دیتا ہے۔ میں یہاں یہی کہنا چاہتا تھا۔ آگے بجٹ آنے والا ہے اس پر بحث ہو گی۔ میں لیڈر آف دی اپوزیشن اور لیڈر آف دی ہاؤس کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ دونوں صاحبان براہ مہربانی میرے چیمبر میں تشریف لائیں تاکہ بجٹ کے بارے میں جملہ معاملات اور طریقہ کار کو ہم بیٹھ کر طے کر لیں۔

جناب محمد وصی ظفر: اور وہ رولز کے مطابق ہوگا.....

جناب سپیکر: اور وہ رولز کے مطابق ہوگا۔ یہ بھی رولز اور روایات کے مطابق ہے ہم اپنی روایات کو نبھانا چاہتے ہیں تو میں یہ ان دونوں صاحبان سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ میرے چیمبر میں ابھی اجلاس کے خاتمے پر پانچ منٹ کے لئے تشریف لائیں تاکہ ہم اس بات کو طے کر لیں اور اس کے ساتھ ہی اجلاس جمعہ اور ہفتہ ..... (قطع کلامیاں) میری بات سن لیں ذرا۔ میری بات سنیئے۔ راٹھی صاحب ذرا بات سنیئے۔ آپ بات تو سنیں۔ ہمارا طریقہ کار یہ رہا ہے کہ ہم جمعہ اور ہفتہ کو عام طور پر OFF DAYS قرار دیتے ہیں تاکہ معزز اراکین اپنے اپنے گھروں کو جا سکیں اور اتوار کے روز ہم شام کو اجلاس کیا کرتے ہیں تاکہ اتوار کے دن کو بھی آپ اپنے حلقے کے معاملات کے لئے استعمال کر سکیں اور اتوار کو آپ شام تک آرام سے یہاں پہنچ جائیں اس لئے میں آج بھی اس اجلاس کو ADJOURN کرنے سے پہلے آپ کے نوٹس میں یہ بات لا رہا ہوں۔ میرے خیال میں اس سے آپ کے لئے سہولت پیدا ہوگی اور میں اس اجلاس کو اتوار ساڑھے پانچ بجے شام تک کے لئے ADJOURN کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۸۸ء بروز اتوار ساڑھے پانچ بجے شام تک ملتوی کی گئی)۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

اتوار 11 دسمبر 1988ء

(یک شنبہ 30 ربیع الثانی 1409ھ)

جلد III -- شمارہ 3

سرکاری رپورٹ

مندرجات

اتوار 11 دسمبر 1988ء

(جلد III بشمول شمارہ جات 1 تا 17)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اُس کا اُردو ترجمہ ---------- 57

قرارداد ---------- 59

صدر پاکستان کے عہد کے انتخابات کے لئے نشست کا انعقاد ---------- 69

ضمنی میزانیہ برائے سال 89-1988ء پر بحث ---------- 73

صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیسرا اجلاس

اتوار ۱۱ دسمبر ۱۹۸۸ء

(یکم شعبان ۱۴۰۹ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ۵:۳۰ بجے شام منعقد ہوا جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

ترجمہ:

مومنو خدا سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان ہی مرنا اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا اور خدا کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے تو خدا نے تم کو اس سے بچا لیا اس طرح خدا تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی لوگ ہیں جو نجات پانیوالے ہیں۔

آیت: ۱۰۲ تا ۱۰۴ پارہ ۴ سورۃ آل عمران

وما علینا الا البلاغ

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر! میری ایک التجا ہے جو کہ رولز کے خلاف ہے لیکن جناب والا کو اختیار ہے ہمارے لئے اس صوبے میں ایسی مشکلات پیدا ہو گئیں ہیں اور لوگ ہمیں لعن طعن کر رہے ہیں کیونکہ مرکزی حکومت نے پنجاب کے لئے گرانٹ میں ایک ارب روپیہ کی کمی کر دی ہے اس طرح پنجاب کی ساڑھے باسٹھ فیصد آبادی کو نظر انداز کر دیا ہے جب ہم لوگوں کے پاس ووٹ کے حصول کے لئے جائیں گے تو وہ ہماری طرف تھوکیں گے اس صورت حال سے بچنے کے لئے اگر آپ میری قرارداد TABLE MOTION کی اجازت بخش دیں۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا آپ میری گذارش سن لیں کہ میری گذارش کیا ہے؟ اگر آپ قواعد معطل کر کے TABLE MOTION کی اجازت دینا مناسب سمجھیں وہ لوگ جو آج پنجاب کے حقوق غصب کرا کر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ عوام کو جا کر منہ تو نہ دکھا سکیں گے ہم پنجاب کے عوام کے حقوق کی حفاظت کے لئے آئے ہیں۔

(حزب اختلاف کے تمام ممبران نے کھڑے ہو کر شور کیا)

جناب سپیکر۔ آرڈر آرڈر پلیز۔ (شور)

نواب زادہ غضنفر علی گل۔ جناب سپیکر ابھی تو ۲۵ فیصد وزارت بنی ہے آپ ابھی سے گھبرا گئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب آپ تشریف رکھئے رانا صاحب اگر آپ کوئی Table Motion پیش کرنا چاہتے ہیں تو آپ لکھ کر دیں اس پر ہم فیصلہ کریں گے کہ ایوان آپ کو Table Motion پیش کرنے کی اجازت دیتا ہے یا نہیں؟ آپ تشریف رکھیں تشریف رکھیں۔

جناب سپیکر۔ یہ ایک اعلان ہے اسے آپ سماعت فرمائیے گا کل مورخہ ۱۲-۱۲-۸۸ کو صبح دس بجے اسمبلی کی پہلی نشست ہو گی جس میں اراکین صدر پاکستان کے عہدہ کے انتخاب کے لئے اپنا حق رائے دہی استعمال کریں گے کل کی اس نشست کے پریذائڈنگ آفیسر لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس جناب اے ایس سلام ہونگے انتخاب کے طریقہ کار اور دیگر انتظامات کا اعلان پریذائڈنگ آفیسر نشست کے آغاز پر کریں گے دوسری باقاعدہ نشست ساڑھے پانچ بجے شام منعقد ہو گی جو پروگرام کے مطابق پہلے ہی ضمنی میزانیہ برائے سال ۸۸-۱۹۸۷ء پر عام بحث کے لئے مختص ہے۔

قرارداد

وزیر قانون (سردار نصر اللہ خاں دریشک) جناب والا میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جی ارشاد فرمائیے۔

وزیر قانون (سردار نصر اللہ خاں دریشک) اس ایوان کی رائے ہے کہ "صدر پاکستان عہدہ کے انتخاب کے لئے مورخہ ۱۲-۱۲-۸۸ کو صبح دس بجے ایوان کی ایک نشست کا انعقاد کیا جائے"۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! سردار صاحب! ذرا سنیئے۔

WILL YOU PLEASE TAKE YOUR SEAT? I HAVE ALREADY GIVEN THE FLOOR TO MR. NASRULLAH DRESHAK.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: I HAVE RAISED A POINT OF ORDER. IT MEANS THAT YOU STOP THE ENTIRE PROCEEDINGS. POINT OF ORDER TAKES PRECEDENCE OVER ALL PROCEEDINGS.

جناب سپیکر۔ میں نے ان کو بات کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: SIR, POINT OF ORDER IS A POINT OF ORDER. YOU ARE THE CUSTODIAN OF THIS HOUSE. YOU REFERRED TO CERTAIN RULES. PLEASE LOOK------

میاں منظور احمد موھل جناب والا ہمارا پوائنٹ آف آرڈر تو سن لیں۔

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: PLEASE LOOK INTO THESE RULES. YOU SHOULD STOP ALL THE PROCEEDINGS WHEN A POINT OF ORDER IS RAISED.

MR SPEAKER: BUT SIR, WHO IS TO DECIDE A POINT OF ORDER. I HAVE TO DECIDE A POINT OF ORDER. SIR, YOU HAVE TO DECIDE A POINT OF ORDER.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: NO SIR, YOU HAVE TO DECIDE A POINT OF ORDER.

MR SPEAKER: I HAVE TO DECIDE A POINT OF ORDER.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: SIR, I HAVE RAISED A POINT OF ORDER AND FIRST YOU HAVE LISTEN TO MY POINT OF ORDER AND THEN SAY THAT IT IS NOT A POINT OF ORDER. IT IS MY PRIVILEGE TO RAISE POINT OF ORDER.

جناب سپیکر: آپ سب نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی ہے؟

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: I HAVE ARISEN ON A POINT OF ORDER. YOU HAVE TO LISTEN TO MY POINT OF ORDER. IT IS MY PRIVILEGE TO RAISE A POINT OF ORDER.

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیئے (قطع کلامیاں) حضور تشریف رکھیئے (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیئے گا۔

MR SPEAKER: I HAVE RULED OUT.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: YOU ARE OBLIGED TO LISTEN TO MY POINT OF ORDER. YOU CAN RULE IT OUT.

SYED NAZIM HUSSAIN SHAH : PLEASE GIVE HIM TIME TO EXPLAIN WITHOUT LISTENING TO HIS POINT OF ORDER YOU JUST RULED IT OUT.

THE HONOURABLE MEMBER WANTS TO SPEAK ON IT. YOU SHOULD HEAR WHAT HE HAS TO SAY.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: I HAVE YET TO RAISE CERTAIN POINTS AND THIS IS MY PRIVILAGE UNDER THE RULES OF PROCEDURE.

MR SPEAKER: I WOULD LIKE TO KNOW.....

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: UNDER THE CONSTITUTION YOU HAVE TAKEN OATH AND YOU PLEDGE ALLEGIANCE TO THE CONSTITUTION AND NOT TO THE GOVERNMENT MEMBERS. I HAVE ARISEN ON A POINT OF ORDER. YOU CANNOT RULE OUT OF ORDER WITHOUT HEARING IT. YOU ARE RULING ME OUT OF ORDER. IT IS VERY STRANGE. IN THE HOUSE MINISTERS AND MEMBERS ARE EQUAL. THEY ARE EQUAL IN THE EYES OF THE SPEAKER YOUR EYES CATCH ONLY THE MINISTERS AND NOT THE MEMBERS.

MR SPEAKER: I WOULD LIKE TO LISTEN TO MR. FAZAL HUSSAIN RAHI.

NAWABZADA GHAZANFAR ALI GUL: NO. SIR, IT IS A POINT OF ORDER AND YOU HAVE TO LISTEN TO OUR POINT OF ORDER. (INTERRUPTIONS)

SIR, VERY MISTERIOUS THING GOING ON HERE IN THIS HOUSE. YOU SHOULD LISTEN TO MY POINT OF ORDER.

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے پوائنٹ آف آرڈر سنیں اس کے بعد جو بھی آپ فیصلہ کریں ٹھیک ہے ہم رولز کے تحت بول رہے ہیں

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں گے؟ (قطع کلامیاں) شاہ صاحب آپنے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے؟

سید ناظم حسین شاہ: جی ہاں

جناب سپیکر: آپ کس بات پر بول رہے ہیں؟ آپ تشریف رکھیں (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں جی فضل حسین راہی صاحب بات کرنا چاہیں گے (قطع کلامیاں)

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میں اس کو (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: بات یہ ہے کہ نوابزادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیے

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! آپ کی نظر کرم ہوتی تو نظر آتی ہے

جناب سپیکر: بات یہ ہے کہ سردار نصر اللہ خاں دریشک یہ قرارداد MOVE کرنا چاہتے ہیں جو مجھے انہوں نے پیش کی ہے اور پیش کرنے کے بعد میں نے ان کو اجازت دی ہے کہ کل صدر پاکستان کے انتخاب کے لئے یہ CONSTITUTIONAL اور LEGAL REQUIREMENT ہے کہ یہ ہاؤس اجازت دے کہ کل یہ ہاؤس صدر پاکستان کے انتخاب کے لئے استعمال میں لایا جائے۔ میں نے اس سے پہلے یہ اعلان پڑھ دیا ہے کہ کل دس بجے کی نشست صدر پاکستان کے انتخاب کے سلسلے میں ہوگی۔ جس کو جناب چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ PRESIDE کریں گے۔ یہ اعلان میں نے پڑھ دیا۔ اب اس کے بعد سردار نصر اللہ خاں دریشک نے ایک قرارداد پیش کی ہے۔ یہ LEGAL REQUIREMRNT ہے کہ ہاؤس میں کسی قسم کی کارروائی اسمبلی کے اجلاس کے علاوہ نہیں ہو سکتی جب تک کہ معزز ایوان اس کی اجازت نہ دے۔ وزیر قانون کو ریزولوشن پڑھنے کی میں نے اجازت دی ہے۔ اب اس میں جھگڑے والی کونسی بات پیدا ہو گئی ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اس پر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا۔ اس پر میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمائیے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ کے اعلان کے بعد

The first thing to be taken up are the privilege motions, and after you have taken up a privilege motion only then you can ask any member to put forth a resolution or any other proceedings you think fit.

آوازیں: اردو۔ اردو۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: ٹھیک ہے جی میں اردو میں تقریر کرتا ہوں۔ میں عربی بھی بول سکتا ہوں۔ میں فارسی بھی بول سکتا ہوں۔ میں پنجابی بھی بول سکتا ہوں۔ میں پانچ چھ زبانیں بول سکتا ہوں۔ جناب سپیکر! اس کے لئے تو محنت کرنی پڑتی ہے زبانیں انتخاب سے نہیں آتیں۔ یا ان بنچوں پر بیٹھنے سے زبانیں نہیں آتیں۔

Sir, I seek your protection from the treasury benches.

جناب سپیکر: آپ فرمائیے۔ کیا ارشاد ہے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! مجھے کوئی فرمانے دے تو میں فرماؤں۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا! ہاؤس کے رولز یہ ہیں۔

When any one catches the eyes of the Speaker. Sir, youreyes only are caught by the treasury benches.

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا۔ میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ تلاوت کلام پاک کے بعد سب سے پہلے تحاریک استحقاق کو لیا جاتا ہے اور اس کے بعد اگر آپ کسی کارروائی کو مناسب سمجھیں تو لی جاتی ہے۔ یہ میری آپ سے گزارش ہے کہ تلاوت کلام پاک ہو چکی آپ کا اعلان ہو چکا آپ کچھ اور بھی فرما چکے آپ کی آنکھ میں جناب نصر اللہ دریشک بھی آ چکے اب میری گزارش ہے کہ میری تحریک استحقاق کو پہلے لیجیئے۔

جناب جاوید محمود گھمن: جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوسکتا۔ جی آپ تشریف رکھیئے۔ میں پہلے نوابزادہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر DISPOSE OF کرونگا پھر میں آپ کو اجازت دونگا۔

تو اس میں نوابزادہ صاحب آپ کے خیال میں کہ یہ ترتیب کہ تلاوت کلام پاک کے بعد سب سے پہلے تحریک استحقاق ہوگی یہ درست ہے۔
نوابزادہ غضنفر علی گل: جی یہ قوانین کے مطابق ہے۔
جناب سپیکر: جی یہ درست ہے۔ کہ سب سے پہلے تحاریک استحقاق کو لیا جائیگا۔
نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر۔ یہ رولز تو آپ کو ہمیں بتانے چاہئیں۔
جناب سپیکر: جی ہاں۔

نوابزادہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر RELEVANT ہے اور ان کی تحریک استحقاق کو باقی تمام کارروائی پر فوقیت حاصل ہے تو میں سردار نصر اللہ خان صاحب سے میں کہونگا کہ پہلے تحریک استحقاق کو ایوان میں لیا جائیگا اس کے بعد وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔
جناب جاوید محمود گھمن: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا تلاوت قرآن پاک کے بعد جب اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی تو میرے ایک معزز ممبر اس بنچ سے اٹھے ساری کارروائی کو بند کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں ایک غیر قانونی بات کرونگا اور آپ میری غیر قانونی بات سنیں۔ تو جناب والا اس سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے کہ ایک ممبر ایوان میں اٹھ کر یہ کہے کہ میں ایک غیر قانونی بات کرنا چاہتا ہوں آپ اس کا فیصلہ کریں۔
جناب سپیکر: جی نوابزادہ صاحب آپ کونسی تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتے ہیں؟
الحاج رانا پھول محمد خان: جناب والا۔ آپ ان کو سمجھائیں کیونکہ وہ میری عمر میں ہیں شاید ان کو بھی مطالعہ ہوگیا ہو۔
جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب آپ کی تحریک استحقاق ہے؟
نوابزادہ غضنفر علی گل: جی جناب والا۔ کیا مجھے اسے پیش کرنے کی اجازت ہے؟
جناب سپیکر: اب آپ کی کونسی تحریک استحقاق ہے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا۔ ایک تو کچھ ممبران کو مخصوص مقامات پر لے جانے کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: اس پر تو پہلے فیصلہ ہو چکا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: کیا ارشاد فرمایا جناب والا؟

جناب سپیکر: اس پر پہلے فیصلہ ہو چکا ہے۔ اسلئے اسے اب TAKE UP نہیں کیا جا سکتا۔ اس پر پہلے رولنگ آ چکی ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا۔ میں اس پر کوئی خطرناک بات نہیں کہنا چاہتا۔

جناب سپیکر: آج میں اسے DIS ALLOW کرتا ہوں اس پر پہلے رولنگ آ چکی ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس تحریک استحقاق سے آپ کیلئے مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں تو میں دوسری تحریک استحقاق دے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں نوابزادہ صاحب آپ کیوں ایسی بات کرتے ہیں۔ اس پر فیصلہ ہو چکا ہے اس پر رولنگ آ چکی ہے اس کو میں DIS ALLOW کرتا ہوں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: تو پھر جناب والا میری دوسری تحریک استحقاق لے لیں۔

جناب سپیکر: آپ کی دوسری تحریک استحقاق اسمبلی سیکرٹریٹ کے بارے میں ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا۔ یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے بارے میں نہیں بلکہ محکمہ قانون کے بارے میں ہے، جس نے ہمارے اجلاس کو UPSET کیا ہے اور اسکو REMOTELY کنٹرول کرنے کی کوشش کی ہے۔

جناب سپیکر: چونکہ یہ تحریک استحقاق آپ نے پہلی دفعہ پیش کی ہے یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے بارے میں ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا۔ میں اسمبلی کے متعلق عرض نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: میرے بھائی۔ کیا یہ تحریک استحقاق نمبر ۲ نہیں ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جی ہاں۔ یہ اسمبلی کے متعلق نہیں ہے یہ اسمبلی سٹاف کے متعلق نہیں یہ اسمبلی کی میٹنگ کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: اگر آپ اسے پڑھیں گے تو آپ کو محسوس ہوگا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا۔ یہ میں نے خود لکھی ہے یہ میں نے لکھوائی نہیں۔

جناب سپیکر: تو یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے بارے میں ہے۔
نوابزادہ غضنفر علی گل: نہیں جناب والا۔ اصل میں کچھ لوگوں کی لکھی ہوئی چیزیں وہی سمجھ سکتے ہیں۔ اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ سیکرٹری صاحب کے متعلق نہیں آپ میری عرض سن کر بیشک اسے RULE OUT کر دیں۔ کیونکہ ہم تو آپ کے سامنے RULE OUT ہونے کیلئے آئے ہیں۔
جناب سپیکر: میں آپ کو اسے پڑھنے کی اجازت دے دونگا۔ لیکن اس سے پہلے یہ عرض کرتا ہوں کہ میں نے اسے پڑھا ہے کہ NORMAL پریکٹس یہ رہی ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے بارے میں تحریک استحقاق اس ایوان میں پیش نہیں ہو سکتی۔
نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا۔ یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے بارے میں نہیں یہی تو میں عرض کرتا ہوں۔
جناب سپیکر: آپ اسے پڑھیئے۔
نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا۔ میں نے عرض کیا ہے کہ اخبارات میں آیا تھا کہ ۸ تاریخ کو اجلاس ہو رہا ہے۔ اخبار والوں کو پتہ نہیں کہ یہ اندر کی باتیں کہاں سے پتہ چل جاتی ہیں۔ انہوں نے اس پر لکھا کہ باخبر ذرائع سے ہمیں معلوم ہوا ہے اور دوسرے روز ایک اور اخبار میں آ گیا کہ یہ اجلاس آٹھ بجے منعقد ہو رہا ہے۔ سردار حسن اختر موکل صاحب میرے دوست ہیں۔ میں نے ان کے گھر فون کیا تو پتہ چلا کہ جمعہ تک تو اجلاس نہیں ہو سکتا کیونکہ سردار صاحب گھر تشریف رکھتے ہیں۔
جناب سپیکر: آپ پہلے اس تحریک استحقاق کو پڑھیئے۔
نوابزادہ غضنفر علی گل: جی میں پڑھتا ہوں۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے۔۔۔۔۔۔۔
کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب تحاریک استحقاق کا جو طریق کار قواعد انضباط کار میں دیا ہوا ہے اس کے مطابق جب آپ اس کی اجازت دیتے ہیں تو پہلے وہ اپنی تحریک استحقاق کو پڑھتے ہیں اس کے بعد اگر وہ کوئی SHORT STATEMENT دینا چاہیں تو وہ دے سکتے ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ انہوں نے جو یہ تحریک استحقاق دی ہوئی ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی آپ درست فرما رہے ہیں۔ میں نے نوابزادہ صاحب کو کہہ دیا ہے کہ وہ پہلے اس کو پڑھیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا۔ اگر آپ اسے کل تک ملتوی کر دیں تو مناسب رہیگا۔

جناب سپیکر: کیا آپ اسے ملتوی کروانا چاہتے ہیں؟

نوابزادہ غضنفر علی گل: ٹھیک ہے میں اسے ملتوی کرتا ہوں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: جناب والا۔ گزشتہ اجلاس میں میں نے قرارداد تہنیت پیش کرنے کیلئے سیکرٹری صاحب کو بھیجی تھی تو آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ قرارداد اگلے اجلاس میں پیش کر دیجیئے گا تو اگر آپ کی اجازت ہو تو میں یہ قرارداد پیش کر دوں؟

جناب سپیکر: کیا آپ قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: جی ہاں۔

جناب سپیکر: کیا آپ نے اس کی کاپی دی ہے۔؟

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: جی۔ اس کی کاپی میں نے بھیجی تھی۔

جناب سپیکر: میں اسے چیک کرتا ہوں۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ اسے Out of Turn آج پیش کیا جائے؟

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: جی ہاں۔ پچھلے اجلاس میں آپ نے فرمایا تھا کہ آئندہ اجلاس میں اسے پیش کر دیجیئے گا۔

جناب سپیکر: یہ قراردادیں NORMALLY غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے دن پیش ہوتی ہیں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: جناب یہ قرارداد تہنیت ہے اور یہ وزیر اعظم کو مبارکباد کے بارے میں ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر: کیا یہ کوئی قرارداد ہے؟

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: جی ہاں۔

جناب سپیکر: آپ مجھے اس کی نقل بھیجیں۔ میں اس پر اپنا فیصلہ دیتا ہوں کہ میں آپ کو اس کے پڑھنے کی اجازت دیتا ہوں یا نہیں۔۔۔۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: ابھی دے دوں؟

جناب سپیکر: جی آپ اس کی کاپی مجھے بھجوادیں۔
ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: بہتر جناب۔۔۔۔۔
جناب سپیکر: جی آپ نے اس کا پرسوں نوٹس دیا ہے۔ اس کو ہم EXAMINE کر رہے ہیں۔
ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: سر اس میں EXAMINE کرنے والی ایسی کونسی بات ہے؟
جناب سپیکر: جی EXAMINE کرنے والی بات یہ ہے کہ جو قراردادیں ہمارے پاس آتی ہیں اس کو اسمبلی سیکرٹریٹ پہلے EXAMINE کرتا ہے اور پھر اس کی قرعہ اندازی ہوتی ہیں تب اس کے ذریعے جو قرارداد اس معیار پر آتی ہے اس پر اسمبلی سیکرٹریٹ فہرست تیار کرتا ہے اور غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے دن پر ٹیک اپ ہوتی ہے۔ تمام قراردادوں کے متعلق ایک ہی طریقہ کار ہے۔
ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: شکریہ جی۔۔۔۔

صدر پاکستان کے عہدہ کے انتخاب کے لئے نشست کا انعقاد

جناب سپیکر: جی سردار نصر اللہ خان دریشک صاحب۔۔۔۔۔
سردار نصر اللہ خان دریشک: جناب والا میں یہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ

"صدر پاکستان کے عہدہ کے انتخاب کے لئے مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۸۸ء کو صبح ۱۰ بجے ایوان کی ایک نشست کا انعقاد کیا جائے جس میں اراکین صدر پاکستان کے انتخاب کے لئے اپنا حق رائے دہی استعمال کریں گے۔ متذکرہ نشست کے پریذائیڈنگ آفیسر لاہور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس، جناب جسٹس ایس اے سلام ہوں گے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ۔۔۔۔۔

"صدر پاکستان کے عہدہ کے انتخاب کے لئے مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۸۸ء کو صبح ۱۰ بجے ایوان کی ایک نشست کا انعقاد کیا جائے جس میں اراکین صدر پاکستان کے انتخاب کے لئے اپنا حق رائے دہی استعمال کریں گے متذکرہ نشست کے پریذائیڈنگ آفیسر لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس، جناب جسٹس ایس اے سلام ہوں گے۔

(قرارداد باتفاق رائے منظور کی گئی)

جناب فضل حسین راہی: اے قرارداد تے منظور اے، پر جسٹس صاحب داناں وی درست کر لین۔ اوناں داناں جناب جسٹس اے ایس سلام اے۔۔۔۔

جناب سپیکر: میں راہی صاحب کے یہ الفاظ کارروائی سے EXPUNGE کرتا ہوں۔

ڈاکٹر شیلابی چارلس: جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ جب کوئی ممبر بول رہا ہو تو اردو میں بولتے بولتے وہ انگلش میں جب بولنا چاہتا ہے تو اس کو قواعد کے مطابق آپ کی اجازت لینی چاہیئے لیکن ہو یہ رہا ہے کہ جب ایک ممبر اردو میں بات کر رہا ہے تو وہ بغیر آپ کی اجازت کے انگلش میں بات کرنی شروع کر دیتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے اور پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ سپیکر نے دینی ہے اور کسی معزز رکن نے نہیں دینی یہ پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے اور اس ایوان میں رولز کے مطابق گفتگو کا ذریعہ اردو زبان ہے اور اس کے علاوہ کس بھی اور زبان میں گفتگو، پنجابی میں، انگریزی میں، سرائیکی میں تو وہ سپیکر کی اجازت سے ہو سکتی ہے اس لئے اس بارے میں یہ پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے اور اس بارے میں آئندہ احتیاط برتی جائے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر میرا خیال ہے کہ اب آپ کارروائی کو جاری کریں۔۔۔۔

جناب جاوید علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر پر ارشاد فرمائیے۔۔۔۔

جناب جاوید علی شاہ: جناب سپیکر محترمہ ہمیں درس دے رہی ہیں کہ جس زبان میں بات کی جائے وہ ایک زبان پکڑی جائے مگر یہ اردو میں انگلش کہہ رہی ہیں جبکہ اردو میں انگریزی کہنا چاہیئے۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد طارق انیس: پوائنٹ آف آرڈر سر۔۔۔ سر میں آپ کی اجازت سے یہ پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کی کچھ روایات ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب کوئی فاضل رکن اسمبلی پوائنٹ آف آرڈر پیش کرتا ہے تو اس ایوان میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس پوائنٹ آف آرڈر کی حمایت میں پانچ دس معزز ممبر حزب اختلاف کے بنچوں سے کھڑے ہو کر شور مچاتے ہیں تو جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف سے جو کہ روایات کو بڑی اچھی طرح جانتے ہیں، سمجھتے ہیں ان سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ جب ایک فاضل رکن اپنا پوائنٹ آف آرڈر پیش کرتا ہے تو باقی حضرات اس کو خاموش سے

سنیں اگر انہوں نے اپنا کوئی پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنا ہے تو وہ اپنی باری پر بات کریں یہ نہیں کہ بیک وقت دس آدمی بات کرتے ہیں اور یہ سمجھ ہی نہیں آتی کہ پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

سید عاشق حسین دیوان: جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہی نہیں

جناب سپیکر: وہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا۔

سید عاشق حسین دیوان: خاموش نیم رضا ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: خاموش کا مطلب یہ ہے کہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا۔

جناب محمد طارق انیس: میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن بنچوں پر بیٹھنے والے ہمارے دوستوں میں اتنا حوصلہ بھی ہونا چاہیے کہ وہ اپنے دوست کی بات سنیں تو اس پر جناب رولنگ دیں کہ آئندہ سے جو بھی فاضل رکن بات کرے وہ ایک وقت میں ایک بات کرے۔

جناب سپیکر: میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو درست سمجھتا ہوں آپ نے بڑی RELEVANT بات کی ہے یہ طریق کار کے بارے میں بات ہے (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز آرڈر پلیز TAKE YOUR SEAT تشریف رکھیے تشریف رکھیے یہ پوائنٹ آف آرڈر طریق کار کے بارے میں ہے اور یہ جائز ہے جس وقت ایک صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرتے ہیں تو دوسرے صاحبان کو اس کی حمایت میں یا اس کی مخالف میں کھڑے ہونے کی زحمت نہیں کرنی چاہیئے۔

وہ صاحب اپنا پوائنٹ آف آرڈر پیش کریں اور CHAIR سے RULING لیں اور اس کے بعد اور کوئی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں لیکن پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں، میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر کو ایسے استعمال میں نہ لایا جائے کہ جیسے JUST A MINUTE کہتے ہیں کہ ہر بات کو روک دیا جائے ہر کارروائی کو روک دیا جائے پوائنٹ آف آرڈر جو ہے وہ POINT OF DISTURBENCE کسی کی طرف سے بھی نہیں ہونا چاہیئے طریق کار سے متعلق قواعد اور آئین کے احکامات کے بارے میں کسی وقت بھی کسی معزز رکن کا یہ استحقاق ہے کہ وہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھا کر سکتا ہے لیکن اس کا استعمال صحیح ہونا چاہیئے۔

جناب نذر حسین کیانی: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب سپیکر: جی ارشاد فرمائیے ۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب سپیکر! ابھی آپ کے سامنے گفتگو ہوئی اور فرمایا گیا کہ پوائنٹ آف آرڈر پر اردو میں بات کی جائے جناب والا پوائنٹ آف آرڈر خود انگریزی کا لفظ ہے آپ پہلے ان کو درست کریں جب آپ ہاؤس کی کارروائی چلانا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے ہمیں نکتہ، امر یا کوئی جملہ دیجیے یا اس کے متبادل الفاظ دیجیے ہم شروع کرتے ہیں انگریزی سے، بات آپ اردو میں کرانا چاہتے ہیں اور میری گزارش یہ ہے کہ پہلے آپ ان چیزوں کو ٹھیک کرائیں اس کے بعد ممبران کو روکیں تو مناسب ہوگا ۔

جناب سپیکر: یہ درست ہے لیکن اس پر آپ میں سے اگر کوئی صاحب انگریزی میں بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ CHAIR سے اجازت لے لیں میں اجازت دے دونگا اس میں کوئی ایسی بات نہیں ۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب والا پوائنٹ آف آرڈر کا ترجمہ نہیں ہو سکتا اور تمام باتوں کا اگر ہو سکتا ہے ۔

جناب سپیکر: یہ ہم کوشش کریں گے ۔

جناب فضل حسین راھی: پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: فضل حسین راھی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں ۔

جناب فضل حسین راھی: جناب والا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج ضمنی بجٹ پر بحث ہوئی ہے اور تمام ممبران کی خواہش ہے کہ یہ تقاریر بھی کر سکیں تو اس لئے جو بھی وقت ضائع ہو رہا ہے یہ ممبران کا اپنا وقت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو فضول بحث میں ایسی باتوں میں نہیں الجھانا چاہیئے ضائع نہیں کرنا چاہیئے اور دوسری یہ ہے کہ میرا POINT OF INFORMATION ہے لیکن رولنگ اگر آپ بعد میں بھی دینا چاہیں تو مجھے اس پر اعتراض نہیں اس کو آپ سن لیں اور اس کے مطابق اس کو جب بھی آپ DISPOSE OF کرنا چاہیں کر دیں ۔

جناب سپیکر: جی فرمائیں ۔

جناب فضل حسین راھی: جناب سپیکر میرا POINT OF INFORMATION یہ ہے کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب میں سے کسی ایک قاعدہ کو تبدیل کروانے کے لئے ہمیں قواعد یہ نہیں اجازت دیتے ہیں کہ ہم کوئی طریقہ کار اختیار کر سکیں تو یہ پورے رولز ہیں اور ان میں

سے اگر کوئی بھی ایک رول جس کو ہم تبدیل کرنا یا ترمیم کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ہمیں کیا طریقہ کار اختیار کرنا ہوگا جناب سپیکر یہ آپ نے ہمیں بتانا ہے ابھی بتانا چاہیں یا بعد میں بتانا چاہیں یہ آپ کی صوابدید پر ہے۔

جناب سپیکر: جی شکریہ اس بارے میں، میں آپ کو بتاؤں گا تو اب میزانیہ پر بحث شروع کر لیں۔

رانا پھول محمد خان، نکتہ وضاحت۔

جناب سپیکر: جی ارشاد فرمائیے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا، ایک فاضل رکن نے ہمیں ابھی کہا کہ انگریزی کا لفظ ہے پوائنٹ آف آرڈر--- دراصل بات یہ ہوگی کہ انگریزی اردو اور پنجابی نے مل کر---- جب انگریز نئے نئے آئے وہ سودا لینے کے لئے بازار جاتے تو انہیں پریشانی ہوتی دکاندار اس بات کو سمجھتے نہیں تھے دکاندار میرے جیسے ان پڑھ تھے، انہوں نے بھی کہا----------

(قطع کلامیاں) (قطع کلامیاں)

آپ میری بات سن لیں ایک انگریز نے دکان پر جا کر کہا، WHAT PRICE! ، تو دوکاندار کہتا ہے، Sahib five rupees, take not take, go to اگلی shop

تو یہ اسی طرح کی حالت ان کی ہے (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میرے خیال میں ہمیں میزانیہ پر بحث شروع کرنی چاہیئے آرڈر پلیز۔

سید ناظم حسین شاہ، پوائنٹ آف انفارمیشن جناب والا اردو زبان بے شمار زبانوں کا مجموعہ ہے اور میں اپنے فاضل رکن سے یہی کہوں گا کہ آتی ہے اردو زبان آتے آتے میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی سے یہ عرض کروں گا کہ اردو زبان کا یہ لفظ اردو بھی ٹرکی زبان کا لفظ ہے، وہاں فوجی جو مشقیں کرتے ہیں اسکو اردو کہتے ہیں تو اس لئے اردو کے لئے صحیح لفظ بھی ڈھونڈھ لیں۔

ضمنی میزانیہ برائے سال ۸۹-۱۹۸۸ء پر بحث

جناب سپیکر: اچھا صاحبان ہم ضمنی بجٹ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں اور اسی بحث میں جو صاحبان حصہ لینا چاہتے ہیں وہ مجھے اپنے اسائے گرامی کی چٹ بھجوادیں تاکہ میں انکا نام درج کر لوں اور اس کے بعد میں باری باری معزز اراکین کو دعوت دوں گا۔

جناب جاوید محمود گھمن: جناب سپیکر میں نے سپلیمینٹری بجٹ کے سلسلہ استحقاق کا سوال کرنا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کس بارے میں سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب جاوید محمود گھمن: میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ رول (۲) ۵۳ کہتا ہے کہ

A member may with the consent of the speaker raise .....

میں ضمنی بجٹ کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے جو ہمیں ضمنی بجٹ دیا ہے، اس بارے میں ہمیں ٹوٹل بجٹ کا تو پتہ نہیں ------

جناب سپیکر: تو اس سلسلہ میں آپ کو بات کرنے کا موقع ملے گا ابھی کیوں کر رہے ہیں؟

جناب جاوید محمود گھمن: یہ میرا استحقاق ہے، میرے حقوق غصب ہوتے ہیں کہ آپ نے مجھے یہ بتایا ہی نہیں ہے کہ اصل بجٹ کیا ہے، اصل سرمایہ کیا ہے اور اس کی اب ضرورت کیا ہے؟

جناب سپیکر: یہ جب آپ کی تقریر کا وقت آئے گا اس وقت آپ کہیئے گا آیا آپ اس سلسلہ میں کوئی تحریک استحقاق دینا چاہتے ہیں؟ تو یہ آپ لکھ کر بھیج دیں۔

جناب جاوید محمود گھمن: جناب والا تحریک استحقاق نہیں بلکہ A QUESTION OF PREVILIGE

جناب سپیکر: اس وقت میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دیتا I am sorry

جناب جاوید محمود گھمن: جناب والا یہ سراسر گھپلا ہے، ہمارے حقوق پر ڈاکہ ہے پرنسپل بجٹ دیا نہیں اور ضمنی بجٹ دیا گیا ہے - - - - - -

جناب سپیکر: یہ بجٹ میں نے آپ کو نہیں دیا میں آپ کی بات پر فیصلہ دے چکا ہوں آپ اب تشریف رکھیئے میں اس وقت آپ کو اس کی اجازت نہیں دیتا یہ میرے پاس کچھ اراکین کے نام آئے ہیں، جو صاحبان آج کی بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں ان کے علاوہ کوئی معزز رکن حصہ لینا چاہے تو وہ بھی اپنا نام بھیج دے ہمارے پاس آج کے لئے کوئی ۱۵/ ۲۰ نام آئے ہیں میرے اندازے کے مطابق ہر تقریر کے لئے یکساں وقت مقرر کر دینا چاہیے آپ کا خیال ہے ۵ منٹ آپ کا خیال ہے ۱۰ منٹ تو اس میں ہم اسکو ۸ منٹ کر لیتے ہیں تو ۸ منٹ ایک مقرر

کے لئے ہوں گے تو میں سب سے پہلے سردار فاروق احمد خان لغاری کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بحث کا آغاز کریں۔ (نعرہ ھائے تحسین)

سردار فاروق احمد خان لغاری: (قائد حزب اختلاف) جناب سپیکر، سب سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ پنجاب گورنمنٹ RULES OF BUSSINESS کے رول ۲۲ (سی) کے تحت ہر بجٹ اور ہر ضمنی بجٹ کیلئے لازمی ہے کہ وہ CABNIT سے منظور ہو لیکن جب یہ ضمنی بجٹ پیش ہوا تو اس وقت کوئی کابینہ نہیں تھی اور اس سلسلہ میں کسی کابینہ کی منظوری نہیں تھی اس بارے میں جب یہ ضمنی بجٹ پیش ہوا تھا تو اختلاف کے فاضل ممبران نے یہ نکتہ اٹھایا تھا کہ یہ ایک غیر قانونی کام ہے لیکن اس پر کوئی توجہ نہیں دی گئی اور یہ بجٹ ایک آدمی نے تیار کیا جو کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہیں انہوں نے اس کی ضرورت محسوس نہیں کی کہ بجٹ پیش کرنے سے پہلے کابینہ بنائیں شاید اسکی وجہ یہ تھی کہ وزارت کی نشستوں کے لئے سودے بازیاں ہو رہی تھیں اور بہت سے لوگوں کو امید میں رکھا جا رہا تھا کل ہم نے ایک پریس کانفرنس کا ذکر سنا، اسکی آج تصاویر بھی آئیں جس میں یہ دیکھا گیا کہ کچھ لوگ وزارت کی امید میں وہاں بیٹھے ہوئے تھے (نعرہ ھائے تحسین) اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ ان میں سے کچھ ہمارے دوست وزیر بن گئے انکو ہم مبارک دیتے ہیں اور خاص طور پر میں ان وزراء کو مبارک دیتا ہوں ہمارے پسماندہ علاقہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور سے تعلق رکھتے ہیں (نعرہ ھائے تحسین) ہمارے علاقے کو اتنی اچھی نمائندگی ملی ہے کہ دو اضلاع میں سے تین وزیر بنے ہیں اور انشاء اللہ اگر یہ روایت قائم رہی جس طرح ہم نے سنا ہے کہ وعدے کئے گئے ہیں تو دوسری تیسری اور چوتھی کھیپ میں انشاء اللہ ہر ضلع کو دو دو وزیر ملیں گے اور جو لوگ اسلامی جمہوری اتحاد کے یہاں بیٹھے ہیں ہم انکو پیشگی مبارکباد دیتے ہیں کہ انشاء اللہ آپ میں سے ہر کوئی وزارت کے زمرے میں آئیگا جب ہر ضلع سے دو دو وزیر ہوں گے۔ (نعرہ ھائے تحسین)۔

میاں محمود الرشید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ -------

جناب سپیکر: میاں صاحب عام طور پر یہ روایت ہے کہ قائد ایوان کو اور قائد حزب اختلاف کو INTERRUPT نہیں کیا جاتا------- (قطع کلامیاں)-------

12-10-2000

میاں محمود الرشید: جناب والا یہ بجٹ پر بات کریں ہم انہیں INTERRUPT کرنے کی روایت نہیں جناب لغاری صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

سردار فاروق احمد خان لغاری، جناب والا میں بھی بجٹ کی طرف ہی آرہا تھا ابھی میں نے پہلا REMARK دیا تھا جناب سپیکر، اس کے ساتھ ہی میں آپ سے ایک اجازت مانگتا ہوں کہ میری اردو کی تقریر میں اگر کوئی انگریزی کا لفظ آجائے تو درگزر کرتے ہوئے امید ہے آپ ہمیں پہلے سے اجازت دے دیں گے کیونکہ بجٹ میں کچھ TECHNICAL TERMS ہیں جس کیلئے انگریزی کے الفاظ استعمال کرنے پڑتے ہیں۔

جناب سپیکر! آج سے ساڑھے گیارہ سال پہلے جب پنجاب میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی تو اس وقت پنجاب کے پاس فاضل بجٹ ہوا کرتے تھے اس وقت اخراجات اور آمدنی کا توازن صحیح رکھا جاتا تھا پنجاب گورنمنٹ اس کی کابینہ اور وزیر خزانہ اس بات کا خیال رکھتے تھے، کیونکہ صوبہ پنجاب خود کفیل صوبہ ہے جو اپنی ترقیات اپنے ذرائع سے کر سکتا ہے لیکن بہت افسوس کی بات ہے کہ پچھلے ساڑھے گیارہ سالوں میں یہ روایات ختم ہو گئیں پنجاب ایک DEFICIT صوبہ بن گیا پنجاب نے وفاق سے سود پر رقومات حاصل کیں اور یہ سود پر رقم اپنی ترقیات کیلئے حاصل کیں اب حال یہ ہے کہ ۸۸-۱۹۸۷ء کے بجٹ میں غیر ترقیاتی اخراجات کیلئے ۲ ہزار ۲ سو ۸۴ کروڑ روپے رکھے گئے تھے اور RESOURCES یعنی GENERAL REVENUE RECEIPTS ۱۲ سو ۹۰ کروڑ تھے وہاں ۱ ہزار اور ۲۱ کروڑ روپے کا خسارے کا بجٹ پیش کیا گیا اور ستم ظریفی یہ کہ اب ۲۴۱ کروڑ کا مزید خسارے کا ضمنی بجٹ ہمارے سامنے پیش کیا جارہا ہے تو اگر ایک ایسے وقت سے اگر ہم موازنہ کریں جہاں ساڑھے گیارہ سال پہلے حکومت وقت FINANCIAL DISCIPLINE اپناتی تھی اور اب کا آپ زمانہ دیکھیں اب کوئی FINANCIAL DISCIPLINE نہیں اور ایک ہزار اور ۲۱ کروڑ روپے کے خسارے پر اب ہمارے منہ پر ۲۴۱ کروڑ روپیہ ایک اور طمانچہ مارا جارہا ہے اس قسم کا جب BACKGROUND ہو جب کہ ایک ہزار اور ۲۱ کروڑ روپے کا بجٹ ہو تو اس BACKGROUND میں مزید فضول خرچیاں کرنا، مزید تعیش کے سامان مہیا کرنا، مزید اپنے آپ کو کنٹرول نہ کرنا میں سمجھتا ہوں کہ بہت بڑے FINANCIAL INDISCIPLINE کے مترادف ہے اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اس کی وجہ پچھلے ساڑھے گیارہ سال اس ملک اور اس صوبے میں شخصی حکومتیں قائم رہی

ہیں، جن کو قانون کی کوئی پرواہ نہیں تھی، کیونکہ وہ مارشل لاء کی پیداوار تھے، اور مارشل لاء میں سے نکلے تھے اور مارشل لاء میں سے بنے تھے اور مارشل لاء میں سے پھلے پھولے تھے

جناب والا یہ اتنا بڑا DEFICIT بجٹ اور پھر مزید DEFICIT ضمنی بجٹ، جس کا خمیازہ ہمارے غریب عوام کو بھگتنا پڑے گا کیونکہ اگر ہمارے فاضل وزراء صاحبان مجھے نہیں پتہ کہ ابھی ہمارے کوئی وزیر خزانہ مقرر ہوئے ہیں یا نہیں، اگر مقرر ہوئے تو میں ان کی توجہ دلاؤں گا کہ اقتصادیات کا ایک بہت صاف اور واضح اصول ہے کہ جہاں بجٹ DEFICIT ہوگا جہاں پر REVENUE AND EXPENDITURE پر کوئی کنٹرول نہیں ہوگا، جہاں پر آمدنی اور اخراجات میں توازن نہیں ہوگا وہاں پر INFLATIONARY PRESSURE ہونگے اور وہاں INFLATIONARY PRESSURE ہونے کا مطلب یہ کہ اس کا تمام تر بوجھ غریب عوام پر پڑے گا قیمتیں بڑھیں گی اور گرانی ہوگی شاید ہم اس ایوان میں بیٹھے محسوس نہ کریں لیکن پنجاب کے غریب عوام، کسان اور مزدور کو تمام تر بوجھ برداشت کرنا پڑے گا جناب عالی! میں نہایت اختصار سے کام لوں گا مجھے معلوم ہے کہ ہمارے بہت سے فاضل اراکین نے اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے میرا استحقاق جو آپ اور اس ایوان نے مجھے دیا ہے کہ میری تقریر کے دوران مجھے نہ ٹوکا جائے، میں اس بات کا بھی لحاظ کروں گا اور آپ کا شکریہ بھی ادا کروں گا اور اختصار سے بات کروں گا۔

جناب والا، اس ضمنی بجٹ کے بارے میں کچھ تفصیلات میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور اس کے بارے میں بات بھی کرنا چاہتا ہوں جناب والا یہاں پر ایک قانون ہے"۔

THE PUNJAB MINISTERS ACT اس کے سیکشن ۲۱ کے تحت وزیر اعلیٰ صاحب کو ایک DISCRETIONARY GRANT کی اجازت تھی جس کی حد ۴۰ ہزار روپے تھی، اس ایکٹ میں ترمیم کرکے اس DISCRETIONARY GRANT کو بڑھایا گیا اور اس حد ۵۰ ہزار روپے مقرر کی گئی پھر اس کو بڑھایا گیا اور اس کی حد ایک لاکھ روپے مقرر کی گئی، لیکن اس ایکٹ کے تحت اس قانون کے تحت یہ بھی حکم دیا گیا کہ وزیر اعلیٰ صاحب DISCRETION کو رولز کے تحت استعمال کریں گے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ AS MAY BE PRESCRIBED جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ DISCRETIONARY GRANT رولز کے تحت خرچ کر سکتے ہیں لیکن اتنے سال گزر گئے انہوں نے کوئی رولز نہیں بنائے اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنی

DISCRETIONARY

GRANT استعمال کی اور کھل کر کی اور اس کا استعمال غیر قانونی اور غیر آئینی طریقے سے کیا ہمارے معزز اراکین جو حکومتی پارٹی کے بنچوں پر بیٹھے ہیں ان کو شاید اس بات کا علم نہیں ، کیونکہ یہ لوگ وزیر اعلیٰ سے سوال کرنے سے خوف زدہ ہیں انہوں نے شاید کبھی اپنے وزیر اعلیٰ سے یہ نہیں پوچھا کہ ہم بھی وزیر ہیں اور ہمیں بھی اسی قانون کے تحت ایک DISCRETIONARY GRANT کی اجازت ہے ، جب آپ کو ۴۰ ہزار روپے کی اجازت تھی تو ہمیں ۳۰ ہزار روپے کی اجازت تھی ، اب آپ نے یہ رقم اپنے چالیس ہزار سے ایک لاکھ روپے کروالی لیکن ہم صرف ۴۰ ہزار روپے تک رہ گئے اور پھر آپ نے اپنے آپ کو لامحدود کر دیا چونکہ اخراجات لامحدود ہو گئے تھے جہاں سال میں ایک لاکھ خرچ کرنے کی اجازت تھی اور یہ رقومات بھی بیواؤں ، غریبوں ، معذوروں یا جس نے کوئی خاص MERITORIOUS SERVICE ادا کی ہو اس مد میں انہوں نے ایک لاکھ کو چھوڑ کر انہوں نے پچھلے تین سالوں میں ساڑھے چار کروڑ روپے اپنے DISCRETIONARY GRANT میں خرچ کیے یہ میں آپ کو صرف ایک مثال دے رہا ہوں اس FINANCIAL INDISCIPLINE یہ حکومت کرتی رہی ہے اور اب بھی کر رہی ہے اس سال کے بجٹ یعنی جس سال کے بجٹ پر ہم بحث کر رہے ہیں اس میں DISCRETIONARY GRANT میں پچاس لاکھ روپے رکھے گئے تھے ابھی ضمنی بجٹ میں مزید پچاس لاکھ روپے مانگے گئے ہیں لیکن میں اس اسمبلی کے ایوان میں کھڑے ہو کر بڑے دعوے سے کہتا ہوں کہ یہاں جتنے ممبر ہیں ، اس سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اپوزیشن کے ہیں یا سرکاری بنچوں کے ، ہر ممبر کا حق ہے کہ وہ جانے اور اسے بتایا جائے اور حکومت وقت اپنا بجٹ ہر ایک رکن کے سامنے واضح کر کے بتائے لیکن ہم سے بھی چھپایا جارہا ہے جب مزید پچاس لاکھ روپے مانگے جارہے ہیں تو میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ تو ایک کروڑ بن گیا لیکن آپ تو اس سال یعنی ۸۸-۱۹۸۷ء کے بجٹ میں ایک کروڑ خرچ کر چکے ہیں آپ نے اسے چھپایا ہے اور آپ نے ضمنی بجٹ میں معزز ایوان کو نہیں بتایا شاید آپ اسے اگلے سال کے بجٹ میں لانا چاہیں گے وہ بجٹ نہیں جو آپ ۱۴ تاریخ کو پیش کریں گے لیکن میں جاننا چاہتا ہوں کہ جب ایک ضمنی بجٹ تاخیر سے پیش کیا جارہا ہے تو جو رقومات خرچ کر چکے ہیں اسی DISCRETIONARY GRANT کے تحت ، وہ ایوان کو صاف طور پر اور صاف گوئی سے کیوں نہیں بتائی گئی اور ہم سے کیوں پوشیدہ رکھی گئیں اور ہمیں

پتا ہے کہ یہ کیوں پوشیدہ رکھی گئی ہیں کیونکہ پنجاب میں لوٹ مچی ہے بات کرتے ہیں پنجاب اور پنجاب کے حقوق کی اور وہاں سے ممبر صاحبان اٹھ کر اور غیر قانونی طور پر اعلان کرتے ہیں کہ بات تو غیر قانونی ہے لیکن پھر بھی ہم کریں گے اور روز اخباروں کے اندر تقریریں اور بیانات ہیں کہ پنجاب کے ساتھ یہ ہو رہا ہے کسی نے ان کو پنجاب کا ٹھیکیدار نہیں بنایا پنجاب کا کوئی ٹھیکیدار نہیں پنجاب کا استحصال ہو رہا ہے اور استحصال ہوا ہے اور ساڑھے گیارہ سال میں اتنا استحصال ہوا ہے اور اتنی لوٹ مار ہوئی ہے کہ اب ضمنی بجٹ میں چھپاتے پھرتے ہیں۔

ایک معزز رکن: جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب امان اللہ خاں: یہ قائد حزب اختلاف کی تقریر کے دوران مداخلت نہ کریں جب لیڈر آف دی ھاؤس بات کریں گے تو ہم بھی مداخلت کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیے۔ اس زور بیان کی ضرورت نہیں۔ میں یہاں قائد حزب اختلاف کے استحقاق کو جاننے والا بیٹھا ہوں اور اس کا احترام کرانے والا آپ تشریف رکھیے جی سردار صاحب۔

سردار فاروق احمد خاں لغاری: شکریہ جناب والا جناب سپیکر، میں نے بطور پاکستان پیپلز پارٹی کے پارلیمانی گروپ اور لیڈر آف اپوزیشن کے ایک پریس کانفرنس میں آج سے کچھ دن پہلے ایک الزام لگایا تھا کہ ساڑھے چار کروڑ روپیہ DISCRETIONARY GRANT سے خرچ کیا جا چکا ہے ایک فاضل ممبر یہاں موجود ہوں گے، انہوں نے کہا کہ میرے بھائی نے ساڑھے چار کروڑ روپے خرچ نہیں کیے جو باتیں فاروق لغاری نے کی ہیں یہ سب غلط ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں دعویٰ سے کہوں کہ میں نے جو پریس کانفرنس میں دعویٰ کیا تھا وہ صحیح تھا اور میں آپ کو چیلنج کرتا ہوں کہ آپ اس کو غلط ثابت کریں (تالیاں) اس اسمبلی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ سچائی کو ڈھونڈے اور سچائی کو سامنے پیش کرے یہ اتنا بڑا گھپلا ہے قانون کی اتنی بڑی خلاف ورزی ہے اور یہاں قانون کو جس طریقے سے بنایا گیا اس کا بھی ذکر میں آپ سے کر دیتا ہوں یہاں جب انہوں نے دیکھا کہ الیکشن ہو گئے، یہ دیکھا کہ عوام کے نمائندے اسمبلیوں میں پہنچ گئے تو قانون کو RETROSPECTIVELY AMEND کیا گیا اور جو تین ساڑھے تین سال بغیر کسی قانونی جواز کے پبلک فنڈز کی لوٹ مچائی تھی اس کو

RETROSPECTIVELY LEGISLATION کے تحت درست کرنے کی کوشش کی گئی یہ تھا PUNJAB ORDINANCE NO III THE PUNJAB MINISTERS SALARIES, ALLOWANCES AND PRIVILEGES ACT, 1975 جس کے تحت ترمیم کر کے چیف منسٹر صاحب کو اجازت دی گئی کہ آپ نے جو پچھلے ساڑھے تین سال میں ساڑھے چار کروڑ روپے کی لوٹ مچائی ہے جہاں آپ کو ایک لاکھ کی ضرورت تھی وہاں آپ نے ساڑھے چار کروڑ روپیہ اپنی مرضی سے خرچ کیا ہے اس کے لیے ان کو قانونی تحفظ دینے کی کوشش کی گئی ہے ہم سمجھتے ہیں کہ RETROSPECTIVELY LEGISLATION بھی غیر آئینی ہے اور یہ غلط ہے اس لیے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ یہ ھاؤس ایک سپیشل کمیٹی بنائے جو اس تمام معاملے کو PROBE کرے ہمیں بڑی خوشی ہوگی کہ اگر سرکاری پارٹی کے ممبران بھی، ہمارے ساتھ مل جل کر بیٹھیں اور مجھے یقین ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر خزانہ صاحب کو اس بات میں کوئی قباحت محسوس نہیں ہوگی اور وہ مزید خوفزدہ نہیں ہوں گے خوف کی سیاست نہ کریں یہ جمہوریت ہے کبھی آپ اکثریت میں کبھی ہم اکثریت میں لیکن بجائے اس کے کہ آپ ہر وقت خوف میں رہیں بہتر ہے کہ شیر کی زندگی بسر کریں گیدڑ کی موت دن میں کئی دفعہ ہوتی ہے۔ (تالیاں)

دوسرا جناب میں ایک اور عرض کروں گا کہ ضمنی بجٹ میں ۲۴۱ کروڑ روپیہ کا مزید خسارہ دکھایا گیا ہے یہاں صرف EXPENDITUREHEAD میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ ہم نے ۲۴۱ کروڑ روپیے مزید خرچ کر ڈالے کتنا ہی بہتر ہوتا کہ وزیر اعلیٰ صاحب یہاں اس ھاؤس کو بتاتے کہ یہ ۲۴۱ کروڑ روپے ہم کہاں سے لائیں گے ہم نے صرف یہ نہیں دیکھنا کہ خرچ کتنا ہو چکا ہے ھاؤس کے ممبر بجٹ پاس کرتے ہیں کہ آپ نے جو خرچ کیا ہے اس کے لیے آپ پیسہ کہاں سے لائے۔

اب جناب والا، میں آپ کی توجہ آئٹم نمبر ۲۹ کی طرف دلاؤں گا SUPPLYMENTARY BUDJET STATEMENT کے صفحہ ۲۲ پر دیا گیا ہے اور اس کے بعد صفحہ نمبر ۲۸ اور آئٹم نمبر ۲۹ پر اس میں ایک رقم درج ہے EXPENDITURE OF GUESTS ONCHIEFMINISTERSECRETARIAT اور اس کے لیے ۱۵ لاکھ ۳۹ ہزار ۹۶۰ روپے خرچ کیے گئے ہیں یہ پھر اس ذھن کی مثال ہے جو ذھن مارشل لاء کی پیداوار ہے، جو جمہوریت کی

پیداوار نہیں جس کو عوام کی بہبود کی کوئی پرواہ نہیں جس کو صرف یہ دیکھنا ہے کہ ہم کتنے عیش و عشرت سے رہیں۔ ہم کس طریقے سے لوگوں کو ENTERTAIN کریں اور کس کو ENTERTAIN کریں ایک سال میں تقریباً ساڑھے پندرہ لاکھ روپے چیف منسٹر کے GUESTS کی ENTERTAINMENT پر لگ رہا ہے یہ ایک غریب ملک میں ہو رہا ہے میں عرض کر رہا ہوں یہ EXTRA خرچ ہے۔ اصل اخراجات اس کے علاوہ ہیں میرے اپنی پارٹی کے ایک ممبر نے ایک پوائنٹ اٹھایا تھا، ان کی اطلاع کے لیے میں یہ کہہ دوں ۸۸-۱۹۸۷ء کا بجٹ ایک PUBLIC DOCUMENT ہے اور وہ AVAILABLE ہے وہ سیکرٹریٹ یا پرنٹنگ پریس سے لے لیں تو ان کو پتا چل جائے گا

کہ اصل بجٹ میں کیا کیا چیزیں ہیں۔ میرے خیال میں جب وزیر اعلیٰ صاحب اپنا بجٹ پیش کریں گے تو ساتھ ہی ۸۹-۱۹۸۸ء کا بجٹ بھی پیش کریں گے۔ صفحہ ۸۲ SUPPLEMENTARY BUDJET STATEMENT یہ ایک ساٹھ لاکھ روپے کی GRANT.IN.AID ہے، کسی کا ایک اسکول بنانے کا ارادہ ہے۔ مہربانوں کا، جو مہربان تھے، جنہوں نے موجودہ حکمرانوں کو مسند پہ بٹھایا۔ ایک گرانٹ ڈون سکول سوسائٹی کی ۶۰ لاکھ روپے کی ہے اور ان کو اس سے قبل ۱۴۰۰ ایکٹر اراضی ضلع شیخوپورہ میں ۱۱۰۰۰/- روپے فی ایکٹر کوڑیوں کے دام پر ان کو فروخت کی گئی اور افسوس کی بات یہ ہے کہ اس DISCRETIONARY GRANT جہاں سے یہ ۶۰ لاکھ روپے دیئے گئے۔ اس گرانٹ میں جہاں AUDITING بھی نہیں ہوئی اتنا عرصہ ہو گیا وہاں کوئی AUDITING نہیں ہوئی، وہاں ۶۰ لاکھ روپے بھی بڑے عرصے سے دیئے جا چکے ہیں لیکن آج تک وہاں پر اس کے لئے کوئی اخراجات نہیں ہوئے۔ کوئی کام نہیں ہوا، ڈون سکول ویسے ہی تخیلات میں پھر رہا ہے کہ ڈون سکول یہاں پر بنے گا، لیکن پیسے چلے گئے، عرصہ دراز گزر گیا لیکن خرچ نہیں ہوئے۔ صفحہ ۱۳۷ پر آئٹم ۱۱۵۲ وہاں ایک کروڑ ۵۴ لاکھ روپے ضمنی میزانیہ میں EARMARK کئے گئے ہیں تاکہ فری میسن لاج جو اسمبلی کے سامنے مال روڈ کے دوسری طرف ہے پر خرچ کئے جائیں۔ فری میسن لاج کو ایک عیش اور تعیش کی جگہ بنائی گئی ہے۔ پہلے خیال تھا کہ یہاں چیف منسٹر سیکرٹریٹ منتقل ہو گا، اور اس کی زبردست طریقے آرائش کی گئی تاکہ یہاں پر جو لوگ بیٹھیں وہ مغل شاہزادوں کی طرح وہاں مسند پر بیٹھیں اور بڑی بڑی تصویریں مغل بادشاہوں کی ہوں۔ مجھے میرے ایک دوست نے کہا کہ دو جگہیں

خالی رکھی گئی تھیں تاکہ جو آج کے مغل بادشاہوں کی تصویریں بھی وہاں پر لگائی جائیں۔
(نعرہ ہائے تحسین)

ضمنی میزانیہ کا صفحہ نمبر ۲۴۰ آئٹم نمبر ۱۲۶۰۔ یہاں دو کروڑ دس لاکھ ۳۷ ہزار روپے اتفاق کی سڑک کے لئے رکھے گئے ہیں اتفاق کی سڑک پر، اور صفحہ ۱۷۸ پر اس سڑک کیلئے ۱۰ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ذاتی بجٹ ہے یا پنجاب کا بجٹ ہے یہ کس کا بجٹ ہے؟ DISCRETIONARY GRANT کے اوپر جتنا مرضی آئے پیسہ خرچ کرو، قانون کی دھجیاں اڑاؤ RETROSPEITIVE LEGISLATION لے آؤ، ایک بیچارے ایسے گورنر سے جس کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے، اور پھر اس کے بعد بجٹ کے اندر بھی جو ذاتی چیزیں ہیں، جہاں اپنے پارک کوٹھیوں کے سامنے بنانے ہیں، جہاں اپنی کوٹھیوں کے سامنے سڑکیں بنانی ہیں وہاں بھاری بھاری اخراجات کئے جائیں۔ پاکستان یا پنجاب کوئی United States نہیں، یہ برطانیہ نہیں یہ یورپ کا کوئی ملک نہیں، پنجاب ایک غریب ملک کا نسبتاً ایک بہتر علاقہ ہے۔ لیکن اس پنجاب میں ایسے علاقے ہیں جو پاکستان کے باقی صوبوں سے بھی زیادہ پسماندہ ہیں وہاں لوگوں کو پینے کا پانی میسر نہیں، اس پنجاب میں ایسے علاقے ہیں جہاں ایک بوڑھی عورت کو چھ چھ میل سفر کرنا پڑتا ہے اور اپنے کنبے کے پینے کیلئے پانی اپنے مشکیزے میں لانا پڑتا ہے۔ یہاں پر ایسے علاقے ہیں جہاں ہسپتال نہیں، ہمارے غریبوں کو ابھی تک پرانے روائتی علاج اپنانے پڑتے ہیں، دنبے کی کھال کے اندر اپنے آپ کو ڈالنا پڑتا ہے تاکہ بیماری دور ہو۔ ایک ایسے صوبے میں جہاں پینے کا پانی نہ ہو، جہاں علاج کی سہولتیں مہیا نہ ہوں اس صوبے میں پارکوں کے اتنے اخراجات اور اپنے گھروں کے سامنے سڑکوں کی کارپیٹنگ کتنے کتنے کروڑ کے ساتھ ہوئی، میں سمجھتا ہوں میرے خیال میں پنجاب کا ہر فرد یہ سمجھے گا کہ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ ضمنی میزانیہ کے گوشوارہ کا صفحہ ۱۷۳ گرانٹ نمبر ۴۱ ROADS AND BRIDGES۔ اس کیلئے ضمنی میزانیہ میں ۴۹ کروڑ ۳۵ لاکھ ۵۸ ہزار ۳۷۰ روپے رکھے گئے ہیں، اگر آپ اس بجٹ کے گوشوارے میں اس کی تفصیلات دیکھیں کہ یہ کہاں خرچ ہوئے تو میں سمجھوں گا کہ آپ کو افسوس ہوگا۔ یہ تمام کی تمام رقم ۴۹ کروڑ میں سے صرف ۲۳ کروڑ روپے ایک مخصوص چھوٹے سے علاقے میں خرچ ہوئے۔ ۲۳ کروڑ روپے، مین روڈز راولپنڈی سے مری کوہالہ پر خرچ ہوئے ۳۳-۱۳ کروڑ Roads within Murree

یعنی جو مری کے اندر سڑکیں ہیں ۹۶-۳ کروڑ اور روڈز جو مری کے بالکل گردو نواح میں ہیں ۶-۵ کروڑ۔ تو ۲۳ کروڑ ۴۹ کروڑ روپے میں سے صرف مری کے علاقے میں خرچ ہوئے۔ مری ایک بہت خوبصورت علاقہ ہے، ہمارے ملک کے بہت سے لوگ اور سیاح وہاں سیر و تفریح کی غرض سے جاتے ہیں، غیر ملکی بھی جاتے ہیں، مری میں بہت غریب لوگ بھی بستے ہیں، مری کے غریب عوام ہمارے ساتھی ہیں لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہماری ترجیحات کو کیا ہو گیا، ہم یہی رقومات پورے صوبے کی سڑکوں کی اور پلوں کی تعمیرات کیلئے زیادہ منصفانہ طریقے سے کیوں نہیں خرچ کر سکتے، یہ کیا وجہ ہے کہ کچھ لوگوں کو، کچھ صاحب اقتدار لوگوں کو ایک جگہ پسند آ گئی تو مغل بادشاہوں کی طرح سب توجہ اس طرف چلی گئی اور اپنی باقی سلطنت کو بھول گئے؟ ہمارے پسماندہ علاقے بھی ہیں اور میں چاہوں گا اور گزارش کروں گا جو ہمارے فاضل ممبران دوسری طرف بیٹھے ہوئے ہیں، اس میں بڑے معزز اور بہترین صلاحیتوں کے ممبرز بیٹھے ہیں ہم ان سب کی عزت کرتے ہیں ہم اس ہاؤس کے ہر ممبر کی عزت کرتے ہیں اور انشاءاللہ کرتے رہیں گے۔ صرف ان سے یہ گزارش ہے کہ چاہے آپ حزب اختلاف یا حزب اقتدار میں ہوں لیکن خدا کیلئے اپنے ساتھیوں کو اور جو آپ سے اوپر بیٹھے ہیں جو آپ کو وزارتیں دے سکتے ہیں ان سب سے یہ ضرور پوچھا کریں کہ بھئی اگر پیسے خرچ بھی کرنے ہیں، اگر پنجاب کو خسارے میں بھی ڈالنا ہے، اگر افراط زر ہی پیدا کرنا ہے تو کم از کم اس پیسے کو منصفانہ طریقے سے تو خرچ کریں یہ کیا کہ ایک ہی جگہ پر سارے پیسے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ اس ماحول میں جبکہ پیسوں کی کمی ہے، اخراجات بڑھ گئے ہیں تو منظور نظر لوگوں کے ساتھ کیا ہوتا ہے، راوی کے ٹول ٹیکس کے ٹھیکیدار کو ۶۵ لاکھ روپے معاف کر دیئے شاید اس بہانے سے کہ چند دن سیلاب آیا، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کو کوئی رعایت دینی بھی تھی تو وہ عدل و انصاف کے مطابق دیتے۔ پوری کیس کا مطالعہ کرتے کہ کتنے دن سیلاب کا نقصان لاہور کے ٹول ٹیکس کے ٹھیکیدار کو برداشت کرنا پڑا، اور اس کی رعائت کی کتنی شرح فیصد ہم دے سکتے ہیں۔ جب مغلیہ دور زوال پذیر تھا، شروع کا نہیں آخری، اس دور میں انہوں نے اپنی مرضی سے اپنے دوستوں کو یوں ہی نوازا تھا دیکھیں یہ چیزیں تو اب آہستہ آہستہ آئیں گی۔ انشاءاللہ اس ایوان میں آئیں گی۔ اور اس ایوان سے باہر بھی آئیں گی۔ ۸۳ کنال ایل ڈی اے کی اراضی جو وہاں پر مفاد عامہ کے لیے مختص ہیں یعنی سکول کے لیے

اور پارکوں وغیرہ کے لیے مختص کی گئی ہے وہ پلاٹ اپنے منظور نظر لوگوں کو دے ڈالے اور اکثر بیگمات کو۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ خدا کرے، سبھی پلاٹ بیگمات کو دے دیتے۔ لیکن بے نام بیگمات! اگر وہ صحیح اور مستحق لوگ ہوتے، پھر بھی جواز بنتا تھا یہ تو انشاء اللہ تحقیقاتی ٹیمیں تحقیقات کریں گی کہ کون ہے بیگم اور کون ہے بے نام بیگم۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب، اسی ۸۸-۱۹۸۷ء کے بجٹ کے قرطاس ابیض کے تحت پندرہ کروڑ روپے مختص کیے گئے اس میں پندرہ کروڑ روپے چیف منسٹر کے ڈائریکٹو کے تحت مختص کیے گئے لیکن چیف منسٹر صاحب نے الیکشن کی مہم کے دوران چار سو کروڑ روپے وعدے، بلکہ چار سو کروڑ سے بھی زیادہ، اور مجھے قطعی اعداد و شمار کا پتا ہے کہ ان کے ڈائریکٹو کتنے کے تھے میں ایوان میں اس وقت نہیں بتانا چاہتا لیکن اتنا بتاؤں گا کہ چار سو کروڑ سے زائد رقوم (چیف منسٹرز ڈائرکٹو) میں چلی گئیں، اور یہ اے ڈی پی کا تقریباً پچاس فی صد بنتا ہے جہاں اتنے خسارے کا بجٹ ہو وہ اس قسم کے ڈائریکٹو اور لوگوں سے اس قسم کے دھوکے کہ ہم آپ کو یہ دے دیں گے اور آپ کو یہ دے دیں گے اور آپ کی یہ نوکری ہو گئی اور آپ کی وہ نوکری ہو گئی، جبکہ خزانہ خالی ہے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک وزیر اعلیٰ کو، حکومت کے ایک سربراہ کو پنجاب جیسے صوبے کے سربراہ کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ لوگوں کے ساتھ جھوٹے وعدے کرے

جناب عالی! میں معافی چاہتا ہوں، اگر میں نے اپنی تقریر لمبی کی ہے میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ میں نے آپ کے سامنے جو بھی معمولی سے نکات پیش کیے، یہ اس ذہن کی عکاسی کرتے ہیں، جو ذہن مارشل لاء کی پیداوار ہے اور آپ اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لیجیے کہ انشاء اللہ تعالیٰ مارشل لاء کا دور پاکستان سے ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکا ہے آپ بھی تالیاں بجائیں آپ کی بات کر رہا ہوں آپ اس بات پر تالیاں کیوں نہ بجاتے؟

جناب فضل حسین راہی: یہ مارشل لاء کی پیداوار ہیں۔

سردار فاروق احمد خان لغاری: سارے نہیں ہیں۔ سب نہیں ہیں۔ بہت سے ہیں جو مارشل لاء کی پیداوار نہیں۔ آپ کو سلام کرتا ہوں لیکن خوف زدہ نہ ہوں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر، میں درخواست کروں گا کہ وہ ممبران پر ذاتی حملے نہ کریں کہ ہم مارشل لاء کی پیداوار ہیں وہ خود انگریز کی پیداوار ہیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز آرڈر پلیز NO CROSS TALK PLEASE آرڈر پلیز سردار صاحب اپنی بات جاری رکھیے۔

سردار فاروق احمد خان لغاری: جناب سپیکر، میں تو اپنے کسی فاضل دوست کے خلاف کسی قسم کی غلط بات نہیں کروں گا اور نہ پہلے کی ہے میں نے تو یہ کہا کہ ہم نے ضمنی بجٹ اور بجٹ میں جو حال دیکھا یہ اس ذھنیت کی عکاسی کرتا ہے جو مارشل لاء کی پیداوار ہے یہ چور کی داڑھی میں تنکے کی کیا بات ہے؟

جناب سپیکر: آرڈر پلیز آرڈر پلیز رانا صاحب، تشریف رکھیے۔

رانا پھول محمد خان: ہمیں بھی سنیے ہم انھیں سنتے رہے ہیں قائد حزب اختلاف کا منصب یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ اپنے ساتھی بھائیوں کے بارے میں اس قسم کی بات کریں اگر وہ ایسی بات کریں تو ان کا خاندان بھی اس کا بینہ میں شامل ہے۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب، تشریف رکھیے آرڈر پلیز سردار صاحب، اپنی بات جاری رکھیے۔

سردار فاروق احمد خان لغاری: جناب سپیکر، میں آپ کے توسط سے نہایت ادب سے اپنے فاضل دوست سے گزارش کروں گا کہ میں یہ بات کسی ممبر کے بارے میں نہیں کہہ رہا یہ تو ایک مثال ہے: "چور کی داڑھی میں تنکا" میری مراد کسی شخص سے نہ تھی یہ میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں۔

جناب والا، میں اپنی بات کے اختتام پر صرف یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ بجٹ ایک ذھنیت کی عکاسی کرتا ہے اور ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم پنجاب کے حقوق کا تحفظ کریں پنجاب کے حقوق سب سے زیادہ مجروح ہوتے ہیں جب ہمارے بجٹ میں FINANCIAL INDESCIPLINE دکھایا جاتا ہے ہمارے پنجاب کے حقوق مجروح ہوتے ہیں جب یہاں انصاف نہیں ہوتا جب یہاں علاقائی انصاف نہیں ہوتا جب یہاں پنجاب میں علاقائی انصاف نہیں ہوتا تو پنجاب کے خلاف آوازیں اٹھتی ہیں معزز ایوان کے سامنے یہ بات بالکل واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے نعرے لگانا پنجاب کے ساتھ محبت نہیں پنجاب کے ساتھ محبت یہ ہے کہ آپ پنجاب میں لوٹ گھسوٹ، جرائم اور بدعنوانیوں کو ختم کریں (نعرہ ھائے تحسین) پنجاب کے ساتھ وفاداری یہ ہے کہ آپ پنجاب کے ہر علاقے کو مساوی طور پر دیکھیں اور اس کو مساوی طور پر ترقی دیں ورنہ پنجاب میں ایسے علاقے کو مساوی طور پر دیکھیں اور اس کو

مساوی طور پر ترقی دیں ورنہ پنجاب میں ایسے علاقے ہیں جو پنجاب سے علیحدگی کی بات کرتے ہیں یہ ہم لوگ ہیں، یہ ہماری جماعت ہے جس نے ان آوازوں کو دبا کر رکھا ہوا ہے کیوں؟ کیونکہ ہم ان چیزوں کو روکیں گے پنجاب میں انصاف قائم کرکے، پنجاب کے اندر مختلف علاقوں میں انصاف پیدا کرکے، اور پنجاب میں مزدور، کسان اور غریب طبقوں کے درمیان انصاف قائم کرکے شکریہ (نعرہ ھائے تحسین)

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر مجھے قائد حزب اختلاف کی خدمت میں کچھ عرض کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میں صرف پنجاب کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں چونکہ ہم پاکستانی ہیں۔

جناب سپیکر۔ آپ رانا صاحب اپنی باری پر بات کیجئے۔

رانا پھول محمد خان۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں جہاں تک پنجاب کا معاملہ ہے وہ ہمیں اور لغاری صاحب کو یکساں ہیں پنجاب میں حقوق فروخت نہیں کئے جاتے آج ایک پنجاب کا آدمی سندھ سے ضمنی انتخابات میں ممبر منتخب کرا دیں اور یہ اپنے حقوق فروخت کرتے ہیں پنجاب میں دوسرے صوبوں سے لوگوں کو لاکر منتخب کراتے ہیں نعرے لگاتے ہیں اور پنجاب کی غیرت کو بیچتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ رانا صاحب تشریف رکھئے یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں تشریف رکھئے طارق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد طارق۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب۔

جناب سپیکر۔ جی ارشاد فرمائیے۔

جناب محمد طارق صاحب۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے آج کی پہلی بجٹ کی تقریر میں قائد حزب اختلاف نے اس ایوان کے سامنے اس ایوان کے معزز ارکان کے بارے میں رکیک حملے کئے ہیں جناب میرا پوائنٹ آف آرڈر تمام ارکان اسمبلی کے استحقاق کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھئے آپ تشریف رکھئے پوائنٹ آف آرڈر کا فیصلہ میں نے کرنا ہے یا آپ نے کرنا ہے آپ تشریف رکھئے آپ پوائنٹ آف آرڈر PROCADURAL MATTERS پر کر سکتے ہیں۔

جناب محمد طارق صاحب۔ جناب سپیکر میرا پوائنٹ آف آرڈر ممبران کے استحقاق کے متعلق ہے چاہے وہ قائد ایوان ہوں یا قائد حزب اختلاف ہوں چاہے کوئی ممبر ہو وہ اپنی تقریر میں کسی کو ھدف تنقید نہیں بنا سکتا۔

جناب سپیکر۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں آرڈر پلیز آرڈر پلیز۔

جناب فضل حسین راھی۔ * * * *

جناب سپیکر۔ راھی صاحب کے یہ الفاظ حذف کئے جاتے ہیں سلمان تاثیر صاحب۔

جناب سلمان تاثیر۔ جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

جناب محمد جاوید ورک۔ جناب سپیکر میں اپنے معزز ممبر بھائی سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی زبان کو لگام دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز! آرڈر پلیز! آرڈر پلیز جناب سلمان تاثیر صاحب۔

جناب سلمان تاثیر۔ جناب سپیکر میں آپ سے اجازت مانگونگا کہ مجھے اپنی تقریر میں انگریزی الفاظ استعمال کرنے کی اجازت دیجائے جناب سپیکر ۷ ستمبر ۱۹۸۸ء کو وزیر اعلےٰ پنجاب نے اس ایوان میں ضمنی بجٹ پیش کیا دراصل یہ کہنا درست ہوگا ماضی میں غلط پلاننگ کی وجہ سے پنجاب کے وسائل ضائع کئے گئے۔

پوائنٹ آف آرڈر جناب والا اسمبلی میں کوئی تقریر لکھی ہوئی پڑھی نہیں جا سکتی یہ RULES PROCEDURE کے خلاف ہے۔ یہ استدعا ہے کہ یہ تقریر فی البدیہہ کریں۔

جناب سپیکر: یہ درست ہے کہ یہاں تقریر لکھی ہوئی پڑھی نہیں جا سکتی زبانی تقریر کی جا سکتی ہے پوائنٹس دیکھے جا سکتے ہیں۔

جناب سلمان تاثیر: جناب سپیکر یہاں کئی پوائنٹس ہیں اور کئی فگرز ہیں اسلئے ہم نے یہ لکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھی جا سکتی پوائنٹس دیکھے جا سکتے ہیں۔

جناب سلمان تاثیر۔ جناب سپیکر میرا کہنے کا مقصد یہ ہے جو پرانی غلطیاں تھیں وہ تمام جمع کر کے ضمنی بجٹ میں ڈال دی گئیں ہیں میں کوئی چھوٹی، موٹی رقم کی بات نہیں کر رہا ہوں ۸۸-۱۹۸۷ء کے بجٹ میں TOTAL DEVELIPMENT اور NON DEVELIPMENT کے خرچے دو ہزار کروڑ سے زائد ہیں اور یہاں چار سو اکھتر کروڑ روپے یعنی بجٹ کا ۲۰ حصہ تبدیل

* * * (بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی حذف کئے گئے)

کیا جارہا ہے یا زیادہ اخراجات مانگے جارہے ہیں یعنی پہلے بجٹ کی شکل کو مکمل تبدیل کیا جارہا ہے جس بجٹ کو پچھلی اسمبلی نے منظور کیا تھا اب اخراجات کی طرف آئیں اس بجٹ میں ایسے اخراجات ہیں جنکو Contingency یعنی ہنگامی اخراجات کہہ سکتے ہیں یہ زیادہ تر چیف منسٹر کے ذاتی اخراجات ہیں سب سے پہلی آئیٹم جسکا سردار لغاری صاحب نے بھی ذکر کیا ہے متفرق میں ۴۰ء۴۸ کروڑ روپے ہیں اس میں ساتھ لاکھ روپے ڈول سکول کو دیا گیا ہے یہ ہندوستان کا سکول ہے اور مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ اسکے سرپرست زیادہ تر چیف منسٹر کے محسن ہیں اس بجٹ میں کہیں خیرات تقسیم کی گئی ہے کہیں ٹاؤن کونسل بار کونسل کہیں Charity Funds جس نے سلام کیا اور جس نے سلیوٹ کیا کسی کو دو لاکھ اور کسی کو پانچ لاکھ دے دیئے ہیں اور یہاں ایسی CHARITES ہیں جنکا ہم نے کبھی نام نہیں سنا ایک لاکھ نہیں پانچ لاکھ نہیں دس لاکھ تقسیم کئے گئے ہیں یعنی یہ پیشہ ذاتی ہے یہ نہ پنجاب کا ہے اور نہ یہ غریب عوام کا ہے ایک اور آئیٹم ہے ۶۱ لاکھ ۷۷ ہزار روپے جو تحریک پاکستان کے کارکنوں میں تقسیم کئے گئے ہیں اب پاکستان کو بنے ۴۰ سال ہوگئے ہیں یہ بوڑھے بوڑھے کارکن ہیں جنکو یہ پیسے تقسیم کئے جارہے ہیں اب اسکا فیصلہ کون کریگا کہ یہ تحریک پاکستان کے کارکن تھے یا نہیں مجھے یقین ہیں جب ہم انکی فہرست نکالیں گے تو یہ چیف منسٹر یا منسٹرز کا کوئی محسن یا کوئی حواری نکلے گا ہمیں ان لوگوں کے متعلق پتہ ہونا چاہئے کہ یہ کون لوگ ہیں جنکو یہ ۶۱ لاکھ روپے کس کی مرضی سے یہ پیسہ تقسیم کیا گیا ہے؟ کئی کروڑ روپے چیف منسٹر کی مرضی کے مطابق کس متفرق مد میں تقسیم کئے جارہے ہیں بار بار میں پڑھتا جاتا ہوں فیروز پور روڈ اس بجٹ میں ہر جگہ فیروز پور روڈ کہیں ۲ کروڑ ۱۰ لاکھ روپے کارپٹنگ اینڈ ری کارپٹنگ آف فیروز پور روڈ

<u>چودھری خالد جاوید ورک</u> جناب والا۔۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u> چودھری صاحب تشریف رکھیے گا

<u>جناب سلمان تاثیر</u> جناب والا! میں لاکھوں روپے کی بات نہیں کررہا ہوں بلکہ میں کروڑوں روپے کی بات کررہا ہوں ایک جگہ اس بجٹ میں بار بار فیروز پور روڈ لکھا گیا ہے یہ فیروز پور روڈ بن گیا لاھور کا CHANTILLY پنجاب کا CHANTILLY جو آدمی وہاں سے گزرتا ہے وہ حیران ہوجاتا ہے لوگ ہم سے سوال یہ کرتے ہیں کہ یار تم تو کہتے تھے کہ پاکستان غریب ملک ہے لیکن

یہاں تو اس کو ابوظہبی اور لندن بنا دیا ہے تاکہ چیف منسٹر صاحب کے گھر کے آگے گلبہار رہے اور ان کو ایسا محسوس نہ وہ کہ ان کے گھر کے پیچھے کوٹ لکھپت میں غریب لوگ رہتے ہیں جن کے پاس نہ پانی ہے نہ کوئی شہری وسائل ہیں وہ دیکھتے رہتے ہیں کہ کیسے فوارے چل رہے ہیں یہ وہ جگہ ہے یہ وہ باغیچہ ہے جس پر کروڑوں روپے خرچ کئے گئے ہیں اور جہاں پہلے غریب عیسائی چائنہ بستی رہتے تھے ان کو وہاں سے ڈنڈے مار کر نکال دیا گیا ان کے گھروں کو مسمار کیا گیا جناب ہم وہاں حاضر تھے ہم نے روکنے کی کوشش کی اور جو ہمارے یہاں اقلیتی اصحاب بیٹھے ہوئے ہیں جو آجکل مسلم لیگ کی حمایت کرتے ہیں میں ان کے بھی نوٹس میں لانا چاہتا ہوں یہ وہ ان کے بھائی تھے جن کو چیف منسٹر صاحب نے بلڈوز کر کے وہاں سے نکال دیا اور وہ پاکستان پیپلز پارٹی تھی جنہوں نے گرفتاری دی اور ان کو روکنے کی کوشش کی (نعرہ ھائے تحسین)

ایک یہ ہے کہ فاریسٹ کے نیچے، جنگلات کے نیچے یعنی پھر وہی بات ۲۰ لاکھ ۶۶ ہزار روپے

landscaping of Ferozepur Road

تو یہ landscaping of Ferozepur Road

یہ جنگلات کے نیچے کیسے آتا ہے یہ اس طرح رقومات چھپائی گئی ہیں تاکہ یہ واضح نہ ہو کہ سارے اخراجات براہ راست بالواسطہ چیف منسٹر کے اخراجات ہیں کہ

landscaping of Ferozepur Road

اور میں یاد دلانا چاہتا ہوں اس ایوان کو کہ یہ صرف ایک CRIPPLED ICEBERG ضمنی بجٹ ہے جو گذشتہ بجٹ میں ہوا وہ اللہ ہی بہتر جانے کہ یہ LANDSCAPING اور باغ پر کتنے کتنے پیسے خرچ کئے گئے پھر جہاں سردار فاروق لغاری صاحب نے بھی ذکر کیا کہ ۱۵ لاکھ ۴۹ لاکھ روپے

Additional Expences for entertainment of the Chief Minister's House.

ہمارا ایک دوست ہے جو
چیف منسٹر کے سیکرٹریٹ میں ملازم ہے اور اکاؤنٹینٹ ہے، میں نام تو نہیں لونگا کیونکہ بعد میں آپ ایسے ہی اس کے پیچھے پڑ جائیں گے تو میں نے اس سے پوچھا کہ جناب یہ کیا رونق ہو رہی ہے تو اس نے مسکرا کر جواب دیا۔

اے داور محشر میرا نامہ اعمال نہ دیکھ
اس میں چند پردہ نشینوں کے بھی نام آتے ہیں

توجناب میں آئندہ کے لئے ایک گزارش کرتا ہوں جو یہ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ (قطع کلامیاں)

چودھری خالد جاوید ورک۔ جناب سپیکر۔۔۔۔۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب تشریف رکھیے۔

جناب سلمان تاثیر۔ جناب والا یہ معزز ممبر بار بار اٹھتے ہیں لیکن کچھ بولتے نہیں ہیں تو میں کہتا ہوں کہ ان کو بولنے دیں۔

کچھ تو کہیے کہ لوگ کہتے ہیں
آج غالب غزل سرا نہ ہوا

ان کو بولنے دیجئے یہ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں خدا کے لئے کہیں اس طرح ہر دو منٹ کے بعد یہ اٹھتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ سلمان تاثیر صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیے۔

جناب سلمان تاثیر۔ جناب والا آئندہ کے لئے میری تجویز یہ ہے کہ پنجاب بجٹ میں ایک علیحدہ اکاؤنٹ ہیڈ کھولا جائے کیونکہ پروفیشنل طور پر ہم اکاؤنٹینٹ ہیں تو ایک علیحدہ اکاؤنٹ کھولا جائے جس کا نام ہے چیف منسٹر کے براہ راست اور برائے دیگر اخراجات اور میں یقین دلاتا ہوں کہ اس اکاؤنٹ میں کئی کروڑ روپے ہونگے جو کہیں چھپے ہوئے ہیں جو DIRECTLY خرچ کئے جاتے ہیں ENTERTAINMENT پر اور پھر جب ہم اخراجات کی فہرست نکالتے ہیں یا بیس لاکھ اس فنڈ میں، دس لاکھ فنڈ میں پھر یہاں ڈویلپمینٹ کے جو فنڈز ہیں وہاں بھی کچھ سمجھ نہیں آتی۔

میں جس دوست سے بات کرتا ہوں کہ چک نمبر فلاں جڑانوالا میں واٹر ڈرینج سکیم، وہ کہتا ہے کہ میں تو یہاں بیس سال سے رہتا ہوں میں نے یہاں نہ واٹر دیکھی ہے نہ یہاں ڈرینج دیکھی

20-12-2000

ہے اور یہ لسٹ چلتی آرہی ہے۔یعنی میں تو حیران ہوں کہ ایک دوست نہیں جو دوست پڑھتے جارہا ہے اور شائد ہمارے صرف اپوزیشن کے دوست نہیں بلکہ سرکاری بینچز کے دوست بھی شائد پڑھ کر حیران ہو جائینگے کہ جہاں وہ ساری عمر رہتے رہے ہیں وہاں چھ چھ لاکھ کی رقوم مختص ہو کر خرچ ہو کر ختم بھی ہو چکی ہیں اور ان کو اس بات کا علم نہیں ۔

جناب سپیکر۔تاثیر صاحب! آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو رہا ہے۔

جناب سلمان تاثیر۔جناب والا آخر میں میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ جسطرح میں نے کہا کہ میں پیشہ کے لحاظ سے چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ ہوں اور میں اس ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اگر کسی پبلک کمپنی کے منیجنگ ڈائریکٹر نے اس طرح اس کمپنی کے اثاثہ کو اس طرح خرچ کیا ہوتا اور اس طرح ضائع کیا ہوتا تو نہ صرف اس کو وہاں VOTE UP کرتے بلکہ اس کے خلاف مجرمانہ کارروائی کرتے۔

جناب سپیکر۔نوابزادہ غضنفر گل صاحب!

نوابزادہ غضنفر علی گل۔شکریہ جناب سپیکر! ایک عرض کہ میری زبان میں چونکہ لکنت ہے اس لئے مجھے آدھا وقت زیادہ دیا جائے اور زبان کا مسئلہ یہ ہے کہ میں جب اردو میں بولتے ہوتے رکتا ہوں تو انگریزی بولنا شروع کر دیتا ہوں اور انگریزی بولتے ہوئے رکتا ہوں تو اردو بولنا شروع کر دیتا ہوں آج میں اردو بولونگا اور محترمہ بشری رحمن صاحبہ اس کی داد دیں گی کہ میں اردو بول رہا ہوں اور اس ایوان کو پتا چلے گا کہ شور ڈالا نہیں جاتا شور مچایا جاتا ہے میں اردو بولونگا جناب سپیکر! اس ملک میں خواندگی کا تناسب ۲۴ فیصد ہے جناب والا! بجٹ انگریزی میں پیش کیا گیا ہے آپنے اس کا نوٹس نہیں لیا آپ سے اس کی اجازت نہیں لی گئی یہ اس ایوان میں انگریزی کا بجٹ؟ اردو کے متوالوں اور دیوانوں کی موجودگی میں انگریزی کا بجٹ؟ اسے پڑھے گا کون؟ ہم تو پڑھ لیں گے جناب والا اسے کون پڑھے گا؟ اور اس لئے ہم اس پر بات کر رہے ہیں چونکہ ہم نے اسے پڑھا ہے آج میں اس پر بجٹ COOPERATION نہیں کرونگا COOPERATION تو کٹوتی کی تحریکوں میں ہوتا ہے آج میں اس کے ھیڈز کا نام لئے بغیر اس کے شماریات دئے بغیر اجمالی سا ذکر کرتے ہوئے گزر جاؤنگا اور اپنی ایک بات سمجھاتا جاتا جاؤنگا اور سمجھنے والے اسے سمجھتے جائیں گے اور بظاہر حضور والا! یہ پنجاب کا بجٹ ہے۔اس کے اوپر لکھا ہے کہ "پنجاب کا ضمنی بجٹ" لیکن اس پنجاب کا بجٹ نہیں کہ جس پنجاب کو ہم

جانتے ہیں اس ملک میں دو پنجاب ہیں جناب والا ایک ان کا پنجاب ہے، ایک میرا پنجاب ہے اور آج میں بتاؤنگا کہ ان کے پنجاب میں کیا ہے اور میرے پنجاب میں کیا ہے خطرے میں ان کا پنجاب ہے یا خطرے میں میرا پنجاب ہے جناب والا مجھے اجازت دیں تو میں کہوں اور ان دو پنجابوں کا تقابلی جائزہ پیش کروں ایک ظالم کا پنجاب ہے ایک پسے ہوئے مظلوموں کا پنجاب ہے ایک سرمایہ دار کا پنجاب ہے ایک مزدور اور غریب عوام کا پنجاب ہے ایک خواص کا پنجاب ہے ایک عوام کا پنجاب ہے ایک لوہے اور کنکریٹ کا پنجاب ہے اور ایک کچے گھروندوں کا ایک سازو آہنگ کا پنجاب ہے۔ ایک آہوں اور سسکیوں کا پنجاب ہے۔ ایک پارکوں اور چکی سڑکوں کا پنجاب ہے ایک گندگی کے ڈھیروں کا اور دھول میں اٹا ہوا پنجاب ہے جناب سپیکر! ایک پنجاب آرٹ کونسلوں کا اور فری میسنوں کا پنجاب ہے اور ایک تڑپتی ہوئی انسانیت کا پنجاب ہے جناب سپیکر! ایک میٹرنٹی سنٹروں اور ایئر کنڈیشنوں میں بچے پیدا کرنے والوں کا پنجاب ہے اور ایک پنجاب وہ ہے جناب سپیکر! کہ جہاں بھینسیں اور عورتوں ایک ساتھ بچے جنتی ہیں ایک پنجاب وہ ہے کہ دیہات کی خوبصورت نوجوان بچیاں ایک بچہ پیدا ہونے کے بعد ان کے چہرے چھائیوں اور مہاسوں سے سیاہ ہو جاتے ہیں ان کو وٹامنز نہیں ملتے ان کو آئرن نہیں ملتا ان کو بچہ زچہ کی سہولتیں نہیں ملتیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام پوائنٹ آف آرڈر۔

نوابزادہ غضنفر علی گل میری بہن مجھے بات کرنے دیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام جناب والا! میں بھی پنجاب سے تعلق رکھتی ہوں لیکن نوابزادہ صاحب آپ سے آٹھ منٹ کا وقت لیکر بجٹ پر بحث کرنے کیلئے کھڑے ہوئے ہیں مگر انہوں نے ابھی تک بجٹ کے متعلق نہیں بلکہ پنجاب کے متعلق بات کی ہے براہ مہربانی ان سے کہا جائے کہ وہ بجٹ پر بات کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل جناب والا یہ فلاسفی آف بجٹ میں نے نہیں پڑھائی یہ تو بجٹ کی بنیادیں ہیں ان کو بھٹنگ بڑھائیں یہ میرا کام نہیں۔

جناب سپیکر نوابزادہ صاحب آپ اپنے موضوع سے نہ ہٹیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ اگر اس سے ایک آئٹم بھی ضمنی بجٹ میں ہو تو میں مجرم ہوں۔
جناب والا ایک DUAL سوسائٹیوں اور پبلک سکولوں کا پنجاب ہے اور ایک بغیر عمارتوں کے سکولوں کا پنجاب ہے ایک ان سکولوں کا پنجاب ہے جہاں پر ہر قسم کی سہولتیں ملتی ہے اور ایک وہ پنجاب ہے جہاں پر بیٹھنے کیلئے بچوں کو ٹاٹ تک میسر نہیں۔ ایک پنجاب ڈبل روٹی اور کوکا کولا کا پنجاب ہے ایک باجرے کی سوکھی روٹی اور لسی کا پنجاب ہے ایک انواع اقسام کے کھانوں کا پنجاب ہے ایک نان شبینہ کیلئے ترشوں کا پنجاب ہے ایک رنگین پرندوں کا پنجاب ہے اور ہمارے بچے رنگین پرندوں کو ترستے رہتے ہیں جناب سپیکر یہ سڑک کے ساتھ پرندے یہ گھروں کے اندر پرندے یہ گھروں کے باہر پرندے یہ جنگلوں میں پرندے ہمیں دیکھنے کو میسر نہیں ایک انرکنڈیشنڈ پنجاب ہے ایک جھلستا ہوں پنجاب ہے جناب سپیکر ایک مراعات یافتہ پنجاب ہے ایک محروم پنجاب ہے اب یہ فیصلہ کرنا ہے کہ کونسا پنجاب خطرے میں ہے ایک BLOOD SUCKER پنجاب ہے میں SUCKER پنجاب نہیں کہونگا اور ایک وہ ہے جس کا خون چوسا جارہا ہے جناب والا یہ پنجاب کا نعروں لگانے والوں کو------

جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب آپ بجٹ پر بات کیجیئے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا میں نے تو ابھی تک کسی کا نام نہیں لیا اور یہ میرا کمال ہے کہ میں نام نہیں لیتا تاکہ آپ کو اعتراض نہ ہو یہ مجھے پتہ ہے کہ نام لینے سے کچھ لوگ پریشان ہو جاتے ہیں میں نام نہیں لونگا جناب والا میں اپنی تقریر دو منٹ میں ختم کرنے والا ہوں میں زحمت نہیں دونگا۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔

جناب سعید احمد ظفر۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا قواعد انضباط کار بار بار اس بات کی یاد دلاتے ہیں کہ ہمارے معزز ممبران اور بھائیوں کو RELEVANT ہونا چاہیئے اور IRREIVANT نہیں ہونا چاہیئے۔

جناب والا جتنی بھی باتیں نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب نے کی ہیں میں ان پر جناب کی

رولنگ چاہونگا کہ آیا وہ RELEVANT ہیں یا IRRELEVANT ہیں اور جس قسم کی انہوں نے باتیں کی ہیں کیا انہوں نے لگام دار پنجاب کی باتیں کی ہیں یا بے لگام پنجاب کی باتیں کی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیئے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا لگام میرے ہاتھ میں نہیں ہے لگام تو جس کے ہاتھ میں ہے وہ جس پر ڈالے گی یہ اس کو پتہ ہے یہ ان انسانوں کو لگام نہیں ڈالتے جناب والا یہ لگام والا پنجاب ہے ہم انسانوں والا پنجاب ہے اور میں اپنی بات ختم کرنے والا ہوں میری باتیں کچھ اتنی پسندیدہ نہیں اور کچھ لوگ تالیاں اسلئے نہیں بجاتے کہ وہ کچھ تو وزیر ہیں اسلئے نہیں بجاتے اور کچھ نے ابھی وزیر بننا ہے اسلئے وہ نہیں بجاتے۔

جناب والا میں آخر میں یہ کہونگا یہ میرے آخری جملے ہیں ان کے بارے میں بشریٰ رحمان صاحبہ بتائیں گی کہ میں نے اردو بولی ہے یا نہیں بولی اور آپ معزز رکن ارشاد فرمادیں کہ RELEVANT کا ترجمہ متعلقہ ہے اور انہیں کہہ دیں کہ اگر آئندہ انہوں نے RELEVANT کہنا ہے تو کہیں کہ متعلقہ اور اگر IRRELEVANT کہنا ہوں تو وہ غیر متعلقہ کہیں۔

چوہدری خالد جاوید ورک: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے میں اپنے معزز ممبر معزز بزرگ سے یہ بات عرض کرتا ہوں کہ وہ بشریٰ رحمٰن کی بات کرتے ہیں پہلے وہ جاوید ورک سے بات کریں اور میں اپنے بزرگ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بار بار "پنجاب" "پنجاب" "پنجاب" "پنجاب" کہہ رہے ہیں تو میں عرض کرونگا کہ ہم پہلے پاکستانی ہیں اس کے بعد ہم پنجابی ہیں اور ہم اللہ کی مہربانی سے پنجابی رہیں گے۔

جناب سپیکر: اس پر کسی رولنگ کی ضرورت نہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر الطاف مشہدی نے کہا ہے

یوں جام اٹھا جھوم کے رہ جائے زمانہ
مے خانہ کا در چوم کے رہ جائے زمانہ
امام کے اوسان پر لہرائیں شرابیں
زاہد کے بڑھاپے پہ بھی چھا جائیں شرابیں

بلبل کے ترنم میں جوانی کو ڈبو لے۔
نیکی کا کوئی داغ اگر دل سے بھی دھو لے

ڈاکٹر شیلابی چارلس۔پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر۔ڈاکٹر صاحبہ کیا آپ نوابزادہ صاحب کے اشعار پر پوائنٹ آف آرڈر کریں گی۔
ڈاکٹر شیلابی چارلس۔نہیں جناب والا میرا صرف پوائنٹ آف انفارمیشن ہے۔
جناب سپیکر۔جی ارشاد فرمائیے۔
ڈاکٹر شیلابی چارلس۔جناب والا میں صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ میرے بھائی کیا بجٹ تقریر کر رہے ہیں یا وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں یا وہ کسی بنا پر ویسے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں؟
جناب سپیکر۔یہ نوابزادہ صاحب BUDJETSPEACK کر رہے ہیں۔
نوابزادہ غضنفر علی گل۔جناب والا میں نے بادہ جام کا نام اسلئے لیا ہے کہ وہ GRANT DISCRETIONARY میں ہوا ہے۔
جناب سپیکر۔نوابزادہ صاحب آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔
نوابزادہ غضنفر علی گل۔جناب والا میں WIND UP کر رہا ہوں۔
جناب سپیکر۔ہاں WIND UP کریں۔
نوابزادہ غضنفر علی گل۔جناب والا اب عوام کا راج ہے اب عوامی حکومتیں ہیں اب عوام کا فائدہ ہو گا اب خواص خطرے میں ہیں اب سرمایہ دار خطرے میں ہیں اب ایوان اور محلات خطرے میں ہیں اب جناب والا کوئی اسلام کا نام لے کر کوئی اسلام کو مسخ نہیں کیسکے گا اسلئے کہ قاتل کا نہیں چور کا نہیں، ڈاکو کا نہیں یہ دیس ہمارا ہے۔
بیگم بشریٰ رحمٰن۔جناب سپیکر۔
جناب سپیکر جی بیگم صاحبہ کیا آپ نوابزادہ صاحب کے اشعار پر کچھ کہنا چاہتی ہیں۔
بیگم بشریٰ رحمٰن جناب والا اگر مجھے کچھ کہنے کی اجازت دی جائیگی تو میں عرض کرونگی جناب والا پہلی بات تو یہ ہے کہ نوابزادہ صاحب نے مجھ سے داد طلب کی ہے اور داد کی توقع رکھی ہے اور بہت مسکرائے ہیں جناب والا ہم لوگ داتا کی سخی نگری کے رہنے والے لوگ ہیں حضور بے داد کی بھی داد ضرور دیتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا میں قبول کرتا ہوں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن۔ جناب والا ہم لوگ داتا کی نگری کے رہنے والے لوگ ہیں حضور بے داد کی بھی داد ضرور دیتے ہیں داد دیتے ہیں حضور بے داد ہی کیوں نہ آئے اس طرف سے، داد تو جناب آج واجب الادا ہے کہ انہوں نے باوجود لکنت کے بہت خوبصورت اور جذباتی تقریر کی ہے جناب والا اگر یہ معزز ایوان اس بات کو منظور کرے تو آج کے بعد میں جناب عزتمآب نوابزادہ صاحب کو شہنشاہ جذبات کا خطاب دے دوں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ یہ مغلیہ بادشاہوں کے سامنے شہنشاہ جذبات ہیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن۔ جناب والا! ایکٹنگ بھی بہت اچھی کر لیتے ہیں سبھاؤ کے بھی بہت اچھے ہیں دیکھنے میں بھی بھلے لگتے ہیں کبھی کبھی کڑوا بولتے ہیں تو اتنے اچھے آدمی کی تھوڑی سی کڑواہٹ ہمیں ضرور قبول کرنا پڑے گی کہ ان کے دم سے ہمارے ایوان میں بہت رونق ہے اور پھر عرض یہ کرتا ہے کہ:

کام اس سے آپڑا ہے کہ جس کا جہاں میں
لیوے نہ کوئی نام ستم گر کہے بغیر

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔

چوہدری خالد جاوید ورک۔ جناب سپیکر میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب ارشاد فرمائیے۔

چوہدری خالد جاوید ورک۔ جناب میرے اپوزیشن والے بھائیو، دوستو، آپ بار بار اپیل کرتے ہیں کہ بشریٰ رحمٰن شعر سنائے میں آپ کی نذر ایک شعر کرنا چاہتا ہوں بار بار آپ پنجاب کی بات کرتے ہیں تو میں اس لئے یہ شعر کہوں گا۔۔۔۔۔۔

آوازیں۔ بولو، بولو۔

چوہدری خالد جاوید ورک۔ سن لو سنو۔۔۔۔۔۔

نہ کر غم ضرورت پڑی تو ہم دیں گے
لہو کا تیل چراغوں میں روشنی کے لئے

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز جناب ملک حاکمین صاحب۔۔۔۔۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ جی راہی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فضل حسین راھی۔ جناب سپیکر میری درخواست یہ ہے کہ آپ اس ھاؤس کے CUSTODIAN ہیں اور میری اس ھاؤس کے تمام ممبران سے درخواست ہے کہ اس کو پنجاب اسمبلی سمجھیں اور اس کو اسمبلی رہنے دیں اس طرح تو پتہ ہی نہیں چلتا کہ کون کیا کہہ رہا ہے میں وہاں لابی میں بیٹھا تھا اور یقین کیجیے کہ مجھے وہاں پتہ نہیں چلتا تھا کہ کون کیا کہہ رہا ہے اور ھاؤس کے اندر جو بھی بات ہو وہ اتنی واضح ہو کہ اس کا اسی شدت سے اور اس وضاحت سے جواب دیا جاسکے جناب سپیکر یہ میری درخواست ہے۔۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز مسٹر فضل حسین راھی صاحب کی زبان سے یہ الفاظ مجھے بہت بھلے لگے

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر اب آپ یہ بھی بتادیں کہ آپ کو بشریٰ رحمٰن کی بات بھی پسند آئی تھی۔

سردار زادہ سید ظفر عباس شاہ۔ جناب سپیکر راھی صاحب کے یہ جو الفاظ ہیں ان کو ذرا لکھ کر یہاں پر ان کے سامنے لٹکا دیا جائے تاکہ یہ انہیں دیکھتے رہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا یہ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ۔ جناب سپیکر میں آپ کی توجہ چاہوں گا فضل حسین راہی صاحب کا معاملہ کچھ ایسا ہے کہ۔۔۔۔۔۔

مجھے کر گئی ہیں رسوا میری شوخیاں چمن
جو حریم گل سے نکلا وہی نغمہ طرب ہوں

جناب سپیکر۔ جناب ملک حاکمین صاحب۔۔۔۔۔

ملک حاکمین خان۔ جناب سپیکر بہت شکریہ آج ماحول بھی اچھا ہے بڑی خوبصورت باتیں ہو رہی ہیں اور محبتوں کی باتیں ہو رہی ہیں پیار کی باتیں ہو رہی ہیں اور ہنسی خوشی سے باتیں ہو رہی ہیں تو جناب سپیکر میں بھی ایک شعر عرض کرتا ہوں۔۔۔۔

مختصر سی زندگی کم ہے محبتوں کے لئے
وقت کہاں سے لاتے ہیں لوگ نفرتوں کے لئے

جناب سپیکر۔ بغیر تمہید باندھے میں ضمنی بجٹ ۸۸-۱۹۸۷ء کی طرف آتا ہوں مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کے فنڈز کی تقسیم غیر منصفانہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی تقسیم اس حد

تک غیر منصفانہ ہے کہ ایک طرف تو انہوں نے ان خوشحال اضلاع کو ان کی تزئین کے لئے اربوں روپے مختص کئے ہیں تو دوسری طرف ان پسماندہ اضلاع جن کا میرے محترم فاروق لغاری صاحب نے ذکر فرمایا اور دوسرے اراکین نے بھی فرمایا وہاں تو جناب والا ان کی نظر ہی نہیں جاتی اگر کسی طرح نظر پڑ بھی گئی تو جناب والا انہوں نے ایک رسمی، رواجی طور پر اس کا نام لیا اور کچھ رقوم مختص کیں لیکن انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ اس دھرتی کے لوگ، وہ بہادر لوگ، وہ لوگ جہاں ایک طرف آپ ان خوشحال اضلاع کی چمک دمک کے لئے کروڑوں روپے مختص کر رہے ہیں لیکن دوسری طرف وہ آبادیاں جو ہزاروں نفوس پر مشتمل ہیں، لاکھوں پر مشتمل ہیں ان کے لئے راستے نہیں ہیں اگر کوئی وہاں کا بہادر نوجوان بیمار ہو جائے تو وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا وہ راستے میں ہی دم توڑ دیتا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

آوازیں۔ مبارک۔ مبارک۔ مبارک۔

ملک حاکمین خان۔ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب یہ اعزاز مجھے ملا کہ میں آپ کو مبارکباد پیش کروں تو جناب سپیکر میں مبارکباد اپنے سب ساتھیوں کی وساطت سے پیش کرتا ہوں تو جناب سپیکر اسی طرح میں اپنے اضلاع کا ذکر ضرور کروں گا میرا تعلق بھی ایک پسماندہ ضلع سے ہے میں اٹک کا رہنے والا ہوں اور وہیں سے مجھے منتخب کیا گیا ہے انہیں لوگوں نے مجھے ووٹ دیا ہے اور انہیں کی بدولت میں آج یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں اس لئے کہ یہ بھی بجٹ کا ایک حصہ ہے وہاں بھی آپ کی موجودہ نگران حکومت نے بہت ساری رقوم الیکشن کے دوران ایک تاثر دینے کے لئے خرچ کرنے کی کوشش کی اور فرشتوں نے وہاں بھی کام نہ کیا جہاں دوسری جگہوں پر اخراجات کئے گئے وہاں بھی کوشش کی گئی کہ مجھے بھی وہاں سے شکست دی جائے لیکن جناب والا کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ وہاں فرشتے میرے مخالف کام نہ کر سکے وہ اب تھکے ہوئے تھے جناب والا وہاں آئی جے آئی کا نمائندہ اپنی ضمانت بھی نہ بچا سکا اسے شکست ہوئی تو میں یہ اس لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت پاکستان پیپلز پارٹی نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ وہ سیاست کو عبادت کا درجہ دینا چاہتی ہے اس لئے ہم بجٹ کو ناجائز استعمال نہیں ہونے دیں گے اس بجٹ کی تقسیم منصفانہ ہو گی اور وہ آبادیاں جو پسماندہ آبادیاں ہیں اور وہ علاقے جو دور

دراز کے رہنے والے لوگوں پر مشتمل ہیں جنہیں پانی میسر نہیں ہے جن کے پاس ہسپتال نہیں ہیں ہمیں ان کی طرف جانا ہوگا یہ ہمارا جہاد ہوگا۔

جناب سپیکر ان حالات میں، میں یہاں یہ بھی کہنے سے گریز نہیں کروں گا کہ وہاں گورنمنٹ نے جو پانی کی ایک ٹینکی مہیا کی اور ٹینکی کے پانی کی تقسیم کا گزر آپ کے وہاں کے ایک EX ADVISER کی زمین سے تھا جناب والا جب اس کا گزر اس زمین سے ہوا جو نلکا لگایا گیا۔

محترمہ فوزیہ بہرام پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر معزز رکن جناب حاکمین کے الیکشن یا ان کے علاقوں کی ٹینکیوں کے متعلق ہم سن رہے ہیں یا یہ معزز رکن ضمنی بجٹ پر تقریر کر رہے ہیں مہربانی فرما کر ان سے کہا جائے کہ یہ ضمنی بجٹ پر تقریر کریں اس ٹینکی پر یا اپنے الیکشن پر یا وہ جو ضمانتیں ضبط ہو گئیں، اس کا اس بجٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے

جناب ڈپٹی سپیکر سردار حسن اختر موکل میں معزز رکن محترمہ فوزیہ بہرام سے گزارش کروں گا کہ یہ باتیں بجٹ سے متعلقہ ہیں۔ (نعرہ ھائے تحسین)

ملک حاکمین خان جناب ڈپٹی سپیکر صاحب، شکریہ، جناب والا میں اس کی نشاندہی کرنا چاہتا تھا جناب والا، وہ ٹینکی عوام کے لئے بنی، انہیں پانی مہیا کرنے کے لئے بنائی گئی تھی اور جناب والا ہوا کیا؟ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ کیسے کیسے ظلم و ستم ڈھائے جا رہے ہیں، اس ٹینکی کے پانی کا جو استعمال ہونا تھا اس پانی کا گزر مشیر کی زمین کے اوپر سے ہونا تھا اور مشیر صاحب نے اس ٹینکی کا پانی بند کر دیا، کیوں بند کر دیا؟ کیوں کہ وہ پانی ان غریبوں کے گھروں کو جا رہا تھا جو کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے حمایتی تھے ان آبادیوں کی طرف جا رہا تھا جناب والا یہ بات ریکارڈ پر لائیں اگر میں اس ایوان کے سامنے دروغ گوئی سے کام لے رہا ہوں تو پھر جناب والا میں سمجھتا ہوں کہ جو سزا آپ مقرر کریں وہ درست ہوگی، وہ جو ٹینکی بنی اس مشیر کی حکومت نے بنائی، تو پھر اسکا پانی بند کرنا بہت بڑی زیادتی ہے جہاں یہ حکومت لوگوں کو انصاف مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، لوگوں کو ہسپتال اور سڑکوں کے مسائل درپیش ہیں، وہ مسائل یہ حکومت کم کرنا چاہتی ہے یا یہ حکومت مسائل بڑھانا چاہتی ہے میرا مقصد صرف یہی اس کے بعد جناب والا میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کیا کچھ نہیں ہوا ہے اگر میں یہ باتیں کرنا شروع کر دوں، میں تھانہ کی بات کروں تو وہاں ایسا کوئی گاؤں نہیں ہے جہاں پر سڑک

ہو میں تھانہ حسن ابدال کی بات کروں تو اس کے گرد و نواح جتنے بھی لوگ ہیں، وہ بڑی آبادیاں ہیں، ان کے لوگ آپ کے سول سروس میں بھی ہیں، آپ کی ملٹری میں بھی ہیں، بیوروکریسی میں بھی ہیں لیکن جناب والا وہاں پر نہ تو کوئی سڑک ہے اور نہ کوئی دیگر سہولت موجود ہے۔

مہر اختر عباس بھروانہ۔ جناب یہ پورے پنجاب کی بجٹ کی بات کر رہے ہیں یا اٹک کی بات کرتے ہیں میرا خیال ہے کہ کیمبل پور بھی پنجاب میں ہے اور دوسرے اضلاع بھی پنجاب میں ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ۔ جناب والا، وہ آج مایوس ہیں، کیونکہ وہ منسٹری میں نہیں آئے ہیں ہم بھی توقع کر رہے تھے اور وہ خود بھی کافی دیر سے اس امید میں تھے مگر اب انکی امید بر نہیں آئی انشاء اللہ صبر کریں آپ کی باری بھی آجائے گی۔

مہر اختر عباس بھروانہ۔ یہ آپ کو کسی نے غلط فہمی دلائی ہے میں کسی وزارت وغیرہ کا امیدوار نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ملک صاحب ذرا آپ WINDUP کریں۔

ملک حاکمین خان۔ جناب والا اٹک کی بات کیا میں تو پورے پنجاب کی بات کرنا چاہتا ہوں میں تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کا استحصال ہوا ہے ان دس سالوں میں استحصال ہوا ان کے عوام کے ساتھ کیسی کیسی زیادتیاں نہیں ہوئیں جناب والا، اگر مجھے وقت دیا جاتا تو میرے پاس پورے اعداد و شمار ہیں، اس کے ذریعہ میں کافی اچھی طرح سے بتا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ملک صاحب آپ کے علاوہ کافی دوستوں نے اسی بحث میں حصہ لینا ہے آپ وقت کا خیال رکھیں اور ایک منٹ میں آپ اپنی تقریر کو WINDUP کریں۔

ملک حاکمین خان۔ بہت بہتر جناب جناب والا، اگر میرا وقت ختم ہو رہا ہے تو میں ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں، پیپلز پارٹی کے سامنے ایک منشور ہے اس کی ایک IDALOGY ہے اس کی اپنی ایک CONVICTION ہے ہم اس ملک میں جہاد کرنے کے لئے آئے ہیں اور سیاست کو عبادت کا درجہ دینا چاہتے ہیں۔

اور وہ لوگ جو ہمارے ساتھ توقعات وابستہ کئے ہوئے ہیں ان لاکھوں اور کروڑوں انسانوں نے ان حریت پسندوں نے بھی قربانیاں دیں، ہم ان کے اعتبار پر پورا اترنے کی کوشش کرینگے ہر

بجٹ میں کوئی ایسی بات نہیں ہونے دینگے جس سے کسی طرح کی کوئی ناانصافی ہو ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں میں اس شعر پر اپنی بات کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔

حالات کے قدموں میں قلندر نہیں گرتا
ٹوٹے بھی ستارہ تو زمین پر نہیں گرتا

گرتے ہیں سمندر میں بڑے شوق سے دریا
لیکن کسی دریا میں سمندر نہیں گرتا

(نعرہ ہائے تحسین)

پاکستان پیپلز پارٹی ایک سمندر ہے، ہم ثابت کرینگے کہ وہ اس ملک کے لئے کتنی اہم ہے۔

HONOURABLE MEMBER: POINT OF INFORMATION. SIR, I WOULD LIKE TO KNOW WHETHER MY COLLEAGUE IS TRYING TO DO CANVASSING FOR THE PEOPLES PARTY OR DEBATING ON THE BUDGET IN THE PUNJAB ASSEMBLY.

MR. DEPUTY SPEAKER: MR KHALID LATIF KARDAR.

MR. KHALID LATIF KARDAR: HONOURABLE SPEAKER! I WOULD SEEK YOUR PERMISSION TO MAKE A SPEACH IN ENGLISH. MY SUBJECT IS "ADMINISTRATION OF JUSTICE". A LOT OF MONEY WAS RESERVED IN THE 1987-88 BUDGET AND A LOT OF MONEY HAS ALSO BEEN PROVIDED IN THE

SUPPLEMENTARY BUDGET. THE "ADMINISTRATION OF JUSTIC" IS AN IMPORTANT ORGAN OF THE MODERN ISLAMIC STATE IN CIVILISED WORLD AND AT THE SAME TIME I WOULD SAY THAT THE "ADMINISTRATION OF JUSTICE" IS AN OUTSTANDING CHARACTERISTIC OF ISLAMIC JUDICIAL SYSTEM WITH REFERENCE SPECIALLY TO THE CASES DECIDED BY THE HOLY PROPHET MUHAMMAD (PBUH) AND HIS COLLEAGUES. IT IS A WELL KNOWN PRINCIPLE THAT THE JUSTICE SHOULD NOT ONLY BE DONE BUT APPEARS TO BE DONE. BUT UNFORTUNATELY THIS SALIENT FEATURE.....

چوہدری خادم حسین۔ جناب والا کوئی ممبر ایوان میں لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھ سکتا اردو ہو یا انگریزی ہو۔

MR. KHALID LATIF KARDAR: THERE IS NOTHING BEFORE ME. ARE YOU MISTAKEN.

MR. DEPUTY SPEAKER: NO CORSS TALK PLEASE.

MR. KHALID LATIF KARDAR: WHAT IS HERE

جناب ڈپٹی سپیکر۔

No cross talk please. چوہدری صاحب آپ کی بات بجا ہے، پڑھ کر تقریر نہیں کی جا سکتی ہے وہ کچھ پوائنٹس دیکھ رہے ہوں گے پوائنٹس تو دیکھ کر پڑھے جا سکتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے ان کے سامنے کوئی کاغذ تو نظر نہیں آ رہا ہے۔

چوہدری خادم حسین۔ جناب والا ان کو بات کرنے کا طریقہ سکھلائیں۔

MR. KHALID LATIF KARDAR: SIR, MY VOICE IS NOT SO CLEAR UNLESS I LOOK TOWARDS THE MIKE. MY HONOURABLE FRIEND WAS COMPLETELY MISTAKEN. I WAS SUBMITTING TO YOUR HONOUR THAT THE "ADMINISTRATION OF JUSTICE" IS AN OUTSTANDING CHARACTERISTIC OF THE ISLAMIC JUDICIAL SYSTEM ESPECIALLY WITH REFERENCE TO THE CASES DECIDED BY THE HOLY PROPHET (PBUH) AND KHULAFA - I- RASHDEEN.

UNFORTUNATELY THE DICTATORIAL RULE OF GENERAL MUHAMMAD ZIA-UL- HAQ MADE THE JUDICIARY CORRUPT. THE SALIENT FEATURE IS THAT INCOMPETENT PEOPLE WERE MADE THE JUDGES OF THE SUPERIOR COURTS ONLY TO PROMOTE FAVOURITISM AND NEPOTISM. BEFORE THE 16TH OF NOVEMBER, 1988 WHEN THE GENERAL ELECTIONS WERE GOING TO BE HELD THE HONOURABLE CHIEF MINISTER MADE THE APPOINTMENT OF A JUDGE AS THE ASSISTANT GENERAL OF THE ADVOCATE

GENERAL OF THE PUNJAB IN ORDER TO GET A DECISION IN FAVOUR OF THE CARETAKER GOVERNMENT IN IDENTITY CARDS CASE. IT IS UNFORTUNATE. I WOULD ALSO REFER TO THE REVISION OF THE LIST OF JUDGES BY THE CHIEF MINISTER WHEN HE WAS WORRIED. HE WANTED TO SUPPORT HIS OWN PEOPLE AND WANTED TO MAKE THEM AS THE SESSIONS JUDGES AND THE RESULT WAS THIS THAT WRIT WAS FILED IN THE HIGH COURT TO THIS EFFECT. IT WAS ADMITTED BY HIS LORDSHIP JUSTICE MUNIR AHMAD KHAN. I WOULD ALSO SUBMIT THAT MUCH HECTIC PROPAGANDA AND PUBLICITY WAS MADE DURING THE DICTATORIAL RULE OF GENERAL MUHAMMED ZIA -UL- HAQ.

جناب دریوس پستونجی۔ یہ بجٹ کی تقریر نہیں ہو رہی بلکہ یہ الیکشن کی تقریر ہو رہی ہے آج کا دن بجٹ کی تقریر کے لیے ہے الیکشن کی تقریر کے لیے نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ بجا فرماتے ہیں میں معزز رکن سے درخواست کروں گا کہ وہ ذرا بجٹ سے متعلقہ بات کریں۔

MR. KHALID LATIF KARDAR: THANK YOU, HONOURABLE SPEAKER. I AM SPEAKING ON THE TOPIC OF "ADMINISTRATION OF JUSTICE" AND MONEY ALLOCATED IN 1987-88 AND THE SUPPLEMENTARY BUDGET. I WAS SUBMITTING THAT MUCH PUBLICITY WAS MADE, HECTIC PROPAGANDA WAS MADE AND

THAT THE CHEAP AND SPEEDY JUSTICE HAS BEEN PROVIDED BY SPENDING SO MUCH MONEY, THEREFORE, A SPECIAL COURT WAS SET UP FOR THE SPEEDY TRIAL BUT I WOULD SUBMIT THAT IT WAS AN EYE WASH AND ONLY TO BEFOOL THE PEOPLE OF PAKISTAN. THERE WAS NO DIFFERENCE BETWEEN AN ORDINARY COURT OR A SPECIAL COURT SET UP FOR THE SPEEDY TRIAL IN 1987 - 88. THE ONLY DIFFERENCE IS THAT THE SPEEDY TRIAL COURT COULD NOT START HEARING IN ANOTHER CASE UNLESS THERE HAS BEEN.....

MR. DEPUTY SPEAKER: KHALID SAHIB PLEASE WIND UP YOUR SPEECH IN A MINUTE.

MR. KHALID LATIF KARDAR: SIR, I AM WINDING UP. I WANT TO PROVIDE VERY USEFUL AND RELEVANT INFORMATION TO THE HOUSE. I WOULD SUBMIT TO THE HONOURABLE SPEAKER THAT NOTHING WAS DONE AND AT THE SAME TIME I WOULD SUBMIT THAT MUCH PUBLICITY WAS MADE DURING THE DICTATORIAL RULE OF GENERAL MUHAMMAD ZIA -UL- HAQ. I WOULD CHALLENGE ANY PERSON WHO WOULD SAY THAT THEY ARE ISLAMIC IN STATE. SIR, ONLY ENGLISH TERMINOLOGIES WERE USED. EVEN TODAY IN THE COURTS HADOOD ORDINANCE IS EXPLAINED WITH REFERENCE TO THE HALSBURY STATUTE AND THE ENGLISH

DECISIONS. MR. SPEAKER, I WOULD SUBMIT THAT NOTHING HAS BEEN DONE EXCEPT THE PROPAGANDA THAT THE ISLAMIC LAW HAS BEEN ENFORCED. I WOULD SAY JUST TAKE QANOON -I- SHAHADAT, NOTHING HAS BEEN CHANGED NOT EVEN A SINGLE WORD IN ANY SECTION OF THE EVIDENCE ACT. ONLY NUMERICAL ORDER HAS BEEN CHANGED.

جناب جاوید محمود گھمن۔ جناب سپیکر، میری ایک گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ بولنا چاہتے ہیں؟

جناب جاوید محمود گھمن۔ اسے پوائنٹ آف آرڈر ہی سمجھ لیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ آج مجھے بخار ہے میری باری کل رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ چوھدری علی اکبر وینس صاحب

چوھدری علی اکبر وینس۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب سپیکر، میں اس ایوان کا ایک لمحہ ضائع کیے بغیر بجٹ کی طرف آؤں گا کہ یہ ضمنی بجٹ جس میں اکثر ھیڈز ایسے ہیں۔۔۔۔۔۔

ایک معزز رکن۔ جناب سپیکر، میرے خیال میں کورم پورا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ گنتی کر لیں

(گنتی کی گئی، کورم پورا تھا)

چوھدری علی اکبر وینس۔ جناب سپیکر، میں گزارش کر رہا تھا کہ اس ضمنی بجٹ میں ایسے ایسے کارھائے نمایاں انجام دیے گئے ہیں کہ ایک ڈیمانڈ ہے جس کا ہیڈ زراعت ہے جس کے صفحہ نمبر ۵۴ پر ایک رقم دی گئی ہے "گنے کی ترقی" گنے کی ترقی کے لیے سات ہزار ایک سو روپے رکھا گیا یہ زراعت کے ساتھ کیسا مذاق ہے لیکن یہ اس لیے ہے کہ اس صوبہ میں ان غریب کاشتکاروں کے ساتھ گنے کے حوالے سے جو ظلم ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ یہاں گنے کی قیمت، جسے میں گنے کی قیمت نہیں کہوں گا کہ ان سے ان کے خون پسینے کی کمائی چھینی جا رہی ہے ان سے گیارہ بارہ روپے من کے حساب سے گنا خریدا جا رہا ہے یہ ظلم پنجاب کے ان غریب کسانوں

پر ہو رہا ہے جن کے متعلق نعرے لگائے جا رہے ہیں کہ ہم پنجاب کے چیمپئن ہیں، ہم پنجاب کے بڑے ہمدرد ہیں دوسرے صوبوں میں سندھ اور سرحد میں ۱۸/۱۷ روپے فی من کاشتکار کو مل رہے ہے تو جناب والا، پھر ایک اور کمال کیا گیا ہے یہ زراعت کے نام پر مذاق کیا گیا ہے کہ زراعت کے ہیڈ کے نیچے صفحہ ۵۵ ہے جس میں ۳۹۹ گورنمنٹ گاڈنز کے تحت دیا گیا ہے

Maintenance of Bagh-i-Jinnah

جس کے لیے ۲۰۸۸۰۴۰ روپے کی رقم رکھی گئی ہے

اب جناب والا، میں یہ پوچھنا چاہوں گا حزب اقتدار کے لوگوں سے زراعت میں باغ جناح کیا کردار ادا کر رہا ہے کتنا چاول اور کتنی گندم وہاں سے پیدا ہو رہی ہے یہ صرف دھوکا ہے ان دوستوں کے ساتھ، اس ایوان کے ساتھ کہ اس کے نیچے پھر یہ کہا گیا ہے کہ باغ جناح کی ترقی کیلئے ۵۷،۰۶۰/- روپے رکھے گئے ہیں اور یہ بھی زراعت کے ہیڈز کے نیچے رکھے گئے ہیں، یہ کتنا بڑا دھوکا ہے اور پھر اس سے اور بڑی بات میں اس معزز ایوان کے نوٹس میں لانا چاہوں گا کہ اسی زراعت کے ہیڈ میں ہی صفحہ ۵۶ پر ایک رقم

Improvement of cricket ground of Bagh-i-Jinnah

کے لیے رکھی گئی ہے جو ۱،۰۳۴۸۰/- روپیہ ہے کیا یہ خوش نما بجٹ ہے؟ اور زراعت کے ساتھ کیسا یہ سلوک کیا گیا ہے کہ یہ صوبہ جو زرعی صوبہ کہلاتا ہے کہ اس میں کرکٹ کے گراؤنڈ کے لیے بھی رقم رکھ دی گئی ہے

جناب والا، ایک طرف اور میں آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا یہ وزیر اعلیٰ کی ہی شاہ خرچیاں نہیں بلکہ اس صوبہ کے چھوٹے چھوٹے ملازم اور افسران کے لیے بھی اتنی بڑی بڑی رقمیں رکھی گئی ہیں کہ صفحہ ۶۵ پر نمبر ۵ کے تحت

Payment of telephone charges to clear the arrears of Divisional Information Office, Sargodha - 2, 35000/-

یہ سال ۸۸-۱۹۸۷ء کے لیے ہے اور یہ ضمنی بجٹ میں رکھا گیا ہے۔ اللہ ہی جانے سالانہ بجٹ میں اس شہزادے نے، اس پبلک ریلیشنز آفیسر نے اس دفتر میں کتنی رقم خرچ کی ہوگی۔ یہ کس ضابطے کے تحت ہے اور کتنی رقم ایک افسر کو خرچ کرنے کی اجازت ہے جبکہ یہ ایک غریب صوبہ اور غریب ملک ہے۔

جناب والا، پھر میں آپ کی توجہ صفحہ ۷۰ پر دلاؤں گا۔ اس پر دیا گیا ہے۔

An amount of -Rs. 24, 50, 000, 00/- is required for the inauguration of music block of Alhamrah during the current financial year

اس کے لیے -/۰۰۰، ۵۰، ۲۴ روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ وہی بات ہے "شمشیر سناں اول طاؤس ورباب آخر" کہ الحمرا پر اس غریب ملک کی اتنی بڑی رقم خرچ کی گئی ہے۔ اور پھر میں اپنے وقت کا خیال رکھتے ہوئے مختصراً اپنی تمام باتیں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ یہ صفحہ نمبر ۷۲ پر ڈیمانڈ نمبر ۱۸ ہے۔ اس کے تحت چولستان کے غریب اور پیاسے لوگوں کے لیے -/۰۰،۰۰۰، ۵۰ روپے رکھے گئے ہیں کہ جب وہاں قحط سالی تھی اور خشک سالی تھی تو (چولستان بالکل میرے حلقے کے قریب پڑتا ہے) میں اس ایوان میں پوری ذمہ داری سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور اس معزز ایوان کے نوٹس میں لانا چاہوں گا کہ اگر یہ فہرست دے دی جائے کہ یہ پچاس لاکھ روپیہ کن خوش نصیبوں کو دیا گیا ہے تو میں تمام چولستان کے لوگوں کی فہرست لا کر آپ کو دے سکتا ہوں جو اس رقم کی ایک ایک پائی سے بھی محروم رہے ہیں۔ اور میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ وہاں ایک بھی پیسہ نہیں دیا گیا۔ جناب والا، میں مختصراً عرض کروں گا کہ صفحہ ۸۰ پر "گرانٹ کو بہبود ایسوسی ایشن جی او آر۔ ۱ لاہور--------

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب آپ تقریر ختم کریں۔ آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ یہ مجبوری ہے۔

چوہدری علی اکبر وینس: تو جناب والا، میں ضروری ضروری باتیں کرنا چاہوں گا۔ کہ ہمارے علاقے میں سیم نالہ بن رہا ہے۔ اس کی کہیں سے ۱۸۰ فٹ چوڑائی ہے، کہیں سے ۲۲۰ فٹ ہے لیکن اس کی گہرائی صرف پانچ فٹ ہے۔ اور اس کی چوڑائی بیس پچیس فٹ ہے۔ پانچ فٹ کا سیم نالہ میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ پانچ فٹ کا گہرا نالہ جس پر کروڑوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے

اس سے کتنی سیم ختم ہو گی اور اس کا کیا فائدہ ہو گا۔ جناب والا، پھر ظلم یہ کیا جا رہا ہے کہ لوگوں سے ان کی زمینیں لی جا رہی ہیں۔ جن کی زمینیں لی جا رہی ہیں ان میں سے کچھ غریب لوگ ایسے ہیں جن کی زمینوں سے DIAGONAL قسم کا نالہ یعنی قطری نالہ نکالا جا رہا ہے اور آدھ آدھ مربعے اور دو دو چار چار ایکڑ والے اپنی پوری زمین سے محروم ہو رہے ہیں۔ اور اس پر ستم بالائے ستم یہ ہے کہ ان کو کوئی معاوضہ بھی نہیں دیا جا رہا اور وہ التوا میں رکھا جا رہا ہے کہ ریونیو بورڈ والے کبھی فیصلہ کریں گے تو ان کو ملے گا۔ اس سے ان کی بڑی دلشکنی ہو رہی ہے۔

جناب والا، اب میں زراعت کی طرف آؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چوہدری صاحب، مہربانی کر کے آپ تقریر ختم کریں۔ آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

چوہدری علی اکبر وینس: جناب والا، میں ایک آخری بات آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ۱۹۸۶ء میں انجینئرز رکھے گئے تھے جو سلیکشن بورڈ کے ذریعے رکھے گئے تھے۔ محکمہ اریگیشن کے ۸۳، مواصلات و تعمیرات ۷۰ اور محکمہ دیہی ترقی ۲۰ جنوری ۸۸ میں انجینئرز سلیکشن بورڈ کی طرف سے میرٹ کی یہ بنیاد پر بھرتی کیے گئے جبکہ ۱۲ نومبر ۸۶ء کو ۳۱ انجینئرز ایڈھاک طور پر تعینات کیے گئے۔ یہ سفارشی تھے، بڑے لوگوں کے داماد تھے اور کسی کے وہ بیٹے تھے۔ ان کو اسی دن مستقل کر دیا گیا اور یہ دوسرے انجینئرز بیچارے جو غریب ہیں اور جن کی کوئی سفارش نہیں وہ ابھی تک مارے مارے پھر رہے ہیں۔ جناب والا، سب سے ایک جیسا سلوک کیا جائے اور اگر ایک جیسا سلوک ہو گا تو پھر کسی کی دل شکنی بھی نہیں ہو گی۔ اور سرکاری بنچوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو گلہ بھی نہیں ہو گا اور آخری بات جو میں عرض کرنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ آپ ہی ذرا اپنی اداؤں پہ غور کریں ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی محمد اسلم رندھاوا صاحب۔

حاجی محمد اسلم رندھاوا: بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب والا، ضمنی بجٹ ۸۸-۱۹۸۷ء میں دو سو اکتالیس کروڑ روپے کے مطالبات زر مانگے گئے ہیں ان کے بارے میں عرض کروں گا کہ یہ ۸۸-۱۹۸۷ء میں جو بجٹ اس ایوان نے منظور کیا تھا یہ رقم اس کے علاوہ مانگی جا رہی ہے ان اخراجات کو پورا کرنے کیلئے جو کہ اب ہو چکے ہیں۔ جناب والا اصل رقم جو مانگی گئی ہے وہ ہے ۴۷۱ کروڑ کے کل مطالبات ہیں ان اخراجات کو STREAMLINE کرنے کیلئے یا منظور کرنے

کیلئے جو کہ اس وقت تک ہو چکے ہیں، اس طرح سے جو ۲۴۱ کروڑ جو مانگے گئے ہیں ان میں ۲۲۹ کروڑ کا تقریباً فرق بتایا گیا ہے کہ یہ پرانا بجٹ منظور ہوا تھا اس میں سے مختلف مدات میں سے بچت کر کے یہ ۲۲۹ کروڑ روپیہ اکٹھا کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ ایسی بات نہیں ۲۲۹ کروڑ روپے کے منصوبہ جات بھی اس ایوان نے منظور کئے جن پر عمل درآمد نہیں کیا گیا اور اب ان کو بچت کی صورت میں سامنے لایا جا رہا ہے۔ حضور والا بچت تو یہ ہوتی ہے کہ ایک منصوبہ فرض کیجئے ایک کروڑ روپے کا بنایا گیا ہے تو وہ ۹۰ لاکھ یا ۹۵ لاکھ میں مکمل کر لیا جائے تو پانچ یا دس لاکھ روپے جو اس میں سے بچت ہوتی ہے تو وہ بچت کی صورت میں آتی ہے نہ کہ ایک منصوبہ جو اس ایوان نے منظور کیا تھا جس پر عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ جناب والا میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کا استحقاق ہے جو منصوبہ اس ایوان نے منظور کیا ہے اس پر عمل درآمد ہونا چاہئیے تھا لیکن ایسا نہ کر کے ۲۲۹ کروڑ روپے کی رقم منصوبہ جات کو شروع نے کر کے اور اسے غلط طور پر بچت دکھا کے سامنے لایا گیا ہے یہ تو حضور ایسا ہی ہے کہ کس کو ایک ٹریکٹر خریدنا ہے وہ کس کو ایک لاکھ روپے دے کر، اپنے بچے کو یا اپنے بھائی کو بھیجتا ہے کہ جاؤ بھئی ایک لاکھ روپے کا ایک ٹریکٹر خرید لاؤ تو وہ ایک ٹریکٹر خریدنے کی بجائے دو لاکھ روپے کی ایک گاڑی لے آتا ہے اور کہتا ہے کہ ایک لاکھ روپیہ اور دیا جائے۔ جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہیں تو ٹریکٹر خریدنے کیلئے بھیجا گیا تھا تو وہ کہتا ہے کہ میں نے ایک لاکھ روپے کی تو بچت کر لی ہے ٹریکٹر نہ خرید کے اب دو لاکھ روپے کی گاڑی لے آیا ہوں لاکھ روپیہ مجھے اور دے دیا جائے تاکہ اس گاڑی کی منظوری صحیح ہو سکے۔ جناب والا اس ایوان نے کچھ ترجیحات کو منظور کر کے یہ منصوبہ جات منظور کئے تھے، اس ایوان کی ترجیحات کو ختم کر کے ایک فرد واحد نے اپنی ترجیحات اس رقم پر مسلط کر دی ہیں اور اب مزید رقم مانگی جا رہی ہے۔ یہ اس لئے ہو رہا ہے کہ یہ مارشل لاء دور کی مسلسل حکومت چلی آ رہی ہے اور یہ غیر جماعتی اور غیر جمہوری روایات کی آئینہ دار ہے، جس کی وجہ سے یہ بے دریغ INDISCIPLINED طور پر اخراجات کئے جا رہے ہیں۔ جناب والا بجٹ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ آنے والے مالی سال کیلئے محصولات اور اخراجات کے گوشوارے منظور کئے جائیں تاکہ ہم ایک ڈسپلن کے اندر رہتے ہوئے ان اخراجات کو ان محصولات کو سامنے رکھتے ہوئے جو کہ ہمیں موصول ہونے تھے، کیا جائے۔ تو یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ان سب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ۴۷۱ کروڑ روپے کے مزید اخراجات کر دیئے گئے ہیں جس کی اب اس

ہاؤس سے منظوری مانگی جارہی ہے۔ جناب والا اگر وہ منصوبہ جات جو اس ہاؤس نے منظور کئے تھے ان پر عمل درآمد ہو جاتا تو ہو سکتا تھا کہ کئی گاؤں میں بجلی پہنچ جاتی کئی ہسپتالوں میں بستروں کا اضافہ ہو جاتا، کئی سکولوں میں کچھ اور اضافہ ہو جاتا، اس سے غریب بچوں، غریب لوگوں کی فلاح کا کوئی نکتہ سامنے آتا، لیکن یہاں تو ایک فرد واحد نے اپنی مرضی سے خیرات بانٹتے ہوئے انعامات دیتے ہوئے یہ رقم اس طریقے سے خرچ کی ہے اور اب یہ امید کی جارہی ہے کہ یہ معزز ایوان اس شاہ سرخیوں کی منظوری دے دے، میرے خیال میں یہ بڑی ناجائز بات ہے اور اس کے ساتھ ہی میں اجازت چاہوں گا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محمد اسلم گورداسپوری صاحب۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب والا یہ اضافی بجٹ اس بڑے بجٹ کا حصہ ہے جس بجٹ کو بنانے والی، اسمبلی کو جنرل ضیاء الحق مرحوم نے نااہل، بدعنوان، رشوت خور، دھاندلی کی مرتکب، راشی اور بہت سارے اس قسم کے القاب و خطابات سے ریڈیو، ٹی وی پر قوم سے خطاب کے دوران نوازا تھا۔ یہ اضافی بجٹ اس کا حصہ ہے۔ ہمیں یہ تو علم نہیں کہ اس بجٹ میں کیا کیا بادشاہیاں کی گئیں لیکن اس بجٹ میں جو باتیں سامنے آتی ہیں ان کی روشنی میں میں صرف ان تین چار اداروں کی جو اخراجات اضافی کئے گئے ہیں وہ آپ کے سامنے گنواتا ہوں۔ نمبر ایک زراعت ہے جس کو پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی کہتے ہیں اس کیلئے صرف ۷ کروڑ روپیہ اضافی خرچ ہوا۔ تعلیم جس پر اس ملک کی اس قوم کی اس دھرتی کی بنیاد ہے اس پر اضافی بجٹ ۱۵ کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا اور پبلک ہیلتھ جو سارے صوبے کا اضافی بجٹ قرار دیا گیا وہ سوا کروڑ اور ڈویلپمنٹ کا بجٹ ۳۷ کروڑ روپے تھا۔ اور ڈویلپمنٹ کا بجٹ ۳۷ کروڑ، اس تمام تخمینے میں ذرا پولیس کی طرف تشریف لائے، جس کا تنہا اضافی خرچ ۱۹ کروڑ ہے۔ اب دیکھئے جو پیداواری ادارے ہیں، جو مرکزی ادارے ہیں، جو بنیادی ادارے ہیں ان کے اخراجات ملاحظہ کیجئے اور پولیس کا بجٹ آپ خود ملاحظہ کیجئے کہ وہ ۱۹ کروڑ ہے،

ہم تو اس زلف گرہ گیر کے ہیں کہنہ اسیر
اور اس زلف گرہ گیر کو کیا بل دو گے۔

اور اس شمشیر کو کیا چمکا رہے ہو، پولیس کی کیا ڈیوٹی ہے یہاں جناب والا کیا میں آپ کی وساطت سے اس بجٹ بنانے والوں کو پوچھ سکتا ہوں کہ کیا انہوں نے ہتھوڑا گروپ پکڑ لیا، کیا

پولیس نے اس صوبے میں امن وامان بحال کر رکھا ہے، کیا یہاں ڈکیتیاں بند ہیں، کیا یہاں رہزنی نہیں ہوتی، اغواء نہیں ہوتے قتل نہیں ہوتے، تو پھر کس لئے یہ فوج ظفر موج پالی جارہی ہے، اس لئے اس شمشیر برہنہ کو لٹکایا جارہا ہے ہم نے گیارہ سال تک پولیس کا یہاں کیا رول دیکھا، سیاستدانوں کو بند کرنے کیلئے۔ مارنے کیلئے، کوڑے مارنے کیلئے، ہمیں گرفتار کرنے کیلئے، لوگوں کو جیلوں میں ڈالنے کیلئے، جھوٹی گواہیاں دینے کیلئے اور اب بھی اس میں بھرتی کی جارہی ہے، بھرتی کیوں کی جارہی ہے، نئی بھرتی کیوں جاری ہے، وزیر اعلیٰ کی طرف سے کیوں براہ راست اے ایس آئی بھرتی کئے جارہے ہیں، جبکہ وہاں سالوں سے لوگ حوالداری کرتے چلے آرہے ہیں ان کو ترقی کیوں نہیں دی جاتی، وہ راستے کیوں نہیں کھولے جاتے جن کی آئین اجازت دیتا ہے، مفاد پرستوں اور سفارشی ٹولوں کو کس لئے نوازا جارہا ہے، حضور پنجاب کی معیشت اس سے بنتی ہے کہ عوام اس سے مضبوط ہوں جب زراعت پر پنجاب کی بنیاد ہے، اب یہاں اس صوبے میں زرعی زمین کوڑوں کے مول پر زرعی زمین کہہ کر خریدا جاتا ہے، بعد میں اس زمین کو انڈسٹریل ایریا قرار دے دیا جاتا ہے۔ کسانوں کا خون کر دیا جاتا ہے، کسان مارے جاتے ہیں، اگر زمین کم ہوگی تو جناب سپیکر اناج کم ہو جائے گا، غلہ کم ہوگا بھوک ہوگی، افلاس ہوگا، یہاں قحط پڑ جائے گا اور جو انڈسٹریاں بنائی جارہی ہیں وہ بھی غیر پیداواری ہیں اور کیا ہو رہا ہے اس آپ کی کتاب میں، اس اضافی بجٹ کی کتاب میں durable goods ہیں، پڑھ لیجئے ہر صفحے پر ہر محکمہ پہ durable goods ہیں یہ کیا چیزیں ہیں کیا بلا ہیں، یہ خفیہ بجٹ کیا ہے اور وہ کیا ہے دوسرا commodities and services وہ کیا چیز ہے کتنی بابیہ COMMODITIES AND SERVICES خریدنی ہے اور جس کو DURABLEBUDGET کہتے ہیں وہ کیا پائیدار چیزیں ہیں وہ اتنی پائیدار کی جو بڑے کیپٹل بجٹ میں خریدی گئیں اور آج چھ، پانچ تین ماہ کے بعد DURABLE چیزیں پھر خریدنی پڑ رہی ہیں کروڑوں روپے اس کیلئے وقف کر دیئے گئے، میرے حضور میری عرض سنئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گورداسپوری صاحب ذرا وقت کا خیال رکھیں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: بہت اچھا جناب میں گھڑی دیکھتا ہوں۔ تو جناب والا معیشت اس سے نہیں بنتی کہ ہم ان مال روڈ کے کناروں کو اور باغ جناح کی اینٹوں کی دیواروں کو گرا کر وہاں لوہے کے جنگلے لگا دئے جائیں، میرے حضور اگر کل کو کوئی اینٹوں کے بھٹے کا مالک آ کر وزیر اعلیٰ بن گیا تو وہ اینٹوں کی باڑ لگا دے گا، وہ دیواریں اینٹوں کی چنوا دے گا، کل کو اگر یہاں پر لکڑی کا تاجر آ کر وزیر اعلیٰ بن گیا تو وہ وہاں لکڑی لگوا دے گا، وہ وہاں پر لکڑی کے جالے لگا دے گا کیا یہ عیاشی چلتی رہے گی، یہ باتیں کرنے کیلئے، یہ پنجاب بنایا جا رہا ہے اور یہ پنجاب کا نام لیا جا رہا ہے کہ ہم بڑے پنجابی ہیں ہم پنجاب کی بڑی خدمت کر رہے ہیں، کیا خدمت کر رہے ہیں ہم پنجاب کی، پنجاب کی کونسی خدمت ہو رہی ہے، کیا پولیس بنائی جا رہی ہے پنجاب کو مارنے کیلئے، پولیس بنائی جا رہی ہے پنجاب کے لوگوں کو جیلوں میں ڈالنے کیلئے، پولیس نے گیارہ سال تک کن کا ساتھ دیا پنجاب کا ساتھ دیا، کس کے ساتھ لوگ رہے، اس ایوان میں کس طرح پہنچے، میرے حضور ہم یہاں پر کس کے لطف و کرم سے نہیں پہنچے،

ع گزر کے آئے ہیں ہم لوگ قتل گاہ سے۔

اگر اس معزز ایوان میں کسی کو آ کر بولنا ہے، کسی کو آ کر تقریر کرنی ہے کسی کو آ کر قیادت کرنی ہے تو ان راستوں سے گزر کر آنا ہوگا۔ جو راستے ہم دیکھ کر آئے ہیں، ہم خاک و خون کے راستے دیکھ کر آئے ہیں، پھانسیوں کے تختوں پر چل کر آئے ہیں، ہم کوڑے کھا کر آئے ہیں، اس لئے نہیں آئے کہ آپ نے جو پولیس کی بھرتیوں کیلئے اتنے بڑے بجٹ دے رکھے ہیں ان کی منظوری دیں، ہم اس کی خود تائید کریں، ان کے جتنے استحصالی کاروبار ہیں ان کی تائید کریں یہ نہیں ہو سکتا۔ اس ملک میں اب بھی بچے ماؤں سے ننگے پھر رہے ہیں اس ملک میں جہاں کپاس اگتی ہے وہاں جا کر دیکھیں خدا کی قسم لوگوں کے بدن پر آج بھی کپڑے نہیں، آج بھی ہسپتالوں کے باہر جا کر دیکھئے بغیر دوائی کے لوگ باہر ننگے پڑے ہیں بھوکے پیاسے پڑے ہیں اور یہاں یہ عیاشیاں ہیں۔ جناب والا یہ کب تک چلے گی اس طرح سے تو ملک نہیں چلتے، اس طرح سے صوبے نہیں چلتے، آپ کو عوام کے ساتھ چلنا ہوگا، عوام کے بجٹ بنانے ہوں گے اور عوام کی تائید حاصل کرنا ہوگی ہم عوام کے نمائندے ہیں ہم اس قسم کے غیر عوامی، غیر انسانی بجٹ کی تائید نہیں کر سکتے۔ السلام علیکم!

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد وصی ظفر صاحب۔

جناب محمد وصی ظفر صاحب: جناب سپیکر و معزز اراکین ضمنی بجٹ پیش ہوا، جس کا نہ سر نظر آتا ہے نہ پیر، بالکل جلیبی کی طرح سیدھا ہے کہ سرے کا پتہ نہیں نہ تو علم ہے کہ اس کو شروع کہاں سے کریں نہ پتہ چلتا ہے کہ اس کا اختتام کدھر سے کریں۔ اس میں کچھ ایسی بازی گری کی گئی ہے اور انتہائی کاوشیں کی گئی ہیں نہ تو کچھ ممبران کے پلے پڑے نے کچھ عوام کے پلے پڑے، جیسے کہ یہ بجٹ عوام کیلئے تو ہے ہی نہیں، میرے فاضل دوست اسلم گورداسپوری کہہ چکے کہ یہ وہ بجٹ ہے جو کہ امیر کو مزید امیر کرنے کیلئے بنایا گیا ہے اس کی آگے حمایت ہے۔ اب ۸۸-۱۹۸۷ء کا بجٹ ملاحظہ فرمالیں اس کی تقلید میں جس نااہل اسمبلی نے جس کو پاس کیا تھا، اس کی تقلید میں افسر شاہی نے ایک مسودہ بنا کر ہمارے سامنے رکھ دیا ہے کہ آپ بھی اس کی تائید کر دیں شائد ایسا ہم سے نہ ہو سکے۔ بجٹ بنانے والے یہ بھول گئے کہ غریب آدمی بھی بنیادی ضروریات کی چیزوں پر اتنا ہی ٹیکس ادا کرتا ہے جو اس نے روٹی کھانی ہے جو اس نے کپڑا پہننا ہے، وہ جس چونگی سے گزر کر آتا ہے اس پر بھی اتنا ہی ٹیکس لگتا ہے جتنا کہ امیر آدمی کیلئے ہے۔ جب وہ اتنا ہی ٹیکس دیتا ہے تو سہولیات اس کے مقابلے میں ایک ہزارواں حصہ بھی نہیں۔ اگر سڑک بنے تو کس چیف منسٹر کسی وزیر یا امیر کے گھر کے آگے، اگر پارک بنے تو کسی چیف منسٹر یا وزیر یا امیر کے گھر کے آگے اگر سیوریج بچھے تو بڑی سے بڑی کالونی میں اگر کسی روڈ کی کارپیٹنگ ہو تو وہ پیکو روڈ ہو، وہ کنال روڈ ہو جو وہاں سے ہربنس پورہ سے شروع ہو اور چوہنگ تک جائے اگر کوئی نئی سڑک بننی ہے تو وہ کسی ایسے بااثر کی جس نے بہت بڑا سکول کھولنا ہے وہ اس کی طرف کو جائے یا کوئی ایسا جس نے انڈسٹریل ایریا میں بے شمار زمین لے لی ہے تو نئی سڑک اس طرف رواں دواں کر دی جائے۔ جو غریب لوگ برابر کا ٹیکس ادا کرتے ہیں اس سارے بجٹ میں آپ کو ان کے بارے میں کچھ نظر آیا، آپ مجھے کوئی ایسی چیز اس تمام بجٹ میں دیکھا دیں جو پیسے کی گردش کو اوپر سے نیچے کی طرف لاتی ہو۔ جب آپ اس تمام کا تمام بجٹ تقابلی مطالعہ کریں، جب آپ اس کو دیکھیں جو سالانہ بجٹ ہے اور جو یہ سپلمنٹری بجٹ ہے تو یہ تمام پیسہ غریب سے کھینچ کر اوپر سے اوپر کو جا رہا ہے آخر ایسا کیوں؟ یہ کہتے ہیں کہ بے شمار ڈویلپمنٹ کیں، آپ موقع ملاحظہ فرمائیں آج سے دو دن پہلے ان جگہوں پہ جا کے پائیں پھینک دیں اور ان دونوں

میں کھدائیاں شروع کر دیں گنگا پور کا ۵۹۱ چک دیکھ لیں، میں نے جب ادھر بات کر دی بیچ میں کئی سی آئی ڈی والے لوگ بیٹھے ہوں گے جا کے بتایا تو پرسوں وہاں پہ یکایک پائپیں پھینک کے کھدائیاں شروع کر دیں آیا یہ وہ پیسہ نہیں تھا جو الیکشن RIG کرنے کیلئے خرچ کیا گیا، میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ ڈویلپمنٹ کی آڑ میں اس حکومت نے اس رقم کو الیکشن کو RIG کرنے کیلئے خرچ کیا گیا، اور اس کو IN HEADS میں لا کے اب ہمارے آگے ایک کتابی شکل دے دی کہ لیں آپ اس کی تائید کریں، کسی کو پتہ نہیں کہ یہ رقم کس کس جگہ پر خرچ ہوئی، بجٹ بناتے وقت کس نے دیکھا کہ سروے آف پاکستان کی رپورٹ کیا ہے، سروے آف پاکستان کہتا ہے کہ ۵۳ فیصد کو پینے کے پانی کی سہولت ہے لیکن جو شرح اموات گندا پانی پینے کا ۴۰ فیصد ہے، یہ باتیں میں اپنے پاس سے نہیں کر رہا، یہ سروے آف پاکستان کی ۱۹۸۵ء کی رپورٹ ہے وہ کہتا ہے کہ ۴۰ فیصد اموات جو ہیں وہ صرف اس وجہ سے ہو جاتی کہ ان کو پینے کا صاف پانی مہیا نہیں اور جب بجٹ آتا ہے، جب بیرونی امداد آتی ہے کہ آپ صاف پانی مہیا کریں تو وہ واپس بڑے سے بڑے شہر میں رہ جاتا ہے وہ پس ماندہ علاقے میں نہیں جا سکتا کہ جہاں چار چار چھ چھ میل دور سے عورتیں نہر کا گدلا پانی مشکیزوں میں بھر کر لاتی ہیں اور اس کو نتھار کے، صاف کر کے پیتی ہیں

جناب والا، اس کے علاوہ یہ عالمی ادارہ صحت کا سروے ہے کہ اس وقت ملک میں چھ ہزار چار سو آدمیوں کے لیے ایک ڈاکٹر دستیاب ہے اور یہ سروے بھی اس طرح سے مرتب کیا گیا ہے کہ جتنے بھی ڈگری یافتہ ہیں اور جو ملک چھوڑ کر جا چکے ہیں، یا دیگر کاروباروں میں جا چکے ہیں، اگر انہیں بھی شامل کر لیں تو یہ تعداد ساڑھے ساتھ ہزار کے لیے فی ڈاکٹر سے بھی اوپر چلی جاتی ہے جب کہ عالمی ادارہ صحت کے مطابق تیسری دنیا کے پس ماندہ ترین ممالک میں ایک ہزار آدمی کے لیے ایک ڈاکٹر موجود ہے بات کی تہ تک پہنچے بغیر کالج بند کر دیے جاتے ہیں، کہ میڈیکل کالج کو بند کر دیا جائے، یہ کہ ان میں پڑھنے والوں کو روک دیا جائے یہ نہیں سوچا جاتا کہ ہمیں ان کو جن دیہاتوں میں بھیجنا ہے، وہیں پر انہیں اتنی سہولتیں فراہم کریں جب کبھی بات آتی ہے، یہی آتی ہے کہ نوکر شاہی کی تنخواہیں بڑھا دی جائیں-----

جناب حاجی محمد اسلم رندھاوا: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر، کورم نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر دوست اجازت دیں تو زیادہ بہتر ہے ایک مقرر باقی رہ گئے ہیں وقت بھی ختم ہونے والا ہے کارروائی مکمل ہو جائے گی۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا گزارش ہے کہ عالمی ادارہ صحت کی رپورٹ کے مطابق تیسری دنیا کے پس ماندہ ترین ممالک میں بھی ایک ہزار آدمی کے لیے ایک ڈاکٹر موجود ہے اس کی بنیادی وجوہات پر دھیان نہیں دیا جاتا اگر بنیادی مراکز صحت بنائے ہیں تو وہاں پر کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں وہاں پر ادویات نہیں وہاں پر عملہ نہیں اور ویسے بھی ایک بنیادی مرکز صحت تیرہ ہزار آبادی کے لیے ہے۔

جناب سپیکر، اس کے علاوہ جو سب سے متعلقہ بات ہے، وہ آبی گزرگاہوں یعنی نہروں اور نالوں کے بارے میں ہے جو ایک ہزار ملین ایکڑ فٹ پانی ہے، اس میں سے حقیقتاً صرف چالیس ملین ایکڑ فٹ پانی دستیاب ہے ساتھ ملین ایکڑ فٹ پانی خراب واٹر کورسز کی وجہ سے ضائع ہو جاتا ہے اگر صرف واٹر کورسز کو ٹھیک کر لیا جائے تو یہی پانی مزید تئیس فی صد زمین کو سیراب کرنے کے لیے کافی ہے آپ نے بجٹ میں کوئی ایسی چیز دیکھی جو اس طرف متوجہ ہو؟ بجٹ میں اگر کوئی چیز نظر آئی تو کسی بہت بڑے آدمی کے گھر کے ارد گرد سڑک، پارک یا کوئی بڑا سکول یا شہر میں کوئی بڑی سے بڑی سڑک یا مری کا ایک خاص علاقہ کہ وہاں پر کروڑوں روپے خرچ کر دیں یہ تو صرف ضمنی ہے آپ اس طرف سب سے زیادہ دھیان کریں کہ سالانہ بجٹ میں کیا ہوا تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

جناب والا، اس وقت دیہاتی آبادی کا رخ شہروں کی طرف سب سے زیادہ پاکستان میں ہے پوری دنیا میں کہیں بھی ساڑھے تین فیصد سے زیادہ دیہاتی آبادی شہروں کی طرف نقل مکانی نہیں کر رہی جبکہ بدقسمتی سے یہ شرح ہمارے ملک میں ۸ء۴ فی صد جس کی سب سے زیادہ شرح پنجاب میں ہے اس کی وجہ ایک ہی ہے نہ دیہاتوں میں کوئی AGRO BASED انڈسٹری لگائی گئی اور نہ کبھی چھوٹی انڈسٹری کی طرف توجہ دی گئی چھوٹے قرضے آئے بھی تو وہ بڑے بڑے مگرمچھ خود ہی ہڑپ کر گئے پندرہ لاکھ کی حد تک کے قرضے خود ہی ہڑپ کر گئے، کروڑوں روپے تو لے ہی گئے تھے یہ تو غریبوں کے لیے چھوڑ دیتے! یہ بھی کسی کو نہ ملے لوگ دیہاتوں میں مجبور ہو گئے کوئی کام نہ کر سکے زمینیں کم ہو گئیں

جب وہ شہروں میں آئے تو یہاں بھی ان کی طرف کوئی توجہ نہ دی گئی یہاں ان کی صحت کا خیال نہ ہی رہائش کا بندوبست انہیں وہاں روکنے کا بندوبست اور نہ ہی یہاں آباد کرنے کا بندوبست یہ کیسا نظام چل رہا ہے؟ کچھ سمجھ نہیں آتی

جناب ڈپٹی سپیکر: براہ کرم تقریر ختم کیجیے۔

جناب محمد وصی ظفر: ابھی ختم کر رہا ہوں جناب والا، اب میں صرف سکولوں کی صورت حال بیان کرنا چاہتا ہوں یہ کہتے ہیں کہ ہم نے بہت بڑی ڈویلپمنٹ کی، اس کا حال یہ ہے کہ تیس فی صد سکول ایسے ہیں جن کی عمارتیں نہیں جن کی دیوار بھی نہیں بچوں کو درختوں کے سائے تلے پڑھایا جاتا ہے اور ان کے پاس ٹاٹ بھی نہیں ہیں اور ملاحظہ فرمائیں کہ جو عمارتوں والے سکول ہیں، ان میں سے ستر فیصد کے پاس ایسا سامان نہیں کہ جس پر بچے بیٹھ کر پڑھ سکیں ان کے پاس بلیک بوڈ نہیں ہیں یہ کس قسم کی ڈویلپمنٹ کی گئی؟ سڑک بنتی ہے، دوسرے سال ٹوٹ جاتی ہے "کھاؤ پیو" کا بازار گرم رکھا اور ہمیں کہتے ہیں کہ کروڑوں اربوں کے اور بجٹ کی تائید کر دیں؟ (نعرہ ھائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ نذر حسین کیانی صاحب یہ تو چلے گئے احمد بخش تھہیم صاحب، آخری مقرر ہیں یہ بھی تشریف نہیں رکھتے اب اجلاس کی کارروائی کل صبح دس بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی پیر ۱۲ دسمبر ۱۹۸۸ء، صبح دس بجے تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

پیر، 12 دسمبر 1988ء
(دوشنبہ، یکم جمادی الاوّل، ۱۴۰۹ھ)

جلد III شمارہ 4

سرکاری رپورٹ

PROVINCIAL ASSEMBLY PUNJAB

مندرجات

[illegible] دسمبر 1988ء

(جلد III بشمول شمارہ جات 1 تا 17)

صفحہ نمبر

تلاوتِ قرآنِ پاک اور اس کا اردو ترجمہ ---------- 119

ضمنی میزانیہ بابت سال ۸۸-۱۹۸۷ پر عام بحث (جاری) ---------- 120

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیسرا اجلاس

پیر ۱۲ دسمبر ۱۹۸۸ء

(دوشنبہ یکم جمادی الاول ۱۴۰۹ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ۵-۳۰ بجے شام منعقد ہوا جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿٦١﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿٦٢﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿٦٣﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ (۱۹-۲۵ سورۃ الفرقان آیت ۶۱ تا ۶۷)

اور (خدا) بڑی برکت والا ہے جس نے آسمانوں میں برج بنائے اور ان میں (آفتاب کا نہایت روشن) چراغ اور چمکتا ہوا چاند بھی بنایا ﴿۶۱﴾ اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے (بدلنے) والا بنایا (یہ باتیں) اس شخص کے لیے جو غور کرنا چاہے یا شکر گزاری کا ارادہ کرے سوچنے اور سمجھنے کی ہیں ﴿۶۲﴾ اور خدا کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں ﴿۶۳﴾ اور جو اپنے پروردگار کے آگے سجدے کر کے اور (عجز و ادب سے) کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں ﴿۶۴﴾ اور جو دعا مانگتے رہتے ہیں کہ اے پروردگار دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور رکھیو کہ اس کا عذاب بڑی تکلیف کی چیز ہے ﴿۶۵﴾ اور دوزخ ٹھہرنے اور رہنے کی بہت بری جگہ ہے ﴿۶۶﴾ اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بیجا اڑاتے ہیں اور تنگی کو کام میں لاتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ نہ ضرورت سے زیادہ نہ کم ﴿۶۷﴾

وما علینا الا البلاغ

ضمنی میزانیہ بابت سال ۸۸-۱۹۸۷ء پر عام بحث (جاری)

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب کی ایک پرولیج موشن پینڈنگ ہے۔نوابزادہ صاحب آپ اس کو لینا چاہتے ہیں یا اس کو پینڈنگ رکھیں۔

نوبزادہ غضنفر علی گل: جناب والا دوستوں کی رائے ہے کہ عام بحث ہو جائے اس کے بعد انشاء اللہ لے لیں گے۔کل کی کارروائی میں یا پرسوں کی کارروائی میں اس کو لے لیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اب ہم سپلیمنٹری بجٹ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں میرے پاس اس وقت کوئی ۲۵ کے قریب نام ہیں جو صاحبان اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ تقریر کے وقت کے لئے کل ہم نے ۱۰ منٹ کا فیصلہ کیا تھا۔

آوازیں: آٹھ منٹ کا فیصلہ کیا تھا۔

جناب سپیکر: اگر آٹھ منٹ کا فیصلہ کیا تھا تو ٹھیک ہے اس کے مطابق چلیں میری رائے یہ ہے کہ تمام صاحبان جو اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں ان تمام کو موقع فراہم کیا جائے کہ وہ اس بحث میں حصہ لے سکیں سب سے پہلے میں رانا شوکت محمود صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

رانا شوکت محمود: جناب سپیکر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا ہے۔

جناب والا دنیا کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ بہت سارے حکمران آئے جنہوں نے مختلف حوالوں سے نام پیدا کیا ہے۔جن میں ایک نیرو بھی تھا جب ملک روم جل رہا تھا تو نیرو اس وقت بانسری بجا رہا تھا اس طرح فرانس کی ملکہ این جس کے محل کے گرد جب غربا نے گھیراؤ کیا کہ انہیں کھانا اور روٹی میسر نہیں ہے تو ملکہ نے پوچھا کہ ان لوگوں نے میرے محل کا محاصرہ کیوں کیا ہوا ہے تو اس نے جواب دیا کہ یہ روٹی کا مطالبہ کر رہے ہیں اس پر ملکہ این نے کہا کہ یہ لوگ کیک کیوں نہیں کھاتے۔ محمد شاہ رنگیلا جس نے ہندوستان میں نام کمایا۔جب مغلیہ خاندان شدید مشکلات میں مبتلا تھا تو وہ اپنی رنگ رلیوں میں لگا ہوا تھا جناب والا اسی حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے موجودہ محمد شاہ رنگیلوں نے بھی اسی تاریخ کو دہرایا ہے کہ جب یہ صوبہ، صوبہ کے عوام۔صوبے کے

غریب لوگ۔ صوبہ کے پسماندہ طبقے مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں۔ مختلف مسائل کا شکار ہیں تو یہ محمد شاہ رنگیلے اپنی رنگ رلیوں میں مبتلا ہیں۔

جناب والا! یہ ایک عام فہم بات ہے یہاں پر ان رنگیلوں کا جس نے ہاتھ پکڑا وہ پلاٹ سے مستفید ہوئے۔ جس شخص نے خلوت میں جلوت کی اس کے گھر کے سامنے سے سڑکیں بنا دی گئیں اور ان علاقوں کو آباد کر دیا گیا۔ ہر ایک نے اپنی خدمت کے حوالے سے اسی تناسب اور شرح کے ساتھ یہاں سے استفادہ کیا اور اس صوبے کے خزانے کو اس بری طرح لٹایا گیا جس کی مثال میرے خیال میں تاریخ کے بد ترین ادوار میں بھی نہیں مل سکتی۔

جناب والا! ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ اگر آپ اس ضمنی میزانیہ کی طرف دیکھیں تو آپ کو ابتدا ہی میں اس بات کا ثبوت مل جائے گا کہ جو میں نے گزارشات کی ہیں ان میں کتنا وزن اور کتنی دلیل ہے۔ میں آپ کے لئے اس ضمنی میزانیہ سے چند سطور پڑھنی چاہوں گا اس سے پہلے میں یہ عرض کروں کہ ضمنی میزانیہ اس وقت آتا ہے جب سالانہ میزانیہ میں کوئی کمی بیشی پیدا ہو جائے یا اس کے اعداد و شمار درست نہ رہیں اور حالات کے مطابق ان پر عمل کرنا مشکل ہو جائے۔ اول تو ضمنی میزانیہ بذات خود سالانہ میزانیہ کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہوتا ہے۔

جناب والا! ایک میزانیہ یہ ہوتا ہے کہ محاصل کے خرچ کرنے کے تناسب میں ایک ایسا خوبصورت امتزاج پیدا کیا جائے کہ جتنے محاصل ہوں اخراجات اسی حدود کے اندر رہیں اور اخراجات پہ کنٹرول رہ سکے اور ہم پیشگی جان سکیں کہ مختلف مدوں کے اخراجات کی شرح کیا ہوگی۔ ضمنی میزانیہ اخراجات کے تخمینہ جات کی بذات خود منہ بولتی دلیل ہے کہ اخراجات میں جو تخمینے لگائے گئے تھے وہ محاصل سے بڑھے اور محاصل سے اس لئے بڑھے کہ سالانہ میزانیہ پر کسی کو کنٹرول نہیں تھا اور یہ ان افراد کی دست برد میں تھا جو محمد شاہ رنگیلوں کا مزاج اور ذہن رکھتے ہیں اور جو حکومتوں کو محض اپنی رضا، خوشی اور خواہشات کے مطابق چلاتے ہیں نہ کہ کسی قانون اور دلیل کے تحت چلاتے ہیں۔

جناب والا! میں اس معزز ایوان کے سامنے صرف چند فقرے پڑھنا چاہتا ہوں۔ پھر یہ دیکھئے کس قدر اس بات کی دلیل ہوگی جو میں نے ابھی آپ کے سامنے پیش کی۔ میں وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر سے اقتباس پیش کرتا ہوں۔

"مجھے اس معزز ایوان کو یہ بتاتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ ہمیں سال مذکور کے دوران

ضمنی اخراجات کے لئے کل چار ارب اکہتر کروڑ دس لاکھ چھیالیس ہزار پانچ سو بیس روپے کی ضرورت تھی۔ جبکہ ہم اس معزز ایوان کے سامنے صرف دو ارب اکتالیس کروڑ اکتالیس لاکھ ستانوے ہزار چھ سو ستر روپے کے مطالبات زر پیش کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم نے دو ارب انتیس کروڑ اڑسٹھ لاکھ اڑتالیس ہزار آٹھ سو پچاس روپے کی رقم پہلے سے منظور شدہ اخراجات میں رہتے ہوئے پوری کی ہے"

جناب والا! کیا عالم ہے فراست اور سمجھ داری کا، اخراجات صرف اڑھائی ارب روپے زیادہ ہوئے۔ صرف اڑھائی ارب۔ جس کو وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے اڑھائی ارب روپیہ بچالیا، اڑھائی ارب روپیہ ضائع کر دیا اور یہ اس صوبہ پر ایک بہت بڑا احسان کیا اور اس پر صوبے کے عوام کو مبارک باد پیش کی جارہی ہے۔ کہتے ہیں کہ ہمیں فخر محسوس ہوتا ہے۔ فخر کس بات پر محسوس ہوتا ہے؟ کہ ہم نے اپنے محاصل یا تخمینہ جات سے صرف اڑھائی ارب روپیہ زیادہ صرف کیا۔ جناب، یہ عجب فخر کی بات ہے بلکہ یہ تو شرم کی بات ہے کہ آپ نے اڑھائی ارب روپیہ ان غریب عوام اور اس صوبے کا، جس میں لوگوں کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں جس صوبے کی اکثریت صاف ستھرے پینے کے پانی سے محروم ہے۔ جناب والا! اس صوبے کے سکولوں کی، اور خصوصاً دیہی سکولوں کی حالت دیکھنے والی ہے۔ چھتیں نہیں دروازے نہیں۔ بچوں کے بیٹھنے کے لیے ٹاٹ نہیں، اور پھر اساتذہ نہیں، بے چارے بچے دھکے کھاتے پھر رہے ہیں اور اس صوبے کے محمد شاہ رنگیلے دعوے کر رہے ہیں کہ ہم نے صرف اڑھائی ارب روپیہ زیادہ خرچ کیا ہے۔ ہم نے اس صوبے کے عوام کی قسمت پر بہت بڑا احسان کیا کہ ہم نے اڑھائی ارب روپیہ بچالیا۔ جناب والا، میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کی ناکامی کا ایک بہت بڑا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اور جیسا کہ میں نے عرض کیا، اگر انہی اخراجات پر نظر ڈالیں تو آپ دیکھیں گے کہ کس طرح اس ملک اور اس صوبے کے عوام کا پیسہ ضائع کیا گیا ہے۔ جیسے میں نے عرض کیا کہ اس صوبے کے لوگ تو بے چارے دو وقت کی روٹی اور بیماری کی حالت میں اسپرو کی ایک گولی کھانے سے محروم ہیں اور یہاں ایک ایک سڑک پر تین تین چار چار کروڑ روپیہ ضائع کیا جارہا ہے۔ یہاں پارک بنائے جا رہے ہیں کہ پارک بھی ایسے جو یورپ کے کسی ملک کے مقابلے میں ہوں، بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ بہتر لیکن عوام ان سے استفادہ کرنے سے محروم ہیں جناب والا، آپ دیکھیں کہ فیروز پور روڈ پر پارک بنا اور اس پر تین کروڑ بیس لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا آپ کسی روز بھی وہاں جا کر

دیکھیں میں اس ظالمانہ اسراف کو دیکھنے کی دعوت دیتا ہوں۔آپ وہاں جا کر دیکھیں۔آپ کو وہاں اس پارک میں کام کرتے ہوئے مالی زیادہ نظر آئیں گے اور اس پارک سے استفادہ کرنے والے عوام کم نظر آئیں گے کیونکہ پارک کی ارد گرد کی آبادی کے مکینوں کے چار چار چھ چھ کنال کے پلاٹ موجود ہیں۔وہاں کوئی غریب آبادی نہیں۔کوئی ایسے محلے نہیں جہاں پر گرین پارکوں کی ضرورت ہو۔اور پھر ایک سڑک ایک فیکٹری کو جاتی ہے اس کے لیے میں نے اسی بجٹ میں دیکھا کہ تین ساڑھے تین کروڑ روپے کی رقم CARPETING کے لیے رکھی گئی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کو اور دوستوں کو دعوت دیتا ہوں کہ اس سڑک سے ہٹ کر دیکھیں کہ وہاں پر گندی نالیوں کا پانی کھڑا ہے، وہاں پر نالیوں میں ایک اینٹ نہیں لگی ہوئی اور سڑکیں ہیں کہ وہاں سے گزرنے میں بچے اور عورتیں تنگ ہیں۔بارش کے چند چھینٹے پڑ جائیں تو وہاں سے ہفتہ بھر گزر نہیں ہو سکتا۔سیوریج نہیں ہے۔وہاں سڑکوں کے اندر PIPE نصب ہیں لیکن ان کو بھرنے والا کوئی نہیں۔جناب، یہ عجب اسراف ہے، یہ ایک عجب میزانیہ ہے کہ آپ ایک طرف لوگوں سے ٹیکس وصول کریں اور ان لوگوں سے بھی ٹیکس وصول کریں جن کے گھروں میں بیماری کی حالت میں دوائی تک موجود نہیں اور اس ٹیکس کو آپ ان سڑکوں پر خرچ کریں! میں سمجھتا ہوں کہ یہ میزانیہ بہت بودا اور عوام دشمن میزانیہ ہے جسے ہمیں بالکل منظور نہیں کرنا چاہیے (نعرہ ھائے تحسین)۔

جناب والا! دو اڑھائی ارب ہم نے بچا لیا اور اڑھائی ارب ہم نے خرچ کیا! آپ ایل ڈی اے کا ریکارڈ منگوا کر دیکھیں۔اسی لاہور میں ہسپتالوں کے لیے، عوام الناس کی سہولتوں کے لیے، سکولوں اور لائبریریوں کے لیے جتنے RESERVE پلاٹ تھے ان کو عام پلاٹوں میں تبدیل کر دیا گیا اور اس کے بعد ستر ہزار روپے فی کنال کے حساب سے ان کو دیا گیا۔جناب، ایک DEVELOPED پلاٹ ستر ہزار روپے کے کنال کے حساب سے لاہور میں کیسے دیا جا سکتا ہے اور پھر آپ کہتے ہیں کہ پیسے کی کمی ہے۔اگر آپ کو یہ کام کرنا ہی تھا تو ان کو نیلام کیا جانا چاہیے تھا۔ہر پلاٹ دس لاکھ روپے فی کنال کے حساب سے فروخت ہوتا ہے اور آپ ستر ہزار روپے میں دے رہے ہیں! اور پھر آپ کہتے ہیں کہ پیسے کی کمی ہے! پھر جن خوش قسمت خواتین اور مردوں کو پلاٹ دیے گئے آخر ان کی خدمات کیا تھیں؟ انہیں کس صلے میں محمد شاہ رنگیلوں نے اس نوازش سے نوازا کہ جناب، یہ پلاٹ آپ کو ستر ہزار روپے کنال کے حساب سے دیا جاتا

ہے؟ کس لیے؟ یہ اب ایک سوالیہ نشان ہے اس سوالیہ نشان کا جواب عوام کے پاس موجود ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ان کے پاس جواب بالکل موجود ہے (نعرہ ھائے تحسین)۔

جناب والا! اسراف کا یہ عالم ہے اور آپ اڑھائی ارب روپے کی بات کرتے ہیں تو نہر کا حشر دیکھیں لاہور کی نہر سب سے صاف اور بہترین علاقے میں سے گزرتی تھی اچھی بھلی سڑکیں، اچھا بھلا ماحول، ایل ڈی اے نے اپنا سارا زور وہاں لگایا ہوا ہے اس ساری نہر کو جلوے لے کر غالباً چونیاں تک دھیڑا گیا اور پھر اس کے اندر اینٹیں لگائی گئیں اور آج کل ایک اینٹ ایک روپے کی ملتی ہے اور میرے خیال میں وہاں اربوں اینٹیں لگی ہیں اس کے چاروں اطراف کو پختہ کیا گیا نہر کی دونوں اطراف CARPETING کی گئی اس صوبے میں یہ اسراف کیوں کیا جا رہا ہے؟ کیونکہ عوام کے پیسے کو اس قدر بے دردی کے ساتھ خرچ کیا جا رہا ہے؟ اور پھر آپ کہتے ہیں کہ یہ ضمنی میزانیہ بہت اچھا ہے اور کہتے ہیں کہ مجھے فخر محسوس ہو رہا ہے! کس بات پر فخر محسوس کرتے ہیں یہ جناب محمد شاہ رنگیلے؟ کیا قوم اور صوبے کے پیسے کو لٹانے اور بے دردی سے خرچ کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں

جناب والا، میں آپ کی وساطت سے ایک اور المیے کی طرف نشان دہی کروانا چاہتا ہوں وہ بھی میں اس بجٹ سے پڑھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب، آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو رہا ہے

رانا شوکت محمود: میں سیلاب کے مسئلے پر ایک منٹ لینا چاہتا ہوں سیلاب کے ضمن میں ایک انتہائی سنگین صورت حال پیدا ہوئی۔

جناب سپیکر: ہم نے آٹھ منٹ کا وقت مقرر کیا ہے اور اب دس منٹ ہو چکے ہیں۔

رانا شوکت محمود: جناب والا، میں آپ کا صرف ایک منٹ اور لوں گا اگر آپ مجھے دو منٹ پہلے حکم دیتے تو میں جلدی ختم کر دیتا لیکن اس میں اس بری طرح اسراف کیے گئے ہیں کہ آدمی کیا کرے؟ آدمی حیران پریشان رہ جاتا ہے۔

جناب والا، یہ صفحہ ۱۴۷ پر ایک EXPENDITURE ہے اب میں باقی حصہ نہیں پڑھوں گا:

The expenditure to the extent of Rs. 10, 83, 14,000 will be met from savings within the grant.

A supplementary demand of Rs. 4, 48, 08,000 is accordingly presented for reconstruction of the flood affected roads and buildings.

جناب والا! سیلاب کے ضمن میں انتہائی سنگین صورت حال پیدا کی گئی۔ صوبے میں یہ سیلاب انتظامیہ اور حکومت کی غفلت سے آئے۔ جو محکمے اور لوگ اس کے ذمہ دار تھے ان کے خلاف اس ایوان کو کارروائی کرنا چاہیے۔ جان بوجھ کر پانی اکٹھا کیا گیا۔ پانی کی سطح بڑھنے دی گئی پہلے کوئی وارننگ نہ دی گئی اور وارننگ نہ دینے کی صورت میں لوگ اپنے اپنے گھروں میں اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہوئے بیٹھے رہ گئے۔ اور پھر ان بندوں کو غلط مقامات سے توڑا گیا۔ جو PRE DETERMINED POINTS ہوتے ہیں کہ جہاں سے ان بندوں کو توڑا جانا چاہیے، وہاں سے شگاف نہیں کیے گئے چنانچہ جب وہ ریلہ نکلا تو وہ ریلا طوفان نوح کی طرح نکلا اور اس کے سامنے جو چیز آئی اس کو تہ بالا کر کے رکھ دیا۔ آج بھی لاکھوں لوگ اپنے ٹوٹے ہوئے گھروں میں اپنی چارپائیوں کو سیدھا کر کے اپنے سروں کو چھپائے بیٹھے ہیں۔ ان کے پاس نہ تو کوئی گرم کپڑا ہے نہ ان کے پاس مکانات ہیں نہ ان کے پاس امداد پہنچی ہے اور میں یہ بات وثوق سے کہتا ہوں اور میں یہ محمد شاہ رنگیلے سے یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کروڑوں اور اربوں روپے کے بجٹ پیش کر رہے ہیں ان لوگوں کے پاس ایک پیسے کی امداد بھی نہیں پہنچی نہ انتظامیہ نہ حکومت اور نہ ہی عبوری حکومت کا کوئی آدمی وہاں گیا تاکہ ان کی تکالیف کو جان سکے ان کے پاس نہ کوئی طبی سہولت ہے اور نہ ہی کوئی گرم کپڑا پہنچا ہے اور بے چارے سیلاب سے متاثرہ عوام سخت سردی میں بیٹھے ہوئے ہیں یہاں پنجاب کے حقوق کی بات ہو رہی ہے۔ یہ پنجاب کی بدقسمتی ہے کہ پنجاب کے حقوق کی بات وہ کر رہے ہیں جن لوگوں کو گندم کے سٹے اور چاول کے سٹوں کے فرق کا پتہ نہیں۔

جناب والا! یہ کیسا بدقسمت صوبہ ہے۔ یہ کیسے چیمپئن ہیں۔ یہ صوبہ جس میں دلا بھٹی، بابا فرید اور بابا بلھے شاہ جیسے لوگ پیدا ہوئے وہاں وہ لوگ ہیں جو ایک چاول کے کھیت کے کنارے پر چل نہیں سکتے۔ اگر وہ چلیں تو میں یہ وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں اور دعوت دیتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ کسی چاول کے کھیت کے کنارے چلیں اور اسے عبور کر کے دکھائیں جناب یہ نہیں چل سکتے۔

یہ بدقسمتی صوبے کی ہے کہ اس صوبے میں ایسے رہنما بنے ہوئے ہیں۔ اور یہ محمد شاہ رنگیلے کی طرح کام کر رہے ہیں۔ اور یہ بے جا اخراجات کر رہے ہیں ان کو ہمیں روکنا چاہیئے اور آپ کو بھی جناب والا ہمارا ساتھ دینا چاہیئے۔ تاکہ ہم اس صوبے کے سامنے عوام کے آپ بھی اور ہم بھی

سرخرو ہو سکیں۔ کیونکہ جو رقوم ہم نے غریب عوام سے ٹیکسوں کی صورت میں وصول کی ہے اس کو جائز خرچ کیا جاسکے شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ

راجہ اشفاق سرور: پوائنٹ آف آرڈر میں سب سے پہلے یہ عرض کرونگا اگر اس میں دو چار الفاظ انگریزی کے آجائیں تو مجھے معاف فرما دیجئے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کرنا چاہتے ہیں؟

راجہ اشفاق سرور: نہیں جناب ایسا نہیں کل کے قائد حزب اختلاف کی تقریر کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب کل کے قائد حزب اختلاف کی تقریر پر آج تنقید کرنا چاہتے ہیں تو وہ آپ اپنی تقریر میں کیجئے گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! وزراء اور مشیروں کا کوئی ریفریشر کورس ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب آپ کس نکتے پر بول رہے ہیں جناب خالد ملک۔

جناب محمد خالد ملک: جناب والا میں آپ کی وساطت سے اس ضمنی بجٹ کے بارہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں میں وہ باتیں نہیں دھراؤنگا جو مجھ سے پہلے کہی جاچکی ہیں سالانہ بجٹ ۲۲۸۴ کروڑ روپے کا ہے جو پہلے پیش ہو چکا ہے یہ نان ڈویلپمنٹ ہے اور ڈویلپمنٹ کی طرف ۸۱۶ کروڑ روپے کا ہے۔ اس میں ایک ہزار روپے کا خسارہ پہلے ہی موجود ہے اور CENTRAL CASH DEVELOPMENT LOAN ۶۵۰ کروڑ روپے کا ہے۔ ایک کروڑ اور ۵۰ لاکھ روپے گرانٹس فنڈ سنٹرل گورنمنٹ اور ۱۶ کروڑ تقریباً غیر ملکی امداد سے آیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہونگا کہ یہ ۱۲ سو کروڑ کا خسارہ ہے حکومت کس طریقے سے پورا کرنا چاہتی ہے۔ جبکہ ضمنی بجٹ ۲۴۱ کروڑ روپے کا ہے۔

سب سے پہلے میں یہ پوچھنا چاہونگا کہ جب بھی کسی کمپنی کی بیلنس شیٹ دی جائے تو اس کے ایک طرف وصولی ہوتی ہے اور دوسری طرف اخراجات ہوتے ہیں۔ انہوں نے صرف اخراجات تو دے دیئے ہیں۔ مگر اس کی وصولی نہیں دکھائی ہمیں تو یہ ۱۲۰۰ کروڑ روپے کا پتہ نہیں کہ وہ انہوں نے کس طرح پورا کرنا ہے چہ جائیکہ انہوں نے ۲۴۱ کروڑ روپے مزید مانگ لئے ہیں وہ بھی تمام کا تمام ایک آدمی کا پیش کردہ بجٹ ہے دنیا میں امریکہ اور روس چاند میں

پہنچ رہے ہیں۔ جرمنی اور جاپان جیسے ملک دنیا کی دوسری جنگ عظیم میں بالکل تباہ ہو چکے تھے۔ وہ نیست و نابود ہو چکے تھے۔ مگر آج ۴۵ سال میں ہم نے تین مارشل لاؤ دیکھے اسی بجٹ میں ہم سے ۱۲۵ کروڑ روپے SPECIAL COURTS کے لئے کیوں مانگا جا رہا ہے۔ جو کہ مارشل لاء کی CONTINUATION ہے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں جب مارشل لاء ملک میں نہیں تو یہ سپیشل کورٹس کیوں؟ ہر آدمی کو اس کے حقوق کے مطابق قانون سب کے لئے ایک ہونا چاہئے اور کسی کے حقوق پامال نہیں ہونے چاہئے اگر چند لوگوں کی POLITICAL VICTIMIZATION کے لئے یہ سپیشل کورٹس بنائے گئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ پیسہ فضول خرچ کرنا ہوگا اور یہ قطعاً کسی قیمت پر نہیں دینا چاہئے۔ جناب والا صفحہ نمبر ۲۱ آئیٹم نمبر ۲۳

Item. 23. Additional appropriation required to meet anticipated excess for District Office Establishment. Recurring Expenditure Rs. 2, 06, 48, 910/.

جناب والا یہ ڈسٹرکٹس اور سب ڈویژنز انگریز کے وقت سے بنے ہوئے ہیں مجھے آج یہ لگ رہا ہے کہ وہی انگریز کا نظام اس ملک میں رائج ہے۔ اور پیچھے چند اضلاع بنے تھے سب ڈویژن اضلاع میں تبدیل کئے گئے تھے میرا خیال ہے کہ یہ فنڈز اس جگہ پر استعمال نہیں ہونگے نہ معلوم کس جگہ استعمال ہونگے اور کیوں استعمال ہو رہے ہیں چیف منسٹر صاحب قانونی طور پر صرف ایک لاکھ روپیہ لے سکتے ہیں۔ جبکہ یہ ایک کروڑ روپیہ پہلے ہی استعمال کر چکے ہیں اور پھر یہ ہم سے مزید ۵۰ لاکھ کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ میری گذارش یہ ہے کہ جب تک وہ کوئی SPECIFIC چیز نہ بتائیں ان کو یہ خرچہ اس ایوان سے نہیں مانگنا چاہئے۔

Item No. 25. Additional Appropriation required to meet the anticipated excess for sub- Divisional Establishment. Non-Recurring Expenditure Rs. 10, 92, 500/-

صرف لاہور اور راولپنڈی کی سجاوٹ کے لئے ایک مخصوص طبقے کے مفادات کے لئے جاگیرداروں

اور سرمایہ داروں کی بھلائی ان کی خوشنودی اور ان کی خوشی کے لئے اگر یہی پیسہ ۸۰٪ لوگوں پر جو دیہاتوں میں رہتے ہیں ان پر لگتا جو پسے ہوئے طبقے اور کمزور طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر یہ ۷۵ لاکھ روپے اگر کسی گاؤں کو دیا جاتا یا سڑک کے لئے دیا جاتا یا پینے کا پانی فراہم کرنے کیلئے دیا جاتا آج پاکستان میں کلاشنکوف کی گولی آٹھ آنے کی ہے۔ آج دالوں کی قیمت ۲۰ روپے فی سیر ہے آلو سات روپے فی سیر ہے پیاز کی قیمت آٹھ روپے سیر ہے۔ گوشت کی قیمت ۴۶ روپے فی سیر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ غریب آدمی کو اور نیچے کیا جا رہا ہے اور اس ملک پر امیر طبقے کی بالادستی قائم ہو رہی ہے۔

جناب خالد ملک

(147) Development of villages

۳۲۵ کروڑ روپیہ یہ صرف انہیں منظور نظر لوگوں کے لئے ہے جن کو نوازنا ہے اور ۳۲۵ کروڑ روپیہ آپ صرف MODLE VILLAGES پر لگا رہے ہیں۔ اگر یہی پیسہ میرا خیال ہے پورے صوبے کے گاؤں کے لئے یعنی بجلی سب سے ضروری چیز ہے اگر بجلی اور پینے کا پانی مل جائے پورے صوبے کو مل جائے تو یہ ایک اچھا قدم ہو گا اور میرا خیال ہے کہ یہ پیسہ اس طرف استعمال کرنا چاہیے تھا۔

Addtional funds required for the maintanance of law and order during the Local Bodies Election.

جناب والا: میں آپ کی وساطت سے اس ھاؤس کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایک ایک سپاہی ایک ایک پولنگ سٹیشن تعینات اور اس کے علاوہ جو رضا کار تھے ان کی وردیوں کے پیسے بھی وہ لوگ دے رہے تھے جو اس وقت LOCLE BODIES کا الیکشن لڑ رہے تھے اور مجھے سمجھ نہیں آتی ۲۴۴ کروڑ روپے کونسی آئیٹم میں جا رہا ہے۔

An amount of Rs. 22, 98, 83, 990, 00 is required for the accurance of various of LDA, FDA and of Housing and Physical Painning Development during 1987-88.

اب جناب والا! ہر آئٹم اس ضمنی بجٹ میں انہوں نے دیا ہوا ہے انہوں نے SPECIFICALLY SPECIFY کیا ہوا ہے مگر یہاں پر پانچ یا چھ اداروں کا نام لکھ دیا ہے اب ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ یہ تقریباً بائیس تئیس کروڑ روپیہ کونسی سکیم پر استعمال ہو رہا ہے اور کیا وہ سکیم صحیح ہے یا نہیں۔ صفحہ ۱۴۳

An amount of Rs. 1, 42, 84, 550, 00 is required for Rural Industrialization/self employment Programme and preparation of master plan for Development of Industrial Estate at Chunian.

اب جناب والا! جہاں تک اس ماسٹر پلان کا تعلق ہے اس پر کروڑوں روپے پہلے ہی خرچ ہو چکے ہیں جو سڑکیں بن رہی ہیں ان پر کروڑوں روپے پہلے ہی بجٹ میں موجود ہیں کہ جس سکیم کے تحت وہ پیسے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ مگر یہ لگتا ہے کہ جیسے اپنے ذاتی مفاد کے لئے آپ ان ماسٹر پلانوں کو ان سڑکوں کو اور اس ڈویلپمینٹ کو صرف ایک مخصوص طبقے کے لئے استعمال کر رہے ہیں اور یہاں پر غریب لوگ پس رہے ہیں۔ ایک ہزار روپے تنخواہ میں آپ کیسے سمجھتے ہیں کہ آج جب ۴۶ روپے فی کلو گوشت ہے دالوں کی قیمت اور جو سستی سے سستی چیز ہے وہ آلو ہے اس کی قیمت بھی سات روپے فی کلو ہے۔

تو غریب آج کیسے روٹی کھا سکتا ہے آج اس کے روٹی کھانے کا بھی کوئی امکان نہیں اور اس طریقے پر اس ملک میں آپ بدامنی پھیلا رہے ہیں اور آج اس ملک اور اس قوم کے لئے کوئی ادارے نہیں بن رہے۔ صرف فرد واحد کی حکومت ہے جو من مانے احکام صادر کر رہے ہیں وہ کسی کابینہ کے بغیر جب کسی وزیر اعلیٰ کی کابینہ ہی نہ ہو تو وہ کیسے ایک بجٹ دے سکتا ہے۔

میرے دوستو! میں آپ کی وساطت سے جناب سپیکر! ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جناب یہ صفحہ ۲۷۶

Improvement widening of Rawalpindi Roads Rs. 2,00,00,000/-

یہاں کوئی PARTICULAR ایسا آئٹم نہیں بتایا گیا کہ کونسی روڈ ہے باقی ساری سڑکیں ضمنی بجٹ میں دی ہوئی ہیں مگر یہ دو سو کروڑ روپیہ اس کے علاوہ ہے لگتا یہ ہے کہ

جیسے کسی کا دل آرہا ویسے سکیمیں بن رہی ہیں۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ۸۰ فیصد دیہاتوں میں رہنے والے لوگوں کو بنیادی سہولتیں میسر نہیں۔ ان بیچاروں کو چھوٹی چھوٹی سہولتیں مثلاً پینے کے پانی، سڑکیں اور بجلی کی سہولتیں میسر نہیں۔

جناب سپیکر: اگر صحیح طریقے پر بجٹ بنایا جاتا تو شائد آج پنجاب کے ہر گاؤں میں بجلی بھی پہنچ جاتی اور اس میں پانی بھی میسر ہوتا۔ میرا خیال ہے کہ سڑک بھی مل جاتی۔ یہ ۸۰٪ فیصد غریب لوگ اتنی قلیل آمدن پر پل رہے ہیں۔ ان کے پاس کھانے کے لئے اتنا تھوڑا ہے اور جینے کے لیئے کہ ان کو ضروریات زندگی بھی میسر نہیں۔ تو جناب سپیکر! میں اس شعر کے بعد اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پر آشیانہ بنے گا وہ ناپائیدار ہوگا

رانا پھول محمد خاں: جناب سپیکر، میں ایک یاددھائی کرانا چاہتا ہوں کہ پچھلے بجٹ اجلاس میں ایوان کو یقین دھائی کرائی گئی تھی اور جناب نے بھی حکم دیا تھا کہ ہاں، یہ بجٹ اردو میں ہونا چاہیے۔

ایک معزز ممبر: جناب والا معزز ممبر کس پوائنٹ پر بول رہے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

Mr. Speaker: Please don't interrupt.

رانا پھول محمد خاں: جناب والا ضمنی بجٹ ہمارے سامنے پھر انگریزی میں آیا ہے اور آئندہ آنے والا سالانہ بجٹ پھر انگریزی میں آئے گا تو کیا میں تحریک استحقاق پیش کرنے میں حق بجانب ہونگا؟ جناب کی رولنگ چاہتا ہوں۔

نوبزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! ایسے بجٹوں کو ایوان سے باہر پھینک دیں۔

جناب سپیکر: جناب ریاض احمد فتیانہ صاحب!

رانا پھول محمد خاں: جناب والا میرے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب نہیں ملا میں نے گزارش کی ہے------

جناب سپیکر: جی!

Jk, 10, 3 pm

رانا پھول محمد خاں : جناب والا! میں نے گزارش کی ہے کہ وزیر صاحب نے یقین دلایا تھا کہ آئندہ بجٹ اردو میں پیش ہوگا یہ ہماری قومی زبان ہے تو کیا اس پر تحریک استحقاق پیش ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر : رانا صاحب! میں اس کا جواب دونگا آپ تشریف رکھیں ۔

رانا پھول محمد خاں : بہت اچھا جناب ۔

جناب محمد ریاض فتیانہ : جناب سپیکر! پچھلے روز اور آج میرے معزز اراکین حزب اختلاف نے بہت سی باتیں کیں اس میں یہ بھی کہا گیا کہ ادھر کے کچھ لوگ مارشل لاء کے دور کی پیداوار ہیں حالانکہ اس ھاؤس کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ ایوب خاں کے مارشل لاء کے دور کی پیداوار کے بہت سے لوگ ہیں جو پاکستان میں رہے ان کی جانب سے آج تک کسی نے ذکر نہیں کیا یہاں بھی میرے معزز ارکان حزب اختلاف نے مغل بادشاہ اور محمد شاہ رنگیلے کا بار بار ذکر کیا میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں یہاں مذاحیہ کردار سر انجام دینے کی بجائے بڑی سوچ سمجھ کر سنجیدہ گفتگو کرنی چاہیے تاکہ اس ایوان میں اچھی روایات قائم ہو سکیں یہاں بھی گذشتہ روز نواب زادہ غضنفر علی گل صاحب نے فرمایا ایک معزز رکن نے فرمایا ۔

Mr. Salman Taseer : Sir, I Think this is the speech in oposition and not the speech on budget.

جناب محمد ریاض فتیانہ : جناب والا! میں بجٹ کے سلسلے میں بات کر رہا ہوں کہ ایک معزز رکن نے گذشتہ روز کہا کہ یہاں دو قسم کا پنجاب ہے ہم تو یہ سنتے آئے ہیں کہ ایک مسلمانوں کا پنجاب ہے اور ایک سکھوں کا پنجاب ہے مجھے نہیں معلوم کہ وہ کس پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں جناب والا میری تقریر میں مداخلت نہ کی جائے ۔

نوابزادہ غضنفر علی گل : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا میں نے EXACTLY وہ بات کہی اور یہ میرا کمال ہے یہ مشرقی سائڈ پر بیٹھے ہیں اور ہم مغربی سائڈ پر بیٹھے ہیں وہ مشرق میں بیٹھے ہیں میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں (قطع کلامیاں)

Mr. Speaker: Please dont interrupt. Order please. Please take your seat.

میرے خیال میں ہمیں مقررین کو موقع دینا چاہیے کہ وہ اپنی بات ختم کریں۔اس طرح آپ اپنی بات نہیں کر سکیں گے۔میرے پاس اس وقت کوئی ۳۲ صاحبان کے نام ہیں جو بات کرنا چاہتے ہیں۔

I would request the honourable members not to interrupt the speaker.

جناب محمد ریاض فتیانہ :
تو جناب والا ایک معزز رکن حزب اختلاف نے گزشتہ روز یہ کہا کہ تحریک پاکستان کے کارکنان کو ایوارڈ کیوں فراہم کئے جا رہے ہیں ؟ اور انہوں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ یہ بوڑھے لوگ کون ہیں جو آج ایوارڈ لینے آ جاتے ہیں جناب والا کوئی بھی ملک اپنے قومی ہیروز کے بارے میں ایسی گفتگو نہیں کرتا ایسے لوگ جنہوں نے اپنی جوانیاں اور اپنا سب کچھ اس ملک کو آزاد کروانے کے لئے قربان کر دیا ان کے بارے میں اگر اس ایوان میں ایسی باتیں کہی جائیں گی تو وہ لوگ ہمارے بارے میں کیا سوچیں گے اور ہر مہذب قوم ان لوگوں کو مراعات دیتی ہے جو آزادی کی خاطر قربانیوں دیتے ہیں اور ان کو ایک بہترین شہری کی حیثیت سے پرکھا جاتا ہے اور ان کی قدر کی جاتی ہے جناب والا ایوارڈ تو بہت معمولی بات ہے۔

جناب سلمان تاثیر : جناب سپیکر میں نے جو بات کی تھی، وہ یہ تھی کہ وہ کون لوگ ہیں جو فیصلہ کر رہے ہیں کہ کس نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا اور کس نے حصہ نہیں لیا۔
جناب سپیکر : جناب سلمان صاحب آپ کا تو نام انہوں نے نہیں لیا۔
جناب سلمان تاثیر : جناب والا! میرا مقصد ایوارڈ دینے کے بارے میں نہیں تھا آپ ایوارڈ ضرور دیں۔اور دوسری بات میں نے یہ کہی تھی کہ جب آپ یہ فہرست کھولیں گے۔

جناب سپیکر : PLEASE DONT INTERRUPT
جناب محمد ریاض فتیانہ : جناب سپیکر اگر میرے معزز رکن۔۔
جناب سپیکر : میں درخواست کرونگا کہ اگر کسی معزز رکن کے نام کے حوالے سے بھی بات ہو تو وہ اس میں INTERRUPT نہ فرمائیں۔

جناب محمد ریاض فتیانہ : جناب سپیکر اگر کسی کو اس بات کا شک ہو تو گزشتہ روز کی ٹیپ سنوائی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر : آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد ریاض فتیانہ : جناب سپیکر یہ جو ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر بجٹ موجودہ حالات میں پیش کرنا ممکن ہی نہیں تھا جیسا کہ اس ضمنی بجٹ میں کل اخراجات کا اندازہ ۴ ارب ۷۱ کروڑ ۱۰ لاکھ ۴۰ ہزار ۵ سو ۲۰ روپے کی خواہ ضرورت تھی لیکن بجٹ کے نقطہ نظر کو مد نظر رکھتے ہوئے یہاں صرف ۲ ارب ۲۸ کروڑ ۴۱ لاکھ ۹۷ ہزار ۶ سو ۷۰ روپے کے مطالبات زر پیش کئے گئے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی حقیقت پسندی کا ثبوت فراہم کیا گیا ہے علاوہ ازیں اگر اس بجٹ کا بغور مشاہدہ فرمائیں تو ترقیاتی کاموں کے لئے بہت زیادہ رقوم رکھی گئی ہیں جیسا کہ اس ملک میں خاص طور پر دیہات میں لوگوں کو بہت سارے مسائل درپیش ہیں پانی کے مسائل سڑکوں کے مسائل سکولوں اور طبی سہولتیں فراہم کرنے کے مسائل ہیں تو اگر ہم اس وقت ترقیاتی کاموں کے لئے رقوم نہیں رکھیں گے تو ظاہر ہے کہ دیہاتی لوگ مزید پسماندہ ہوتے جائیں گے۔

جناب سپیکر : اگر دیکھا جائے اس بجٹ میں خاص طور پر سڑکوں سکولوں کچی آبادیوں میں نکاس آب، سٹیڈیم جیسے کاموں کے لئے اور دیہات کے افراد کو پینے کا پانی فراہم کرنے کے لئے جیسا کہ ۵۶ کروڑ ۵۹ لاکھ ۸۵ ہزار روپے رکھے گئے تعلیم کے شعبے کے لئے خصوصی رقم رکھی گئی ہے لیبر کالونیوں کے لئے اور کھیلوں کے لئے اور خاص طور ۳۹۰ لیکچروں کی آسامیاں پیدا کی گئیں جس کی وجہ سے یقیناً تعلیم کے شعبہ میں توسیع ہو گی اور ساتھ ساتھ بے روزگاری کا بھی خاتمہ ہو گا۔

جناب سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ ضمنی بجٹ کو اگر ہم لوگ جوں کا توں منظور کر لیں تو اس سے بہتر اور کوئی بات نہیں ہو گی اور پنجاب کے غریب عوام کی نظریں آج اس ہاؤس کی جانب لگی ہوئی ہیں وہ انتہائی مسرت کا اظہار کریں گے کہ یہ ایسا ایوان ہے جہاں غریبوں کے حقوق کے لئے بات کی گئی اور ان کے حقوق کے لئے اس ضمنی بجٹ میں خاص رقوم رکھی گئیں یقیناً اس سے پنجاب کے صوبے کا نام دوسرے صوبوں کے لیے بھی ایک روشن راستے کی مانند ہو گا۔

شکریہ۔

چوہدری غلام قادر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ آج پنجاب کے ٹھیکیداروں کی جمہوریت کا ایک منظر اس اسمبلی کے باہر پنجاب کے عوام کو دیکھنا نصیب ہوا ہے۔ جناب والا آج صبح معزز امیدوار برائے صدارت نوابزادہ نصر اللہ کے کارکن CAMPAIGN کر رہے تھے کہ جمہوریت کے متوالوں نے ان پر یکایک ہلہ بول دیا اور اس میں دو خواتین محترمہ اختر ریاض اور دوسری خاتون کا نام مجھے یاد نہیں رہا زخمی ہوئیں۔ علاوہ ازیں ریاض بٹالوی اور ڈاکٹر گل صاحب کو گرفتار کر لیا گیا نہ تو وہ کوئی بلوہ کر رہے تھے اور نہ ہی انہوں نے کوئی AGITATION کیا تھا اور نہ ہی وہ خواتین کوئی ایسی غیر قانونی بات کر رہی تھیں۔ تو جناب والا یہی جمہوریت ہے اور کیا پنجاب میں یہی جمہوریت INTRODUCE کروائی جائیگی کہ پہلے ہی دن بلاوجہ ان پر حملہ کر دیا۔

جناب سپیکر: مجھے افسوس ہے کہ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں آپ تشریف رکھیں۔

چوہدری محمد فاروق صاحب

چوہدری محمد فاروق: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر: اگر میں اپنی تقریر کے دوران انگریزی کے کوئی الفاظ استعمال کروں تو براہ مہربانی مجھے اجازت دی جائے۔

جناب والا: اس ایوان میں جناب میاں محمد نواز شریف صاحب نے جو بجٹ پیش کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات ملکی صورتحال اور صوبائی صورتحال کے حوالے سے انتہائی مثالی بجٹ ہے اور اس ضمنی بجٹ کے ذریعے اس صوبے کے غریب عوام کے حقوق کے حصول کے لئے انتہائی اچھی منصوبہ بندی پیش کی گئی ہے۔

جناب والا: یہاں پر کچھ معزز حضرات اس ضمن کو محض اختلاف برائے اختلاف کے حوالے سے عجیب انداز میں پیش کرتے ہیں اور پنجاب کو مختلف حصوں میں تقسیم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے صوبہ پنجاب میں کوئی دوسرا پنجاب پاکستان کے اندر موجود نہیں اور صوبہ پنجاب اس ملک کے اندر موجود ہے۔ اس کے لئے جو ضمنی میزانیہ پیش کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبہ کے عوام کے حقوق کے حصول کے لیے اور ان کے مسائل کے حل کے لئے یہ انتہائی بہترین ضمنی میزانیہ ہے۔

جناب والا: اس ضمنی بجٹ میں پنجاب کی دیہی آبادی کے لئے سڑکوں، سکولوں کچی آبادیوں اور نکاسی آب وغیرہ کے لئے ۳۰ کروڑ ۷۶ لاکھ ۹۱ ہزار روپے ترقیاتی پروگرام کی مد میں رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ رقم جو دیہی علاقے کی ترقی کے لئے اس بجٹ میں رکھی گئی ہے اس سے پہلے کسی بھی حکومت اور خصوصاً وہ معزز حضرات جو ایک مخصوص پارٹی کے نام نہاد جمہوریت کے چیمپئن ہونے کے دعوے کرتے ہیں انہوں نے اپنے کسی بھی بجٹ میں اس انداز میں دیہی ترقی کے لئے کوئی بھی ضمنی بجٹ پیش نہیں کیا۔

جناب سلمان تاثیر: جناب والا میں جناب کی وساطت سے فاضل ممبر کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرونگا کہ ۳۶ کروڑ روپے ڈویلپمنٹ کے لئے رکھے گئے ہیں .....

MR. SPEAKER: SALMAN TASEER SAHIB, PLEASE TAKE YOUR SEAT.

PLEASE DON'T INTREEUPT

چوہدری محمد فاروق: جناب والا یہاں پر حزب اقتدار کے حوالے سے یہ بات کی جاتی ہے کہ یہ مارشل لاء کی پیداوار ہیں میں سمجھتا ہوں کہ حقیقت جھٹلائی نہیں جا سکتی مارشل لاء کی پیداوار وہ لوگ ہیں۔ یقیناً میری بات مکمل ہونے پر اب تالیاں بجانے کی بجائے سانس لینا بھی سوچیں گے کہ چھوڑ دیں ------

جناب سپیکر مارشل لاء کی پیداوار وہ لوگ ہیں جو مارشل لاء کے کندھے پر سوار ہو کر ایوان صدر میں پہنچے اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بن کر اس ملک پر حکومت کرتے رہے عوام نے انہیں ووٹ دے کر اسمبلیوں میں پہنچانے کی کوشش کی انصاف اور جمہوریت کے تقاضوں کے مطابق حکومت کے ایوانوں میں بیٹھنے کا موقع فراہم کیا لیکن الیکشن جیتنے کے بعد جب انہیں ملک کے ایک صوبے میں اپنی اکثریت اقلیت میں بدلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

جناب سلمان تاثیر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر اس میں بجٹ کا کوئی ریفرنس نہیں

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

ملک سلیم اقبال: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے اپوزیشن کے معزز اراکین سے گزارش کروں گا کہ ان کے SPEAKERS کو کبھی ہم نے INTERRUPT کرنے

کی کوشش نہیں کی میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ غیر ضروری طور پر INTERRUPT نہ کریں اور سننے کا حوصلہ رکھیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز آپ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں جو صاحبان غیر ضروری طور پر INTERRUPT کریں گے میں ان کو تقریر کا موقع نہیں دونگا (اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چوھدری محمد فاروق : تو جناب سپیکر انہوں نے ملک کے دوسرے صوبے میں اپنی اقلیت دیکھ کر " ادھر ہم اور ادھر تم " کا نعرہ لگا کر اس ملک کو علیحدہ کیا اور تقسیم کی راہ ہموار کی---------- (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر : پلیز تشریف رکھیں۔آپ تشریف رکھیں۔سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔آپ کو یاد ہو گا کل جب آپ کی طرف سے دوست بول رہے تھے اس وقت بھی یہ گزارش کی تھی اور آج بھی آپ سے گزارش ہے کہ آپ آرام سے سنیے اور جتنا آپ INTERRUPT کرتے ہیں تو اس سے نہ تو ھاؤس کا وقار بلند ہوتا ہے اور اوپر گیلری میں بیٹھے ہوئے دوست بھی سنتے ہیں، دیگر لوگ باہر سے سنتے ہیں یہ اس ھاؤس کے لئے ایک اچھی چیز نہیں۔آپ اپنی باتوں میں وقار پیدا کیجیے۔جمہوریت کی روایات اس وقت ہی آگے بڑھیں گی جب آپ حوصلے سے یہ باتیں سنیں گے اور آپ باتیں کریں گے تو دوسرے حوصلے سے سنیں گے تو میری یہ آپ سے درخواست ہے کہ جیسے کل میں نے عرض کیا تھا بجٹ تقاریر جو ہوتی ہیں -------

جناب محمد اسلم : پوائنٹ آف آرڈر سر-----

جناب ڈپٹی سپیکر : پلیز آپ مجھے INTERRUPT مت کیجیے۔آپ تشریف رکھیں آپ چیئر کو INTERRUPT نہیں کر سکتے مجھے اپنی بات ختم کر لینے دیجیے۔جیسے میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ بجٹ تمام چیزوں کو COVER کرتا ہے اور اس پر بولنے کی اجازت ہوتی ہے آپ ان کی بات سنیے گا آپ سے پہلے بھی عرض کی جا چکی ہے کہ جوں جوں آپ INTERRUPT کریں گے وقت ضائع ہوتا جائے گا جی آپ اپنی بات کو جاری رکھیے-------

چوھدری محمد فاروق : جناب سپیکر اس ضمنی میزانیہ کے حوالے سے اعتراض کیا گیا ہے کہ ضمنی میزانیہ پولیس کے لئے شامل کئے گئے اخراجات سراسر زیادتی اور ظلم ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس اعتراض کا کوئی وجود نہیں اس لئے کہ محکمہ پولیس کے ملازم اور ان کی ضرورت کا تحفظ

کرنا بھی، اس ایوان اور حکومت وقت کا فرض ہے اس کی طرف سے محکمہ پولیس کے ملازمین کے حقوق کے تحفظ اور ان کو ضروریات فراہم کرنے کی غرض سے مختص کی گئی رقم ان کا حق ہے اور یہ حکومت وقت نے ایک اچھا ثبوت فراہم کیا ہے۔اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ اس ضمنی میزانیہ کے ذریعہ کسی ایف ایس ایف جیسے ادارے کی بنیاد نہیں ڈالی گئی جو معصوم طلباء کو سڑکوں کے اوپر ننگا کرکے سر عام رسوا کرے اور طلباء برادری کی توہین کرے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح پولیس کے اخراجات کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے اس کے ذریعے کسی دلائی کیمپ کو کھولنے کا فیصلہ نہیں کیا گیا۔

سید ذاکر حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے۔

سید ذاکر حسین شاہ: طرفین کے مشورے سے جناب سپیکر نے ہر فاضل مقرر کا وقت آٹھ منٹ مقرر کیا تھا اور جب ہمارے ڈپٹی لیڈر رانا شوکت محمود صاحب نے ایک منٹ زیادہ لیا تو ان کو بٹھا دیا گیا جبکہ ان کے گیارہ منٹ ہو چکے ہیں لہذا ان کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

چوھدری محمد فاروق: جناب سپیکر! INTERRUPTION کا مجھے فالتو وقت دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی تقریر WINDUP کریں۔۔۔۔۔۔

چوھدری محمد فاروق: اور پھر اس بجٹ میں شاہی قلعہ کے سیاہ عقوبت خانہ میں غریب عوام کی سزائیں دینے کے لئے وہ افراد جو حکومت وقت کا حکم نہ مانیں اور حکومت وقت غلط فیصلوں کی پابندی نہ کریں ان کو سزا دلانے کے لئے کسی تشدد کے سامان کو خریدنے کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی بلکہ نواز شریف صاحب نے شاہی قلعہ کے اس عقوبت خانے کو ختم کیا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد اس پنجاب کے غریب عوام سکھ کا سانس لے رہے ہیں۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چوھدری صاحب WINDUP کر لیں۔۔۔۔

چوھدری محمد فاروق: ٹھیک ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ میں WIND UP کریں۔۔۔۔۔

چوھدری محمد فاروق: اور پھر واٹر سپلائی سکیموں کے حوالے سے میرے ایک فاضل رکن نے

بات کی تھی کہ ایک بوڑھی عورت پانچ پانچ، چھ چھ میل کا سفر کر کے ایک پانی کا گڑھا لاتی ہے۔ میں کہتا ہوں جناب نواز شریف کی حکومت کے ذریعے اس ضمنی بجٹ میں واضح طور پر یہ بات پیش کی گئی ہے کہ شہری علاقوں میں واٹر سپلائی کے لئے صرف ۹۶ لاکھ ۷۶ ہزار ۴۰۰ روپیہ مختص کیا گیا لیکن دیہی علاقے کی ترقی اور واٹر سپلائی سکیم کے لئے ۵۶ کروڑ ۵۹ لاکھ ۸۵ ہزار روپیہ رکھا گیا اگر آپ چاہتے ہیں کہ صنعتوں کا قیام نہیں ہونا چاہیئے جناب سپیکر انڈسٹریز کے قیام کے ذریعے ملک کی معیشت مضبوط ہوتی ہے۔

جناب سلمان تاثیر: پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سلمان تاثیر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب سلمان تاثیر: جناب ایک تو آپ ذرا GROUND RULES CLEAR کریں اگر کوئی MISSTATEMENT OF FACTS کرتا ہے اگر کوئی بجٹ کی بات نہیں کرتا اور اگر کوئی میاں نواز شریف کی تائید کرتا ہے تو پھر ہمیں حق ہے کہ ہم اٹھ کر پوائنٹ آف آرڈر RAISE کریں۔ یہ باتیں طے کریں کہ MISSTATEMENT OF FACTS ہم لوگ نہیں کریں گے لیکن اگر میاں نواز شریف کے صرف قصیدے پڑھتے ہیں اور پنجاب کی سیاسی تاریخ دھرائی ہے اس میں غیر متعلقہ باتیں اور MISSTATEMENT OF FACTS کرتے ہیں تو پھر ہم اٹھ کر پوائنٹ آف آرڈر RAISE کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیے (قطع کلامیاں) شاہ صاحب تشریف رکھیے۔۔۔

چوہدری محمد فاروق: میں WINDUP کرتا ہوں جی۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ذرا بات ختم کر لیجیے۔

چوہدری محمد فاروق: یہاں پر صنعتوں کے قیام کو ظلم قرار دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صنعتوں کا قیام اور ان کے لئے بجٹ مختص کرنا کسی صوبے کی معیشت کو مضبوط کرنے اور بے روزگاروں کو روزگار فراہم کرنے کے مترادف ہے۔ بے روزگاروں کو روزگار فراہم کرنے کا جو فیصلہ اس ضمنی میزانیے کے ذریعے کیا گیا ہے اس کے لئے میں میاں نواز شریف صاحب کو اور اس حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جناب والا اس ضمنی میزانیے کے ذریعے کس راشن ڈپو کے قیام کی کوئی تجویز پیش نہیں کی گئی۔ کوئی رقم مختص نہیں کی گئی کہ عوام لائنوں میں لگ کر ایک ایک چھٹانک کے لئے دو دو مہینے انتظار کریں اور ایک کلو گھی کے لئے چار چار

مہینے انتظار کریں انشاء اللہ اس ضمنی بجٹ کے ذریعے غریب عوام کے حقوق کی پاسداری کرنے کی پوری کوشش کی جائیگی اور جناب والا، آپ کی وساطت سے میں حزب مخالف کے ارکان سے یہ بھی گزارش کرتا ہوں کہ ذرا آپ بھی اپنے اندر جمہوریت کے حوالے سے تھوڑا سا حوصلہ پیدا کریں۔ شکریہ۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا RULES OF PROCEDURE اور روایات کا تقاضا ہے کہ تمام بحث کا جواب وزیر خزانہ نے دینا ہوتا ہے اس لئے ہماری باتوں کا جواب وزیر خزانہ دیں۔ اس طرف کے فاضل ممبران اپنے آپ کو ضمنی میزانیہ کا ذمہ دار نہ بنائیں اور ہماری باتوں کا جواب نہ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات یہ ہے نوابزادہ صاحب کہ جب وقت آئے گا، آپ کو اس کا جواب مل جائے گا یہ تو عام بحث ہو رہی ہے یہ سوال جواب نہیں ہو رہے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: آپ میری بات نہیں سمجھ رہے ہیں۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے۔ آپ ذرا میرا پوائنٹ آف آرڈر سن کر سمجھ لیں۔ پہلے سنیں پھر سمجھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بات ہی ایسی کرتے ہیں جو سننے کے قابل ہی نہیں ہوتی آپ تشریف رکھیں اچھا آپ سمجھانے کی کوشش کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: میری گزارش یہ ہے کہ حزب اختلاف یا دیگر ارکان کی تقریر کے جواب کا حق صرف وزیر خزانہ کو حاصل ہے۔ آپ میری بات ہی نہیں سنتے یہی تو افسوس ہے۔ میں جواب نہیں مانگ رہا ہوں۔ میں یہ بات کر رہا ہوں کہ ہم نے جو تقاریر کی ہیں یا دیگر ممبران کی تقاریر کے جواب کا حق صرف وزیر خزانہ کو ہے حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے فاضل ممبران نے ہماری باتوں کا جواب نہیں دینا ہے۔ ان کو کہیں کہ وہ میزانیہ پر بات کریں۔ ہماری بات کا جواب وزیر خزانہ دینگے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوابزادہ صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے۔ آپ سپیکر صاحب سے پوچھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں میاں منظور احمد موھل صاحب

ملک طیب خان: جناب سپیکر، فاضل رکن نے فرمایا ہے کہ آپ میزانیہ پر کوئی بات کریں

اگر انہوں نے کوئی میزانیہ کے متعلق بات کی ہو تو ہم اس کے جواب کے لئے سوچیں، انہوں نے تو کی ہے بات دو پنجابوں کی ہے تو ہم نے بھی انہیں کا جواب دینا ہے جو کچھ انہوں نے کہا ہے۔

جناب منظور احمد موھل: جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے سب سے پہلے اپنے علاقہ کے عوام کو مبارکباد دیتا ہوں جنہوں نے حالیہ الیکشن میں بھاری اکثریت یعنی پونے تیرہ ہزار ووٹوں کی اکثریت سے مجھے کامیاب کرا کر یہاں بھیجا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہاں پر نوابزادہ صاحب سے یہ دریافت کروں گا کہ آیا جو بات موھل صاحب نے کی ہے یہ بات بجٹ کو COVER کرتی ہے جو کچھ موھل صاحب نے فرمایا ہے آپ جاری رکھیں موھل صاحب؟

جناب منظور احمد موھل: جناب والا، کیونکہ یہ بجٹ کی پہلی تقریر ہے یہ میری تقریر کا پہلا موقعہ ہے یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ اپنے علاقے کے عوام کو سراہیں، یہ کوئی ایسی بات نہیں، یہ بجٹ کے خلاف بات نہیں یہ ہمارا حق ہے آپ سب نے اس کو IGNORE کیا تھا جنہوں نے آپ کو یہاں بھیجا ہے آپ نے ان کو فراموش کر دیا ہے اب جناب والا میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ ضمنی بجٹ کو میں UGLY ضمنی بجٹ کہوں گا اور حقیقت یہ ہے کہ ۸۸ ۱۹۸۷ء کا سالانہ بجٹ جو کہ آپ ہی نے پیش کیا تھا اسی وقت بھی آپ میں سے ہی لوگوں کی اکثریت تھی اور موجودہ وزیر اعلیٰ ہی اس وقت وزیر اعلیٰ تھے اور یہ ضمنی بجٹ آپ نے جون میں پیش کرنا تھا لیکن ۳۰ مئی کو یہ اسمبلی DISSOLVE ہو گئی اس لئے یہ موقعہ آپ کو نہ مل سکا اب یہ ھاؤس منتخب ہو کر آیا ہے اس میں بھی زیادہ وہی لوگ ہیں جو کہ پہلی اسمبلی میں تھے، موجودہ وزیر اعلیٰ نگران وزیر اعلیٰ بھی رہے، اس وقت بھی وزیر اعلیٰ تھے اب بھی وزیر اعلیٰ ہیں تو میں یہ کہوں گا کہ یہ تمام صورت حال یہ ایک ہی شخص کے گرد گھومتی ہے اس بجٹ میں طفل تسلیاں دی گئی ہیں لیکن جناب والا، اصل بات میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ اصل بجٹ کا یہ ایک تتمہ بجٹ ہوتا ہے صحیح حکومت وہ ہوتی ہے، جو اپنی خواہشات کی صحیح عکاسی کرتی ہے وہ سالانہ بجٹ میں ہی صحیح فیصلے کرتی ہے اور اگر یہ اتنا ہی HUGE ضمنی بجٹ دے دیا جائے تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حکومت نااہل تھی اس نے اپنی چادر کے مطابق پاؤں نہیں پھیلائے انہوں نے EXCEED کیا ہے اور پھر جناب والا

کوئی ایسی نازک صورت حال نہیں آئی، کوئی آفت نہیں آئی ہنگامی بنیادوں پر ایسی کوئی بات نہیں ہوئی، وہی صورت حال جو کہ پہلے آپ کے سامنے تھی وہی صورت حال آج بھی ہے جسمیں آپ نے ضمنی بجٹ پیش کیا، ہاں اگر کوئی غیر متوقع EXTRAORDINARY حالات ہوجاتے، کوئی ایسی آفات سماوی آجاتیں کوئی ناگزیر حالات ہوجاتے تو پھر آپ کو حق حاصل تھا کہ آپ اتنا ہی ضمنی بجٹ ھاؤس میں پیش کرتے اور ان اخراجات کی آپ اجازت لیتے، لیکن ایسی صورت حال پیدا نہیں ہوئی اب جبکہ صورت حال معمول کے مطابق ہے کوئی تبدیلی نہیں کوئی نئی بات نہیں اور کیا تبدیلی ہے، تبدیلی وہی ہے

چوھدری محمد فاروق: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا، وہ سیلاب کے حالات جن میں سینکڑوں احباب کی جانیں ضائع ہوئی ہیں، کیا وہ NORMAL حالات تھے جس میں اسی صوبے کے بے شمار عوام پانی میں بہہ گئے، میں سمجھتا کہ وہ NORMAL حالات نہیں تھے وہ ہنگامی حالات تھے

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں معزز اراکین سے میری گزارش ہے کہ مقرر کی تقریر میں مخل نہ ہوں میرے پاس بہت لمبی فہرست ہے

میاں منظور احمد موھل: میں سب سے پہلے تو اپنے دوست کی لاعلمی پر روتا ہوں کہ یہ سیلاب سے متعلقہ بجٹ نہیں سیلاب کا مسئلہ تو اگلے سالانہ بجٹ ۸۹-۱۹۸۸ء میں آئے گا یہ گزشتہ سال کا ضمنی بجٹ ہے آپ کس سیلاب کی بات کر رہے ہیں اس کا اس سے قطعاً کوئی تعلق نہیں وہ تو آپ کے سالانہ بجٹ ۸۹-۱۹۸۸ء میں آئے گا یہ گزشتہ بجٹ کا SUPPLEMENT ہے یہ تو آپ کو پتا ہی نہیں

صاحبزادہ مظہر الحسن المعروف چن پیر: جناب سپیکر، فاضل مقرر کو چاہیے کہ وہ صرف CHAIR کو مخاطب کریں نہ کہ فاروق صاحب کو مخاطب کریں

جناب ڈپٹی سپیکر: جی بالکل درست بات ہے چیئر کو مخاطب کریں، فرمائیے

میاں منظور احمد موھل: جناب والا میں گزارش یہی کرنا چاہتا ہوں کہ جو صورت حال BEAUTIFICATION کی آرائشوں اور زیبائشوں کی صفائیوں کی باغات اور CARPETING کی یہ تمام ایک ہی ذہن کی عکاسی کرتی ہے اور میں اس کو شاھانہ جاہ و جلال والا ذہن کہوں گا جس میں شہنشاہیت ہے اور غربت کے متعلق کوئی بات نہ ہے حالانکہ ہمارے

صوبہ پنجاب میں غریبوں کی اکثریت ہے، دیہاتی لوگوں کی اکثریت ہے وہی لوگ زیادہ آباد ہیں لیکن ان کے بارے میں کوئی خیال نہیں رکھا گیا اگر رکھا گیا ہے تو بڑے شہروں کا خیال رکھا گیا ہے اور وہاں بھی وہ علاقہ جہاں پر کہ بڑے لوگ رہتے ہیں جہاں کرتا دھرتا رہتے ہیں، جہاں پر ملجا و ماویٰ والے رہتے ہیں، وہ سب کچھ انہوں نے وہاں پر ہی DISPOSE OFF کر دیا ہے اور وہاں پر صوبہ پنجاب کے عوام کو چھوڑ دیا گیا ہے اس لیئے میں کہوں گا کہ یہ بجٹ کی منظوری ہم سے لیتے ہیں اور کام اپنی مرضی سے کرتے ہیں میں دوبارہ نہیں دھراؤں گا مگر آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں، جس طرح سے ہمارے فاضل ممبر رانا شوکت محمود نے کہا تھا کہ عوام کے لئے ایک سوالیہ نشان ہے میں اس سوالیہ نشان کا جواب دینا چاہتا ہوں، آپ جناب والا، ڈیمانڈ نمبر ۲۴ اور ڈیمانڈ نمبر ۹ صفحہ نمبر ۲۷ اور صفحہ نمبر ۳۷ پر ملاحظہ فرمائیں یہ ایک ہی لوکل باڈیز کے انتخابات اور لا اینڈ آرڈر کی صورت حال کے کنٹرول کرنے کے لئے رقم رکھی گئی ہے یہ ایک ہی بات پر رکھی گئی ہے یہ بڑی زیادتی ہے یہ جناب والا ڈیمانڈ نمبر ۲۴ صفحہ نمبر ۲۷ اور ڈیمانڈ نمبر ۹ جو کہ صفحہ نمبر ۳۷ پر ہے اس کو میں پڑھتا ہوں

جناب والا، آپ ڈیمانڈ نمبر ۲۴ اور ۹ ملاحظہ فرمائیں ان کا صفحہ نمبر ۲۷ اور ۳۷ ہے جناب والا، میں یہ پڑھتا ہوں

Demand No. 24 Page No. 27	In order to maintain law and order situation during the local Bodies Elections, a sum of Rs. 1,22,07,210 is required during the current financial year.

یہ بھی وہی بات ہے اور آگے جناب والا، دیکھیں یہ کہتے ہیں کہ ہم نے بڑا ٹھیک بجٹ بنایا ہے اب جناب والا، صفحہ نمبر ۳۷ یہ دیکھیں

Demand No. 9 Page No.37	in order to maintain law and order during the Local Bodies Election, an amount of Rs. 2,44,00,960 is required the current financial year.

جناب والا، بات ایک ہے یا تو اس ڈیمانڈ میں گھپلا ہے کیونکہ بات ایک ہی ہے یعنی لوکل باڈیز کے الیکشن پہ امن و امان کی صورت حال کو کنٹرول کرنے کے لیے ڈیمانڈ نمبر ۹ صفحہ نمبر ۳۷

۳۷ میں بھی رقم ۲ کروڑ سے زیادہ ہے اور ڈیمانڈ نمبر ۲۴ صفحہ ۲۷ پر ایک کروڑ سے زیادہ رقم ہے یعنی اس سے بڑی WORDS JUGGLERY کیا ہو سکتی ہے اس سے بڑا دھوکا اور کیا ہو سکتا ہے؟ اسی طرح جناب والا، آگے میں گزارش کروں گا صفحہ نمبر ۱۳۳ کے بارے میں اب یہ کہا جاتا ہے کہ یہ رقمیں تو خرچ کی گئی ہیں میں اسی علاقہ سے تعلق رکھتا ہوں اور جس کے متعلق جو کچھ میں بولوں گا یہ میرا حلقہ نیابت ہے اور میں بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ ان رقومات میں سے ایک پیسہ بھی وہاں پر خرچ نہیں کیا گیا اس کا سرے سے وہاں کوئی نام و نشان نہیں جناب والا، صفحہ نمبر ۱۳۳ پہ (۱۰۴۶) ہے ڈرینیج سکیم سوندا اس کے لیے ۶ لاکھ روپیہ (۱۰۴۷) ڈرینیج سکیم جنڈ والا اس کے لیے ۶ لاکھ روپیہ، (۱۰۵۵) ڈرینیج سکیم موضع گلاب علی اس کے لیے ۶ لاکھ روپے، (۱۰۶۰) واٹر سپلائی سکیم سوائی والا، کے لیے ۴ لاکھ ۷۸ ہزار روپے (۱۰۶۲) واٹر سپلائی سکیم رتی رام کے لیے ۶ لاکھ ۷۷ ہزار روپے اور (۱۰۶۵)، واٹر سپلائی سکیم گوبند گڑھ کے لیے ۶ لاکھ روپے یہ تمام سکیمیں میرے حلقہ نیابت میں آتی ہیں اور میں وثوق سے پھر چیلنج کرتا ہوں کہ نہ تو وہاں پہ کوئی کام ہوا ہے اور نہ ہی کام کی ابتدا ہوئی ہے یہ فنڈ کہاں خرچ ہوا ہے؟ میں اسکو چیلنج کرتا ہوں جناب والا، میں اس بات کو اس طرح لیتا ہوں کہ "آں را کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک است" تو جناب والا حزب اقتدار کے ممبران پر ہی مشتمل (ہمارا آدمی کوئی نہ لیں) ایک سپیشل کمیٹی بنا دیں وہ مذکورہ دیہات میں جا کر پتا کر لے اور وہ رپورٹ دے دے کہ کہ آیا وہاں ایک پیسہ بھی خرچ ہوا ہے؟ اس سے بڑی بددیانتی کیا ہو سکتی ہے میں اس ایوان میں بڑے باوثوق سے عرض کر رہا ہوں اسی طرح کی اگر میں اور بھی بات کروں تو ایسی مزید سکیمیں نکلیں گی یہ رقم جناب والا، کہاں گئی وہ بھی میں بتا دیتا ہوں یہ ہماری بدقسمتی تھی کہ انہی دنوں جب انتخابات ہو رہے تھے تو ہمارے علاقے کے دو صوبائی وزیروں نے یہ تمام پیسہ اپنے انتخابات پر لگایا اور غلط اندارج کرا دیا گیا جناب والا، یہ حقیقت ہے اس سے بڑی اور کیا ناجوازی ہو سکتی ہے؟ تو جناب میں یہ کہوں گا کہ اگر حاکم وقت ہی ایسے ہو جائیں تو پھر رعایا یا عوام کا کیا حال ہو گا "چوں کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی" تو جناب والا، پھر ہم کہاں جائیں گے؟ کیا بات ہو گی بجٹ کی دستاویزات ملک کی ایک مقدس امانت ہوتی ہے، ان کی بڑی تقدیس ہوتی ہے ان کا بڑا احترام ہوتا ہے اگر اس میں ہم اس طرح کے غلط اندراج کر دیں گے تو اس پر ہمارا کس طرح اعتماد ہو گا ہمارا اعتماد اٹھ

جائے گا یہ اس صوبہ کے لئے ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ جب ہم اپنی ذاتی PROJECTION کے لیے خرچ کرتے ہیں اب آپ سوچیں یہاں یہ کہا گیا ہے کہ آپ اس ایوان میں ہماری بدولت آگئے ہیں یہ کوئی ان کی مہربانی نہیں یہ عوام کی جدوجہد کا نتیجہ ہے جس کے لئے ایم آر ڈی اور جمہوری طاقتوں خاص طور پر پیپلز پارٹی نے سزائیں کاٹی ہیں، کوڑے کھائے ہیں، لاٹھیاں کھائی ہیں، شاہی قلعے میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کی ہیں (تالیاں) رانا صاحب، یہ میں آپ کی نذر کر رہا ہوں

جناب ڈپٹی سپیکر: موھل صاحب، آپس سے گزارش ہے کہ آپ ھاؤس میں بیٹھے ہوئے دوستوں کی بجائے چیئر سے مخاطب ہوں آپ براہ راست کسی دوست سے مخاطب نہ ہوں

میاں منظور احمد موھل: جناب والا، معافی چاہتا ہوں

یہ پھول ہم نے خیرات میں نہیں پائے ہیں
خون دل صرف کیا ہے تو بہار آئی ہے

جناب والا، اب میں یہ کہوں گا کہ صوبہ پنجاب جس کے لیے انہوں نے بہت کچھ کہا ہے کارپٹنگ پر توجہ دی ہے لیکن لاقانونیت کی طرف کوئی توجہ نہیں دی کتنی ڈکیتیاں، کتنی کلاشنکوف، کتنی منشیات ہیں اور صوبہ میں کس قسم کے حالات ہیں ----------

ایک معزز رکن: جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: موھل صاحب، ایک دوست پوائنٹ آف آرڈر پہ بولنا چاہتے ہیں

ایک معزز رکن: جناب سپیکر، ان کی تقریر کا وقت ختم ہو چکا ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں جی موھل صاحب

میاں منظور احمد موھل: میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی جناب والا، میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہ صوبہ پنجاب میں امن و امان کا مسئلہ حل کرتے، غربت کو دور کرتے، یہاں غریب لوگوں کہ جن سے ووٹ لے کر ہم یہاں پہنچے ہیں ان کی بہتری کے لیے کچھ کرتے نہ کہ اپنی بہتری کے لیے سب کچھ سوچتے رہتے ایسا آپ کو نہیں کرنا چاہیے تھا جناب والا، میں گزارش کروں گا کہ یہ جو صورت حال اس صوبہ میں پیدا کی گئی ہے یہ دراصل ایک سوچ کا نتیجہ ہے اور وہ سوچ کیا ہے وہ ایک حادثے کی پیداوار ہے۔ یہ کوئی سیاسی جدوجہد نہیں کوئی ان کا اپنا نظریہ نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: موحل صاحب، آپ ایک منٹ میں تقریر ختم کر لیں

میاں منظور احمد موحل: اس لیے جناب والا، میں یہی گزارش کروں گا کہ یہ صورت حال تبدیل کرنی چاہیے اور خاص طور پر ایسے علاقے جو پسماندہ ہیں میرا علاقہ بہاولنگر بہت ہی پسماندہ ہے اس کی طرف توجہ دینی چاہیے وہ لوگ جو بارڈر پر بیٹھے ہیں ریگستانی علاقہ ہے اور ضروریات زندگی سے محروم ہیں نہ وہاں کوئی سکول ہے، نہ پانی پینے کا کوئی انتظام ہے اور نہ کوئی سڑک ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ جو بارڈر کے ساتھ ساتھ نہر ھاکڑہ ہے اس پر دس دس میل تک کوئی پل نہیں لوگوں کو دس اور بیس میل کا چکر کاٹ کر شہروں میں آنا پڑتا ہے آپ ان کے لیے کچھ سوچیں نہ کہ اپنے ارد گرد ہی سب کچھ کرتے رہیں تو میں یہ گزارشات کرنا چاہتا تھا کہ آپ اپنا رویہ درست کریں اور اس طرح کی ناجائز خوشامد سے ذرا پرہیز کریں

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ!

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا، میں جناب کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارا ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان، ہم سب مسلمان اور یہ اسمبلی سب مسلمانوں کی اسمبلی ہے میں نے بارھا پچھلی دفعہ بھی توجہ دلائی تھی کہ نماز کا کوئی اہتمام نہیں اور مسجد کا بھی کوئی اہتمام نہیں ایک کمرہ نماز کے لیے مختص کیا گیا تھا وہ کمرہ بھی واپس لے لیا گیا ہے اس لیے میں جناب کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ اول تو نماز کے اوقات میں اسمبلی کی کارروائی روک دینی چاہیے ہماری محترم وزیر اعظم صاحبہ نے اعلان کیا تھا کہ نمازوں کے وقت کاروبار بند کر دیے جائیں اگرچہ انہوں نے خود نماز پڑھنے کی بات نہیں کی تھی صرف کاروبار بند کرنے کی بات کی تھی اگر محترمہ یہ فرماتیں کہ میں خود بھی نماز پڑھوں گی اور دوسروں کو بھی پڑھاؤں گی اور کاروبار بند کرا کر نماز پڑھائیں گے نہ تو کاروبار بند ہوا اور نہ ابھی تک انہوں نے ----------

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میں جناب کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ وہ کمرہ جو نماز کے لیے مختص تھا وہ بھی لے لیا گیا ہے آپ اسمبلی میں نماز کے اہتمام کے لیے توجہ فرمائیں اور نماز کے وقت کارروائی روک دینی چاہیے

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب، یہ آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ نماز کے لیے باہر

شامیانہ لگایا ہوا ہے وہاں نماز کا انتظام ہے اور جو آپ نے کمرے کی بات کی وہ بھی کر لیں گے باہر لان میں نماز کے لیے باقاعدہ شامیانہ دیا گیا ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں

سردار سکندر حیات خان: MY ELDER BROTHER اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم سب نماز پڑھیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں یہ بھی توفیق دے کہ قرآن وسنت کے مطابق عمل کریں اور نیت کو بھی اس طرح صاف رکھیں جس طرح ہماری محترمہ بے نظیر صاحبہ نے کیا ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں، مولانا صاحب تشریف رکھیں

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا اسلامی ملک میں کوئی عورت کی سربراہ نہیں بن سکتی، یہ قرآن وسنت کی رو سے جائز نہیں ہے، حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد ہے

"لن یفلح قوم ولوا امرأۃ امرأتہ"

وہ قوم کبھی فتح نہیں پا سکتی جو اپنی حکومت کا کاروبار عورت کے سپرد کر دے

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب تشریف رکھیں سردار صاحب آپ بھی تشریف رکھیں آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں جی فرمائیے

ملک محمد وزیر اعوان: میرے فاضل دوست نے یہ فرمایا ہے کہ مسجد کے انتظامات کے لئے کچھ ضرورت ہے یا اگر وہ ناقص یا کم انتظامات ہیں تو انہوں نے آپ کی خدمت میں یہ عرض کی ہے لیکن اس نکتہ کے ساتھ محترمہ بے نظیر بھٹو وزیر اعظم پاکستان کے نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے کے متعلق انہوں نے غلط شہادت دی ہے، میں ان کے علم کے لئے بتانا چاہتا ہوں کہ وہ پانچ وقت کی نماز پڑھتی ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھئے، یہ بات ختم ہو چکی ہے، آپ مقررین حضرات کو بات کرنے دیں آپ تشریف رکھیں، میں نے ان سے کہہ دیا تھا کہ یہ بات مت کریں، آپ تشریف رکھیں اور تحمل سے میری بات سنیں، میں نے پہلے ہی مولانا صاحب کو عرض کر دیا تھا کہ یہ بحث نہیں چھیڑی جا سکتی اور وہ تشریف رکھیں اور اس مسئلہ پر بات نہ کریں آپ سے گزارش ہے کہ اس بحث بحث کو چلنے دیں ۔ جس مقصد کے لئے آپ اکٹھے ہوئے ہیں اسے پورا ہونے دیں جی لغاری صاحب ---------

سردار فاروق احمد خان لغاری (قائد حزب اختلاف): جناب والا یہاں پر ایک فاضل ممبر نے نماز

کے بارے میں بات شروع کی، غلط انتظامات کے بارے میں بات شروع کی، اور انہوں نے پاکستان کی وزیر اعظم پر ایک بے جا حملہ کیا کہ کاش ان کو نماز پڑھنے کی توفیق ہو، ان کو یہ نہیں پتہ کہ عورت نماز گھر میں پڑھتی ہے اور مسجد کے اندر عورت کا جانا جائز نہیں ہوتا اور ہم اس بات پر احتجاج کرتے ہیں کہ پاکستان کی وزیر اعظم کا بے جا یہاں پر ذکر کیا گیا احتجاجاً ہم علامتی واک آؤٹ کرتے ہیں اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے تمام معزز اراکین واک آؤٹ کرتے ہوئے ھاؤس سے باہر چلے گئے اور لگلے لمحے ٹھیک ایک منٹ کے بعد حزب اختلاف کے تمام اراکین ھاؤس میں واپس آ گئے

جناب ڈپٹی سپیکر: محمد طارق صاحب،

جناب محمد طارق انیس: بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب والا، اس سے پیشتر کہ میں ضمنی میزانیہ کی بابت کچھ عرض کروں، میں آپ کی وساطت سے جناب سلیمان تاثیر صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے بڑی شدومد سے اس بات کا اعتراض کیا کہ ممبران میزانیہ کی بابت بات کم کر رہے ہیں تو میں اپنے فاضل دوست سے یہ سوال کروں گا کہ جب نواب زادہ صاحب نے اپنی تقریر کے آغاز میں یہ فرمایا کہ میں شماریات کی طرف نہیں جاؤں گا میں بجٹ کا اجمالی سا جائزہ لوں گا اور جذبات میں بہتے ہوئے انہوں نے ایسی تقریر کی جس کا بجٹ کے مضامین سے کوئی تعلق نہیں تھا تو اس وقت میرے فاضل ممبر کو کوئی اعتراض نہ ہوا میں یہ بھی عرض کروں گا کہ جب قائد حزب اختلاف نے بار بار پاکستان پیپلز پارٹی کی شان میں قصیدے پڑھے تو اس وقت بھی میرے فاضل دوست کو کوئی اعتراض نہ ہوا

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب راہی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں

جناب فضل حسین راہی: جی ہاں جناب سپیکر میں آپ کا دوست ہوں اور پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے یہ جو فاضل ممبر جواب دے رہے ہیں یہ وزیر خزانہ نے بحث سمیٹتے ہوئے ایک ایک ممبر کا نام لے کر جواب دینے ہیں اگر وہ ایک سلیمان تاثیر صاحب کی بات کا جواب دیں گے تو اس کے بعد قائد حزب اختلاف کی بات کا جواب دیں گے اور اس کے بعد پھر میری بات کا جواب دیں گے تو یہ فاضل ممبر کی ڈیوٹی نہیں ان کی ڈیوٹی ہے کہ یہ نواز شریف کی تعریف کریں اور بجٹ کی تعریف کریں اور بیٹھ جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ! لیکن ایسی کوئی بات نہیں یہ بحث کر سکتے ہیں۔

جناب محمد طارق انیس: جناب والا میزانیہ سے پہلے میرا عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ میرے فاضل دوست ممبران کو بھی حوصلے سے دوسروں کی بات سننی چاہیئے تو جناب والا کل میزانیہ کی بابت قائد حزب اختلاف نے صفحہ ۱۷۶ پر سب سے بڑا اعتراض کیا تھا انہوں نے سڑکوں اور پلوں پر اخراجات کو انتہائی فضول گردانا تھا اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ یہ بجٹ مارشل لاء کے ذہن کی پیداوار ہے لہذا یہ پل اور سڑکوں انتہائی فضول طریقے سے مختص کی گئی ہیں جناب والا میں عرض کروں گا کہ اس تین سالہ دور میں جتنی بھی سڑکیں اور پل بنے ہم نے دیکھے ہیں میرا تعلق انتہائی پسماندہ علاقہ شکر گڑھ سے ہے حال ہی میں وہاں سیلاب کی تباہ کاریاں بھی ہوئی ہیں وہ علاقہ جنگ سے متاثرہ بھی رہا ہے وہاں کوئی سکول کوئی سڑک نہیں تھی میں عرض کروں کہ میرے ان جمہوری پسند دوستوں کے چھ سالہ دور میں وہاں کے متاثرہ علاقے میں ایک سکول کی بھی بلڈنگ نہیں بنائی گئی تھی

جناب سپیکر اس دور میں میں یہ عرض کرتا ہوں ۱۹۷۷ء تک ظفروال سے شکر گڑھ تک بھی کوئی سڑک نہیں تھی چہ جائیکہ شکر گڑھ کی پوری سب ڈویژن میں کوئی چھوٹی سے چھوٹی بھی کوئی سڑک ہوتی۔

خواجہ محمد یوسف: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میرے دوست شکر گڑھ کیمتعلق فرمارہے ہیں یہ شکر گڑھ سے تشریف فرما ہیں ان سے پوچھئے ۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد پانچ ہزار مربع میل کا علاقہ ۱۹۷۱ء میں وہ کون واپس لایا تھا وہ علاقہ کس نے لیکر دیا تھا

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا راہی صاحب آپ کی کافی کمی محسوس ہو رہی تھی

جناب محمد طارق انیس: جناب سپیکر، میں یہ عرض کرنا چارہا تھا ہمیں جو کہا گیا ہے کہ یہ مارشل لاء کے ذہن کی پیداوار ہمیں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ہمارا علاقہ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں انڈیا کے قبضہ میں کس نے دیا تھا (قطع کلامیاں)

جناب فضل حسین راہی: جناب والا میں عرض کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیں راہی صاحب آپ سے گزارش ہے کہ

آپ تشریف رکھیں

نوابزادہ غضنفر علی گل: ان کے ناخداوں نے دیا تھا

سردار شوکت حسین مزاری: ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان بھارت کے حوالے کیا تھا میں عرض کروں گا کہ اس وقت جنرل یحییٰ خان کی حکومت تھی اس نے انکے حوالے کیا تھا

جناب ڈپٹی سپیکر: اس اطلاع کا شکریہ آپ تشریف رکھیں

چودھری صداقت علی: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا میری عرض یہ ہے کہ قواعد و انضباط کار کے تحت کوئی بھی ہمارا فاضل ممبر جب بات کرنا چاہے تو چیئر سے اجازت لئے بغیر اٹھ کر بول نہیں سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے بجا فرمایا ہے

چودھری صداقت علی: جناب والا یہاں بلا اجازت بولنا شروع کر دیا جاتا ہے یہ قابل افسوس ہے اس کو کنٹرول کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بجا فرماتے ہیں

جناب محمد طارق انیس: جناب سپیکر میں اپنی گزارشات میں یہ وضاحت بھی کر دیتا ہوں کہ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں ہمارا علاقہ کیسے گیا یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں کہ ان انتخابات میں پیپلز پارٹی حزب اختلاف میں تھی اور عوامی لیگ اس وقت کی جیتی ہوئی پارٹی تھی

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں میری آپ سے گزارش ہے کہ ہم ۱۹۸۸ء کے بجٹ کی بات کر رہے ہیں آپ ۱۹۷۱ء میں مت جائیے

جناب محمد طارق انیس: جناب سپیکر میں میزانیہ کے صفحہ ۷۶ کے متعلق بات کر رہا تھا جس میں پلوں اور سڑکوں کے بارے میں بجٹ کو انتہائی فضول گردانا گیا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے جنگ سے متاثرہ علاقے میں ۱۹۷۰ء سے لیکر ۱۹۷۷ء تک کوئی سڑک نہیں تھی اور اس کے بعد بھی کوئی سڑک نہیں بنی تھی پچھلے تین سالہ دور میں آپ جا کر دیکھیں کہ سکولوں کی بیشمار عمارتیں اور سڑکیں بنی ہیں۔

جناب والا میں اپنے جمہوریت پسند دوستوں سے یہ بھی عرض کروں گا کہ کیا یہ چاہتے ہیں کہ یہی علاقوں میں ترقی نہ ہو؟ کیا یہ یہ چاہتے ہیں کہ سکول نہ بنیں سکولوں کے متعلق بھی میں نے ان کے بڑے اعتراضات سنے ہیں کہ فلاں سکول کو کیوں گرانٹ دے دی گئی کیا یہ اسی

دور کو پھر واپس لانا چاہتے ہیں بقول ان کے میں سمجھتا ہوں کہ یہ محمد شاہ رنگیلے کے دور کی پیداوار خود ہیں اور انہوں نے آج کے دور کو اس دور سے ملایا ہے حالانکہ ان کا ذہن اس پرانے دور کی یاد تازہ کر کے روتا ہے جب انہوں نے محمد شاہ رنگیلے کا کردار ادا کیا تھا اور پنجاب کے لوگ یہ واضح طور پر جانتے ہیں کہ ۱۹۷۷ء تک حکومت پنجاب کے اس وقت کتنے وزراء تھے کتنے وہاں ممبر تھے وہ یہاں سرکٹ ہاؤسوں میں اپنے گھروں میں شرابوں میں دھت رہتے تھے کیا یہ ویسا بجٹ چاہتے ہیں کہ وزراء شراب میں دھت رہیں۔

جناب کنور اعجاز علی: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر ہمارے وزیر خزانہ جنہیں نیا نیا قلمدان ملا ہے وہ اپنے محسنوں کو تقریر کے ذریعہ راضی کرنا چاہتے ہیں میرے خیال میں وہ اس بات کو بھول گئے کیا فیروز پور روڈ سیلاب زدہ لوگوں کی اور پسماندہ لوگوں کی آبادی ہے کیا مری روڈ ان لوگوں کی آبادی ہے جن کے بچے بلکتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ ہم غریب اور پسماندہ لوگوں کے لئے بجٹ لیکر آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انصاری صاحب آپ تشریف رکھیں یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا آپ تشریف رکھیں چودھری صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد طارق انیس: جناب سپیکر ہم نے تو ان کی بات کا برا نہیں منایا ہمیں یہ چاہیں محمد شاہ رنگیلا سے منسوب کریں یا کسی اور سے لیکن سچ بڑا کڑوا ہوتا ہے جب سچی بات کی جاتی ہے تو یہ لوگ چیخ اٹھتے ہیں جناب سپیکر میں پھر میزانیہ کی طرف آتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں اگر آپ بات نہیں کرنے دیں گے تو پھر یہی عالم ہوگا اس لئے میری گزارش ہے کہ آپ آرام سے سنیں جو اس طرف سے بولتے ہیں ان کو بھی آرام سے سنیں جو اس طرف سے بولتے ہیں ان کو بھی آرام سے سنیں اس طرح آپ زیادہ بہتر طریقے سے سن بھی سکیں گے اور سمجھ بھی سکیں گے اگر یہ مداخلت جاری رہی تو میرے خیال میں کافی مقررین اور دوست تقریر کرنے سے رہ جائیں گے میری دوبارہ گزارش ہے کہ دوستوں کو بولنے دیجئے اور ایک دوسرے کی بات تحمل سے سنیے۔

جناب محمد طارق انیس: جناب سپیکر میں نے تو ابھی صفحہ ۷۶ کی بات کی ہے ابھی میں دوسری بات عرض کروں گا ایک بات جو اس میزانیے کی بابت کہی گئی وہ فری میس لاج کی بابت کہی ہے کہ وہاں کتنا پیسہ خرچ کر دیا گیا اور آج کی حکومت اس کا بری طرح سے ذمے دار

ٹھہرایا گیا کہ وہاں عیاشی کا اڈہ کھولا جا رہا ہے جناب سپیکر شاید یہ بات اہل لاہور کو بھی اہل پنجاب کو بھی معلوم ہے کہ فری میسن کی بلڈنگ میں ۱۹۷۷ء تک یہودیت کا پرچار ہوتا رہا ہے اور یہودیت اپنی سازشیں تیار کرتی رہی کہ اس حکومت نے اس اڈے کو ختم کر کے وہاں کوئی آرٹ کونسل کا منصوبہ بنایا ہے تو کیا یہ بات پنجاب کے لوگوں کے خلاف جا رہی ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات کو ختم کریں

جناب محمد طارق انیس: جناب والا ابھی تو میں نے صرف دو منٹ لئے ہیں ایک بات میں پھر عرض کرنا چاہتا ہوں ابھی پولیس کے بارے میں بھی کہا گیا کہ پولیس کا میزانیے میں اتنا خرچہ آیا ہے اور اس میں بھی حکومت کو مورد الزام ٹھہرایا گیا پولیس لوگوں کی جان و مال کے تحفظ کے لئے ہوتی ہے میں اپنے جمہوریت پسند دوستوں سے یہ کہوں گا کہ کیا وہ، وہ دور چاہتے ہیں جس میں لاہور کی سڑکوں سے سر عام کالج کی لڑکیوں کو اٹھا لیا گیا پولیس اس وقت غیر موثر تھی۔

رانا اکرام ربانی: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا میں اس ایوان کی اطلاع کے لیے عرض کروں گا اور اپنے فاضل دوست کی اطلاع کے لئے بھی، کہ فری میسن لاج ۱۹۷۷ء سے پہلے پیپلز پارٹی کی حکومت نے ختم کیا تھا شکریہ جی

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ اپنی بات کو ختم کریں

جناب محمد طارق انیس: جناب، مجھے تو ابھی صرف تین منٹ بولنے کا موقع ملا ہے انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر میں سارے منٹ ضائع کر دیے ہیں اور پندرہ منٹ تقریر انہوں نے خود کی ہے جناب والا نے خود دیکھا ہے بہر حال، میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں میں اس سلسلے میں یہ کہتا ہوں کہ پولیس کو دیا گیا کردار ہماری جان اور مال کے تحفظ کے لیے دیا گیا ہے اس طرح نہیں دیا گیا جس طرح پیپلز پارٹی نے ایف ایس ایف بنائی تھی۔

جناب والا، میرے ایک دوست نے یہ بات کہی کہ مراکز صحت پر پیسے کا ضیاع کیا جا رہا ہے یہی تو ایک دور ہے جس میں ہر جگہ مراکز صحت بنائے گئے

نواب زادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا، آپ ماشاء اللہ ڈپٹی سپیکر ہیں اور سپیکر کی جگہ پر بیٹھے ہیں پہلے بھی پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا چکا ہے کہ اس ایوان میں غلط

بیانی کی اجازت نہیں ہونی چاہیے کیا ہم سمجھ لیں کہ چیئر کمزور ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چیئر کمزور نہیں میں آپ کو بار بار کہہ رہا ہوں کہ آپ مداخلت نہ کریں ماحول کو خوش گوار رہنے دیجیے باتیں تحمل سے سنیے چیئر کبھی کمزور اور بے بس نہیں ہوتی نوابزادہ صاحب، میں آپ سے بار بار یہ عرض کروں گا کہ آپ اس ایوان کے تقدس اور وقار کو ملحوظ خاطر رکھیں یہ ضروری نہیں کہ بار بار مداخلت کرنے اور آپ کے بات کرنے سے ہی ایوان کے وقار میں اضافہ ہوتا ہے آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس کے وقار کو ملحوظ خاطر رکھیں۔

چودھری محمد ریاض فتیانہ: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر، محترم ارکان حزب اختلاف کی جانب سے اکثر و بیشتر خاصا شور مچتا رہتا ہے اور ہم نے یہ بھی دیکھا کہ ان کی جانب سے ایک معزز رکن بات کر رہا ہے اور دوسرے معزز رکن نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ تم چپ کرو، مجھے بولنے دو یہ اسمبلی میں ہوا ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں؟ میری آپ سے گزارش ہے کہ معزز رکن کو بات ختم کرنے دیں آپ تشریف رکھیں جناب، کیا آپ اپنی بات ختم کر چکے ہیں؟

جناب محمد طارق انیس: جناب والا، مجھے تو ٹائم ہی نہیں دیا گیا پوائنٹ آف آرڈر ہو رہے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات ختم کیجیے۔

جناب محمد طارق انیس: میں تو اپنی بات شروع کر رہا ہوں لیکن - - - - - - -

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ شروع نہ کیجیے، اپنی بات ختم کیجیے۔

جناب محمد طارق انیس: جناب والا، میں آپ کے حکم کے مطابق اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے یہ عرض کرتا ہوں کہ میں اپنے جمہوریت پسند دوستوں سے یہ بھی ضرور پوچھوں گا کہ انہوں نے یہاں پنجاب میں تیس تاریخ کو "SHOW OF HAND" کے خلاف WALKOUT کیا لیکن اسی SHOW OF HAND کو انہوں نے سرحد میں قبول کیا تو یہ جمہوریت کا دعوے کرتے ہیں؟ انہوں نے وہاں تو تسلیم کیا ہے تو پنجاب میں تسلیم کرنے سے کیوں انکار کرتے ہیں؟

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر، میں آپ سے اور آپ کی وساطت سے معزز بھائی سے گزارش کروں گا کہ وہ متعلقہ رہیں، غیر متعلقہ نہ ہوں اور اپنی بحث کو بجٹ

تک محدود رکھیں اگر وہ بجٹ کے اوپر بحث محدود نہیں کر سکتے تو میرے خیال میں انہوں نے کافی باتیں کر لی ہیں اور ان کا کارروائی میں نام لکھا جائے گا اول تو میرا خیال ہے کہ وہ مشیر بن گئے ہیں اور اگر نہیں بنے تو اب انہیں ضرور CONSIDER کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ کی بات ختم ہو گئی ہے؟

جناب محمد طارق انیس: میں نے پہلے آپ سے عرض کی تھی کہ ایک فاضل ممبر نے اس بات پر بار بار اعتراض کیا ہے حالانکہ کل انہوں نے نوابزادہ صاحب کی بات پر اعتراض نہیں کیا جبکہ نواب زادہ صاحب سپیکر کا الیکشن لڑنے کے بعد اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں کہ ہر بات پر بغیر اجازت اٹھ کر بولتے ہیں اور انہیں وہ کبھی نہیں روکتے حالانکہ ہم نے نوابزادہ صاحب کے خلاف پوائنٹ آف آرڈر کر کے اس پر رولنگ حاصل کی کہ کوئی ممبر بغیر اجازت نہ بولے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ سے درخواست ہے کہ آپ اپنی بات ختم کر لیں۔

جناب محمد طارق انیس: جناب والا، میں آخر میں عرض کروں گا کہ میرے فاضل ممبر نے میزانیہ کی بابت یہ بھی کہا کہ یہاں MODLE VILLAGE بنائے گئے اور کچھ مخصوص لوگوں کو نوازا گیا میں گزارش کروں گا کہ ۱۹۷۷ء تک کوئی MODLE VILLAGE نہیں بنا اور نہ ہی کسی مخصوص آدمی کو انہوں نے نوازا اگر اس حکومت نے دیہات کے لوگوں کو PRIVILEGES دی ہیں تو ان ترقیاتی منصوبوں کو مزید جاری رہنا چاہیے----------

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے محترمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب سپیکر، میں آپ کی بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اظہار خیال کا موقع دیا۔

جناب والا، یہاں جس قسم کی روایت بن چکی ہے، اس کے پیش نظر میں اپنی بات کرنے سے پہلے یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی ایک عظیم اور محترم خاتون کی قیادت میں ایوانوں تک پہنچی ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ خواتین مردوں کی نسبت زیادہ شائستہ اور شستہ ہوتی ہیں آداب محفل سکھاتی بھی ہیں اور آداب زندگی سے آراستہ بھی کرتی ہیں پچھلا چھ سالہ دور جسے ہم نے بہت مایوس کن حالت میں پیپلز پارٹی کی قیادت میں گزارا تھا، اس سے ہمیں کچھ تھوڑا سا حوصلہ ہوا کہ اس مرتبہ ہمارے اراکین ایک خاتون محترم کا ہاتھ پکڑ کر ان کی قیادت میں یہاں تک پہنچے ہیں تو کم از کم ایوانوں میں شستگی اور شائستگی کا مظاہرہ تو ضرور ہو گا لیکن بہت

افسوس کی بات ہے کہ اس طرف سے ایسے کسی آداب محفل، آداب زندگی، آداب نشست و برخاست، آداب گفتگو، آداب تکلم اور آداب تبسم کا مظاہرہ نہیں ہوا

جناب والا، میں ان کی خدمت میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ جب کوئی اور محترم خاتون ایوان میں تقریر کے لئے کھڑی ہو تو حضور والا، اس کے احترام میں اس کی بات کو سننا آپ کے حق میں اچھا ہے

جناب سامان تاثیر: میں درخواست کروں گا کہ چیئر سے مخاطب ہوں، جناب غضنفر گل کو مخاطب نہ ہوں

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا، فاضل رکن کو شاید یہ خبر نہیں کہ پارلیمنٹ میں بھی یہ دستور ہے کہ سپیکر کو مخاطب کرنے کے بعد آپ پورے ہاوس کی طرف رخ کر کے گفتگو کر سکتے ہیں۔ روئے سخن کسی کی طرف بھی ہو۔ لیکن غلط فہمی میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر، میں نے ان کا اشارہ سمجھ لیا ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: شکر ہے خدا کا کہ یہ اشارہ شناس ہیں۔ خدا کرے کہ یہ خاموشی کی زبان بھی سمجھ سکتے ھوں۔

جناب والا، ابھی تھوڑی دیر پہلے یہ بات ہوئی کہ اس طرف سے غیر متعلقہ تقاریر آ رہی ہیں، بجٹ کی ضمن میں نہیں آ رہیں۔ تو حضور۔ ھمارے حوصلے کی داد دیجیے۔ کل ہمیں اس طرف سے دل گداز اور ہیجان انگیز افسانے سنائے گئے۔

بیگم نصرت رشید: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں بشریٰ رحمٰن صاحبہ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ بجٹ پر بول رہی ہیں یا آداب محفل سکھا رہی ہیں؟ یہ شعر و شاعری ہو رہی ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب سپیکر اچھا کیا کہ انھوں نے پوچھ لیا، کیونکہ کوئی بھی خاتون بولنے سے پہلے آداب محفل ضرور سکھاتی ہے، کیونکہ دنیا کا ہر مرد کسی نہ کسی عورت کی گود سے آداب سیکھ کر آتا ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر صاحب بات مولانا منظور احمد چینوٹی کو بھی بتا دی جائے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب یہ جو ادھر سے جوابات آئے ہیں کچھ تقریروں سے جناب۔ یہ کوئی قانون اور کلیہ نہیں روایت یہ رہی ہے بجٹ اجلاس میں جب ایک پارٹی بول لیتی ہے۔ جب دوسری پارٹی کے ارکان اپنی تقریر کرتے ہیں وہ اپنے طور پر اپنی صوابدید اور سوچ کے مطابق

ان باتوں کا جواب دیتے چلے جاتے ہیں۔ جو وہ سمجھتے ہیں کہ ان کو دینا چاہئے لیکن آخر میں جب WIND UP کرتے ہیں تو وزیر موصوف ہر بات کا جامع جواب دے سکتے ہیں۔ لیکن ارکان اپنے جذبات کے مطابق ان باتوں کا ضرور جواب دے سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ تمام ترقیاتی کام جو تین سالہ دور میں مسلم لیگ کے ارکان کے پیش نظر ہوئے ہیں۔ انکے سامنے ہوئے ہیں اسلئے اگر فاضل ارکان آپکی تقریروں کے حوالے دے کر بات کریں۔ آپکو ضرور سننا پڑے گا۔ جناب والا میں آپکی اجازت سے قابل صد احترام جناب قائد حزب اختلاف کی تقریر کا ایک فقرہ یہاں QUATE کرنا چاہتی ہوں۔ جناب والا انہوں نے اپنی تقریر کی ابتداء میں ایک بہت ہی رکیک سا فقرہ کہا اور اختتام پر ایک معصوم سی دھمکی دی جناب والا انہوں نے فرمایا کہ یہ بجٹ کابینہ سے منظور شدہ نہیں اور کابینہ اسلئے نہیں بنائی جا سکی کہ بہت سے ارکان وزارت کی امید سے تھے۔ جناب والا پچھلے سات ماہ سے انہیں بھی ایک امید واری تھی۔

جناب فضل حسین راہی: میں جناب سپیکر یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انکو یہ کیسے علم ہوا۔

محترمہ بیگم بشریٰ رحمان: جناب والا یہ رمز کی باتیں ہیں۔ جن کو علم ہو، انہی کو ہوتا ہے جناب والا وہ امیدواری سات ماہ کے بعد جمہوری اتحاد جیتی جناب والا ترقیاتی کام جو پنجاب میں ہوئے اور جن کا اندراج کے بارہ میں بہت لے دے ہو چکی۔ اس میں سڑکوں اور پارکوں کی تعمیر کے منصوبے بھی زیر بحث آئے سکولوں اور کالجوں کی تعمیر زیر بحث آئیں مسجدوں اور مزاروں کی تعمیر ہوئی انکا نام نہیں لیا گیا۔ پولیس کے بارے میں بات ہوئی اور خاصطور پر جناب والا فیروز پور روڈ بہت رڑک رہی ہے۔ اور وہ ہر دل میں دھڑک رہی ہے۔ سمجھ میں نہیں آیا کہ اسکا ذکر خیر اتنا ہوا اسکے بعد مری کی سڑک کا بہت ذکر ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ سے گزارش ہے تشریف رکھئے۔ انکو اپنی تقریر کرنے دیجئے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا مری کی سڑک کے بارے میں بہت باتیں ہوئیں۔ پاکستان کو بنے ہوئے ۴۲ برس ہو گئے ہیں۔ بہت سے سربراہان مملکت آئے انہوں نے اپنے تفریحی کیمپ مری جیسے اکلوتے پہاڑ پر لگائے۔ مگر کبھی کسی کو یہ خیال نہیں آیا کہ پاکستان کے پاس صرف ایک اکلوتا پہاڑ ہے۔ جہاں درمیانے طبقے اور غریب طبقے کے لوگ جاتے ہیں۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا میرے فاضل اراکین حزب اختلاف کی طرف سے بول رہے تھے۔ ماشاءاللہ وہ اپنے

چھروں سے بہت کھاتے پیتے گھرانوں کے لگتے ہیں۔ جناب والا اب یہ لوگ اپنی گرمی کی چھٹیاں یورپ اور آسٹریلیا کے ساحلوں پر گذارنے جاتے ہیں۔ جناب والا ہمارے ملک میں ایک طبقہ ہے جسے درمیانہ طبقہ کہا جاتا ہے۔ وہ اس پہاڑ پر تفریح کے لئے جاتے ہیں۔ اور یہاں پر جسقدر حادثات ہوتے تھے انکو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ ان چالیس برسوں میں وہاں کتنے سنگین حادثات ہوئے۔ لیکن کسی کو توفیق نہ ہوئی کہ وہ اس سڑک کو بنا دیتا اور جب مسلم لیگ کی حکومت آئی انہوں نے وہاں پر سڑکیں بنائیں۔ سڑکیں کشادہ کیں جس طرح انکے دل میں کشادگی ہے اس طرح سڑکوں کا جال بچھا دیا گیا اسطرح تعمیراتی اور ترقیاتی کام بھی ہونے چاہیں جب اختلاف والے مخالفت برائے مخالفت کریں۔ ہر آدمی اچھے کام ضرور کرتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ اسکے کئے ہوئے اچھے کام برے کھاتے میں ڈال دئے جائیں یہ وقت آپکے اوپر بھی آنے والا ہے جو کل گذر چکا ہے میں اسکا تھوڑا سا خاکہ پیش کرتی ہوں میرے پاس ایک چھوٹا سا اجمالی خاکہ ہے میں تفصیل کے ساتھ پیش نہیں کر سکتی۔ لیکن ۱۹۷۱تا۱۹۷۷ میرے پاس ایک چھوٹا سا خاکہ ہے اگر یہ بجٹ کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ جسکا یہ کل سے حوالے دے رہے ہیں۔ میں اس ضمن میں دو چار باتیں عرض کرونگی کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ میرے پاس وقت بہت کم ہے۔ میں اسکو اسطرح سے بیان کرونگی۔ ۱۹۷۱تا ۱۹۷۷میں کچی آبادیوں میں سہولتیں فراہم کرنے پر اخراجات ناقابل ذکر ہیں۔ لیکن ۱۹۸۵ کے بعد ۴۰ لاکھ روپے۔ دیہی علاقوں میں سڑکوں کی تعمیر و ترقی ۱۹۷۱تا۱۹۷۷ ناقابل ذکر ۱۹۸۵ کے بعد ۳۵۰۰ کلومیٹر۔ اور دیہاتوں میں بجلی کی فراہمی ۱۹۷۱-۱۹۷۷ میں ۵۴۱ لیکن ۱۹۸۵ کے بعد ۲۶۵۰ نئے پرائمری سکولوں کا قیام

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر آرڈر۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر مجھے انکی تقریر سن کر خوشی ہو گئی کیونکہ ان کی تقریر علم و ادب سے بھری ہوئی ہے مجھے خوشی ہے۔ وہ روایت کہ بجٹ پر آئیں۔ میں نے یہ اس حوالے سے کہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ صرف اپنا راستہ صاف کرنا چاہتے ہیں۔

بیگم بشریٰ رحمان: جناب والا انکا تو وہ حال ہے کہ مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر انکے اوپر کوئی بات اثر نہیں کریگی اسلئے آپ ان سے نہ کہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر جو بات دل سے نکلتی ہے وہ اثر رکھتی ہے۔ جو بات دل سے نکلتی ہے وہ ضرور اثر رکھتی ہے۔ اگر وہ دل سے کہیں تو اثر رکھے گی۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ وہ فضل حسین راہی کے لئے نہیں بلکہ قائد ایوان کے لئے ہو سکتی ہے یا اللہ آپکو زندگی دے آپکے لئے۔ ہو سکتی۔

جناب سپیکر: اس معزز ایوان کی یہ روایت ہے۔ خواتین کی تقاریر کو INTERUPT نہیں کیا جاتا آرڈر آرڈر

محترمہ بیگم بشریٰ رحمٰن: شکریہ جناب سپیکر! جناب والا! نئے پرائمری سکولوں کا قیام ۱۹۷۱ء تا ۱۹۷۷ء ۱۱سو لیکن ۱۹۸۵ء کی حکومتکے بعد یہ تعداد ۷۸۴۰ ہو گئی۔ دیہی علاقوں میں پانی کی سہولت حاصل کرنے والی آبادی میں اضافہ ۱۹۷۱ء تا ۱۹۷۷ء ۶ لاکھ، لیکن ۱۹۸۵ء کی حکومت کے بعد ۱۶ لاکھ۔ شہری علاقوں میں صرف پانی کی سہولت حاصل کرنی والی آبادی میں اضافہ ۱۹۷۱ء تا ۱۹۷۷ء دس لاکھ لیکن ۱۹۸۵ء کے بعد ۱۸ لاکھ بنیادی ہیلتھ یونٹ جو قائم کئے گئے ۱۹۷۱ تا ۱۹۷۷ء بھی لیکن ۱۹۸۵ء میں بننے والی حکومت کے بعد ۲۹۵ جناب والا!

اسی طرح صحت کے شعبہ کے اخراجات اس وقت کے ۲۴ کروڑ ہیں اور اس کے بعد ۱۸۰ کروڑ روپے۔ جناب یہ ایک بہت طویل فہرست ہے۔ اگر میں سنانا چاہوں تو ابھی سنا دوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔

محترمہ بیگم بشریٰ رحمٰن۔ جناب والا۔ میں نے اس کا ایک اجمالی سا خاکہ پیش کیا ہے۔

یہ بتانے کے لئے کہ کل سے یہ سن سن کر ہمارے کان پک گئے ہیں کہ جی ۱۹۷۱ء تا ۱۹۷۷ء یہ ہوا، یہ ہوا اور ۱۹۸۵ء کے بعد یہ ہوا۔ اس لئے میں نے آپ کو ایک چھوٹا سا اجمالی خاکہ پیش کر کے بتایا ہے۔ باقی بات سڑکوں کی تعمیر، پارکوں، پلوں اور بڑے شہروں میں جو کچھ ہوا ہے۔ جناب والا! کسی بھی ملک کی ترقی جو بظاہر دکھائی دیتی ہے وہ انہیں شہروں میں آتی ہے جہاں ان کی تہذیب کے زیادہ گڑھ ہوتے ہیں۔ اس لئے چھوٹے شہروں، دیہاتوں قصبوں کے ساتھ بڑے شہروں کی سڑکوں پلوں اور نہروں سب کا خیال رکھا جاتا ہے۔ جناب والا۔ اس بجٹ میں ایک بہت بڑی رقم بیواؤں اور یتیموں کے لئے فلیٹس۔ پلاٹ اور انکے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ فاضل اراکین وہ حدیث شریف جانتے ہونگے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی یتیم کے سر پر ہاتھ رکھے گا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ اس طرح

ہوگا جیسے انگشت شہادت ہوتی ہے۔ جناب والا۔ اس پنجاب میں یتیموں بیواؤں کے لئے بہت کام ہوا اور بہت رقم یہاں پر مختص کی گئی اور ان کے لئے فلیٹس بنائے گئے ان کو فنڈ دئے گئے اور یتیم لڑکیوں کی شادی کی گئیں یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی یتیمی اور بیوگی کا دامن پھیلا کر اگر پنجاب سے کچھ بھی مانگا جائے اور وہ دے دے لیکن اگر یتیموں اور بیواؤں کے لئے فنڈز مقرر کئے جائیں اور ان کے لئے فلیٹس بنائے جائیں تو وہ کیسے غیر ترقیاتی کام ہو سکتے ہیں۔

جناب والا پولیس کی بات ہوئی۔ تو حضور جب سے ہم لوگ ایوانوں میں آئے تو ہم نے دیکھا کہ سب سے زیادہ غیر ترقی یافتہ ہماری پولیس تھی جن کے پاس جدید دور کے آلات بھی نہیں تھے اور ان کو ان جدید آلات سے منظم کرنا بہت ضروری تھا۔ آخر پولیس والے بھی تو ہماری جیسی ماؤں کے بیٹے ہوتے ہیں۔ ان کے پاس وہ تمام آلات کیوں نہ ہوں۔ جب وہ خطرات میں کودتے ہیں، جب وہ ہماری زندگیوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہمارے بچوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہماری جانوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ہمارے ملک کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس لئے ان کو تمام لوازمات سے لیس کرنا بہت ضروری تھا جناب والا۔ اس زمانے کی پولیس میں ہم جانتے ہیں حضور! کہانیاں ابھی شاہراہوں میں بکھری ہوئی ہیں ابھی سمیٹی نہیں جا سکی ہیں۔ ابھی وہ قصے فائلوں میں موجود ہیں کہ جب جس بھی شریف آدمی کو چاہتے اس کی فائل کھلوالیتے۔ جس کو چاہتے اس کی لڑکی اٹھوالیتے۔ جس کو چاہتے اس کا بیٹا اغوا کروالیتے۔ ہم نے پولیس کو یہ مراعات دینیکی اس لئے کوشش کی ہے کہ پولیس کا ضمیر نہ خریدا جاسکے۔ اگر پولیس کا ضمیر نہیں خریدا جاسکے گا تو دنیا کا کوئی شخص پولیس کو نہیں خرید سکے گا۔ اس لئے ان کے لئے یہ تمام رقوم مخصوص کرنی بہت ضروری تھیں۔

PUBLIC ACCOUNTS COMMITTEE کے تمام اعداد و شمار اگر اکٹھے کئے جاویں جو پچھلے تین ساڑھے تین سالوں میں ہوئے ہیں تو اس میں ابھی تک ۱۹۷۰ء اور ۱۹۷۷ء تک کے بدعنوان افسروں کے کھاتے کھل رہے ہیں اور کھلتے ہی چلے جا رہے ہیں۔ جناب والا۔ ہم نے ان سے پوچھا ۱۹۷۰ء سے لیکر ۱۹۷۷ء تک اتنے غبن کیسے ہوئے اور وہ صاحب دل کہاں ہیں جنہوں نے یہ سب کیا۔ تو وہ فرمانے لگے کہ کچھ فوت ہوگئے اور کچھ فرار ہوگئے۔ جناب والا۔ ایک حکایت ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وٹنس: جناب والا۔ کیا خواتین کے لئے TIMELIMT نہیں؟

جناب سلمان تاثیر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی تقریر میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالی جائے۔ اور انہیں ۸۸-۱۹۸۷ء کے بجٹ کی طرح ایک ضمنی تقریر کرنے کی اجازت دی جائے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا۔ میری طرف سے تاثیر صاحب کا شکریہ ادا کردیں کوئی تو عقل کی بات انہوں نے کی۔

جناب فضل حسین راہی: بے وقوفوں کے لئے عقل کی ایک بات کافی ہوتی ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا۔ ایک بادشاہ کے دربار میں دو عورتوں کو لایا گیا اور ان کے ساتھ ایک چھوٹا سا نومولود بچہ بھی تھا۔ دونوں عورتوں کا یہ دعویٰ تھا کہ یہ بچہ میرا ہے۔

جناب فضل حسین راہی: ایہ بادشاہ کہڑا سی؟

جناب سپیکر: راہی صاحب! پلیز مداخلت نہ کریں۔ تشریف رکھیے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا۔ میں نے بادشاہ کا نام پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: راہی صاحب! مداخلت نہ فرمائیے۔ تشریف رکھیے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا! راہی صاحب کو مداخلت کرنے کے نمبر ملتے ہیں۔ خوشخطی کے سارے نمبر تو یہ اس طرح لیتے ہیں۔ جناب والا وہ بادشاہ اپنی موت آپ مر چکا ہے۔ اس لئے میں بات نہیں کرنا چاہتی ۔ لیکن بات یہ ہے حضور! کہ ایک بادشاہ کے دربار میں دو خواتین ایک بچے کو لیکر آئیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا! ایک عورت کہتی ہے کہ بچہ میرا اور دوسری عورت کہتی ہے کہ یہ بچہ میرا ہے اس پر بہت بحث ہوئی۔ قاضی وقت بہت پریشان ہوئے۔ آخر میں ان کے ذہن میں ایک تدبیر آئی اور انہوں نے کہا کہ ہم اس کا فیصلہ نہیں کر سکتے کہ یہ بچہ کس عورت کا ہے۔ اس لئے اس بچے کے دو ٹکڑے کر دئے جائیں۔ ایک ٹکڑا اس عورت کو دیا جائے اور ایک دوسری عورت کو دیا جائے تو جناب والا! جو اس بچے کی اصلی ماں تھی وہ ایک دم سے چلا اٹھی اور کہنے لگی نہیں نہیں یہ بچہ دوسری عورت کو دے دیا جائے اور اس کے ٹکڑے نہ کئے

جائیں۔ تو جناب پتا چل گیا کہ اصلی ماں کون ہے حضور والا۔ ہمیں پنجاب میں رہتے ہوئے اصلی ماں کا کردار ادا کرنا چاہیے ہم یہ نہیں کہتے کہ ایک پنجاب یہ اور ایک پنجاب وہ۔
جناب والا! پنجاب کے تعمیر و ترقی پر بات کرتے ہوئے، اس کے بجٹ پر بات کرتے ہوئے ہم یہ نہیں کہتے۔۔۔۔

سید ذاکر حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! فاضل مقرر نے اس واقعہ کو غلط بیان کیا ہے۔ اس واقعہ کا تعلق۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ I am sorry. This is not a point of order. Please take your seat.

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا۔ ہم پنجاب کے ساتھ یہ ناانصافی نہیں کر سکتے اور پنجاب کے بارے میں یہ نہیں سن سکتے کہ ایک پنجاب یہ اور ایک پنجاب وہ۔ ایک پنجاب ایسا اور ایک پنجاب ویسا۔ جناب والا۔ افراط و تفریق ہر ملک، ہر قوم اور ہر صوبے میں ہوتا ہے۔ ہر ضلع ایسے ہوتا ہے ہمیں کہیں بھی ایسی مثالی صورت حال خاص طور پر پاکستان کے تمام صوبوں میں کہیں بھی نظر نہیں آتی۔ آپ ہر صوبے میں دیکھیں کہ تمام لوگ یکساں زندگی گزار رہے ہیں فاضل اراکین جو منتخب ہو کر ان اسمبلیوں میں آئے ہیں ان کا معیار زندگی بھی جناب والا۔ ایک جیسا نہیں ایک جیسے ڈیسک کے اوپر بیٹھ کر ایک جیسی تالیاں بجالینے سے سب لوگ ایک جیسے نہیں ہو جاتے۔ اور اسلئے ہم پنجاب کے بارے میں کوئی ایسی بات سننے کیلئے تیار نہیں۔ پنجاب کو جب کبھی بھی نقصان پہنچایا ہے اسے باہر سے کسی نے نہیں پہنچایا پنجاب کے اپنے لوگوں نے پہنچایا ہے پنجاب کو جب کبھی کوئی دھچکا لگا ہے باہر سے نہیں اپنے ہی لوگوں سے لگا ہے۔

جناب والا۔ پنجاب کے بارے میں جب کبھی بھی کسی نے غلط بیانی کی ہے وہ باہر سے نہیں اپنوں نے ہی کی ہے۔

وہ اور ہونگے جنہیں دشمنوں سے شکوہ ہے
ہمیں تو دوست ہمارے فریب دیتے ہیں

جناب سپیکر: اسے اب WIND UP کیجیئے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جی جناب والا۔ میں اسے WIND UP کرتی ہوں۔

حضور۔ آخر میں میں ایک بات یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ہمارے ایک فاضل ممبر نے کہا کہ یہ اس حکومت کا بنایا ہوا بجٹ ہے جو صدر ضیاء الحق کی REGIME کی تھی میں آپ کی وساطت سے بڑے ادب کیساتھ پوچھتی ہوں کہ نیشنل اسمبلی میں جو بجٹ پیش کیا گیا ہے وہ کس کا بنایا ہوا ہے جناب والا۔

اس کو تالیاں بجا کر انتہائی خضوع و خشوع کے ساتھ قبول کیا گیا ہے

جناب والا۔ وہ کن ہاتھوں کا بنایا ہوا بجٹ ہے۔ اب میں اتنا عرض کرونگی کہ پاکستان پیپلز پارٹی اس وقت سیاسی مسافروں کی جماعت بن چکی ہے جناب والا۔ اور وہ تمام ضیاء الحق کے تربیت یافتہ ذہن ان کے پاس ہیں جو بجٹ بنا رہے ہیں جو وزارتوں پر بیٹھے ہیں جو مشیر بنے ہوئے ہیں حضور ایک چھوٹی سی بات ہے کہ جب صدر ایوب تشریف لائے تو ایسے ہی لوگوں کی ایک کھیپ اٹھ گئی اور اس نے کہا کہ "حضور والا۔ یہ ملک آپ کا ہے۔ یہ ملک آپ کا ہے یہ سب کچھ آپ کا ہے اور۔

"توں جو نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے"

جناب والا۔ اس کے بعد یحییٰ خان صاحب تشریف لائے تو وہی کھیپ ان کے پاس کھڑی ہو گئی اور بڑے خضوع و خشوع کے ساتھ پھر کہنے لگی کہ۔

رات بھر محفل میں ساقی آج پیمانہ رہے
صبح تک شاید نہ پھر یہ مے خانہ رہے

جناب والا۔ اس کے بعد جناب ذوالفقار علی بھٹو تشریف لے آئے تو یہ سب دست بستہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ۔ "ظل الہی!، عالم پناہ دیکھئے صبح ہو گئی ہے آنکھیں کھولیئے سورج نکلنے کی اجازت چاہتا ہے اور جناب جب شب ڈھلی تو انہوں نے کہا کہ عالم پناہ، شہنشاہ عالم چاند ڈوبنے کی اجازت چاہتا ہے

جناب والا۔ پھر جب ضیاء الحق صاحب تشریف لے آئے تو یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان سے کہا کہ۔

"تیرا مکھڑا انگڑا چند دا"

جناب والا۔ اس کے بعد پیپلز پارٹی پھر منظر پر آئی اور پیپلز پارٹی نے اپنے وعدوں کی شمع جلائی اور ہتھیلی پر رکھ کر کہا کہ۔

" رخ روشن کے آگے وہ شمع رکھ کر یہ کہتے ہیں
ادھر جاتا ہے یا دیکھیں ادھر آتا ہے پروانہ

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا۔ وہ یوں کہتے ہیں

ادھر جاتا ہے دیکھیں یا ادھر پروانہ آتا ہے

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا۔ یہ ایک الگ بحث ہے اور میں آپ کو دیوان لا کر دے دونگی میں نے بالکل ٹھیک کہا ہے یہ مجھے تنگ کرنے کیلئے ایسا کہتے ہیں۔

تو جناب والا۔ وہ تمام لوگ جو وعدوں اور مرادوں پر جیتے ہیں وہ اپنی چھابڑی اٹھا کر پیپلز پارٹی کی دکان میں چلے گئے اور مرکز میں جا کر بیٹھ گئے الحمد اللہ ضیاء الحق والا بجٹ پیش کیا اور پاس کروالیا۔

اس کے بعد میں جناب والا یہ عرض کروں کہ میں نے شروع میں کہا تھا کہ قابل صد احترام جناب قائد حزب اختلاف نے ایک معصوم سی دھمکی بھی دی تھی اور وہ دھمکی یہ تھی کہ انہوں نے کہا تھا کہ پنجاب سے ایک اور آواز اٹھائی جارہی ہے اور وہ آواز سرائیکی صوبے کی ہے اور اس قسم کی آواز جو اشارے سے سمجھی جاسکتی ہو وہ انہوں نے فرمائی تھی جناب والا ہو سکتا ہے کہ پیپلز پارٹی کی جیب میں اور ایسی بہت سی آوازیں ہوں جن کو بوقت ضرورت نکال سکتی ہو اٹھا سکتی ہو دبا سکتی ہو اور اس سے فائدہ اٹھا سکتی ہو لیکن میں صرف یہاں پر خواجہ غلام فرید کا ایک شعر عرض کرنا چاہتی ہوں وہ صوبائی یک جہتی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ۔

کتھ منطق فعل تے حرف ڈٹھم
ھک جلوہ ہر ہر طرف ڈٹھم
کل پارکوں پار اغیار ڈٹھم
چو گوٹھ ڈٹھم سو وہار ڈٹھم

جناب والا۔ اس کے بعد مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ

اب ہوائیں ہی کریں گی روشنی کا فیصلہ
جس دئے میں جان ہو گی وہ دیا رہ جائے گا

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر۔ کل محترمہ بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ نے میری تقریر کے بعد مجھے داد دی تھی اور پنجابی میں نیودرہ ہوتا ہے۔ یہ میرا اخلاقی فرض ہے کہ مجھے ایک آدھ

منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: اگر آپ کسی شعر کی صورت میں داد دینا چاہیں تو اجازت ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا۔ یہ شعر بھی ہونگے۔

جناب سپیکر: تقریر کی صورت میں اجازت نہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جی جناب والا شعر میں داد دونگا۔

لازوال بشریٰ رحمٰن کی خدمت میں یہ عرض ہے

اس غیرت ناہید کی ہر تان ہے دیپک
اک شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو

پھر انہوں نے خوشامد کے سارے آداب ان بنچوں کو سکھا دیئے اور وہ محاورے بتا دیئے کہ آئندہ ادھر سے اٹھنے والے اپنی تقریر میں استعمال کر سکیں۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب تقریر کی اجازت نہیں

نوابزادہ غضنفر علی گل: اور یہ آخری شعر عرض کر رہا ہوں جناب والا۔ اور اگر ہم نے جناب والا ایک عورت کی قیادت تسلیم کی ہے اگر بشریٰ رحمٰن ہمت کریں اور اس کرسی پر بیٹھ جائیں تو ہم یہاں بھی قیادت تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔ یہ آخر میں انہوں نے کہا کہ خاکہ پیش کرتی ہوں وہ ڈرامہ پیش کریں ہم سنیں گے اور یہ شعر ہے کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ ہم کھاتے پیتے ہیں اور اسلئے ہمارے چہروں پر رونق ہے تو عرض ہے

ان کے دیکھے سے جو آ جاتی ہے منہ پر رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

جناب سپیکر: سید ذاکر حسین شاہ صاحب۔

سید ذاکر حسین شاہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر۔ میں اپنی تقریر کو ۳۸ مطالبات زر پر مشتمل اور ۲۲۱ صفحات پر پھیلا ہوا ضمنی میزانیہ ۸۸-۱۹۸۷ء تک محدود رکھونگا۔

جناب والا۔ اگر اس ضمنی میزانیے کی جسامت کو دیکھا جائے اس کی طوالت پر غور کیا جائے تو ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہونگے کہ ایسے لگتا ہے جیسے کہ کوئی سالانہ بجٹ ہے لیکن اتنا طویل بجٹ پیش کرنے کے باوجود اس میں دی گئی DEMANDS ابہام کے اعتبار سے اپنی

مثال آپ ہیں کہیں بھی اتنی طوالت کے باوجود تشریحات ایسی نہیں کی گئیں جن سے فاضل اراکین کو یہ پتہ چل سکے کہ یہ جو رقومات یہ جو اخراجات جنہیں ہم ضمنی میزانیے کی اصطلاح میں اضافی اخراجات کہتے ہیں یہ کیسے اور کہاں خرچ ہوئے جناب والا۔ اس بجٹ کو اگر شاہ خرچیوں، عیاشیوں اور فضول خرچیوں کا بجٹ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا یہ درست ہے کہ آئین کی دفعہ ۱۲۴ کے تحت ہماری صوبائی اور مرکزی حکومتیں ایک ضمنی میزانیہ لا سکتی ہیں لیکن جناب والا جیسا کہ وزیر اعلیٰ نے اپنی تقریر میں کہا اور ضمنی میزانیے کا CONCEPT بھی یہی ہے کہ UNAVOIDABLE CIRCUMSTANCES ناگزیر حالات کے تحت اس قسم کے اخراجات کئے جا سکتے ہیں لیکن اس بجٹ میں آپ دیکھیں کہ تزئین و تجمیل آرائش و زیبائش اور اسراف کی وجہ سے پنجاب کا پیسہ ضائع کیا گیا ہے۔

جناب والا آپ غور کریں کہ وہ حکومت جو اپنے آپ کو اسلام کا دعویدار کہتی ہے میں ان کو بتاتا ہوں کہ اسلام میں طلب کی کتنی اقسام ہیں۔ علامہ شاطبی نے "الموافقات" میں انسانی طلب کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ سب سے پہلے حصے کو الضروریات کہا گیا ہے اس کے بعد الحاجیات کا باب ہے پھر التاثیرات کا باب ہے۔ میرے فاضل دوست قاری سعید الرحمن اور مولانا منظور احمد چنیوٹی اس بات کو جانتے ہیں کہ اسلام میں سب سے پہلے ضرورت کو پورا کرنے پر زور دیا گیا ہے اور جب ضرورت سے پیسہ بچ جائے، اشیاء بچ جائیں تو پھر حاجت کو پورا کیا جاتا ہے اور احتیاج کے بعد تحسین کی ضرورت آتی ہے لیکن یہ کیسی اسلامی حکومت تھی کہ جس نے اپنا عمل اسلامی تعلیمات، قرآنی آیات اور حدیث نبویہ کے برعکس ضرورت کی بجائے تحسین سے شروع کیا ہے۔

جناب والا اگر ان کو کچھ بھی اسلامی تعلیمات کا پاس ہوتا اگر کچھ بھی یہ مقدمات اسلام سے آگاہ ہوتے تو یہ کروڑوں روپیہ مری کی سڑکوں پر ان کی تزئین و آرائش کے لئے خرچ نہ کرتے۔ وہاں مری کو تو ایسے سجایا جا رہا ہے اور میں یہاں کہوں گا کہ مری پر ۲۳ کروڑ روپیہ صرف اس لئے خرچ کیا گیا ہے کہ اس علاقے میں اکثر اوقات وزیر اعلیٰ جاتے رہتے ہیں اور مری کے علاقے سے ان کی مادی، معنوی اور رومانوی دلچسپیاں ہیں اور مری کی سڑکوں کو اس طرح سجایا ہے جیسے کسی ملکہ یا ملکہ کی بیٹی کا استقبال کیا جا رہا ہے----

راجہ اشفاق سرور خان: Please of order Sir, I have to support Muree. I know every time every speaker.

معاف کیجیے جو بھی سپیکر اٹھتا ہے،
پتہ نہیں مری نے کس کا کیا بگاڑ دیا ہے۔ پہلی دفعہ روشنی کی کرن مری میں نظر آئی ہے اور ۱۹۴۷ء سے آج تک پہلی بار یہ کام کسی حکومت نے کیا ہے۔ عیاشی کا تو اڈا بنائے رکھا مگر کس نے وہاں ایک پیسے کا کام بھی نہیں کیا۔ ابھی بھی پیسے لگانے کے بعد ۶۰ فیصد آبادی بے روزگار ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں I am sorry.

راجہ اشفاق سرور خان: جناب سپیکر ایک شعر کے ساتھ میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ۔

لاکھ بے داغ ہو مفلس کا شباب
وقت کے ہاتھ کئی داغ سجا دیتے ہیں
تو تو کیا چیز ہے اے خستہ پیکر
لوگ تو مریم پہ بھی الزام لگا دیتے ہیں

سردار سکندر حیات خان: جناب سپیکر میں مشیر صاحب سے یہ بھی پوچھوں گا کہ بہت ہوا کہ ہمارے چند لوگوں نے یا ان لوگوں نے مری کا خیال کیا۔ کیا وہ ٹھیکہ کس کو دیا گیا جنہوں نے یہ سہانی سڑکیں بنائیں یا سہانے منظر بنائے اور اس کو جائز طریقے سے ٹینڈر کیوں نہیں کیا؟

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ سردار صاحب تشریف رکھیے یہ آپ کس نکتہ پر بات کر رہے ہیں آپ تشریف رکھیے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارا غربت زدہ صوبہ جہاں کی ۹۰% آبادی غربت اور افلاس کا شکار ہے۔ ہمارے دیہاتوں میں اور ہمارے شہروں میں اکثر آبادی کے پاس کھانے کے لئے روٹی نہیں، پہننے کے لئے لباس نہیں، رہنے کے لئے گھر نہیں اور علاج کے لئے دوا نہیں، بچے کو تعلیم دلوانے کے لئے پیسہ نہیں اور وہاں بیٹیاں بوڑھی ہو جاتی ہیں اور ان کی ڈولیاں اٹھانے کے لئے جہیز کا پیسہ نہیں لیکن اگر کسی پالش کرتے ہوئے بچے کو یہ رقم دی جاتی اور اس کے مستقبل کو سنوارنے کے لئے یہ پیسہ خرچ کیا جاتا، اگر کسی ایسی قوم کی حوّا کی بیٹی جو گھر میں بیٹھے بیٹھے بوڑھی ہو جاتی ہے اس پر یہ پیسہ خرچ کیا جاتا تو ہم کہہ سکتے کہ یہ سب اشد ضرورت کے تحت آتا ہے

لیکن جناب والا پارکوں سڑکوں اور سڑکیں بھی وہ جہاں وزیر اعلیٰ اکثر آتے جاتے ہیں

یہ جناب والا صوبے کے غریب لوگوں کے ساتھ بے انصافی ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ وہ لوگ جو پنجاب کے حقوق کی بات کرتے ہیں انہوں نے پنجاب کے خزانے کو اس طرح لوٹا ہے اور پنجاب کے خزانے کو جس طرح اسراف کے ذریعے خرچ کیا ہے جناب والا اس کی مثال پاکستان کی پوری تاریخ میں نہیں ملتی اور جو لوگ آج یتیم بچوں کا نام لیتے ہیں یقین جانیں کہ انہی کے دور میں یتیم بچوں کو نابالغوں کو کوڑے مارے گئے ان کو جیلوں میں بیڑیاں پہنائیں گئیں اور ان کو شاہی قلعہ میں لے جا کر ان پر تشدد کیا گیا۔ کیا یہ اس پنجاب کے بیٹے نہیں تھے جن کو دو دو کلو وزنی آہنی بیڑیاں پنجاب کی جیلوں میں پہنائیں گئیں لیکن اس وقت ان کو پنجاب کا خیال نہیں آیا اور جونہی ملک میں جمہوریت آئی تو انہوں نے پنجاب میں پنجابی شاہی ازم پھیلانا شروع کر دیا۔ آپ دیکھیں کہ ایک طرف پنجاب کے خزانے کو یہ لوٹ رہے ہیں اور دوسری طرف یہ پنجاب میں پنجابی شاہی ازم پھیلا رہے ہیں۔

جناب والا اگر ان کو پنجاب کے ساتھ ہمدردی ہوتی تو ضمنی بجٹ میں جو اسراف کیا گیا ہے، جو رقوم بیجا خرچ کی گئی ہیں ان کو پنجاب کے غریب بیٹوں، بیٹیوں اور بچوں کے مستقبل کے لئے خرچ کیا جاتا لیکن جناب والا انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ آپ اندازہ لگائیں کہ مطالبہ زر نمبر ۱۳ میں پولیس کے لئے ۱۸۔ کروڑ ۷۵ لاکھ ۸۸ ہزار ۸۳۰ روپے کی اضافی رقم مطلوب ہے اور اس سے پہلے سالانہ بجٹ میں ڈیڑھ ارب سے زائد رقم رکھی گئی تھی۔ جناب والا یہ پولیس پر رقم خرچ کی گئی لیکن تھانوں کا یہ حال ہے کہ وہاں جب کسی کا بھائی یا عزیز قتل ہو جاتا ہے اور وہ تھانے میں رپورٹ درج کروانے کے لئے جاتا ہے تو وہاں اس سے تھانے دار کہتا ہے کہ سواری لیکر آؤ پھر میں جائے وقوعہ پر جاؤں گا اور جو ملزم ہوتا ہے اس کو کہا جاتا ہے کہ کھانا منگوا کر تھانے میں پولیس کو کھلاؤ۔ یہ پیسہ کہاں پر خرچ کیا گیا؟ جناب والا اسی محکمہ پولیس سے ایک رسالہ نکالا گیا جس کے سرورق پر وزیر اعلیٰ کی تصویر ۲۰ ہزار روپے میں چھاپی گئی۔ کیا اسی طرح اخراجات کئے گئے ہیں کہ پولیس کا پیسہ وزیر اعلیٰ کی تشہیر پر خرچ کیا گیا اور پولیس کی کارکردگی کا اندازہ لگائیں کہ ملک میں ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں قتل ہو رہے ہیں۔ اسی دور میں خواتین کو قبروں سے نکال کر ان کی بے حرمتی کی گئی، اسی دور میں دیپالپور کی روڈ پر مزارعین کی بچیوں سے ننگا رقص کرایا گیا لیکن امن وامان اور جرائم کی رفتار کو روکنے میں ناکام رہی۔ اس پولیس کو ۱۸۔ کروڑ روپیہ اضافی دیا گیا ہے جبکہ ڈیڑھ ارب روپیہ پہلے دیا گیا تھا۔

جناب والا اگر یہ پولیس کی اصلاح کرنا چاہتے تھے تو ان کی کردار سازی پر زور دیتے۔ ان کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال نہ کرتے، ان کو سیاسی مخالفین کو دبانے کے لئے استعمال نہ کرتے لیکن پولیس کو جو یہ رقم دی گئی ہے اس لئے کہ ان کے ذریعے اپنے سیاسی مخالفین کو دبایا جائے۔ جناب والا آپ اندازہ لگائیں۔۔۔۔

چوہدری صداقت علی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر اس ملک میں ایسے لوگوں کو حال ہی میں جیلوں سے رہا کیا گیا ہے جو بہت سارے مقدمات میں ملوث تھے۔ جنہوں نے بہت ساری سنگین وارداتیں کی ہوئی تھیں اور وہ قتل وغارت میں ملوث تھے۔ میں پوچھتا ہوں کہ جن لوگوں کے قتل ہوئے تھے اور جن کے ساتھ ظلم یا زیادتی ہوئی تھی ان لوگوں کے جذبات کا ان لوگوں نے کیا خیال کیا ہے؟

جناب نذر حسین کیانی: انہوں نے جمہوریت کے لئے قربانیاں دی ہیں۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

No cross talk please. Order please.

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا صوبے میں انسداد دہشت گردی کے ایک ادارے کے قیام کے لئے ۴۵۔ لاکھ ایک ہزار ۵۶۰ روپے طلب کئے گئے ہیں۔

جناب والا ایک طرف پولیس پر سالانہ بجٹ میں ڈیڑھ ارب اور پھر اضافی رقم ۱۸۔ کروڑ روپے اور پھر ایک علیحدہ فالتو ادارہ قائم کیا گیا ہے، انسداد دہشت گردی، اس ادارہ کی کیا کارکردگی رہی ہے۔ آیا یہ پولیس کا فرض نہیں کہ وہ دہشت گردی کو روکے؟ جرائم کو روکے؟ اسی قسم کے جرائم پر قابو پائے۔ پولیس کی موجودگی اور دیگر اداروں کی موجودگی میں ایک اور ادارہ قائم کیا گیا ہے اور یہ ادارہ اسی لئے قائم کیا گیا تھا تاکہ پاکستان پیپلز پارٹی کے لوگوں کو جھوٹے مقدمات، دہشت گردی کے جھوٹے مقدمات میں ملوث کیا جائے اور ان پر دباؤ ڈالا جائے جیسا کہ گزشتہ گیارہ سال کے دوران کیا جاتا رہا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے، میں پہلے ہی آپ کو زیادہ وقت دے چکا ہوں، آپ دس کی بجائے ۱۵ منٹ بول چکے ہیں، ایک منٹ میں آپ اپنی بات ختم کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا۔ آخر میں اسی بجٹ کے بارے میں میں یہی کہوں گا کہ یہ

FIGURES MANIPULATION کا بجٹ ہے۔ رقم پہلے خرچ ہو چکی ہے۔ اس کا ادھر ادھر گھپلا کیا جا چکا ہے۔ اب ہمیں اور عوام کو اس ناکردہ گناہ میں شریک کرنے کی کوشش کیجا رہی ہے۔ بہتر ہوتا اگر انکو آئین اجازت دیتا تو یہ کبھی بھی ایسا بجٹ اسمبلی میں پیش نہ کرتے بلکہ جسطرح سے گورنر سے رولز اپنی مرضی کے بنوالئے ہیں، اس بجٹ کو بھی اپنی مرضی سے AUTHENTICATE کرالیتے لیکن ہم یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ فضول خرچیاں، شاہ خرچیاں اب زیادہ دیر نہیں چلیں گی۔ پنجاب کے لوگ ان شاہ خرچیوں کو برداشت نہیں کرینگے اور جو ظلم ہو رہا ہے جو خزانہ لوٹا جا رہا ہے ہم اس پر بہت جلد قابو پائیں گے اور ان لوگوں کو بے نقاب کرینگے۔ ہم اپنی منزل ضرور پائیں گے۔ استاد دامن نے کہا ہے کہ

مندا کرے تے جیویں کر سکدا
بندہ وقت لئی تنگ توں تنگ آندا
رانجھا تخت ساڈا چلے تاں مسئی
چناں ویکھ تے سئی کہ ساڈا چن آندا

جناب سپیکر۔ جناب سردار عاشق حسین گوپانگ صاحب،

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ جناب سپیکر، میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا کہ میں ضمنی بجٹ پر کچھ گزارشات پیش کر سکوں۔ بہر حال میں بہت کم وقت لوں گا کیونکہ پہلے ہی وقت کی کمی ہے۔ جناب سپیکر، ضمنی بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے حزب اختلاف کے بہت سارے دوستوں نے مختلف انداز میں تنقید کی ہے۔

منجملہ طور پر میں نے محسوس کیا ہے کہ تنقید صرف تین پہلوؤں پر کی گئی ہے۔ تنقید کا ایک پہلو یہ نکلتا ہے کہ اس حکومت نے فضول خرچی سے کام لیا ہے۔ دوسرا یہ فرمایا گیا ہے کہ یہاں پنجاب دو قسم کے ہیں، ایک پنجاب کے لئے تو کام کیا گیا ہے اور دوسرے پنجاب کے لئے کام نہیں کیا گیا۔ کچھ حضرات نے چند پلاٹوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ اب میں ان تین حوالوں سے اپنی گزارشات پیش کرنا چاہوں گا۔ پہلے حوالے سے ضمنی بجٹ پر بحث کے دوران مخالفت برائے مخالفت کا انداز اختیار کیا گیا ہے۔ وگرنہ اگر بجٹ کو تفصیل کیساتھ دیکھا جائے جیسا کہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ نے ایک تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے، اس جائزے سے اگر دیکھا جائے تو یہ تمام اخراجات سکولوں کی تعمیر کے لئے، Rural water supply

SCHEME کے لئے اور نکاسی آب کے لئے، دیہی آبادیوں میں سڑکوں کی تعمیر کے لئے اور لیبر کالونیوں کی تعمیر پر خرچ ہونیوالی رقومات کا ذکر اس ضمنی بجٹ میں کیا گیا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان تمام معاملات پر خرچ کرنا اور ان کو فضول خرچی گردانا ایک انتہائی زیادتی کی بات ہے۔ کیونکہ یہ تمام منصوبہ جات فلاح و بہبود کے منصوبہ جات ہیں اور حکومت ان منصوبہ جات پر زیادہ سے زیادہ رقوم خرچ کرنے کا نہ صرف اختیارات رکھتی ہے بلکہ یہ اس پر ایک فرض عائد ہوتا ہے کہ ان منصوبہ جات پر جسقدر بھی زیادہ سے زیادہ رقوم خرچ کر سکتے ہیں، ان کو خرچ کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر، بڑی لچھے دار تقریر میں یہ فرمایا گیا ہے کہ یہاں پر دو قسم کے پنجاب ہیں، ایک پنجاب کے لئے تو بہت کچھ کیا گیا ہے اور دوسرے پنجاب کے لئے کچھ نہیں کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر یہ ایک افسوس ناک واقعہ ہے اور یہ نفرتوں کو جنم دینے کا ایک طریقہ کار ہے۔ جناب والا۔ ماضی میں ہم نفرتوں کو جنم دے کر اور جذبات کو بھڑکا کر ملک کے ایک حصے کو پہلے ہی اپنے آپ سے جدا کر چکے ہیں، اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اسی طرح کی صورت حال طبقاتی جنگ کو ہوا دینے کی صورت حال یہاں پر بھی قائم کی گئی تو نہ صرف آپس کی نفرتیں اسطرح بھڑک اٹھیں گی کہ پھر بھائی بھائی کا گلا کاٹنے کے لئے تیار ہو جائیگا۔ ہم تو یہاں پر اس لئے آئے ہیں کہ ہم یہاں پر محبت کی باتیں کریں، یہاں پر تعمیر و ترقی کی باتیں کریں، ہمیں یہ زیب نہیں دیتا ہے کہ کہیں تو ہم ایک شہری اور دیہاتی کی تفریق کی بات کریں، کہیں ہم پنجابی اور سرائیکی کی بات کریں اور کہیں ہم پنجابی اور مہاجر کی بات کریں۔ ہمیں یہ طبقاتی باتیں اب بند کر دینی چاہیئیں چونکہ ان طبقاتی باتوں سے پہلے ہی ملک کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ میں آپ کے توسط سے اپنے حزب اختلاف کے دوستوں سے یہ گزارش کروں گا کہ انکو اب مثبت رویہ اختیار کرنا چاہیے ان باتوں سے صوبے کو نقصان تو پہنچ سکتا ہے لیکن کسی بھی لحاظ سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا ہے۔

جناب سپیکر، گزشتہ تین سالوں میں جو ترقیاتی کام ہوئے ہیں ان کا تفصیل کیساتھ اگر جائزہ لیا جائے تو میرے خیال میں دیہاتوں میں واٹر سپلائی کی سکیمیں، اور سڑکوں کی تعمیر پر جو رقوم خرچ کی گئی ہیں، اسکی ماضی میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ چونکہ آپ نے دیکھا اس وقت پنجاب کے دیہات میں شاید ہی کوئی علاقہ ایسا ہو جو ایک علاقہ دوسرے علاقہ سے سڑک

کے ذریعہ سے نہ ملایا گیا ہو اور کوئی دیہات ایسا نہیں جہاں پر پرائمری سکول نہ ہو میری اپنی تحصیل کی بات ہے، وہاں پر کوئی بھی ایسی یونین کونسل نہیں جہاں پر کہ بنیادی ہیلتھ یونٹ قائم نہ کیا گیا ہو۔ یہ تمام کچھ گزشتہ دور میں کیا گیا ہے۔ اس سے پہلے اس کی مثال نہیں ملتی ہے۔ نہ تو قبل ازیں کہیں کوئی سکول بنایا گیا تھا۔

SARDAR SINDADAR HAYAT KHAN: Sir, with due respect to the honourable member I wouldn't like to interrupt him, but I would request him to please state true facts. I would invite him and to the other members to Attock to see that there are not roads made. If the roads are made they are made fropm every where to Khunda like here they have made roads from every where to Ittefaq. Kindly give the facts.

جناب سپیکر۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں اور سردار صاحب کی تقریر میں مخل نہ ہوں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ شکریہ جناب سپیکر، میں یہ عرض کر رہا تھا اور میں اس علاقے کی بات کر رہا ہوں، اس ڈویژن کی بات کر رہا ہوں کہ جس سے میرا تعلق ہے، اٹک کے متعلق جو میرے یہ دوست فرما رہے ہیں، میں اس کے متعلق تفصیل سے عرض نہیں کر سکوں گا کیوں کہ میں اس علاقے کی تفصیل سے کوئی بات نہیں جانتا ہوں، بہر حال ہمارے علاقہ میں اور پنجاب کے اکثر دیہاتوں میں ہم نے یہ دیکھا ہے کہ وہاں پر کوئی علاقہ اور کوئی تحصیل ہیڈکوارٹر ایسا نہیں کہ جس کو دوسرے قصبات سے سڑک کے ذریعہ نہ ملایا گیا ہو۔ جناب والا آخر میں یہ عرض کروں گا کیونکہ وقت پہلے ہی بہت کم ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہاں پر پلاٹ کی بڑی باتیں ہوئی ہیں تو جناب سپیکر، میں آپ کے توسط سے اپنے حزب اختلاف سے تعلق رکھتے والے دوستوں سے یہ گزارش کروں گا اور یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ بابائے سوشلزم جناب شیخ رشید کو شادمان کالونی میں کس ملک کو فتح کرنے کے عوض پلاٹ دیا گیا تھا؟

جناب سپیکر، میں حزب اختلاف میں بیٹھنے والے اپنے دوستوں سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اب بھی اس ایوان میں بھی اس حکومت سے تعلق رکھنے والے کچھ دوست یہاں پر اس

وقت بھی ایسے بیٹھے ہوئے ہوں گے جن کو کہ شادمان کالونی میں بہت ہی سستے داموں پلاٹ دیئے گئے تھے۔

جناب سپیکر، پھر میں یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ آدھے اسلام آباد کو پلاٹوں کی صورت میں کس نے پیپلز پارٹی کے دور میں بانٹ دیا تھا۔

جناب سپیکر، یہ تمام وہ حقائق ہیں جو کہ تمام لوگ سبھی صاحبان صوبے کے تمام لوگ جانتے ہیں اور پورے ملک کے لوگ جانتے ہیں۔ اس سلسلہ میں میں اپنے دوستوں سے ایک گزارش کروں گا۔

جناب محمد خالد ملک۔ جناب والا۔ پوائنٹ آف آرڈر، انہوں نے ذکر کیا ہے پرانے وقتوں کے چند وزراء کا، جس دور میں میں بھی ایک وزیر تھا، مجھے یہ لگ رہا ہے کہ انہوں نے-----

جناب سپیکر۔ ملک صاحب، انہوں نے آپ کا ذکر تو نہیں کیا ہے؟

جناب محمد خالد ملک۔ انہوں نے جس طرح سے اپنی تقریر میں ذکر کیا ہے اس طریقہ سے یہی سمجھ آرہی ہے کہ وہ یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ کچھ لوگ حزب اختلاف کی بنچوں پر ایسے بیٹھے ہیں جنہوں نے پلاٹ لئے ہوں۔

جناب سپیکر۔ یہ آپ Personal explenation پر بات کر سکتے ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں کر سکتے۔

جناب محمد خالد ملک۔ جی Point of personal explenation جناب والا میں پیپلز پارٹی میں ۱۹۷۰ سے ۱۹۷۷ء تک رہا جب مارشل لاء ملک میں نافذ ہوا۔ میں اس فلور پر آپ کی وساطت سے یہ معزز رکن کو بتانا چاہتا ہوں کہ ان سات سالوں میں، جس میں میں صوبائی اسمبلی کا ممبر بھی رہا اور تین سال وزیر بھی رہا، پیپلز پارٹی کا میں سیکرٹری جنرل بھی رہا، میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے ایک پلاٹ بھی نہیں لیا اور پورے گیارہ سال مارشل لاء کے دور میں کرایہ کے مکان میں گزارہ کیا ہے۔

جناب سپیکر۔ سردار صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ جناب سپیکر، میں آپ کی وساطت سے اپنے معزز دوست سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا ملک حاکمین خاں صاحب بھی یہ دعوی کر سکتے ہیں۔ بہر حال میں اپنی بات کی طرف آتا ہوں۔ میری گزارش صرف اتنی ہے----

سید ناظم حسین شاہ۔ جناب سپیکر، میں اپنے فاضل دوست سے آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ اگر وہ بات کر رہے ہیں تو تفصیل سے بات کریں کیونکہ اکثر و بیشتر اس ایوان میں جو حضرات بیٹھے ہیں اور جو آج وزراء کی صف میں بھی ہیں وہ بھی اس وقت ہمارے ساتھ پیپلز پارٹی میں تھے اور پیپلز پارٹی کے اکثر ممبران ایسے ہیں جنہوں نے لاہور یا اسلام آباد میں کوئی پلاٹ نہیں لیا۔ ان میں سے میں بھی ایک ہوں اور میرا خیال ہے کہ جناب دریشک صاحب اس وقت بھی منسٹر تھے آج بھی ماشاء اللہ منسٹر ہیں۔ ہم ان کیلئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ انہیں مزید ترقی دے۔ ارشد لودھی صاحب بھی ہمارے ساتھی ہیں۔ یہ بھی منسٹر ہیں۔

.....

جناب سپیکر۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ نکتہ ذاتی وضاحت نہیں۔ آپ اپنی بات کیجیئے۔

سید ناظم حسین شاہ۔ جناب سپیکر، میرا کہنے کا مقصد ان کے اوپر کیچڑ اچھالنا قطعی نہیں۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ بھی ہمارے پرانے ساتھی شائد ان حضرات میں سے ہوں جنہوں نے اختیارات کا غلط استعمال نہ کیا ہو۔ اس لئے میں آپ کی وساطت سے اپنے معزز ممبر سے یہ کہوں گا کہ اگر غلطی پہلے ہوئی ہے وہ بھی غلط تھی، اگر آج بھی اس کو دہرایا جا رہا تو تب بھی غلط ہے اور اگر آئندہ بھی دھرایا جائے گا تو تب بھی غلط ہو گا۔

جناب سپیکر۔ تو یہ اظہار خیال آپ اپنی تقریر میں فرما سکتے ہیں۔ نہ آپ نکتہ ذاتی وضاحت پر کر سکتے ہیں اور نہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ کر سکتے ہیں۔ سردار صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیے۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ بہت بہت شکریہ! میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں اور اتنا ہی عرض کرنا چاہوں گا کہ جیسے میرے معزز دوست نے یہ فرمایا ہے کہ اگر واقعی یہ پہلے ہوا ہے تب بھی غلط تھا، اب ہوا ہے تب بھی غلط ہے اور اگر آئندہ ہو گا تب بھی غلط ہو گا۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ یہ رواج نہ پنجاب میں پڑنا چاہیے اور نہ اسلام آباد میں پڑنا چاہیے۔ یہ ہماری دعا ہے اور ہماری کوشش ہے۔ آخر میں ان پلاٹوں کے حوالے سے صرف ایک شعر عرض کر کے اپنی تقریر کو ختم کروں گا۔

اپنا دامن نظر نہیں آتا
آنکھ پر دور بین رکھتے ہیں

جناب سپیکر۔ جناب فضل حسین راہی۔

سید ناظم حسین شاہ۔ جناب سپیکر، یہ آپ کے پاس موجود فہرست کو پڑھ کر اگر آپ بتادیں کہ کس ممبر کی کس وقت باری آئے گی۔؟

جناب سپیکر۔ سپیکرز کا یہ عالم ہے کہ لگتا ہے کہ بارہ بج جائیں گے۔

جناب فضل حسین راہی۔ تے وجن گے کدے۔ اوہ تے چلا وی گیا جیدے بارہ وجنے سی۔

جناب سپیکر۔ لگتا ہے کہ نوابزادہ صاحب کے بارہ بجیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ۔ جناب سپیکر، آپ کی فیاضی ہم بجٹ میں دیکھ رہے ہیں۔ generosity breeds attachment کے مصداق آج بھی ہم اس سے مستفید ہوں گے اور میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ پھر DINNER کا بھی اہتمام بھی کر دیا جائے اگر بارہ بجے تک اجلاس چلنا ہے۔

جناب سپیکر۔ یہاں اسمبلی میں ایسی کوئی روایات نہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر، ویسے روایت تو ہے جی۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اوقاف کے منسٹر داتا دربار سے دیگیں منگوا لیتے ہیں۔ یہاں اسمبلی میں تقسیم کرتے رہے ہیں۔ میں خود کھاتا رہا ہوں۔ مجھے پتہ ہے۔ میرا خیال ہے آپ کے چیمبر میں میں نے ان چاولوں کے دانے کھائے تھے۔ بہر حال روایت تو ہے۔

جناب سپیکر۔ بیگم بشریٰ رحمٰن پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتی ہیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن۔ جناب والا، فضل حسین راہی صاحب کہتے ہیں کہ داتا دربار کی دیگیں کھاتا رہا ہوں۔ حضور یہ نہیں بتاتے کہ یہ داتا دربار سے جوتے بھی چراتے رہے ہیں۔ (قہقہے)

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا، میں ان کے کہنے پہ اور بھی کام کر سکتا ہوں۔ اگر یہ ایسی باتیں کریں گی تو میں بتادوں گا کہ کہاں سے برآمد ہوں گے، آپ کو پتا ہے۔

جناب سپیکر، آج خاص طور پر سب دوستوں نے تقاریر کی ہیں اور ان کے ہاتھوں میں کاپیاں تھیں۔ جیسے کہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ نے بھی خوب ورق گردانی کی ہے تو آج میں اپنے ہی اشعار سے اپنی تقریر کا آغاز کرتا ہوں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا، اس ایوان میں اقربا پروری کا رواج نہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ میں آپ کو PROJECT نہیں کر رہا ہوں۔

اب کبھی جو رہبر راہزن ہوئے منزلیں کھو جائیں گی رستوں سمیت
توڑ کر بے فیض لفظوں کے حصار آ اب چہرے پڑھیں زخموں سمیت

بیگم بشریٰ رحمٰن۔ شعر کا وزن ٹھیک نہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ اگر اس کا وزن ٹھیک نہ ہو تو اسمبلی کی رکنیت سے استعفیٰ دے دوں گا۔ میں شاعری کرتا ہوں آپ کی طرح کالم نگاری نہیں کرتا۔

MR SPEAKER No cross talk please.

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر میرے چیلنج ایسے ہی ہوتے ہیں۔ مجھے تو پتا ہے کہ یہ سیٹ میں چھوڑنے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہوں لیکن چھڑا نہیں سکتے۔

جناب سپیکر۔ جی! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر بلاشبہ یہ ہاوس عوام کے منتخب نمائندوں پر مشتمل ہے۔ چاہے یہ گورنمنٹ کے بنچوں پر بیٹھے ہوئے لوگ ہیں، یہ بھی عوام کے نمائندے ہیں۔ اپوزیشن کے بنچز پر بیٹھے ہوئے لوگ ہیں یہ بھی عوام کے منتخب نمائندے ہیں۔ دونوں طرف عوام نے ہم نمائندگان کو یہ ذمہ داری سونپی ہے کہ ہم عوام کے حقوق کا تحفظ کریں اور ان کا دفاع کریں اپنے صوبے اور اپنے ملک کا دفاع کریں۔ اور اپنی قوم کی معاشی حالت کو اور بہتر انداز میں تبدیل کریں۔ جناب سپیکر، میں جانتا ہوں کہ اس ھاوس میں بیٹھا ہوا کوئی شخص چونکہ چور دروازے سے اس اسمبلی میں داخل نہیں ہوا اس لیے وہ عوام کے مسائل حل کرنے میں دلچسپی رکھتا ہے۔ چاہے وہ کسی بنچ پہ بیٹھا ہے۔ جناب سپیکر، یقیناً سرکاری بنچوں کے ان ممبران کو یہ خوشی ہو گی کہ اگر ان کے حلقوں میں تعلیم سے متعلقہ، صحت عامہ سے متعلقہ، رہائشی سہولتوں سے متعلقہ ان کے حلقوں میں کام کروائے جائیں بلکہ پورے پنجاب کے حلقوں میں کروائے جائیں۔ لیکن جناب سپیکر، یقیناً ان نمائندوں کو دکھ بھی ہوگا جب عوام کی طرف سے دی گئی رقوم کہ جن کو امانت کے طور پر ہمارے سربراہ پنجاب نے یا ان کی ایڈمنسٹریشن نے یا ہمارے وزرا کرام نے یا BUEAROCRATES نے خرچ کرنا ہے۔ اگر اس میں کوئی بد دیانتی ہو یا اس کا غلط استعمال ہو تو یقیناً دونوں اطراف کے ممبران کو اس کا دکھ پہنچے گا۔ اب جناب سپیکر، دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ایک طرف ہم پنجاب کے بچوں کے مستقبل کو بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور دعوے کرتے ہیں کہ ہمیں

پنجاب کے بچوں سے بہت محبت ہے لیکن دوسری طرف ہم ۶۰ لاکھ روپیہ صرف ایک ہی سوسائٹی کو دے دیتے ہیں اور اس سوسائٹی کے ذریعے صرف ایک ہی سکول بننا ہے اور اس سکول کے اندر بچوں نے داخلہ لینا ہے۔ لیکن جناب سپیکر، اگر میں یہ کہوں کہ ایک سوسائٹی کی مدد کی بجائے پنجاب کے ان سکولوں کی مدد کریں جن کے اوپر کوئی سایہ نہیں - جو SHELTERELESS ہیں جن کے بچے دھوپ میں بیٹھ کر پڑھتے ہیں یا وہ چھاؤں میں بیٹھ کر گرمی کی شدت کو برداشت کرتے ہیں اور سردی کی شدت کو بھی برداشت کرتے ہیں۔ جناب سپیکر بہتر یہ تھا اور میں یہ جانتا ہوں کہ اس صوبے کے سربراہ ایک شخص کو نوازیں گے تو اس سے ایک شخص کو فائدہ ہوگا۔ جناب سپیکر مجھے یہ پتا ہے کہ اگر ۶۰ لاکھ روپے سکولوں میں فرنیچر فراہم کرنے پر خرچ کرتے تو کم از کم ہم ۱۲۰ سکولوں کے اندر فرنیچر مہیا کر سکتے تھے۔ ہم ان بچوں کو ٹاٹوں سے اٹھا کو ڈیسکوں پر بٹھا سکتے تھے۔ اور ہم یہ کہہ سکتے تھے کہ آج سے ۴۱ سال پہلے سے لے کر آج تک اگر کوئی فضل حسین راہی کارپوریشن کے سکول میں داخلہ لیتا ہے اور بغیر ٹاٹ کے سکول میں پڑھتا ہے اور پڑھنے کے بعد علیحدہ بات ہے کہ وہ ایک ممبر بھی بن جاتا ہے لیکن چالیس اکتالیس سال گزرنے کے بعد بھی ہمارے بچے کچی آبادیوں کے اردگرد گندے ماحول میں پیدا ہوتے ہیں اور مچھروں کے ساتھ ساتھ پروان چڑھتے ہیں۔ ان بچوں کو مچھروں سے گندگی سے اور بیماریوں سے نجات دلانے کے لیے ۶۰ لاکھ روپیہ خرچ ہو سکتا تھا۔

جناب والا National Horse and cattle show پر اس ضمنی بجٹ میں بتایا گیا ہے کہ ۷۵ لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا۔ جناب والا اس قسم کے میلے ہم ایسے بھی کر سکتے ہیں کہ ہم اس کے ٹکٹ فروخت کریں، لوگ ٹکٹ خریدیں اور لوگوں کے دئے ہوئے پیسے کے ساتھ وہ میلہ لگے اور اس ۷۵ لاکھ روپے کو جناب والا اگر ہم سکول کے بچوں کیلئے SHELTER/LESS سکولوں کیلئے سکولوں کی چھتیں بنانے کیلئے استعمال کریں تو ہم ۲۲۵ کمرے سکولوں کو دے سکتے ہیں۔ جناب والا اگر ہم ڈیڑھ کورڑ روپیہ صرف ٹولنٹن مارکیٹ کے دوکانداروں کو اس لئے دینا چاہتے ہیں کہ چالیس سال پیشتر سے ان کے قبضے ہیں تو میں یہ کہتا ہوں ڈیڑھ کروڑ روپے کے عوض ساڑھے چار سو کمرے آپ بنالیں تو میں سمجھتا ہوں کہ مزدوروں کے بچوں کو بہتر ماحول میں تعلیم مل سکتی ہے۔ جناب والا اگر آپ جی او آر ون کی بہبود ایسوسی ایشن کو ۱۰ لاکھ روپیہ

دیتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک بہبود ایسوسی ایشن کو جو گورنمنٹ کو ایسے اعلیٰ ترین افسروں کی وہ رہائش گاہیں ہیں جن میں وزراء صاحبان رہتے، جن میں سیکرٹری صاحبان رہتے ہیں، جن میں کمشنر صاحبان رہتے ہیں، جن میں ڈی سی صاحبان رہتے ہیں ان کے بچوں کیلئے تو پہلے سے مراعات اور سہولتیں ہیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ اب گرانٹ کو جی او آر ون میں بھیجنے کے بجائے کچی آبادی کے گندے جوہڑوں میں بھیجا جائے وہاں ان کو استعمال کیا جائے، جناب سپیکر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم غریبوں کے بچوں کو وہ سہولتیں مہیا کریں۔ جناب والا یہاں پر پلاٹوں کی بات ہو رہی ہے اور میں یہاں پر اس کو سیاسی طور پر نہیں لینا چاہتا، لیکن مجھے بتایا جائے کہ یہ جب پلاٹوں میں کوٹے آئے تھے اس میں وکیلوں کے کوٹے بھی تھے، اس میں ادیبوں کے کوٹے بھی تھے، اس میں شاعروں کے کوٹے بھی صحافیوں کے کوٹے بھی تھے، فنکاروں کے کوٹے بھی تھے لیکن جناب والا گزشتہ پورے دور کے اندر یہ سوا گیارہ سال کے عرصہ کے اندر آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں کہ صحافیوں وکیلوں، ادیبوں، شاعروں اور فنکاروں کو نظر انداز کر کے الاٹمنٹوں کو سیاسی رشوت کی بنیاد پر ایسے لوگوں کو دیئے گئے ہیں جو پہلے سے اپنے پاس بڑی بڑی کوٹھیاں رکھتے ہیں، جناب والا اگر آپ اس فہرست کو لے کر پڑھیں گے جو ایک سوال کی صورت میں اس ایوان کے اندر ضرور آئے، جس کو ہم منگوائیں گے اس طرح منگوائیں گے جس طرح میں نے ایک سوال دے کر پوری فائل منگوالی تھی کہ جنرل ھیڈ کوارٹر مارشل لاء نے یہاں پر ساڑھے چار لاکھ ایکڑ زمین سے فوجیوں کو ۵ جولائی ۱۹۷۷ سے لیکر دسمبر ۱۹۸۵ء تک اور ۱۹۸۷ء تک نوازا تھا۔ میں فیروز پور روڈ کی ایک مثال دینا چاہتا ہوں اس لئے نہیں کہ سب نے دی ہے، فیروز پور روڈ لاہور میں واقع ہے، ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد میں واقع ہے۔ جناب والا یہاں بہت سی سڑکیں ہیں جن کے درمیان ریلوے کراسنگ ہے جناب والا جہاں صوبے کی اتنی زیادہ سڑکیں ہیں جہاں وزیر اعلیٰ کا گھر نہیں تو وہاں کوئی ریکارڈ مدت میں اتنا بڑا پل بنایا گیا ہے، پاکستان کی تاریخ کو اٹھا کر دیکھ لیجئے کہ اتنی کم مدت کے اندر کوئی پل نہیں بنا، اگر وزیر اعلیٰ کی گاڑی پانچ منٹ کیلئے رک جاتی ہے اس لئے کہ عوام کی گاڑی کو وہاں سے گزرنا ہوتا ہے تو اس گاڑی کے رکنے پر وزیر اعلیٰ کو جب پانچ منٹ کی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ فوراً آرڈر دے دیتا ہے کہ یہاں یہ پل بنایا جائے اس لئے کہ مجھے ہر روز اپنی فیکٹری میں جانا ہے مجھے ہر روز

اپنی فیکٹری سے واپس آنا ہے لیکن جناب والا ان مزدوروں نے بھی ہر روز ڈجکوٹ روڈ سے گزرنا ہوتا ہے جو علامہ اقبال کالونی میں بیٹھے ہوئے ہیں، جو ریڑھیاں اور چھابڑیاں لگاتے ہیں، جو کھوکھے لگاتے ہیں۔ جو جناب والا چھوٹے چھوٹے کاروبار چلا کر اپنے گھروں سے صبح سے نکل کر شام کو واپس اپنے گھروں کو جاتے ہیں ان کی ٹریفک کا راستہ رکتا ہے وہ بھی دو دو گھنٹے تک اپنے گھر نہیں جا سکتے وہاں ضرورت زیادہ تھی جہاں پل بننا چاہئیے تھا لیکن وہاں کوئی نواز شریف نہیں رہتا، اس لئے جناب والا وہاں پل نہیں بنا، یہ کہتے ہیں جناب والا کہ ہم صنعتکار ہیں اور صنعتیں بغیر قرضوں کے نہیں چل سکتیں، میں یہ کہتا ہوں کہ آپ صرف صنعتکار نہیں ہیں جناب والا آپ صنعتکار ہونے کے ساتھ ساتھ پنجاب کے بہت بڑے صوبے کے سربراہ بھی ہیں اور آپ پر یہ ذمہ داری ہے کہ آپ پنجاب کے عوام کو وہ سہولتیں مہیا کریں جن کا آپ پر فرض عائد کیا گیا ہے، اگر کوئی حکمران یہ سمجھتا ہے کہ اس کی یہ ذمہ داری نہیں تو وہ خدا کے احکامات اٹھا کر دیکھ لے۔ وہ قرآن کے احکامات دیکھ لے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کو دیکھ لے۔ جناب والا وہ یہ دیکھ لے کہ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے دور میں جب انہیں یہ کہا جاتا ہے کہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اگر فرات کے کنارے ایک کتا بھی پیاسا مر گیا تو قیامت کے دن تم سے حساب لیا جائے گا۔ جناب والا یہ ان کی ذمہ داری ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ساڑھے چار کروڑ روپے کے قرضے سے اگر ایک شخص اپنی صنعت کاری کرتا ہے اپنے خاندان کو فائدہ پہنچاتا ہے اگر وہ ایک صوبے کا سربراہ ہے اور اسے عوام کے بچوں سے پیار ہے اسے ان بچوں سے پیار ہے جو صدا گاڑیاں چلاتے ہیں اگر انہیں ان بچوں سے پیار ہے جو ہوٹلوں میں برتن دھو رہے ہیں اگر انہیں ان بچوں سے پیار ہے جو لومیں چلا رہے ہیں، قالین بافی کر رہے ہیں، اگر ان کو ان بچوں سے پیار ہے جناب والا تو میں سمجھتا ہوں Dawn School of Society کی گرانٹیں ان کے محلوں میں جانی چاہئیں تھیں اور پھر یہاں نہیں جانی چاہئیں تھیں۔ جناب والا اس ساڑھے چار کروڑ روپے قرضے سے پندرہ سو سے زیادہ تعلیمی اداروں کے اندر کمرے بن سکتے تھے لیکن ایک شخص اپنے اختیارات کو اتنا استعمال کرتا ہے کہ وہ اپنے خاندان کی پشتوں تک کی حالت بدل دیتا ہے لیکن مزدوروں کے بچوں کو وہ مزید گندگی میں دھکیل دیتا ہے۔ اس لئے جناب والا کہ میں یہ کہتا ہوں کہ "مجھے ہر زائد نعمت کے پہلو میں کس کا چھنا ہوا حق نظر آتا ہے"۔ یہ حضرت علی (رضی اللہ

تعالیٰ عنہ) کا فرمان ہے اور حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے فرمان اگر آپ سامنے رکھیں تو پھر پتہ چلے گا کہ جب کس کے گھر میں نعمتیں بہت زیادہ جمع ہو جاتی ہیں تو وہ ان کی اپنی ملکیت نہیں ہوتیں، وہ ان لوگوں کی ملکیت ہوتی ہیں جو ان سے محروم ہو چکے ہوتے ہیں، جناب والا یہاں تک حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا ہے کہ اور کس شخص کے پاس دو جوڑے جوتوں کے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ دونوں اس کے ہیں، اس کا یہ فرض ہے کہ کسی ایسے شخص کو تلاش کرے جو پاؤں سے ننگا ہے ایک جوڑا جوتا اس کا حق ہے وہ اس کو لوٹا دے جو کسی نہ کسی ذریعے سے اس تک پہنچا ہے جناب والا یہ بات کرتے ہیں اسلام کی لیکن اگر اسلام صحیح معنوں میں یہاں نافذ ہو جائے تو کوئی حکمران پنجاب کا پھانسی کی سزا سے نہیں بچ سکتا، اس لئے کہ اسلام میں وہ لوگ واجب القتل ہیں جو عوام کے حقوق کو غصب کرتے ہیں اس لئے اسلام عوام کی خدمت کو سب سے بڑی عبادت کا نام دیتا ہے اور عوام کے حقوق کو غصب کرنے کو سب سے بڑے ڈاکو کا روپ دیتا ہے۔

جناب سپیکر میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو لوگ پنجاب کا نعرہ لگاتے ہیں کم از کم انہیں دیکھنا چاہئے کہ وہ اپنے گھروں کے اندر روشنیاں حاصل کرنے کے لئے کتنے گھروں کو تاریک کرتے ہیں۔ وہ اپنے جسموں کے اندر زندگی کی توانائیاں اور حرارتیں بھرنے کیلئے کتنے جسموں کو زندگی سے خالی کرتے ہیں۔ جناب سپیکر یہ ان کا حق ہے یہ ان کا فرض ہے اور ان کو یہ کرنا ہوگا اگر وہ نہیں کریں گے تو اسکے نتیجے اور بھی نکل سکتے ہیں۔

جناب سپیکر جو یہ کہتے ہیں کہ ہم مزدوروں کے حامی ہیں۔ ہم غریبوں کے حامی ہیں۔ ہم غریبوں کے حقوق پورے کریں گے لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سرمایہ دار مزدوروں کو اٹھا کر ملوں کی چمنیوں کے اندر پھینک کر انکی لاشوں تک غائب کر دیتا ہے وہ کیسے مزدوروں کا حامی ہو سکتا ہے۔ وہ صنعتکار جو اپنی مل کے اندر اپنی ٹیکسٹائل کے اندر اپنی فونڈری کے اندر مزدوروں کے اجتماعی حقوق کے لئے سودا کاری ایجنٹ نہیں بننے دیتا جو وہاں ٹریڈ یونین نہیں بننے دیتا وہ مزدوروں کا حامی کیسے ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر۔ آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر ابھی میرا ریکارڈ ٹائم نہیں ہے۔ ریکارڈ ٹائم اور لوگوں کا ہے۔ آپ دیکھ لیں ابھی دس منٹ مجھے نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر۔ پندرہ منٹ ہوگئے ہیں۔ آپ اسکو ایک دو منٹ میں ختم کیجئے۔ بجٹ پر بھی آپ نے بولنا ہے۔ یہ ضمنی بجٹ ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا یہاں یہ اعتراض ہوا کہ عورت سربراہ مملکت نہیں بن سکتی۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جناب سپیکر کہ اگر اس ملک کی بہنیں اسکی بیٹیاں اسکی مائیں ہماری ماں بہنیں ڈاکٹر بن سکتی ہیں انجینئر بن سکتی ہیں، نرسیں بن سکتی ہیں، پروفیسر بن سکتی ہیں، مجسٹریٹ بن سکتی ہیں، پولیس افسر بن سکتی ہیں، سیکرٹری بن سکتی ہیں، اے سی بن سکتی ہیں، ڈی سی بن سکتی ہیں، کمشنر بن سکتی ہیں، ایم پی اے بن سکتی ہیں ایم این اے اور وزیر بن سکتی ہیں تو وزیراعظم کیوں نہیں بن سکتیں۔ جناب سپیکر اگر اللہ تعالےٰ ماں کے قدموں کے نیچے جنت رکھتا ہے تو بیٹی کے ہاتھوں کے اوپر اقتدار کیوں نہیں رکھ سکتا۔

بیگم نجمہ حمید۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ہم لوگوں نے تو انہیں وزیراعظم مان لیا ہے۔ یہ کیسے کہہ رہے ہیں یہ ضمنی بجٹ پر کیوں بات نہیں کر رہے۔ وہ تو وزیراعظم بن چکی ہیں یہ کیوں بار بار اپنی بات دہرا رہے ہیں۔ یہ بات تو ختم ہو چکی ہے۔ وہ وزیراعظم ہو چکی ہیں، ہم لوگوں نے انہیں تسلیم کیا ہے۔

جناب فضل حسین راہی۔ میں آپ کیلئے چانس پیدا کر رہا ہوں۔

بیگم نجمہ حمید۔ آپ ہمارے لئے چانس پیدا نہ کریں۔ وہ تو وزیراعظم بن گئی ہیں اتنی لمبی تمہید باندھنے کی ضرورت نہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر اگر اس بات کو اس طرح لیا جاوے کہ عورت سربراہ مملکت پاکستان کی تاریخ میں ۲۶-۲۷ سال پہلے بن چکی ہوتی اگر ایوب خاں محترمہ فاطمہ جناح کے خلاف دھاندلی نہ کرتے۔ جناب سپیکر میں ان لوگوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں جنہوں نے ۱۶ نومبر کے انتخابات کے نتائج کو دیکھ کر پنجاب کا نعرہ بلند کیا ہے۔ جب انہیں ۱۶ نومبر کی شام کو پتہ چلا کہ ہم تینوں صوبوں میں صاف ہو چکے ہیں چند ایک نشستیں ہم نے دھونس اور دھاندلی کے ذریعے۔ ہم نے اختیارات کے ناجائز استعمال کے ذریعے۔ ہم نے پیسے کے بے دریغ استعمال کے ذریعے حاصل کی ہیں تو میں ان لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں۔

سردار عاشق حسین گوبانگ۔ جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔ میں اپنے معزز دوست کو یاد دلانا

چاہتا ہوں کہ جو صاحبان منتخب ہو کر اس معزز ھاؤس میں پہنچ چکے ہیں ان کے متعلق اس طرح کے ریمارکس دینا اس ھاؤس کے معزز ارکان کو زیب نہیں دیتا۔ ان کو اس ضمن میں احتیاط کرنی چاہئے۔

جناب فضل حسین راہی۔ ۱۶ نومبر کو آپ کچھ بھی نہیں تھے میں ۱۶ نومبر کی بات کر رہا ہوں۔ آپ ۱۹ نومبر کی بات کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر آپ ان کو سمجھائیں بتائیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ جناب سپیکر انہوں نے ۱۶ نومبر کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ ۱۶ نومبر کا رزلٹ دیکھنے کے بعد ۱۹ نومبر کو یہ دھاندلی کی ہے۔ وہ اپنے ریکارڈ سے دیکھا کریں کہ وہ کیا کہہ چکے ہیں۔ ۱۶ نومبر کے الیکشن کے بعد کے نتیجے میں انہوں نے فرمایا ہے کہ جس وقت یہ صاف ہو چکے تھے اسکے بعد ۱۹ نومبر کو یہ دھاندلی کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ان کو یاد دلایا جائے انہوں نے ۱۹ نومبر کے الیکشن کے متعلق بات کی ہے۔

جناب سپیکر۔ سردار صاحب آپ تشریف رکھیں۔ راہی صاحب آپ اسکو ایک منٹ میں ختم کیجئے۔

جناب فضل حسین راہی۔ میں ایک منٹ میں اسکو ختم کرتا ہوں۔ اب جناب سپیکر دیکھنے والی بات ہی ہے کہ جن لوگوں نے ۱۶ نومبر کو رزلٹ حاصل کیا تین صوبوں میں وہ صاف ہو گئے انہوں نے کہا یہاں دھونس دھاندلی پیسے کے بے دریغ استعمال کو کام میں لائے۔

جناب سپیکر۔ کیا آپ ضمنی بجٹ پہ بات کر رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ میں تو آج کی بات کر رہا ہوں یہاں تو ۱۹۵۱ء کی بھی باتیں ہو چکی ہیں۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب یہ متعلقہ بات نہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ یہ جناب والا انتہائی متعلقہ بات ہے۔ میں متعلقہ بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر۔ آپ متعلقہ بات کر کے اپنی تقریر ختم کیجئے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا میں اپنی تقریر ختم کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر معاملہ یہ ہے کہ جب ۱۶ نومبر کا رزلٹ ان کے سامنے آیا۔ تین صوبوں میں ان کی صفائی ہوئی تو پنجاب میں انہوں نے جس طرح بھی سیٹیں حاصل کیں وہ میں نے بتایا اور انہوں نے سامنے رکھ کر پنجابی CHAUVINISM کا نعرہ بلند کر دیا لیکن جناب سپیکر میں ان کو اس فلور پر یہ کہہ دینا چاہتا ہوں

میں پنجاب کے عوام کو اب نواز شریف کا پنجاب نہیں چاہیے۔ پنجاب کے عوام کو بلھے شاہ کا پنجاب چاہیے۔ شاہ حسین کا پنجاب چاہیے۔ بابا فرید کا پنجاب چاہیے۔ سلطان باہو کا پنجاب چاہیے۔ وارث شاہ کا پنجاب چاہیے۔ دلا بھٹی کا پنجاب چاہیے۔ احمد خان کھرل کا پنجاب چاہیے نواز شریف کے پنجاب کے اندر کوڑے ہیں۔ پھانسیاں ہیں۔ قتل ہیں، بیڑیاں ہیں، ان کے ہاتھوں میں ہتکڑیاں ہیں، جناب والا جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے دور میں عزتیں محفوظ نہیں میں ان کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمہارے دور میں قبریں محفوظ نہیں تھیں۔ آپ جانتے ہیں کہ وزیر آباد کے اندر ایک نوجوان لڑکی کی قبر کو کھود کر مردہ لاش کے ساتھ زنا کیا گیا۔ یہ کس کے دور میں ہوا کہ قرآن مجید کے ٹکڑے نعوذ باللہ کوڑا کرکٹ کے ڈھیروں سے برآمد ہوتے رہے۔ یہ ہتھوڑا گروپ کس کے دور میں یہاں آیا۔ سرکٹے شیطان کس کے دور میں آئے۔ یہ خوف و ہراس کی فضا کس نے پیدا کی۔ جناب والا اگر آپ ہمارے دور کو دیکھیں تو ہمارے دور کے اندر گاؤں کے لوگ آپ بھی جانتے ہیں زمیندار ہیں آپ اپنی بھینسوں اور اپنے جانوروں کو چھوڑ کر سوتے تھے۔ وہ پیپلز پارٹی کا دور تھا اب تو جناب سپیکر قبریں بھی محفوظ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: راہی صاحب شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں آپکی تقریر کا وقت ختم ہو گیا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب محترم سپیکر اور معزز اراکین! میں حزب اختلاف کی تقریریں اس لیے بھی غور سے سنتی ہوں کہ وہ صرف گفتار اور تقریریں ہوتی ہیں۔ جیسے ابھی میرے محترم بھائی کی تقریر تھی وہ بھی میں نے غور سے سنی اس میں سب کچھ تھا ماسوائے بجٹ کے۔ یہاں پر بحث کیونکہ بجٹ پر ہے یہاں پر حزب اختلاف کے بنچوں سے جو تقریریں ہوتی رہیں وہ بھی سنیں اور بجٹ بھی ہم نے پڑھا اسکے بعد میں یہ سمجھتی ہوں بجائے اسکے کہ بجٹ میں ۶۷۰، ۹۷، ۴۱، ۴۱، ۲ روپے کی کمی ہوئی ہے اسکی بھی

تعریف نہیں کی گئی بلکہ اسے باعث شرم کہا گیا یعنی بچت کرنا بھی باعث شرم ہے۔ اس وقت بجٹ پر بحث مخالفت برائے مخالفت کے لئے ہو رہی ہے۔ جو ترقیاتی کام ہوئے جیسے مری کی سڑکوں beautification کہا گیا۔ فیروز پور روڈ کو Land Scaping, chantilly, یہ الفاظ دیئے گئے۔ جبکہ کوئی بھی سڑک بنانے کے بعد BEAUTIFICATION کے ساتھ ساتھ دیکھ بھال ------ کا پہلو بھی ہمیشہ ہوتا ہے۔ فیروز پور روڈ beautification کے لئے نہیں دیکھ بھال کیلئے بنائی گئی۔ اسکے ساتھ ساتھ اتفاق روڈ کا جو ذکر ہوا وہ صرف اس لئے کہ اس کا تعلق اگر کسی طرح قائد ایوان کے ساتھ بنتا ہے تو اس انڈسٹریز کا تعلق عوام سے بھی ہے۔ اگر وہ سڑک صرف اور صرف قائد ایوان یا اتفاق کے مالکان کیلئے بنائی جائے تو پھر ان کی بحث بجا۔ لیکن جب اس کو تمام پنجاب والے استعمال کر رہے ہیں اسکو مزدور استعمال کر رہے ہیں یہ تمام سڑکیں جب استعمال ہو رہی ہیں TRANSPORATATION کیلئے رسد کیلئے مزدور ان کو استعمال کر رہے ہیں یہ سب لوگ استعمال کر رہے ہیں تو اس قسم کی باتوں کو اس طریقے سے بحث میں سمیٹنا صرف اور صرف مخالفت کی وجہ سے ہے۔

اس کے علاوہ اخراجات پر تنقید کرتے ہوئے انھوں نے ماڈل گاؤں کے اخراجات کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا اور دیہی ترقیاتی منصوبے پر بھی تنقید کی، حالانکہ ۸۰ فی صد، بلکہ اب اس سے بھی زاید آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان کی ترقی پر توجہ دینا زیادہ بہتر ہے اور اس کو زیادہ مقدم ہونا چاہیے۔ لیکن اس پر بھی انھوں نے تنقید کی، بلکہ ایک معزز ممبر نے کہا کہ یہ MODLEVILLAGE کا پیسہ دیہی بجلی پر خرچ کرنا چاہیے تھا جبکہ اگر وہ بجٹ کو غور سے پڑھ لیتے تو دیہی بجلی کے لیئے اٹھارہ کروڑ اکتالیس لاکھ انیس ہزار چار سو چالیس روپے، نہ صرف دیہی بجلی کے لئے، بلکہ صحت اور تعلیم کے لئے، جن کا ذکر وہ معزز بھائی بھول گئے ان کے لئے بھی خرچ کیے جا رہے ہیں۔

ایک آواز۔ محترمہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہی ہیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام۔ میں صرف اعداد و شمار پڑھ رہی ہوں۔

ایک آواز۔ آپ کو اجازت ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام۔ نہیں، مجھے آپ بالکل اجازت نہ دیں۔ البتہ لاقانونیت کی اجازت میں

بالکل نہیں چاہتی۔ وہ اجازتیں آپ ہی بانٹتے ہیں ۔ آپ ہی کو مبارک ہوں۔ جہاں میں غلطی کروں، مجھے ضرور ٹوکیے۔

اس کے علاوہ انھوں نے اورارروں کے اوپر خرچ کی بات کی۔ ایسی باتیں میں کرنا نہیں چاہتی لیکن جو جائز خرچ ہوں وہ ان اداروں کے اوپر کرنے ہی پڑتے ہیں۔ اگر ناجائز خرچوں کی بات کرنی ہو تو ایف ایس ایف کا ادارہ انھیں نہیں بھولنا چاہیے۔

پھر انھوں نے سیاسی باتیں کیں۔ تو ان باتوں کے تھوڑے جواب بھی ہو جائیں۔ پیچھے سے ایک محترم بھائی نے کھڑے ہو کر بہت چیخ چیخ کر کہا کہ یہ جو قیدی چھوڑے جا رہے ہیں اور پنجاب میں لاقانونیت اور خوف کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے تو انھوں نے قربانیاں دی ہیں۔ میں ان سے پوچھوں گی کہ محمد خان ڈاکو کی طرف سے جمہوریت کے لئے کون سی قربانی دی گئی؟۔ ساتھ ہی ساتھ میں ان سے یہ بھی پوچھوں گی کہ جب پلاٹوں کا ذکر ہوا۔۔۔۔۔۔

جناب علی اکبر مظہر دینس: پوائنٹ آف آرڈر۔ محترمہ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ابھی محمد خان ڈاکو رہا نہیں ہوئے۔ وہ ابھی تک جیل میں ہیں۔ میڈیکل گراؤنڈز پر ان کا چیک اپ ہو رہا ہے۔ وہ ابھی تک نہیں نکلے۔ میرا دوسرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہاں پر کورم پورا نہیں ہے۔ آپ کورم دیکھیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: وہ رہا ہو چکے ہیں۔ انہیں بھی اپنی معلومات درست کر لینی چاہیں، بلکہ وہ بم کے دھماکوں والے صفدر بٹ بھی رہا ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: کورم کی نشان دھی کی گئی ہے۔ جس وقت کورم کی نشان دھی کر دی جائے تو باقی کارروائی بند کر دینی ہوتی ہے اور ہمیں پہلے کورم کے مسئلے کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آپ اس کے بعد بحث میں حصہ نہیں لینا چاہتے۔ ابھی آپ میں سے بہت سے نام میرے پاس ہیں جو صاحبان مجھے بتا چکے ہیں کہ وہ آج ضمنی بجٹ پر بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ تو اگر آپ بحث میں حصہ لینا چاہتے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب فضل حسین راہی: ہم بحث میں حصہ تو لینا چاہتے ہیں۔ لیکن ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ کم از کم اسمبلی پوری ہونی چاہیے۔ وزارتوں کے شائقین چیف منسٹر صاحب کے ساتھ ہی باہر نکل جاتے ہیں اور اسمبلی کی ساری رونق ختم ہو جاتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ خالی ڈیسکوں کے سامنے

تو لیکچرار بھی لیکچر نہیں دینا چاہتا۔ یہاں کوئی کیا تقریر کرے گا؟

ایک فاضل رکن: راہی صاحب اپنے بنچوں پر بھی ذرا نظر ڈال لیں۔

جناب فضل حسین راہی: جب حزب اختلاف کی طرف سے کورم کی نشان دھی کی جاتی ہے تو حزب اختلاف کے تمام اراکین باہر ہوا کرتے ہیں اور صرف ایک رکن کھڑا ہوتا ہے اور وہ کورم کی نشان دھی کرتا ہے۔ آپ ہمیں یہ نہ کہیں کہ ہمارے ڈیسک خالی ہیں اور آپ کے بھرے ہوئے ہیں۔ اگر بھرے ہوئے ہیں تو کچھ سو بھی رہے ہیں۔ جناب سپیکر، ان کو گن لیں۔ جتنے بھی ہیں، گن لیں۔ جیسے بھی ہیں، گن لیں۔

جناب سپیکر: تو یہ کورم کا مسئلہ آپ نے سنجیدگی سے اٹھایا ہے؟

سید ناظم حسین شاہ: یہاں سے جو بات کی جاتی ہے، سنجیدگی کے ساتھ ہی کی جاتی ہے اور جناب سپیکر، گزارش یہ ہے کہ اگر بجٹ بحث میں ہمیں ضرور حصہ لینا ہے تو آپ کی صوابدید تو صرف یہی ہے کہ آپ صرف ایوان کو کنٹرول کر سکتے ہیں۔ جنھوں نے پالیسی بنانی ہوتی ہے۔ جن کی پالیسی زیر تنقید ہوتی ہے وہ تو یہاں پر موجود نہیں جب چیف منسٹر صاحب آئے تو وہ ان کے ساتھ جلوہ افروز ضرور ہوئے۔ جب وہ چلے گئے تو انہوں نے اپنی کارروائی ڈالی، حاضری ڈالی، اپنا بستہ باندھا اور چلے گئے۔ تو جناب والا، ہم کس سے بات کریں؟ آپ سے بات کریں تو پھر آپ تو یہی کہیں گے کہ مجھے تو صرف ایوان کو چلانا ہے۔ میں تو یہاں پر پالیسی آرڈر نہیں کر سکتا۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: بجٹ کے دنوں میں کورم پورا رکھنا حزب اقتدار کی ذمہ دار ہوا کرتی ہے۔ انھیں چاہیے کہ کورم پورا رکھیں۔

جناب سپیکر: تو کیا کورم کے مسئلے پر فیصلہ کریں یا آپ یہ کورم کا مسئلہ نہیں اٹھاتے؟

سید ناظم حسین شاہ: بالکل، جناب، میں یہ مسئلہ اٹھاتا ہوں اور میں بالکل سنجیدہ ہوں۔ وینس صاحب بھی سنجیدہ ہیں۔ صرف مروت کے طور پر آپ کی عزت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ہم نے یہ بات کر دی ہے، ورنہ گزارش یہ ہے کہ یہ حزب اقتدار کا فرض بنتا ہے کہ یہ تو ضمنی بجٹ ہے۔ جب سالانہ بجٹ ہو گا تو پھر یہ نہ ہو کہ ہمیں بجٹ دے کے خود غائب ہو جائیں۔ اس پر تنقید تو اس لیے ہوتی ہے کہ ان کو راہ راست پر لایا جائے۔ ایک مقولہ بھی ہے ADVERSITY IS A GOOD SCHOOL OF TRAINING ہماری تنقید صرف برائے

تنقید نہیں بلکہ ان کی اصلاح کے لیے ہے۔ اس لیے جب وہ موجود ہی نہیں ہوں گے تو ان کی اصلاح کیا ہوگی؟

جناب سپیکر: تو شاہ صاحب، کورم کا نکتہ آپ اٹھا رہے ہیں؟

سید ناظم حسین شاہ: جی ہاں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیے۔

گنتی کی جائے۔ کورم نہیں، گھنٹی بجائی جائے۔۔۔۔ کورم نہیں ایوان پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔ (نو بج کر بیس منٹ پر ایوان کی کارروائی کورم نہ ہونے کے باعث پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کی گئی)

۹ بجکر ۴۵ منٹ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی کورم پورا نہیں تھا)

جناب سپیکر: اجلاس کی کارروائی کل نو بجے صبح تک کیلئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی کل مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۸۸ء صبح نو بجے تک کیلئے ملتوی ہوئی۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل 13 دسمبر 1988ء

(سہ شنبہ ۲ جمادی الاوّل ۱۴۰۹ھ)

جلد III شمارہ 5

سرکاری رپورٹ

مندرجات

منگل 13 دسمبر 1988ء

(جلد III بشمول شمارہ جات 1 تا 17)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ ---------- 187

مسئلہ استحقاق:-

مجالس کی تشکیل و انتخاب میں عدم دلچسپی ---------- 190

ضمنی مطالبات زر برائے سال 88-1987 پر بحث و رائے شماری ---------- 196

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا دوسرا اجلاس

منگل ۱۳ دسمبر ۱۹۸۸ء

(سہ شنبہ ۲ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۹ بجے منعقد ہوا۔
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝ سورہ والتین۔ آیت ۱ تا ۷

انجیر کی قسم۔ زیتون کی قسم اور طور سینین کی قسم اور اس امن والے شہر کی۔ کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ اس کی حالت کو بدل کر پست سے پست کر دیا۔ مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے بے انتہا اجر ہے۔ تو اے آدم زاد۔ پھر تو جزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے کیا خدا سب سے بڑا حاکم نہیں ہے۔

وما علینا الا البلاغ

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، جب سے اسمبلی کا اجلاس شروع ہے، کسی بھی دن اسمبلی کی کارروائی وقتِ مقررہ پر شروع نہیں ہو سکی اور اخبارات والے بھی لکھتے ہیں کہ آج اجلاس پینتیس منٹ تاخیر سے شروع ہوا۔ اس طرح عوام کے ذہن میں ہمارا IMAGE خراب ہو رہا ہے۔ آج بھی کوئی پچپن منٹ تاخیر سے کارروائی شروع ہوئی ہے۔ اس ضمن میں متعلقہ قاعدہ نمبر ۱۲ کے تحت کارروائی کرنی چاہیے۔ وہ میں یہاں پڑھتا ہوں۔ آپ اس پر فیصلہ دیں۔

".....the Speaker shall take the Chair at every sitting of the Assembly at the hour to which the Assembly was adjourned at the last sitting or at the hour at which the Assembly has been summoned to meet.

SHALL کا لفظ ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ جس وقت کے لیے یہ اسمبلی میٹنگ کے لیے بلائی جائے جناب والا کو اس وقت کرسی پر ضرور آنا ہے۔ اگر کورم نہیں تو آپ ملتوی کر دیں۔ کیونکہ اگر یہ طریقہ چلے گا تو پھر ممبران سمجھیں گے کہ انہیں کس وقت ایوان میں آنا ہے۔ اب ان کے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ جب تک ہم نہیں جاتے، سپیکر صاحب بھی نہیں آتے۔ میرا استدلال یہ ہے اور اس نکتہ اعتراض پر جناب فیصلہ دیں کہ کیا آپ کو قاعدہ۔ ۱۲ کے تحت وقت مقررہ پر کرسی سنبھالنی چاہیے یا کہ اپنے کمرے میں آپ کو انتظار کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موہل صاحب نے میری بھی اور اس معزز ایوان کی بھی توجہ ایک ضروری نکتے کی طرف دلائی ہے۔ میرے خیال میں صحیح صورت حال یہ ہے، کہ ہم معزز اراکین اسمبلی کی سہولت کے مطابق قواعد کو مد نظر رکھتے ہوئے ایوان کی کارروائی کو CONDUCT کرنا چاہتے ہیں۔ اس ضمن میں ضروری ہے کہ حزب اقتدار کے ارباب اختیار کو چاہیے کہ وہ اپنے ساتھیوں سے کہیں کہ نشست کا جو وقت مقرر ہے اس کا خیال کرتے ہوئے سب صاحبان یہاں تشریف لائیں اور میاں منظور احمد موہل صاحب بھی اپنی پارلیمانی پارٹی کے سیکرٹری ہونے کی حیثیت سے اپنے معزز ساتھیوں سے یہ درخواست کریں کہ وہ بھی نشست کے وقت کا خیال کرتے ہوئے ایوان میں بروقت تشریف لایا کریں۔ میں اپنی

طرف سے کوشش کروں گا کہ اس کارروائی کو زیادہ سے زیادہ بروقت شروع کرنے کی کوشش کی جائے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا، ہم کوشش کریں گے آپ کی یہ بات بالکل درست ہے۔ لیکن زیادہ سے زیادہ میں نہیں چاہتا۔ کیونکہ قانون میں فیصلہ حتمی ہوا کرتا ہے، آپ یہ بتا دیں کہ دونوں اطراف اگر وقت پر آئیں گے تو کیا آپ مقررہ وقت پر آئیں گے؟ "زیادہ سے زیادہ" تو مراد پندرہ بیس منٹ یا آدھ گھنٹہ ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جب ممبر صاحبان ایوان میں آئیں گے۔ میں تو اپنے چیمبر میں منتظر ہوتا ہوں کہ جونہی ممبر صاحبان تشریف لے آئیں اور ایوان کورم میں ہونے کا امکان ہو جائے تو میں یہاں آ جاتا ہوں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میرے معزز ممبر نے کہا کہ وقت پر آئیں۔ لیکن جب صبح نو بجے میں آئی ہوں تو سوائے دو یا تین خواتین کے اس ہال میں کوئی بھی ممبر حاضر نہ تھا اور یہ خود بھی حاضر نہ تھے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ پندرہ بیس منٹ تک صرف ہم تین خواتین اس ہال میں بیٹھی تھیں اور ہمارے علاوہ کوئی بھی ممبر نہ بیٹھا تھا۔

میاں منظور احمد موہل: میرے بارے میں بات کی گئی ہے۔ جب آپ تین تھیں تو میں دستخط کر رہا تھا۔ یہاں میں بھی بیٹھا ہوا تھا۔ شاید آپ نے میری طرف توجہ نہیں کی۔ مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو لابی میں پونے نو بجے آ گیا تھا۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر اگر موہل صاحب نو بجے ٹھیک تشریف لے آئے تھے اور اگر سپیکر صاحب یہاں موجود نہ ہوں تو ڈپٹی سپیکر صاحب موجود ہوں تو وہ یہ مطالبہ کر سکتے تھے کہ ڈپٹی سپیکر صاحب صدارت کریں اگر ڈپٹی سپیکر صاحب بھی نہ ہوں تو قواعد و ضوابط کے مطابق پینل کے کسی بھی ممبر کو کہہ سکتے تھے لیکن ساڑھے نو بجے آنے والے ممبران کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اعتراض کریں کہ اجلاس وقت پر نہیں ہو رہا۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب سپیکر میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں ہماری گاڑیوں کے ڈرائیور صاحبان کی طرف سے ایک شکایت ہے کہ باہر ان کے کوئی بیٹھنے کا اور نہ ہی پانی پینے کا انتظام ہے اور انکو اگر کوئی حاجت ہو تو انکی قضائے حاجت کا کوئی انتظام نہیں انکو کوئی اندر داخل نہیں ہونے دیتا وہ بھی ہمارے بھائی ہیں اور وہ بھی ہم جیسے انسان ہیں انکے لئے ایسا کوئی انتظام ہونا بہت ضروری ہے اس کے لئے جناب خصوصی توجہ فرمائیں۔

جناب سپیکر: میں مشکور ہوں کہ آپ نے ضروری معاملہ کی طرف توجہ دلائی اجلاسوں میں ہم ایسا کرتے رہے ہیں۔ ڈرائیور صاحبان اور دیگر سٹاف کے لئے ہم شامیانے کا انتظام کرتے ہیں وہاں کرسیوں کا بندوبست کرتے ہیں انکے لئے پینے کے پانی کا بندوبست کرتے ہیں۔ ہم آج ہی اس کو چیک کرتے ہیں اگر کوئی انتظام نہیں تو آج ہی انتظام کر دیا جائے۔ یہ تحریک استحقاق نواب زادہ غضنفر گل صاحب کی ہے جو کافی دنوں سے موخر چلی آرہی ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل:

I would like to speak on the 15th which is Private Member's Day.

جناب سپیکر: ٹھیک ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر اسکو غیر سرکاری ڈے نہ لے جائیں اسے کسی اور دن پر رکھ لیں یا تو اسکو ایک دن پہلے TAKE UP کر لیں یا ایک دن بعد میں TAKE UP کر لیں میری خواہش ہے کہ غیر سرکاری ارکان کے دن سے بھرپور طریقے سے استفادہ کیا جائے۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے اسکو بعد میں رکھ لیں گے لیکن نوابزادہ صاحب کے کہنے پر اسکو ملتوی کیا گیا ہے۔ اسکو بعد میں TAKE UP کر لیں گے آپ فکر نہ کیجئے۔ یہ سید ذاکر حسین شاہ صاحب کی طرف سے تحریک استحقاق ہے۔

مجالس کی تشکیل و انتخاب میں عدم دلچسپی

سید ذاکر حسین شاہ : جناب سپیکر میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور

مخصوص معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ قواعد و ضوابط صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ نمبر ۱۱۹ اور قاعدہ نمبر ۱۵۰ کے مطابق عام انتخابات کے بعد اسمبلی کی میعاد کے لئے مجالس قائمہ اور مجالس حسابات عامہ کا منتخب کیا جانا لازمی ہے لیکن اسمبلی کے سیشن کا انعقاد ہونے کے باوجود ابھی تک ان مجالس کی تشکیل و انتخاب کا کام نہیں ہوا۔ چنانچہ قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ نمبر ۱۱۹ اور ۱۵۰ پر عملدرآمد نہ کرنے کے باعث ارکان صوبائی اسمبلی پنجاب کا انفرادی اور اجتماعی استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا مجالس قائمہ اور مجالس حسابات عامہ کے انتخابات کے معاملے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

سردار نصر اللہ خان دریشک: میں مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا اس میں کوئی وقت مقرر ہے۔ کہ مجالس کب تک بن جانی ضروری ہیں؟

سید ذاکر حسین شاہ: جی جناب یہ قواعد آپکے سامنے پیش کرتا ہوں۔

"There shall be elected by the Assembly after a general election the following Standing Committees for the duration of the Assembly which shall deal with legislation relating to the departments noted against each Committee."

یہاں جناب لفظ SHALL استعمال کیا گیا ہے۔ گو اس میں وقت مقرر نہیں کیا گیا لیکن اس سے لمبا وقت بھی مراد نہیں لیا جاسکتا۔ اس کی وضاحت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ انتخابات کے فوراً بعد اب اجلاس کی کئی نشستیں ہو چکی ہیں۔ اور کئی تحاریک استحقاقات اور تحاریک التوائے کار پیش ہو چکی ہیں۔ اس سلسلے میں اسمبلی کی کارروائی کو بااحسن طریقے سے چلانے کے لئے اور ارکان کی سہولت کے لئے قواعد و ضوابط کے تحت مجالس قائمہ اور مجالس حسابات عامہ کا انتخابات لازمی ہے۔ اور اس کار خیر کو جتنی جلدی کریں اتنا ہی زیادہ اس اسمبلی کے حق میں بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر: یہ بات آپکی درست ہے کہ جتنی بھی جلدی ہو جائے وہ بہتر ہوگا لیکن رولز کی کہیں VIALATION نہیں ہوئی۔ اسلئے اس پر میری رولنگ یہ ہے کہ مجالس یا

STANDING COMMITTEES متعلقہ وزیر نے نہیں بنانا ہوتیں شاہ صاحب کی تحریک استحقاق میں کوئی مقررہ وقت نہیں رولز میں یہ ہے کہ ہاؤس کی یہ مجالس کب تک بن جانی چاہئیں یہ بات درست ہے۔ عام انتخابات کے فوراً بعد یہ مجالس بن جانی چاہئیں۔ تاکہ ایوان کا کام درست طریقے سے ہوتا رہے اس میں چونکہ وقت مقرر نہیں۔ اسکا طریقہ کار ہے کہ اسکے الیکشن ہوتے ہیں۔ اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دونوں قائدین یعنی قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف آپس میں مل کر اور جس تناسب سے انکی نمائندگی ایوان میں ہو سپیکر کے پاس بیٹھ کر مجالس قائمہ کو افہام و تفہیم کی صورت میں بنا لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں چند روز پیشتر میں نے قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف سے رابطہ قائم کیا تھا اور انکو میں نے اپنے چیمبر میں آنے کی دعوت دی تھی وہ مہربانی فرماتے ہوئے میرے چیمبر میں تشریف لائے میں نے باقی باتوں کے علاوہ مجالس قائمہ کی بھی بات کی جس پر دونوں صاحبان نے اتفاق کیا اب ہم کسی بھی وقت بیٹھیں گے اور ایوان کی سٹینڈنگ کمیٹیاں بن جائینگی۔ اس میں تاخیر نہیں ہوگی آپ اس کو پریس نہیں کرتے یا میں اس پر اپنی رولنگ دوں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب سپیکر میں اس کو پریس نہیں کرتا۔ لیکن وقت مقرر کر دیں

جناب سپیکر: وقت مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ جلدی بن جائینگی۔ پریس نہیں کرتے یہ نذر حسین کیانی صاحب کی تحریک استحقاق ہے

RAJA NAZAR HUSSAIN KIANI: I raise a Privilege Motion involving breach of my privilege in which I wish to draw your kind attention towards the article published in the 'Daily News' Karachi of 8th December, 1988, wherein it has been stated that when the correspondent of that Newspaper entered the Press Gallery he found some strangers there. When asked it was revealed that they were members of the Provincial Magistracy. It was also reported on that day that the District Magistrate took round of the District Court and found all Magistrates absent from duty except one. According to this article, all other Magistrates were either found in Cafeteria of the

Provincial Assembly or in the Press Gallery. It is against the norms, Rules and Procedures of the Assembly that any official from Magistracy could take the seat in the Assembly premises including Press Gallery. Therefore, the Privilege of this House has been breached by the presence of these Magistrates I, therefore, request that a full debate on this issue be allowed in the House so that the honour of the House is protected and such actions are not being repeated in the future by the administration. I also request that the matter may be referred to a special committee of the House to look into the matter in detail and submit a report in the House.

جناب سپیکر: راجہ صاحب آپ چاہیں تو اس پر brief statement دے سکتے ہیں۔

راجہ نذر حسین کیانی: جناب والا! یہ صوبائی اسمبلی کا احاطہ یہ بلڈنگ آپ کے کنٹرول میں ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے آپ اس کے بادشاہ ہیں۔ آپ کی اجازت کے بغیر یہاں کوئی بشر دم نہیں لے سکتا اور جناب والا۔ آپ کی اجازت کے بغیر کوئی شخص اسمبلی کے PREMISES میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس روز غالباً اس آرٹیکل کی تفصیل میں جانے سے آپ کو پتا چلے گا کہ یہاں پر اکثریت کے تعین کے لئے ووٹنگ ہونے والی تھی اور پریس گیلری سے زیادہ غالباً کوئی موزوں جگہ نہیں تھی جہاں پر ممبران پر نظر رکھی جا سکے۔ اس لئے مجسٹریٹ صاحبان کو یہاں پر اجازت دی گئی اور وہ کیفے ٹیریا میں اور اوپر پریس گیلری میں موجود رہے جس سے اس ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ مہربانی کر کے اس معاملے کی تحقیقات کرائیں۔ سپیشل کمیٹی ترتیب دیں۔ اور اگر کوئی ایسی کوتاہی ہوئی ہے تو اس سلسلہ میں جو لوگ بھی اس ناجوازی کے ذمہ دار ہیں ان کے خلاف آپ مناسب کارروائی کریں۔ یہی میری آپ سے گزارش ہے۔ اس ہاؤس کا احترام، وقار اور ممبران کو اس ایوان میں تحفظ دینا اس ہاؤس کے اندر اور اس کے PREMISES میں آپ کی ذمہ داری میں ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ اس ذمہ داری کو بخوبی نبھا سکتے ہیں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ راجہ صاحب! اس میں اگر آپ کی یہ تجویز ہے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں تجویز اور پریولیج موشن میں فرق ہے۔ پریولیج موشن کے ذریعے آپ AGITATE کرنا چاہتے کہ آپ کا، ایوان کا اور معزز اراکین کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اور SUGGESTION ہمارے لئے قابل قبول ہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہم اس کو چیک کرنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ اس کو Probe in کرنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ اور اس میں اگر کوئی ایسی بات ہوئی ہے تو اس پر ایکشن بھی لیا جا سکتا ہے۔ لیکن جہاں تک آپ کی اس پریولیج موشن کا تعلق ہے اس میں ایک تو آپ نے کسی کے نام کا ذکر نہیں کیا پریولیج موشن کے رولز میں ہے کہ وہ SPECIFIC ہونی چاہیے اور اگر آپکے علم میں یہ بات آئی ہے کہ کوئی مجسٹریٹ پریس گیلری میں گئے ہیں تو ان کا نام پریولیج موشن میں درج ہونا چاہیے تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ پریس گیلری میں کچھ لوگ آئے ہیں۔ تو پریس گیلری میں انتخابات کے ذریعے اس کے عہدیداران یہاں مقرر ہوتے ہیں پریذیڈنٹ، سیکرٹری جنرل اور دوسرے عہدیداران اور پریس گیلری کا تمام تر کنٹرول ہم نے پریس گیلری کمیٹی کے سپرد کیا ہوا ہے۔ وہ کسی باہر کے آدمی کو پریس گیلری میں بٹھائیں میں نہیں سمجھتا کہ ان کو بٹھانا چاہیے اور نہ میں ان سے یہ توقع کرتا ہوں کہ وہ مجسٹریٹ کو لا کر پریس گیلری میں بٹھائیں۔ عام طور پر یہاں اس سے پہلے کبھی کوئی شکایت ہمارے پاس نہیں آئی پچھلے تین ساڑھے تین سال کے عرصہ میں اور دوسری بات یہ ہے کہ کیفے ٹیریا میں مجسٹریٹ آکر بیٹھ جائیں تو کیفے ٹیریا میں ایسی کوئی ممانعت نہیں کہ کوئی باہر کا آدمی یا آپ کا ساتھی وہ یہاں بیٹھ کر آپ کے ساتھ چائے پی سکتا ہے۔ کوئی باہر کا آدمی بھی کیفے ٹیریا میں آسکتا ہے۔ جہاں تک ہاؤس کی LOBBIES کا تعلق ہے تو LOBBIES میں کوئی آدمی نہیں آسکتا ماسوائے معزز اراکین اسمبلی کے۔ تو یہ صورتحال ہے۔ اخبار آپ نے ۸ دسمبر کو پڑھا اور آپنے تحریک استحقاق ۱۲ دسمبر کو پیش کی۔ اس میں چار روز کی تاخیر ہوگئی اور تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار کے لئے ضروری ہے کہ یہ recent occurence ہو۔ اور recent occurence پر کافی رولنگز موجود ہیں۔ کہ recent occurence میں ایک دن کی تاخیر ہے۔ اس تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار کو OUT OF ORDER قرار دینے کے لئے کافی ہے اور آپکی تحریک استحقاق میں چار روز کی تاخیر ہے۔۔۔۔ اب آپ ارشاد فرمائیں۔

راجہ نذر حسین کیانی: جناب والا۔ میں آپ کی اس قیمتی آراء کا بہت شکر گزار ہوں آپ نے بڑے پیارے انداز میں اپنے نقطۂ نظر کو بیان کیا ہے یہ ڈیلی نیوز کراچی سے شام کو نکلتا ہے جس کا یہاں پر کوئی باقاعدہ ایجنٹ نہیں اور یہ یہاں کے BOOK STALL پر مہیا نہیں ہوتا۔ جو چیز جس وقت مہیا ہو اور جس وقت آپ کے نوٹس میں آئے اس وقت آپ کے نوٹس میں لانا یہی فوری کارروائی ہوتی ہے۔ یہ اخبار کل ہی میرے پاس پہنچا اور کل ہی مجھے ملا۔ میں نے کل ہی اسے پڑھا اور کل ہی میں نے تحریک استحقاق پیش کردی۔ اس لئے جہاں تک آپکا یہ فرمانا ہے کہ آپکا فیصلہ حتمی ہوتا ہے۔ آپ اس ایوان کے محافظ ہیں۔ مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ صبح و شام اخبارات یہاں پر باقاعدگی سے BOOK STALL پر AVAILABLE نہیں ہوتے اس لئے کل یہ کہیں پر میں نے پڑھا تھا اور اس کے بعد فوری طور پر میں آپ کی توجہ کے لئے یہ نوٹس آپ کی بینچ میں بھیجا۔ میری گزارش ہے کہ کچھ بھی ہو پریس گیلری اگر ان کے قبضے میں بھی ہے ان کے اختیار میں ہے تب بھی آپ کی ہی اجازت سے لوگ وہاں پر جاسکتے ہیں۔ اور یہ ایک ایسے موقر جدید سے میں اخبار میں ایک ایسے سمجھے ہوئی صحافی جناب حسین نقی نے لکھا ہے، جنہوں نے انتہائی وثوق کے ساتھ بات کی ہے۔ اس لئے میری آپ سے گزارش یہی ہے کہ آپ اس سلسلے میں ایک special committee ترتیب دے دیں اور اس کو PROBE کرالیں تاکہ سچی بات سامنے آجائے۔ اس کے لئے میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! میرے خیال کے مطابق سردست اتنا کافی ہے پریس گیلری کے احباب نہایت ذمہ دار لوگ ہیں آپ کا پوائنٹ آؤٹ کر دینا ہی کافی ہے۔ اور ہماری طرف سے ان کی خدمت میں گزارش کر دینا ہی کافی ہے کہ وہ نہایت ذمہ دار لوگ ہیں۔ ان کی اپنی ایک تنظیم ہے اور ہمارے پاس اس سے پہلے کوئی ایسی شکایت نہیں آئی اور نہ ہمیں اس بات کی امید ہے کہ آئندہ کوئی ایسی شکایت آئے گی۔ تو اس سلسلے میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کی طرف سے پوائنٹ آؤٹ پریولیج موشن کی صورت میں کر دینا کافی ہے۔ یہ ہاؤس پریس گیلری اور میرے علم میں بھی آگیا۔۔۔۔ تو آپ میرے خیال میں اس کو مزید پریس نہیں کرنا چاہتے۔

راجہ نذر حسین کیانی: جناب! میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا۔ میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: جی شاہ صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: ابھی حضور نے فرمایا ہے کہ اس ہاؤس کی ملحقہ لابیز میں غیر متعلقہ اصحاب نہیں آسکتے۔ میں نے بذات خود اکثر اوقات یہ مشاہدہ کیا ہے کہ یہاں پولیس سول کپڑوں میں اور بعض انٹیلی جنٹس والے حضرات ہاؤس کے لابیز میں گھومتے رہتے ہیں۔ چونکہ اس ہاؤس کے آپ کسٹوڈین ہیں آپ ایسے انتظامات کریں کہ جب اجلاس ہو رہا ہو تو اس دوران ہاؤس کے ساتھ جو ملحقہ لابیز میں اس قسم کے افراد کا آنا جانا نہ ہو۔

جناب سپیکر: جی میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ ہم ایسے انتظامات کریں گے کہ یہاں غیر متعلقہ لوگ نہیں آئیں گے۔

جناب فضل حسین راہی: غیر متعلقہ آئیں لیکن سی آئی ڈی کا کوئی آدمی نہ آئے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: حضور والا! یہ تحریک استحقاق تو dispose of ہو گئی۔ اطلاعاً یہ عرض ہے کہ ماضی میں ایسا ہوتا آیا ہے کہ اگر ایسے لوگوں کو کیفے ٹیریا میں یا اسمبلی کی حدود میں آنے کی اجازت دی گئی تو ایک دن ایسا ہوگا کہ آپ کی نشست پر بھی کوئی یہ سیکشن ۳۰ کا مجسٹریٹ آکر بیٹھ گیا تو صورتحال اور سنگین ہو جائے گی۔ اس کا آپ سختی سے نوٹس لیں جناب والا۔

ضمنی مطالبات زر برائے سال ۸۸-۱۹۸۷ پر بحث و رائے شماری

جناب سپیکر: اب ہم ضمنی میزانیہ پر غور شروع کرتے ہیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب والا۔ میری ایک تحریک التوائے کار ہے۔

جناب سپیکر: وینس صاحب۔ بجٹ کے دوران تحریک التوائے کار take up نہیں ہوتی۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب والا۔ کیا یہ بالکل صحیح ہے؟

جناب سپیکر: جی یقیناً۔ اس میں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا۔ میری ایک تحریک استحقاق تھی۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب۔ میرے پاس تو نہیں ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا۔ یہ میں نے کل پیش کی تھی۔

جناب سپیکر: کل بھیجی ہے۔ مولانا صاحب کی تحریک استحقاق اس میں نہیں مولانا صاحب اگلے وزٹ اس کو TAKE کر لیں گے۔

میں وقت کے بارے میں آپ کو عرض کر دوں۔ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف مطالبات زر کے بارے میں آپس میں بیٹھ کر معاہدہ کر لیتے ہیں۔ کہ کونسی کٹوتی کی تحریک TAKE UP کرنی ہے اور کونسی نہیں۔ کیونکہ ہوتا یہ ہے کہ اگر کوئی معاہدہ ہو گیا تو جن مطالبات زر پر حزب اختلاف EMPHASIS ہوتا ہے اور جن کو وہ اہم سمجھتے ہیں کہ ان کو CRITICISE کرنا ہوتا ہے ان کو زیر بحث لایا جاتا ہے پھر ان ہی کو معاہدہ کے تحت زیر بحث لایا جا سکتا ہے اور اگر معاہدہ نہ ہو تو پھر غیر اہم کٹ موشنز پر بحث ہوتی رہتی ہے اور اہم کٹ موشنز رہ جاتی ہیں۔ تو اگر آپ کی کوئی بات آپس میں طے ہو گئی ہے تو مجھے بتایا جائے تاکہ ان کو take up کیا جائے اور اگر آپ کی بات نہیں ہوئی تو ایک ایک کر کے ان کو ٹیک اپ کر دوں۔ کیا میاں منظور موہل صاحب اس سلسلے میں کچھ بتائیں گے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا۔ میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ آج نہ ہی قائد حزب اختلاف اور نہ ہی قائد ایوان آئے ہیں پتہ نہیں کہ وجہ کیا ہے بہر حال ہم کوشش کریں گے کیونکہ ہمارے کئی فاضل اراکین نے کٹوتی کی تحریکیں پیش کی ہیں اب اگر اس سٹیج پر ہم DROP کرتے ہیں تو یہ مناسب نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ کی بات طے نہیں ہوئی۔

میاں منظور احمد موہل: جی طے نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ میں انہیں ایک ایک کر کے ٹیک اپ کرتا ہوں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب والا۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہم تو پہلی دفعہ اس ہاؤس میں آئے ہیں۔ ہم نے سنا یہ تھا کہ ایوان میں یہ ہوتا ہے کہ جب بجٹ پیش ہوتا ہے تو ہر ممبر کو دل کھول کر باتیں کرنے کا موقع ملتا ہے۔ لیکن جناب والا۔ اب ہوا یہ ہے کہ آٹھ، آٹھ منٹ اور پانچ سات منٹ کی تقریر کرنے سے ہماری بات ادھوری رہ گئی ہے اور ہم اپنے علاقے کے بہت اہم قسم کے مسائل اس ایوان میں DISCUSS نہیں کر سکے۔ تو جناب والا میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں زیادہ وقت دیا جائے کیونکہ جناب والا جن مسائل کے حل کیلئے ہم یہاں

آتے ہیں ان کو بھی اگر ہم یہاں DISCUSS نہ کرسکے تو پھر ہمارے یہاں آنے کا فائدہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی آپ وینس صاحب تشریف رکھئیے۔

یہ جو ضمنی بجٹ پر بحث کے لئے ایام کا تعین اور پروگرام کا طریقہ کار اسمبلی سیکرٹریٹ نے مقرر کیا ہے میں نے قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف دونوں کو اعتماد میں لے کر کیا ہے اور اگر تھوڑا وقت آپ کو ملا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ Constitutional requirement ہے کہ ۲۴ دسمبر تک بجٹ پاس ہونا ہے۔ مجھے ان کی باتوں سے اتفاق کرنا ضروری ہے کہ قائد ایوان کو حکومتی پارٹی کا اعتماد حاصل ہے اور قائد حزب اختلاف کو حزب اختلاف کا اعتماد حاصل ہے ان دونوں کی بات میرے نزدیک سارے ہاؤس کی بات ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب والا۔ ہم اس فیصلے پر احتجاج کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: تو آپ قائد حزب اختلاف کے فیصلے پر احتجاج کرتے ہیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: نہیں جناب والا۔ جو وقت کم رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: تو اس میں ایک چیز یہ ہے کہ بجٹ پر بحث کیلئے پانچ روز مقرر ہیں میرے جو صاحبان اس پر بات نہیں کرسکے ان کو اس پر بات کرنے کا خاطر خواہ وقت دیا جائیگا۔

اس کے بارے میں دوسری بات یہ ہے کہ آج ۲ بجے تک کٹوتی کی تحریکوں کو ٹیک اپ کریں گے اس پر آپ بات کریں اور بارہ بجے کے قریب میں اس پر Guillotine apply کردونگا اور اس کے ڈیمانڈز کو میں ایک ایک کرکے ایوان کے سامنے PUT کردونگا۔ اور ان پر ووٹنگ کراونگا۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا۔ میری عرض یہ ہے کہ یہ نئے نئے ممبر ہیں جنہیں ووٹنگ کے مطلب کا پتہ نہیں آپ انہیں یہ بتادیں کہ آپ بارہ بجے قتل عام شروع کریں گے آپ ان کو یہ بتائیں کہ یہاں پر قتل عام ہوگا۔ یہاں پر اتفاق انڈسٹریز کے بنے ہوئے ٹوکے چلیں گے۔

جناب سپیکر: جناب فضل حسین راہی کی زبان میں اس کا ترجمہ یہی ہے جو وہ کر رہے ہیں۔ اور رولز کے مطابق اس کا ترجمہ یہ نہیں بلکہ یہ ہے کہ سیٹنگ جب ADJOURN ہونے کے قریب آتے تو سپیکر کو تمام مطالبات ایک ایک کرکے ایوان کے سامنے پیش کرنے ہوگے اور ان پر ووٹنگ کیلئے معزز ممبران کو کہنا ہوگا۔ یہ لازمی ہے۔

جناب غلام سرور خان : جناب والا۔ میں آپ سے دریافت کرنا چاہونگا کہ آج کے اجلاس کا وقت کیا ہے۔ کیا آج کا اجلاس دو بجے تک چلے گا یا ایک بجے تک چلے گا۔

جناب سپیکر : جی اجلاس کا وقت نو بجے سے دو بجے تک ہے۔

جناب غلام سرور خان : جناب والا۔ اگر وقت دو بجے تک کا ہے تو میری گزارش ہے کہ کشوتی کی تحریکوں کو ایک بجے تک آپ TAKE UP کرلیں

جناب سپیکر : ٹھیک ہے کہ ان کو ایک بجے تک بھی TAKE UP جا سکتا ہے۔

جناب علی اکبر مظہر دینس : جناب والا۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ آج کا اجلاس چونکہ نو بجے شروع نہیں ہوا۔ لہذا جتنی تاخیر سے یہ شروع ہوا اتنا ہی وقت آگے بڑھا دیا جائے۔

جناب سپیکر : آپ فکر نہ کیجیئے۔ آپ کو بات کرنے کا بہت وقت ملے گا۔

راجہ نذر حسین کیانی : جناب سپیکر۔ میں نے صرف اتنی ہی عرض کرنی ہے کہ ضمنی بجٹ کی بحث میں کچھ تشنگی رہ گئی ہے۔ بہت سے دوست ادھر سے اور بہت اُدھر سے وقت کی کمی کے باعث اپنے اپنے خیالات کا اظہار نہیں کر سکے۔ میرے خیال میں اگر آپ مناسب سمجھیں کہ جب سالانہ بجٹ پر بحث ہوگی اس میں آپ زیادہ سے زیادہ وقت معزز ممبران کو دیجیئے تاکہ وہ اپنے علاقائی مسائل یا اپنی دوسری سیاسی باتیں آپ کے سامنے پیش کر سکیں۔

اس کے علاوہ میں آپ کی خدمت میں عرض کر دوں کہ ہمیں اپنے قائد حزب اختلاف جناب فاروق لغاری صاحب پر مکمل اعتماد ہے اور انہوں نے جو کچھ فیصلہ آپ کے ساتھ کیا ہے ہم اس کے پابند ہیں۔

جناب سپیکر : دینس صاحب دراصل جوش خطابت میں پہلے یہ بات کر گئے دراصل ان کا مطلب یہ نہیں تھا۔

میاں منظور احمد موہل : دراصل وہ مذاحیہ انداز میں وہ یہ کہہ گئے۔

جناب سپیکر : جی ہمیں یہ کوشش کرونگا کہ جو صاحبان ضمنی بجٹ پر بات نہیں کر سکے اور وہ بات کرنا چاہتے ہیں ان کو سالانہ بجٹ پر اپنے اپنے اظہار خیال کا ضرور موقع دیا جائے۔ اس میں بارہ بجے Guillotine - apply کرنا ضروری ہے۔ اور میری مجبوری ہے کہ مجھے اس پر فیصلہ کر

ہو گا۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا۔ کیا اس کی کوئی پابندی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ پابندی نہیں یہ ایک بجے بھی APPLY ہو سکتی ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب والا کیا یہ ساڑھے بارہ بجے نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: ساڑھے بارہ بجے بھی ہو سکتی ہے۔ بارہ بجے کی مجبوری مجھے نوابزادہ صاحب کی وجہ سے ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا۔ گری ہے جس پہ کل بجلی وہ میرا آشیانہ کیوں ہو۔ GUILLOTINE بھی مجھ پر اور بارہ بجے بھی مجھ پر۔ جناب والا۔ میں آئندہ آپ کی سیٹ کیلئے الیکشن نہیں لڑونگا۔ مجھے بخش دیا جائے۔ کیونکہ ہم تو اس قابل نہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا۔ نوابزادہ صاحب آئندہ بغیر الیکشن کے ہی اس سیٹ پر آجائیں گے۔ جس طرح آپ پہلی دفعہ آئے تھے۔

جناب سپیکر: یہ ڈیمانڈ نمبر ا زیر غور ہے اور وزیر خزانہ اس سلسلے میں تحریک پیش کریں گے۔

مطالبہ زر نمبر ا

جناب سپیکر: ڈیمانڈ نمبر ا زیر غور ہے اور وزیر خزانہ اس سلسلے میں تحریک پیش کریں گے۔

سردار ذوالفقار علی کھوسہ (وزیر خزانہ): جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۴۴ ہزار ۷ سو ۶۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ افیون برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۴۴ ہزار ۷ سو ۶۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ افیون برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس پر کوئی کٹ موشن نہیں ہے اس لئے سوال یہ ہے

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۴۴ ہزار ۷ سو ۶۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ افیون برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر انہوں نے جو مطالبہ زر پڑھا ہے اس کی ہمارے پاس کاپی نہیں اور دوسری بات جو کہ بڑی تکلیف دہ ہے کہ آج ہم یہاں بیٹھے ہیں اور کسی ممبر کو پتہ نہیں کہ کل کو کونسی کارروائی ہونی ہے اور کل کا ایجنڈا کیا ہے۔ آج کا ایجنڈا ہمیں شام کو ملتا ہے اور ہم تیاری نہیں کر سکتے۔ جو انہوں نے مطالبہ زر نمبر ا پیش کیا ہے اس کی کاپی میرا خیال ہے کہ ہمارے پاس نہیں۔

جناب سپیکر: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

آوازیں: اس کی کاپیاں ملی ہیں----

جناب فضل حسین راہی: جی یہاں رکھی ہوتی ہیں۔ ہمیں یہ گھر میں ملنی چاہئیں تاکہ ہم تیاری کر سکیں۔

جناب سپیکر: یہ کاپیاں یقیناً ملی ہوں گی-----

جناب فضل حسین راہی: میں عرض کرتا ہوں-----

جناب سپیکر: راہی صاحب یہ تقسیم ہو چکی ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر یہاں پڑی ہوتی ہیں۔ آپ ہمیں یہ بتا دیں۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے۔ کہ اسمبلی کے اجلاس کے انعقاد کے کتنے روز پیشتر ہمیں ایجنڈا پہنچانا ضروری ہے۔ یہ آپ ہمیں بتا دیں کہ اسمبلی کے ممبران کو رولز کے مطابق کتنے دن پہلے ایجنڈا مہیا کرنا ضروری ہے۔ یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ آپ اس پر ذرا مجھے بتا دیں

جناب سپیکر: جی اس پر میں آپ کو بتاؤں گا۔

جناب فضل حسین راہی: ابھی نہیں بتائیں گے؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ ذرا ان کٹوتی کی تحریکوں کو TAKE UP کر لیں۔ اس کے

بعد بتاؤں گا۔

جناب فضل حسین راہی: یہ بڑی مختصر سی بات ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ فکر نہ کیجئے میں آپ کو بتا بھی دونگا اور اس کی پابندی کراونگا۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر یہ انتہائی مختصر بات ہے کہ ایجنڈا تین دن پہلے یا دس دن پہلے تقسیم ہو سکتا ہے۔ یہ کوئی پھڈے والی بات تو نہیں۔ جناب سپیکر میں کوئی پھڈا تو نہیں ڈال رہا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں! مجھے پتہ ہے۔۔۔۔۔۔۔

جناب فضل حسین راہی: میں تو آپ سے صرف معلومات لے رہا ہوں کہ مجھے ایک چیز کا پتہ نہیں اور آپ مجھے بتا دیں۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی میں آپ کو معلومات فراہم کر دونگا۔۔۔۔۔۔

جناب فضل حسین راہی: ابھی کیوں نہیں دے سکتے؟

جناب سپیکر: جی میں نے سیکرٹری اسمبلی سے کہا ہے وہ مجھے بتائیں کہ یہ ایجنڈا آپ کو کیوں نہیں ملا؟

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر اس کو چھوڑیں۔ اجلاس کے انعقاد سے کتنے روز پیشتر ممبران کو ایجنڈا مہیا کرنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اس سلسلے میں باقاعدہ اطلاع دیتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: یہ اس ایجنڈے سے متعلقہ نہیں۔

جناب سپیکر: ایجنڈے سے متعلق عمومی ہدایات جو آپ اس پر چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی میں بتا دیتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

راہی صاحب اس میں رولز یہ ہیں۔ صفحہ نمبر ۶۷ رول ۱۶۳ یہ ہے کہ۔۔۔۔

163. (1) The Secretary Shall circulate to each members and any other person entitled to take part in the procedings of the Assembly under the Constitution, a copy of the notice or other paper required under the rules to be made available to

such member and other person.

(2) A notice or other paper shall be deemed to have been thus made available----

(a) If it is delivered by hand at the local address given by the members when the Assembly is in session and for two days before the commencement of the session, unless otherwise requested by the member, or if it is placed in the seat allotted to the member in the Assembly Chamber when the Assembly is sitting; or

(b) If it is sent by post to the members, permanent address as registered in the Assembly Secretariat, at other times.

یہ اس میں رولز ہیں۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN. Sir I want to speak on the same point of order. Neither the agenda has been delivered nor it has been posted to us even a day before or two. Today at the earliest we got the agenda kept in our desks when we came here 5/10 minutes before. My request is that the agenda was not delivered by hand or the post, kindly deliver the agenda in time so that we may

study it. It is also required in the case of budget that it should be circulated in time so that we can study it and be precise in our discussions.

جناب سپیکر: ایک زحمت آپ یہ کیجیئے کہ آپ اپنے سیشن کے دوران کے اپنے پتہ جات سیکرٹری اسمبلی کو دے دیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ آپ کے پتہ پر ایجنڈا پہنچائیں۔ ورنہ ہم اس کو ENSURE کریں گے کہ دو روز پہلے آپ کی سیٹوں پر ایجنڈا آپ کو مل جائے۔ اب ڈیمانڈ نمبر۲ زیر غور ہے۔ فنانس منسٹر صاحب پیش کریں گے۔

مطالبہ زر نمبر۲

وزیر خزانہ:- جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:-

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۲ کروڑ ۹۷ لاکھ ۳۰ ہزار ۶۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر:- یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:-

"ایک ضمنی رقم جو ۲ کروڑ ۹۷ لاکھ ۳۰ ہزار ۶۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس پر کوئی کٹ موشن نہیں ہے لہذا سوال یہ ہے۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۲ کروڑ ۹۷ لاکھ ۳۰ ہزار ۶۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مالیہ

اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر ۳ زیر غور ہے۔

وزیر خزانہ: جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۱۱ لاکھ ۹۲ ہزار ۲ سو ۸۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ صوبائی محصول برداشت کرنے پڑینگے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔ اس پر کوئی کٹ موشن نہ ہے۔

اور سوال یہ ہے۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۱۱ لاکھ ۹۲ ہزار ۲ سو ۸۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ صوبائی محصول برداشت کرنے پڑینگے۔"

(تحریک منظور ہو گئی)

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر ۴ زیر غور ہے۔ جناب وزیر خزانہ۔

وزیر خزانہ: جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۳ کروڑ ۸ لاکھ ۴۲ ہزار ۸ سو ۶۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ جنگلات برداشت کرنے پڑینگے۔"

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر ۴ پر کوئی کٹ موشن نہ ہے۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔ اور سوال یہ ہے

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۳ کروڑ ۸۰ لاکھ ۴۲ ہزار ۸ سو ۶۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوائے دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ جنگلات برداشت کرنے پڑینگے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر ۵ زیر غور ہے۔

وزیر خزانہ: جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۲ لاکھ ۶۲ ہزار ۵۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ رجسٹریشن برداشت کرنے پڑینگے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔ اس پر کوئی کٹ موشن نہ ہے۔

اب سوال یہ ہے۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۲ لاکھ ۶۲ ہزار ۵۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوائے دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ رجسٹریشن برداشت کرنے پڑینگے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر ۶ زیر غور ہے۔ جناب وزیر خزانہ۔

وزیر خزانہ: جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۳۰ لاکھ ۱۹ ہزار ۳ سو ۷۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران

صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ ٹیکس اور محصولات برداشت کرنے پڑینگے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اس پر کوئی کٹ موشن نہ ہے۔

اب سوال یہ ہے۔

"کہ ایک ضمنی رقم ۳۰ لاکھ ۱۹ ہزار ۳ سو ۷۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ ٹیکس اور محصولات برداشت کرنے پڑینگے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر ۷ زیر غور ہے۔ جناب وزیر خزانہ

وزیر خزانہ: جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۱۵ کروڑ ۷۱ لاکھ ۵۸ ہزار ایک سو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کو کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑینگے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۱۵ کروڑ ۷۱ لاکھ ۵۸ ہزار ایک سو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑینگے۔"

میاں منظور احمد موہل: I OPPOSE

جناب سپیکر: اس پر ایک کٹ موشن جناب میاں منظور احمد موہل، جناب خواجہ محمد یوسف اور جناب فضل حسین راہی کی طرف سے ہے۔ میاں منظور احمد موہل اس کو پڑھیں گے جو کہ

سب کی طرف سے پیش کردہ تصور کی جائے گی۔ میاں منظور احمد موہل صاحب

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے "کہ ۱۵ کروڑ ۷۱ لاکھ ۵۸ ہزار ۱ سو دس روپے کی کل رقم بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی میں سو روپے کی کمی کر دی جائے۔"

جناب وزیر خزانہ: جناب والا، میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس پہ آپ کچھ فرمانا چاہیں گے؟

میاں منظور احمد موہل: جی ہاں۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمائیے۔

منظور احمد موہل: جناب والا، میں نے مطالبہ زر پر کٹوتی کی تحریک پیش کی ہے وہ ڈیمانڈ نمبر ۷ ہے۔ میرا نظریہ ہے۔

"That the amount of the Demand be reduced by Rs. 100 in order to ventilate a specific grievance."

اور اس میں جناب والا، جو میں نے خاص معاملہ بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ

And to discuss the specific grievance that due to the inefficiency
of the Irrigation Department, the shortage of irrigation water is obvious. Moreover, the tubewells are doing nothing.

اس کے بارے میں انہوں نے ضمنی بجٹ کے CHAPTER No. 7 میں یہی صورت حال بیان کی ہے۔

An additional amount of Rs. 20,88,13,840,00 for the creation of certain posts of employment of engineers, maintenance of canal sides, plantation operations and maintenance of SCARP Tubewells, maintenance of high level channel of Khanki Head and purchase of Suzuki Jeeps for Canal Collectors and other expenditure detailed in the Schedule during the current financial year.

جناب والا، اس میں جو گورنمنٹ کا نقطہ نظر یہ ہوتا ہے کہ سالانہ بجٹ کی رقوم کے علاوہ جہاں جہاں ان کا مقصد رقم خرچ کرنا ہوتا ہے وہ ان رقوم کو ضمنی بجٹ میں لا کر اپنی خواہشات کی تکمیل کرتی ہے۔ اس پالیسی کو ہم تسلیم نہیں کرنا چاہتے۔ اس کو ہم نامنظور بھی کرتے ہیں اور شکایات پر بھی بحث کرنا چاہتے ہیں۔ جو حقیقت میں یہ ہے کہ سالانہ بجٹ یا ضمنی بجٹ میں جو پیسے رکھ دیے جاتے ہیں وہ حقیقت میں وہاں پر خرچ نہیں کیے جاتے۔ بلکہ ان کی صورت حال یہ ہوتی ہے کہ جس طرح ایک مائنیر کی کھدائی کرنی ہوتی ہے تو متعلقہ آفیسرز اسی ایریا کی پبلک کو اکٹھا کر کر کہتے ہیں کہ آپ کا پانی ہم زیادہ کر دیں گے۔ آپ رضاکارانہ طور پر کھدائی کریں۔ وہ تو رضاکارانہ بنیادوں پر کام کرتے ہیں لیکن ادھر ضمنی بجٹ میں خرچ آ جاتا ہے۔ اور رقم وہ ہڑپ کر جاتے ہیں۔ یہ پالیسی نہیں ہونی چاہیے۔ یہ بجٹ کا بنانا، ضمنی بجٹ کا ہونا، یہی طریق کار صدیوں سے چلا آ رہا ہے۔ چاہے جب ہماری حکومت تھی میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ اس وقت بھی یہی صورت حال تھی۔ کسی وقت بھی ان محکموں پر پابندی نہیں لگائی گئی۔ ان پر کوئی چیک لاگو نہیں کیا گیا۔ بلکہ وہی چال بے ڈھنگی ہے جو پہلے تھی سو اب بھی ہے۔ جناب والا، اب جو لوگ یہاں آئے ہیں۔ اس میں پہلے سے زیادہ پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ آپ آج سے بیس پچیس سال پہلے کی اسمبلی دیکھ لیں، اس وقت تعلیم کم تھی۔ آج تعلیم کا تناسب بڑھ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج جو یہاں ممبران بیٹھے ہیں ان میں اکثریت تعلیم یافتہ کی ہے۔ ہمیں بدلے ہوئے حالات کے تقاضے کے تحت اور موجودہ صورت حال کو محسوس کرتے ہوئے کہ اسی تناسب سے ہماری عوام بھی پڑھی لکھی ہے، وہ ہمارا CONDUCT دیکھتی ہے۔ وہ تمام صورت حال کو اسمبلی میں دیکھ رہی ہے۔ وہ WATCH MAN کی حیثیت رکھتی ہے۔ وہ دیکھ رہی ہے کہ منتخب نمائندے اسمبلی میں کیا کر رہے ہیں۔ اور پالیسی بنانے والے کیا کر رہے ہیں۔ اس طرح میں آپ کی وساطت سے POLICY makers اور بجٹ بنانے والی ایجنسیوں کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ خدا کے لئے مکھی پہ مکھی نہ ماریں۔ وہ پہلا بجٹ سامنے رکھ کر نقل نہ کریں بلکہ جدید تقاضوں کے مطابق اپنی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے اور بدلے ہوئے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے سبق سیکھنا چاہیے کہ ہمارے عوام کیا چاہتے ہیں۔ اور ان کو کیا تکلیف ہے۔ صحیح ڈاکٹر تو وہی ہو سکتا ہے و مرض کی صحیح شناخت کرے۔ اگر آپ نبض دیکھ کر بیماری کی

شناخت ہی نہیں کرتے اور ایسے ہی کوئی دوائی دیدیتے ہیں تو میرا خیال ہے اس کا صحیح علاج نہیں ہوگا۔ جناب والا، مرض کا صحیح علاج وہی ہوگا اگر ہم غور وفکر اور بڑی تحقیق کر کے کوئی علاج تجویز کریں گے تو وہ اچھا ہوگا۔

جناب والا، محکمہ نہر کے بجٹ میں اسی طرح کی خانہ پوری کی گئی ہے۔ سوزوکی گاڑیاں خرید کر دی گئی ہیں، انجینئرز کی آسامیاں پیدا کی گئی ہیں۔ جن کی ایسی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ وہ بھی اس طرح سے کی جاتی ہیں کہ جب کسی کا کوئی دوست، رشتہ دار یا کسی کو سیاسی رشوت دینی مقصود ہوتی ہے اور اس کو ACCOMMODATE کرنا ہوتا ہے تو آسامی پیدا کر دی جاتی ہے۔ تو میں جناب والا، گزارش یہی کروں گا کہ ہمیں ان تمام صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے ایسی پالیسی بنانی چاہیے جو عوام کی خواہشات کے عین مطابق ہو۔ ہمارے ممبران کی خواہشات کے مطابق ہو۔ اور جو لوگ بجٹ بناتے ہیں ان کو بھی ان خواہشات کو سامنے رکھنا چاہیے۔ تو میں اس کی پر زور اپیل کروں گا کہ میری سو روپے کی کٹوتی کی تحریک منظور کی جائے۔ شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر: خواجہ محمد یوسف صاحب کچھ فرمانا چاہیں گے؟

خواجہ محمد یوسف: جناب سپیکر، بہت سی چیزیں جناب منظور موہل صاحب نے آپ کی خدمت میں پیش کر دی ہیں۔ جن میں انہوں نے آپ کی توجہ مبذول کروائی ہے کہ اس ڈیمانڈ میں کس قسم کی چیزیں شامل کی گئی ہیں کہ اگر ہم ان چیزوں کو نکال دیں اور پیسے کو بچانے کی کوشش کی جائے تو یہ پیسے کسی اور موزوں کام کے لیے خرچ کیے جا سکتے ہیں۔ میں ان کی نشان دہی کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ پیرا نمبر ۲ میں ڈیمانڈ نمبر ۷ صفحہ ۱۳ پر انہوں نے فرمایا ہے کہ۔

Creation of Forestry Wing in the Irrigation and Power Department

جناب والا، ایوان کی خدمت میں عرض ہے، اس کو بھی معلوم ہے اور یہ بجٹ بنانے والوں کو بھی معلوم ہے کہ ہمارے پاس پہلے ہی محکمہ جنگلات موجود ہے اور اس طرح ڈیمانڈ نمبر ۴ میں بھی تقریباً ۴ کروڑ روپے FORESTRY کو ترقی دینے کے لئے دیا گیا ہے۔ اور اس میں بھی فارسٹری CREATION کے لیے بیش بہا رقم جو کہ ۲۹ لاکھ ۵۰ ہزار روپے ہے، کو مختص

کرانے کے لیے کہا گیا ہے۔

جناب سپیکر: سردار نصر اللہ خان دریشک پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

سردار نصر اللہ خان دریشک: جناب سپیکر۔، میرے فاضل بھائی غیر متعلقہ گفتگو کر رہے ہیں۔ انہیں اپنے آپ کو اسی کٹوتی کی تحریک میں ہی محدود کرنا چاہیے۔ وہ فارسٹری کا ذکر کر رہے ہیں۔ کٹوتی کی تحریک تو کینال ٹیوب ویل اور کینال واٹر کے بارے میں انہوں نے دی ہے۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب، یہ درست بات ہے کہ آپ اپنے آپ کو اپنی کٹوتی کی تحریک میں ہی محدود کریں۔

خواجہ محمد یوسف: جناب والا، میں عرض کر رہا ہوں کہ اسی ڈیمانڈ پہ بہت سی چیزیں ایسی لکھی ہوئی ہیں جن میں انہوں نے انجنیئرنگ ڈیپارٹمنٹ کو بھی اریگیشن کے استعمال کرنے کے لئے معاون انجنیئر کی ملازمتوں کے لئے رکھا ہے۔ ان کی EMPLOYMENT کے لئے انہیں نئی ASSIGNMENT چاہیے۔ یہ چیز بجٹ میں پہلے ہی ہونی چاہیے۔ یہ چیز بجٹ میں پہلے ہی ہونی چاہیے تھی۔ اگر اس محکمہ کی ان نئی اسامیوں کی ضرورت کی تھی تو یہ ضمنی بجٹ کی بجائے اصل بجٹ ۱۹۸۸/۸۹ء میں دیا جانا چاہیے تھا یہ ایسے لگتا ہے کہ اس کا خیال بعد میں آیا ہے۔ آپ دیکھیے گا صفحہ نمبر ۱۴ پر

Grant-in-aid to Punjab Engineering

مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ پنجاب انجنیئرنگ اکیڈیمی کو دی گئی گرانٹ میں اریگیشن کا کونسا پوائنٹ انہوں نے شامل کیا ہوا ہے۔

Repair and maintenance of High Level Channel at Head Khanki.

یہ ایک جائز مطالعہ ہے۔ اور یہ رقم قلیل سی ہے یعنی ۹۳ ہزار روپے۔ تو اس لیے ہم نے اسی چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ کہیں تو سوزوکی جیپوں کی خریداری ہے اور کہیں پہ TUBE WELLS کی مرمت کا ذکر ہے۔ جناب والا، تقریباً چار سو ٹیوب ویلوں کی مرمت پر خرچ کرنے کے لیے تو کہا گیا ہے لیکن میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ کیا یہ چار سو ٹیوب ویل جناب وزیر خزانہ یا ان کے کسی اور ادارے نے دیکھے ہیں یا ان کے پاس کوئی تفصیل ایسی موجود

ہے۔ جن میں ان کو معلوم ہو کہ وہ کونسے ٹیوب ویل ہیں جن کی مرمت کے لیے ان کو بیس کروڑ روپے کی ضرورت ہے۔ یہ ساری چیزیں آپ کے سامنے ہوتے ہوئے ہم نے یہ ٹوکن کٹ پیش کی ہے اور جیسا کہ پنجاب کے قارون خزانہ کو لوٹتے رہے اور برتتے رہے اور یہی وجہ ہے کہ ان کا پہلا بجٹ سارے کا سارا ختم ہو گیا اور انہوں نے ضمنی بجٹ کے طور پر پیش کرتے ہوئے یہ درخواست کی ہے کہ یہ ھاؤس ان کو اور رقوم فراہم کرے۔ تو یہ ساری چیزیں مد نظر رکھتے ہوئے آپ کے سامنے یہ بھی عرض کروں گا کہ انہوں نے DEMANDS کی ہے وہ ۱۵ کروڑ روپے کی ہے اور ان کے پاس پہلے ہی مجوزہ ۵ کروڑ روپے کی ایس رقم ہے جو کہ انہوں نے فرمایا ہے یہ SAVING میں ہے، میں سمجھتا ہوں کہ وہ سیونگ میں نہیں اس طرح وہ بھی پہلے اندازے لگا دی گئی تھی اور جو بچ گئی وہ پڑی رہی۔ کیا اس کیلئے بھی منظوری لینا اس ھاؤس سے ضروری ہے یا خود بخود ان کے پاس اس کی منظوری سمجھی جائے گی۔ اس کے ساتھ میں اپنی مصروفیات ختم کرتا ہوں۔ شکریہ!

جناب سپیکر: جناب فضل حسین راہی۔

جناب فضل حسین راہی: شکریہ جناب والا! جب اس ھاؤس میں ۱۹۸۷/۸۸ء کا بجٹ پیش کیا گیا تھا اگر ہم اس کی بجٹ تقریر کو دیکھیں تو جناب وزیر خزانہ نے اس وقت یہ کہا تھا کہ یہ بجٹ پاس ہو جائے گا تو اس کے بعد ہم کوشش کریں گے کہ ضمنی بجٹ یا اس قسم کے بجٹ دوبارہ پیش نہ کریں۔ لیکن جناب سپیکر، محکموں کو یہ فضول خرچی کی عادت ہے۔ اس پر کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ پہلے سے ان کو handsome emounts دی گئیں تھیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے یہ ڈیمانڈ پیش کر کے مزید پیسے حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ جناب والا ضرورت اس امر کی ہے کہ پہلے سے مختص بجٹ کو چیک کیا جائے کہ وہ درست سمت میں خرچ ہوئے ہیں یا نہیں۔ جناب والا اب معاملہ یہ ہے کہ ہم یہاں یہ دیکھ رہے ہیں کہ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے اندر جو مستحقین کو پانی کی ضرورت ہے وہ ایسے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کے پاس کوئی سفارش نہیں ہوتی، وہ لوگ پانی کے حصول کیلئے ذلیل ہوتے رہتے ہیں۔ جناب والا یہ محکمانہ غفلت ان لوگوں کو قتل کرنے پر مجبور کر دیتی ہے آئے دن یہ دیکھتے ہیں پانی کے جھگڑے پر فساد ہوا۔ پانی کے حصول لیکئے جھگڑتے ہوئے اور ان میں انسان قتل ہو جاتے ہیں۔ جناب والا ان میں غفلت ان کی ہوتی ہے جو

APPLICANTS کو اس وقت ٹھیک نہیں کرتے۔ اس وقت DEAL نہیں کرتے جب ان کو DEAL کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جناب والا اس کی وجہ یہ ہے کہ محکموں میں بڑے بڑے لوگوں کی بڑے بڑے خاندانوں کی اجارہ داریاں ہیں آفیسرز بڑے بڑے لوگوں کا کہنا مانتے ہیں اور ان کیلئے سارا کچھ ان کے گھروں میں منتقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ایک عام آدمی ایک چھوٹا کسان ان کی پالیسی سے استفادہ کرنے میں ناکام رہتا ہے جناب والا ان کے محکمے کی غفلت کی وجہ سے ہماری زمینیں سیم اور تھور کا شکار ہو رہی ہیں۔ جناب والا اس جدید دور کا تقاضا یہ ہے کہ ان ہم جدید سائنس طریقوں سے ان کو بڑھائیں لیکن یہاں پر صورتحال ہے۔ یہاں پیداوار کو بڑھانے کی بجائے ان زمینوں کی بحالی پر بھی توجہ نہیں دی جاتی، جو زمینیں بحال ہو سکی ہیں جہاں پر سیم و تھور ختم ہو سکتی ہے۔

وزیر آبپاشی (سردار نصراللہ خان دریشک) جناب والا میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنے مطالبہ زر کے بارے میں فرمائیں۔ LAND RECLAMATION اور سیم و تھور کا اس میں کوئی ذکر نہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا آپ ذرا ان سے پوچھیں کہ اس میں ٹیوب ویل کا ذکر ہے تو اس کا سیم و تھور کے خاتمے سے بھی تعلق ہے، اس کا آپ کے نہانے سے تعلق نہیں، آپ ٹیوب ویل کے نیچے بیٹھ کر نہائیں گے نہیں، یہاں اس کو سیم و تھور کو ختم کرنے کیلئے استعمال کریں گے، آپ ٹیوب ویل لگانا چاہتے ہیں، اور آپ پیسے مانگ رہے ہیں ٹیوب ویل لگانے کیلئے اور جناب والا یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ یہ لوگ ان مسائل کو ختم ہی نہیں کرنا چاہتے، ان کو اگر ختم کرنا چاہتے ہو تو یہ سنیں تو سہی۔ ان کا پتہ تو چلے، یہ بات ان کے محکمے سے متعلق ہے سیم و تھور کا خاتمہ کرنا، یہ معزز وزیر جو مجھ پر اعتراض کرتے ہیں یہ ان کی ذمہ داری ہے۔ اور مشکل یہ ہے کہ اس کا احساس دلانے کیلئے ہمیں میدان میں آنا پڑتا ہے، ان کو اپنے طور پر اس چیز کا احساس نہیں ہوتا اور ہم اس دن کا انتظار کریں گے جب ان کو اپنے طور اس بات کا احساس ہو گا یا پھر ہم احساس دلانے کے دوسرے طریقے بھی اختیار کریں گے۔ آپ کی زمینیں تو شروع ہی سے سیراب ہیں میں ان کی بات کر رہا ہوں کہ ان کی پہنچ نہیں، آپ تک بھی ان کی پہنچ نہیں۔ جناب والا اب ضرورت اس امر کی ہے کہ محکمہ ڈیمانڈ کرے اور ہم ان کی ڈیمانڈز پوری کریں، ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم محکمہ کے اخراجات کا آڈٹ کریں اور ان کو

دیکھیں کہ ان کے اخراجات درست بھی ہیں یا نہیں ۔ جناب والا میں سمجھتا ہوں کہ یہ انصاف نہیں کہ محکمہ عوام کی بحالی کرنیکی بجائے تبادلے کرنے میں مصروف رہے، ترقیاں دینے میں مصروف رہے اور لوگوں کی ترقیاں روکنے میں مصروف رہے اور لوگوں کو سزا دینے کیلئے افسران کام کریں۔ جناب والا اب repair and maintenance کے نام پر میں سمجھتا ہوں کہ اس محکمے کے اندر جتنے گھپلے ہو رہے ہیں وہ کسی دوسرے محکمے میں نہیں ہوں گے، فرضی کھدائیوں کے جعلی بل پیش ہوتے ہیں اور وہ پاس ہوتے ہیں ، جناب والا عوام کی رقومات کو ایک ایسے مخصوص طریقے سے اپنے لوگوں کی جیبوں میں ، اپنے دوستوں کی جیبوں میں منتقل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جو جعلی طریقے ہوتے ہیں ، جس طرح جناب والا ہم نے دیکھا کہ اس محکمے کے اندر بغیر ٹینڈر کے نرخوں کے اعلانات ہوتے ہیں ، بغیر ٹینڈر کے ٹھیکے ملتے ہیں اور دوسرے محکموں کی طرح جس طرح ابھی کل یہاں ریڈ کو ذکر ہو رہا تھا کہ ریڈ کو کوانتے ٹھیکے ملے ہیں ، اس کی وجہ پارٹنر شپ ہوتی ہے تو یہاں بھی ایسے سلسلے چلتے ہیں ۔ جناب والا اب ضرورت اس امر کی ہے کہ غریب لوگوں پر توجہ دی جائے طاقت ور لوگوں کو یہ حق نہ دیا جائے کہ وہ غریبوں کی زمینوں کو خشک رکھیں ، ان کی فصلوں کو خشک رکھیں یا غریب لوگ جو چھوٹے موٹے باغ لگاتے ہیں ان کا پانی روکیں اور ان کے باغوں کو خشک کریں۔ جناب والا ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ کوشش کریں اور حکومت کوشش کرے کہ پہلے اخراجات توجہ دے کہ وہ کہاں خرچ ہوئے ہیں ان کو دیکھنے کی ضرورت ہے اور پھر جناب والا اس کا فائدہ عام آدمی تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔ میں اس کے ساتھ ہی اپنی معروضات ختم کرتا ہوں۔

چوہدری غلام سرور خان : جناب والا میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ پوچھنا چاہوں گا اور آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ۱۳ مطالبات زر پر کٹ موشنوں میں ہر کٹ موشن پر تین تین چار سپیکر ہیں اور چار چار محرک ہیں اور ان میں کافی لوگ اپنی جنرل DISCUSSION میں بھی بحث کر چکے ہیں ۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ایک ایک محرک کو جو پہلے نمبر پر ہے آپ اسے بولنے کی اجازت دیں تاکہ باقی کٹ موشنز بھی زیر بحث آجائیں۔

جناب سپیکر: یہ کٹ موشنز حزب اختلاف کی طرف سے ہیں اگر آپ یہ فیصلہ کریں اور آپ میں سے کوئی ایک صاحب بولنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

چوہدری غلام سرور خان: جناب والا ہاوس میں ہمارے قائد حزب اختلاف موجود نہیں اس لئے میں نے یہ استدعا آپ سے کی ہے۔ آپ ہاوس کے محافظ ہیں آپ نے ہم لوگوں کا بھی خیال رکھنا ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آپ توجہ فرمائے۔ چوہدری غلام سرور خان صاحب نے point of order کی صورت میں یہ تجویز پیش کی ہے، اس میں جو صاحبان کٹ موشنز MOVE کرتے ہیں رولز کے مطابق ان سب کو اس پر اظہار خیال کا حق دینا ضروری ہے لیکن اگر آپ اتفاق رائے سے مجھے یہ کہیں کہ اس پر صرف ایک محرک جو پہلے نمبر پر ہیں وہ اس پر اظہار خیال کریں اور باقی صاحبان نہ کریں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا میرے فاضل رکن کی اصل میں بات یہ تھی کہ کل جیسے عام بحث میں آپ نے صرف دو دن مخصوص کئے۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں اصل بات کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا میں اسی کی طرف آرہا ہوں۔

آپ ذرا تھوڑا سا تحمل سے سن تو لیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ کوئی MANDATORY نہیں کہ بجٹ کیلئے صرف دو دن ہی مخصوص کئے جائیں۔ ان کا صرف مسئلہ یہ ہے کہ پھر آپ یہ فرما دیں گے کہ کٹ موشنز پر چونکہ سپیکر بہت ہیں اور ہر آدمی اپنے علاقے کی نمائندگی کرنا چاہتا ہے اور اسکی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنا اظہار خیال کر سکے۔ میری یہ گزارش ہے یا شام کی نشست بھی رکھ دیں جیسے ہر کٹ موشن پر چار چار سپیکرز ہیں ان کو اپنی بات کرنے کا موقع مل سکے۔

جناب سپیکر: آپ چودھدری غلام سرور صاحب کی بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ ایک محرک کو بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

سید ناظم حسین شاہ: یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ اس قسم کا ماحول پیدا کریں کہ جو بھی ممبر بولنا چاہے اسکو بولنے کا موقع ملنا چاہے۔ یہ نہ ہو کہ باری آتی ہے تو ہمیں موقع فراہم نہ کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ضمنی بجٹ پر ایک سازش تھی کہ آپوزیشن کے ممبر کو اور جو دوسرے حضرات بھی ہیں چاہے۔ وہ سرکاری بنچوں سے تعلق رکھتے ہوں اگر وہ بولنا چاہیں ان کو نہ بولنے دیا جائے۔ میں یہ گزارش کروں گا اس قسم کی سازش نہ کی

جائے بلکہ ہر ممبر کو بولنے کا موقع فراہم کیا جائے۔

جناب سپیکر: کل شام کو عام بحث کے دوران کورم نہ ہونے کی نشاندہی کس نے کی تھی؟

سید ناظم حسین شاہ: میں نے کی تھی۔

جناب سپیکر: آپ نے کی تھی۔

سید ناظم حسین شاہ: بالکل جناب والا کورم کا رکھنا حزب اقتدار کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ بات نہیں کرنا چاہتے تھے اس لئے آپ نے پوائنٹ آؤٹ کیا۔

سید ناظم حسین شاہ: بالکل بات کرنا چاہتا تھا مگر کن کے سامنے۔ ڈیسکوں کے سامنے بات کرتا۔ جب یہاں پر لوگ موجود نہیں تھے جن کو ہم اپنی معروضات پیش کرنا چاہتے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں وہ بہت زیادہ مصروف ہیں مگر ان کو اپنی مصروفیات میں سے وقت نکالنا چاہئے تاکہ ہم معروضات ان کے گوش گزار کر سکیں۔ آپ کو پتہ ہے کہ کل شام کو کتنے ممبر تھے۔؟

چودھری محمد اعظم چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر خان غلام سرور صاحب نے بڑی اچھی تجویز پیش کی ہے۔ اتفاق سے جناب قائد حزب اختلاف اور ڈپٹی لیڈر بھی یہاں موجود نہیں۔ تیسرے لیڈر جوان کے سیکرٹری ہیں وہ یہاں موجود ہیں اس سے قبل بھی جناب نے اپنے کمرے میں قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف

کو دعوت دی تھی اور یہ روایت بھی رہی کہ کٹ موشنز کے بارے میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار کا اتفاق رائے ہو جایا کرتا تھا اور ہوتا رہا ہے اور ہم نے دعوت بھی دی تھی شاید وہ مصروفیت کی بنا پر غور نہیں کر سکے۔ بجائے اسکے کہ زیادہ وقت لیا جائے میری اسکے متعلق یہ رائے حزب اختلاف کے سیکرٹری جو تیسرے عہدے دار ہیں ان سے یہ رائے طلب فرمائی جائے کہ آیا وہ اس بات سے اتفاق کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: شکریہ چیمہ صاحب۔ میاں منظور احمد موہل صاحب آپکی اس بارے میں حتمی رائے کیا ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا میں صرف اپنا نام ڈیمانڈ نمبر ۱۰ پہ رکھتا ہوں باقی تمام ڈیمانڈ سے اپنا نام واپس لیتا ہوں۔ باقی جنہوں نے بولنا ہے وہ بول لیں۔ ڈیمانڈ نمبر ۸ اور ۹ پر بھی میرا نام تھا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس میں یہ ہوگا کہ نمبر دو کٹ موشن کو پیش کریں گے۔

میاں منظور احمد موہل: میں کٹ موشن پیش نہیں کروں گا۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: Agreeing with my friend Mr. Ghulam Sarwar, I will not move my cut motion on Demand No. 21. Nawabzada Ghazanfar Ali Gul will speak on it. I will speak on Demand No. 24.

جناب سپیکر: وزیر خزانہ اس پہ کچھ فرمانا چاہیں گے ؟

وزیر خزانہ: جناب والا پوائنٹ آف آرڈر پہ میں کچھ عرض کروں گا کہ میرے عزیز فاضل رکن سردار سکندر حیات بار بار انگریزی میں تقریر کرتے ہیں لیکن آپکی اجازت لینے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: یہ درست بات ہے۔ سردار صاحب اگر آپ اردو کے علاوہ کسی زبان میں بات کرنا چاہتے ہیں تو آپکو چیئر سے اجازت لینا ہوگی۔

سید ناظم حسین شاہ۔ منسٹر صاحب خود بھی انگریزی سکول کے پڑھے ہوئے ہیں۔ اور ان کے بچے اس وقت بھی انگریزی سکول میں پڑھ رہے ہیں۔ ان کو انگریزی پر اعتراض نہیں بلکہ ان کو صرف حزب مخالف سے جو ادھر سے بات ہو اس پر اعتراض ہے۔

جناب سپیکر۔ وزیر خزانہ صاحب اس کٹ موشن پر کچھ کہنا چاہیں گے۔ باقی تقریریں ہو چکی ہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی۔ جناب والا میرے محترم آپوزیشن کے بھائیوں نے اس کٹ موشن پر تقریر فرماتے ہوئے اپنے خیالات کے اظہار کے دوران فرمایا کہ اس کے لئے رقم فضول خرچی اور ناجائز اخراجات کے لئے رکھی گئی ہے۔

جناب والا اس میں زیادہ تر رقم وہ رکھی گئی ہے جو فیول ایڈجسمنٹ چارجز اور واپڈا کے ٹیرف چارجز کے لئے رکھی گئی ہے کیونکہ مرکزی حکومت کا محکمہ واپڈا ہر مہینے Fuel Adjustment Charges تبدیل کرتا رہتا ہے اس وجہ سے حکومت پنجاب کے محکمہ ایریگیشن کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اس سال کے دوران ہر مہینے میں کتنی فیول ایڈجسٹمنٹ چارجز تھے اور دوسرے جنرل ٹیرف میں کتنا اضافہ کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جتنی رقم رکھی گئی ہے اس کا ۹۵ فیصد واپڈا کو بجلی کا خرچ دینا ہوتا ہے اور فیول ایڈجسٹمنٹ کرنی ہوتی ہے

یہ اس کیلئے صرف ہوتا ہے۔

جناب والا پنجاب میں ہمارا جو محکمہ آبپاشی ہے وہ خود بڑا وسیع محکمہ ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا آبپاشی کا نظام پاکستان میں ہے اور اسی طریقے سے ۹ ہزار ۳ سو ٹیوب ویل ہمارے محکمے کے زیر نگرانی کام کر رہے ہیں۔ اور وہ ٹیوب ویل ۱۴ سے لیکر ۲۶ سال تک پرانے ہیں۔ ان کی مرمت پر خصوصی توجہ دینی پڑتی ہے۔ جناب والا مجھے اس معزز ایوان میں گزارش کر کے خوشی محسوس ہوتی ہے ان ٹیوب ویلوں میں سے ۹۵ فیصد ٹیوب ویل کام کر رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ یہ ۹ ہزار ۳ سو ٹیوب ویل ضمنی بجٹ میں لگائے تھے یہ ۸۸-۱۹۸۷ء کے بجٹ میں لگائے ہیں۔ دیکھ بھال کی آڑ میں تو پیسے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب وزیر آبپاشی کو اپنی بات مکمل کرنے دیجئے۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی۔ جناب والا اسکے علاوہ جناب وزیر اعظم پاکستان کے احکامات کے نتیجے میں بے روزگار انجینئروں کو ملازمت دینے کیلئے کچھ فنڈ رکھے گئے تھے۔ تقریباً ۸۰ انجینئرز کو ملازمت دی گئی۔ اسی طریقے سے اکیڈمی میں تربیت حاصل کرنے والے کچھ انجینئروں کو ہم پہلے وظیفہ دیتے ہیں۔ ملازمت کے دوران بھی ان کو ٹریننگ دیتے ہیں۔ اسی طریقے سے جو بھی اخراجات ہوئے ہیں یہ بالکل صحیح اخراجات ہیں۔ میں اپنے فاضل اراکین کو یقین دلاتا ہوں انشاء اللہ العزیز ہم اس پر کڑی نگرانی کریں گے اور ایک پیسہ بھی فضول خرچ نہیں ہونے دیں گے اور میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ اگر کوئی اس قسم کی کوئی چیز ان کے نوٹس میں آتی ہے وہ اسکی نشان دہی کریں اس کا سختی سے نوٹس لیا جائیگا۔ شکریہ

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ۱۹۸۶ء میں جو انجینئرز بھرتی کئے ہیں ان کو تو انہوں نے مستقل نہیں کیا لیکن ۱۹۸۸ء میں جو بھرتی کئے ہیں ان کو مستقل کر دیا۔ یہ کون سی خدمت ہے۔ یہ کس کے حکم کے تحت ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر۔ وقفہ سوالات میں یہ سوال کریں۔

جناب فضل حسین راہی۔ یہ وقفہ سوالات کیلئے نہیں وزیر آبپاشی غلط بیان دے رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ وزیر اعظم پاکستان محمد خان جونیجو کے حکم کے تحت کیا ہے تو کیا لیکن ۱۹۸۶ء میں جو آپ نے بھرتی کئے ہیں ان کو آپ مستقل کیوں نہیں کرتے۔ آپ ان کو وہ نوکریاں کیوں نہیں دیتے جو آپ ۱۹۸۸ء میں بھرتی کرتے ہیں۔

جناب محمد لطیف مغل: جناب والا، انہوں نے جو تحریک پیش کی ہے، اس پر یہ تینوں حضرات بول چکے ہیں۔ کیا انہیں دوبارہ بھی بار بار بولنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر: یہ جس انداز میں بات ہو رہی ہے۔ اس کی اجازت نہیں۔

جناب محمد لطیف مغل: یہاں موہل صاحب نے بھی بات کی ہے۔ انہوں نے پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کی حکومت کو ملانے کی بات کی ہے۔ حالانکہ میں نہیں سمجھتا کہ غلط بیانی کی ہو، انہوں نے مصلحت پسندی سے کام لیا ہے۔ جتنے دن سے اسمبلی آ رہی ہے، انہوں نے بار بار اس اسمبلی پر تنقید کی ہے اور اس حکومت پر تنقید کی ہے۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے موہل صاحب نے اپنی حکومت پیپلز پارٹی کے دور میں صرف ایک دن تنقید کی تھی تو ان پر اس قدر ناجائز اور ناقابل بیان جھوٹا پرچہ بنایا گیا تھا اور ان کے ورثاء کو اور ان کو سزا دی گئی تھی کہ انہوں نے اس حکومت کی توہین کی ہے۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں مجھے افسوس ہے۔ میں ان کے پوائنٹ آف آرڈر کو مسترد کر چکا ہوں، آپ کو بولنے کی ضرورت نہیں۔

میاں منظور احمد موہل: مجھے ذاتی وضاحت کا حق ہے۔

جناب سپیکر: ذاتی وضاحت پر آپ بات کر سکتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا، انہوں نے جو فرمایا ہے، پیپلز پارٹی کے اس دور میں مجھ پر کوئی ایسی زیادتی یا ظلم والی بات نہ ہوئی تھی۔ وہ تو اصول کی بات تھی اور میں نے حزب اختلاف میں صحیح کردار ادا کیا تھا۔ کوئی ایسی بات نہیں تھی۔ اب بھی اگر کوئی ایسی صورت حال ہوئی تو مخالفت کرنے والا میں پہلا آدمی ہوں گا۔ میں صحیح بات کروں گا اور ان کی بات غلط ہے۔

جناب محمد لطیف مغل: جناب سپیکر، میں یہی کہتا ہوں کہ موہل صاحب نے اس وقت بھی حق کی بات کی تھی اور اس وقت بھی اگر وہ حق کی بات کر رہے ہیں تو یہ حکومت ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر رہی۔ اس وقت انہوں نے اتنے دن بات نہیں کی تھی۔ ایک دفعہ ہی حکومت کے خلاف بولے تھے اور ان پر ایسے پرچے بنائے گئے تھے کہ جو اس ایوان میں بیان کرنے کے قابل نہیں۔ وہ ناجائز اور جھوٹے پرچے تھے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر، میں آپ کی وساطت سے اپنے معزز رکن سے پوچھوں گا ہمیں

جواب دینے کا حق ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب، مجھے افسوس ہے۔ یہ آپ کے بارے میں بات نہیں۔ شاہ صاحب، آپ کس بارے میں بات کر رہے ہیں؟

خواجہ محمد یوسف: جناب والا، انہوں نے اپنی اس ڈیمانڈ میں لکھا ہوا ہے کہ پانچ کروڑ کچھ لاکھ روپیہ پہلے ہمارے پاس بچت ہے۔ ابھی جو منظوری دی جائے گی وہ بیس کروڑ روپے کی دی جائے گی یا پندرہ کروڑ روپے کی دی جائے گی؟

جناب سپیکر: جو ڈیمانڈ میں ہے، اس کے مطابق منظوری ہو گی۔

خواجہ محمد یوسف: وہ پہلے کے پانچ کروڑ روپے جو بچت میں ہیں، وہ خود بخود ہی اختیارات میں آ جائیں گے؟ میں نے یہی فیصلہ پوچھنے کے لیے جناب سے عرض کیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ ۱۵ کروڑ ۷۱ لاکھ ۵۸ ہزار روپے کی ڈیمانڈ ہے۔ اب سوال یہ ہے:۔

"کہ ۱۵ کروڑ ۷۱ لاکھ ۵۸ ہزار ایک سو دس روپے کی کل رقم بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی میں ۱۰۰ روپے کی کمی کر دی جائے۔

یہ کٹوتی کی تحریک ہے۔ اب اس پر رائے شماری ہو گی۔ جو اس کٹوتی کی تحریک کے حق میں ہیں، وہ ہاں کہیں۔ ("ہاں" کی آوازیں)

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر، اکثریت کی طرف سے "ہاں" ہو چکی ہے۔

(قطع کلامیاں شور)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز آرڈر پلیز۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا، یہ اکثریت کی آواز ہے۔ یہ ضمیر بولا ہے۔ بے ساختہ بولا ہے۔ یہ منظور ہو گئی ہے۔ سب نے ہاں کہا ہے۔ یہ ضمیر کی آواز ہے۔ یہ صحیح نمائندگی کی گئی ہے۔ ہاں ہو گئی ہے اور ہم نے قبول کر لی ہے (قطع کلامیاں شور)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز نواب زادہ صاحب، تشریف رکھیے۔ شاہ صاحب تشریف رکھیے۔ جو اس تحریک کے۔۔۔۔ (قطع کلامیاں شور)

آرڈر پلیز آرڈر پلیز تشریف رکھیے۔

جو کٹوتی کی اس تحریک کے مخالف ہیں۔۔۔۔

(قطع کلامیاں شور)

نوابزادہ غضنفر علی گل: سوال پہلے ہی پیش کیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہیں۔ مجھے پہلے "ہاں" کرنے والوں سے پوچھنا ہے اور اس کے بعد "نہ" کرنے والوں سے پوچھنا ہے۔ آپ ووٹنگ کے طریق کار کو جانتے ہیں، نوابزادہ صاحب خاص طور پر جانتے ہیں۔ میں نے اس کٹوتی کی تحریک پر پہلے "ہاں" کرنے والوں سے پوچھا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: وہ ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: اب مجھے "نہ" کرنے والوں سے پوچھنا ہے۔ اس کے بعد مجھے فیصلہ کرنا ہے کہ فیصلہ "نہ" والوں کے حق میں ہے یا "ہاں" والوں کے حق میں ہے۔

(قطع کلامیاں شور)

نوابزادہ غضنفر علی گل: ہاں ہو چکی ہے، اب آپ نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: یہ بات درست نہیں۔ (قطع کلامیاں)۔ رانا صاحب اس بارے میں آپ کچھ فرمانا چاہیں گے۔

رانا شوکت محمود: یہ اسمبلی کے اندر ایک واقعہ ہوا ہے جس پر اتنا شور و غل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اس ایوان کے سامنے سوال پیش کیا جس کا ایک جواب آیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جن لوگوں نے ہاں کی، ان لوگوں کا جواب ریکارڈ پر بھی ہے اور اس کی ٹیپ بھی موجود ہے۔ اگر آپ اس "ہاں" کو "نہ" میں بدلنا چاہیں گے تو ہم اس میں شامل نہیں ہوں گے۔ پھر ہم ایک علامتی واک آؤٹ ضرور کریں گے۔ (قطع کلامیاں ---- شور)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز آرڈر پلیز آپ تشریف رکھیں۔ صورت حال آپ کے سامنے ہے ووٹنگ کا طریق کار اختیار کیا جا رہا ہے، جو ڈیمانڈز پر ووٹنگ کا طریق کار ہے، وہی کٹ موشنز پر ووٹنگ کا طریق کار ہے۔ اور ڈیمانڈ پر جو طریق کار اختیار کیا گیا ہے وہ آپ کے سامنے ہے کہ ڈیمانڈز وزیر خزانہ پیش کرتے ہیں سپیکر اس کو دہراتا ہے اور اس پر سوال پیش کرتا ہے۔ اور پہلے ڈیمانڈ پیش کرنے والوں سے اور ڈیمانڈ کی مخالفت کرنے والوں سے پوچھتے ہیں کہ جو اس ڈیمانڈ کے حق میں ہیں وہ "ہاں" کہیں۔ "ہاں" کی آواز آتی ہے۔ پھر اس کے بعد کہا جاتا ہے کہ جو اس ڈیمانڈ کی مخالفت میں ہیں وہ "نہ" کہیں۔ پھر "نہ" کی آواز آتی ہے۔ پھر اس پر سپیکر اپنا فیصلہ دیتا

ہے کہ میرے خیال میں فیصلہ "ہاں" والوں کے حق میں ہے۔ اگر اس پر "نہ" والوں کی طرف سے اعتراض ہوتا ہے تو "نہ" والے اعتراض کر سکتے ہیں کہ جناب سپیکر، فیصلہ واضح نہیں ہے۔ اور ان کے خیال میں فیصلہ "نہ" والوں کے حق میں ہے (قطع کلامیاں) نوابزادہ صاحب، آپ سنیے۔ آپ چیئر کی بات میں مداخلت کر رہے ہیں۔ آپ سنیے۔ یہ بات آپ سب کی اطلاع کے لیے ہے۔ میں ووٹنگ کے طریق کار کے بارے میں وضاحت کر رہا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر، ہمیں تو اس کا پتا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ چیف منسٹر صاحب کو چاہیے کہ وہ انہیں پہلے ٹریننگ دیں۔ اب اس طریقے سے "ہاں" کو بڑے خوبصورت الفاظ کے ساتھ "نہ" میں بدلنا چاہتے ہیں۔ آپ prompt کر رہے ہیں کہ وہ اس ووٹنگ کا مطالبہ کریں۔ جناب والا، آپ سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی۔ آپ جج ہیں اور انصاف اندھا ہوتا ہے۔ آپ کو اس طریقے سے نہیں کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر: یہ بات بہت افسوسناک ہے آپ بات سنتے نہیں اور چیئر کو مداخلت کرتے ہیں وصی ظفر صاحب آپ میری بات مکمل ہونے دیں بات صرف اتنی ہے کہ آپ اس بات کو سیکھ جائیں۔ مخدوم صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ وصی ظفر صاحب بات صرف اتنی ہے کہ آپ اس بات کو سیکھ جائیں۔ جب ایوان سے سپیکر مخاطب ہو تو اس میں مداخلت نہ کی جائے۔ آپ ازراہ کرم اس بات کو ملحوظ خاطر رکھئے جب سپیکر آپ سے مخاطب ہو تو اس میں آپ مداخلت نہ کریں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر ہماری صرف اتنی سی عرض ہے کہ جناب سپیکر کسی معاملے میں فریق نہ بنیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ پھر مداخلت کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں) بیگم صاحبہ آپ بھی تشریف رکھئے۔ ڈاکٹر صاحب کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر شیلا بی چارلس: جناب سپیکر میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ معزز ممبران پوائنٹ آف آرڈر اور پوائنٹ آف انفارمیشن کے بغیر کھڑے ہو جاتے ہیں اور بات شروع کر دیتے ہیں جو قانون کے خلاف ہے ان کو بات کرنا ہے تو یہ پوائنٹ آف آرڈر یا پوائنٹ آف انفارمیشن پر بات کرنی چاہیے اور وہ بھی آپ سے اجازت لے کر کرنی چاہیے۔ یہ نہیں جیسے چاہیں کھڑے ہو کر بات

کریں۔

جناب سپیکر: دیکھئے آپ مجھے پہلے پوائنٹ آف آرڈر کو dispose of کر لینے دیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے کہ کسی پوائنٹ آف آرڈر کے بغیر اور پوائنٹ آف انفارمیشن کے بغیر جس معزز رکن کا جی چاہے وہ اس ہاؤس میں ایسے انداز میں بات کرنے کے مجاز نہیں اور میں سب معزز ممبران سے گزارش کروں گا آپ یہاں اپنے حق کا اختیار رکھتے ہیں۔ اور اس کا احساس رکھتے ہیں وہاں اس ایوان کے decorum کا بھی خیال رکھیں۔ اور میں ایوان میں جو ووٹنگ کے طریق کار کے بارے میں عرض کر رہا تھا کہ اس میں آپ کو پورا پورا حق ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں جس وقت ووٹنگ ہو رہی ہے ایک طرف سے ہاں میں جواب آتا ہے۔ ایک طرف سے نہ میں جواب آتا ہے۔ یہ سپیکر نے specific کرنا ہے کہ فیصلہ ہاں والوں کے حق میں ہے یا نہ والوں کے حق میں ہے۔ لیکن اس میں سپیکر کہے گا میرے خیال میں فیصلہ ہاں والوں کے حق میں ہے۔ یا فیصلہ نہ والوں کے حق میں ہے۔ اس پر اعتراض ہو سکتا ہے۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں۔ اور آپ یہ سمجھتے ہیں کہ سپیکر نے جو کہا ہے میرے خیال میں فیصلہ ہاں والوں کے حق میں ہے یا نہ والوں کے حق میں ہے تو آپ میں سے کوئی رکن بھی اعتراض کر سکتا ہے۔ کہ جناب سپیکر آپ جو کہہ رہے ہیں کہ فیصلہ ہاں والوں کے حق میں ہے ایسا نہیں فیصلہ نہ والوں کے حق میں ہے آپ میں سے کوئی بھی رکن چاہے وہ حکومتی پارٹی کا ہے یا حزب اختلاف کی طرف سے ہو یہ بات کہنے کا مجاز ہے۔ آپ کے اعتراض کے بعد سپیکر یہ کہے گا کہ آپ اپنی سیٹوں میں کھڑے ہو جائیں اور اس کے بعد گنتی ہو جائے گی۔ یہ مروجہ طریق کار ہے اور یہ رولز کی کتاب میں مروجہ طریق کار ہے جس کو آپ پڑھ سکتے ہیں اور جس کی میں نے آپ سب کی سہولت کے لئے تشریح کر دی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: حضور والا آپ کا خیال آپ کا خیال ہے۔ میر کا شعر تو میر کا شعر ہے حضور والا ایک سوال پیش کیا جاتا ہے آپ نے کہا کہ جو اس کے حق میں ہیں ہاں کہیں ایسا ہی ایک سوال کسی اور موقع پر پیش کیا جاتا ہے اگر اس نے دو گواہوں کے سامنے ہاں کہہ دیا تو اس کے فوراً بعد نہ نہیں کہہ سکتا۔ اتنے معزز ایوان کے سامنے اور لاؤڈ سپیکروں کی موجودگی میں جناب والا آپ نے سوال پیش کیا اور جن کو صبح سے ہاں کہنے کی عادت پڑ گئی وہ نہ کیسے کہہ سکتے ہیں۔ وہ تو خود کار ہو گئے ہیں اگر سعادت حسن منٹو والی بات کھول دو یہ تو روشندان کھول دینے والی بات ہے۔

یہ تو خود کار ہو گئے ہیں یہ تو سوتے میں بھی ہاں کہیں گے۔ انہوں نے جب ہاں کہہ ہی دیا تو آپ بھی مان لیں۔ اور اپنے خیال میں بھی اس کو "ہاں" سمجھ لیں۔ اور کبھی تو آپ کے خیال میں ہم آ جائیں۔

اوروں کی طرف پھول بھی پھینکے ہیں شر بھی
اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی

ہم بھی آپ کے خیال میں جگہ پا سکتے ہیں کہ نہیں۔

جناب سپیکر: آپ ضرور پا سکتے ہیں اور ہیں۔ میں رانا شوکت محمود صاحب کو کہوں گا کہ وہ پرانے پارلیمنٹرین ہیں۔ میں نے جو ووٹنگ کا طریق کار کے بارہ میں بات کی ہے کیا اس میں کوئی پیچیدگی ہے۔ میں رانا شوکت محمود صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں I would like him to assist me جو طریق کار میں نے بیان کیا ہے اس میں ان کو کوئی اعتراض ہے۔

رانا شوکت محمود: جناب سپیکر بات کچھ ایسی پیچیدگی کی نہیں۔ اصل بات یہ ہے ہم یہ کہنا چاہ رہے تھے۔ حزب اقتدار میں جو دوست اس وقت بیٹھے ہیں وہ مسئلے کو سمجھنے سے بھی عاری ہیں۔ ان کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ ہاں کہنا ہے یا نہ کہنا ہے۔ ہم تو ایک بات سکھانے کی کوشش کر رہے تھے کہ اس میں تعداد ضروری نہیں کہ ہمارے ۱۲۰ ہیں یا اس سے زیادہ ہیں بات یہ ہے کہ کوالٹی کیا ہے کوالٹی جناب یہ ہے۔ بغیر سوچے سمجھے وہ ہاں یا نہ کہے جا رہے ہیں جناب والا اس صوبے کے لئے بڑی بد قسمتی ہے ایک جماعت جو اپنے آپ کو کہے کہ ہم صوبے کے معاملات کو نبٹائیں گے اس کے ممبران اسمبلی ایک سوال کو سمجھنے سے بھی عاری ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا جو ڈپٹی لیڈر صاحب نے فرمایا اور جو اس سے پہلے گفتگو ہوئی بات یہ ہے کہ کئی باتیں آپ پر کہی جاتی ہیں اور اصولی طور پر جو ہم ۶/۵ روز سے یہ دیکھ رہے ہیں۔ اور پارلیمنٹرین کی جو صفات ہیں وہ بھی واضح ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا یہ چیمہ صاحب کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

جناب سپیکر: راہی صاحب مجھے پوائنٹ آف آرڈر سن لینے دیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر ہم بڑے صبر سے آپ کی باتیں سن رہے ہیں۔ میرا سوال بڑا سادہ سا تھا آپ ذرا تشریف رکھیں میں آپ کا پرانا واقف ہوں میں آپ کو بہت اچھی طرح

جانتا ہوں اور آپ مجھے بھی بہت اچھی طرح جانتے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ جناب سپیکر آپ نے سوال کیا تھا اگر کوئی Confusion تھا اصولی طور پر جب آپ سپیکر کی طرف سے کوئی دوسرا سوال کرنا تھا اس کا جواب ابھی چیئر کے سامنے آنا تھا۔ اس کے انتظار سے قبل انہوں نے اپنی عادت کے مطابق باتیں کرنا شروع کر دیں۔ لیکن ایک بات میں بڑے ادب سے آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ ذاتی حملوں سے گریز کیا جائے اور ممبران کی ذات کو جس طرح آپ لوگ اپنے استحقاق کے لئے ہر وقت سپیکر صاحب سے بات کرتے ہیں ممبران کو برابر سمجھا جائے اور یہ اصولی طور پر ہمارا حق ہے اور یہ تنقید کرنا آپ کا حق ہے لیکن صحتمند تنقید پر اللہ کے فضل سے صحتمند طریقے سے جواب دینے کے عادی ہیں اور آئندہ ہمیں توقع ہو گی کہ صحتمند بات کی جائے گی۔ اور ذاتی حملے نہ کئے جائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ چیمہ صاحب۔ اب آپ تشریف رکھیے۔ رانا صاحب! آپ فرما رہے تھے اور میں آپ سے پوچھنا چاہتا تھا کہ کیا ایک طرف سے ----

ایک معزز ممبر: جناب والا۔ اس پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ دے دیں۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر اگر بات نہ کی جائے----

رانا شوکت محمود: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اگر سرکاری بنچز میں سے کچھ لوگوں نے ہاں کر دی ہو کٹ موشن پر تو کیا اس کو فیصلہ سمجھا جائے؟ (قطع کلامیاں) میں رانا شوکت محمود سے پوچھ رہا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

ڈاکٹر شیلا بی چارلس: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر شیلا بی چارلس: جناب والا۔ میں تو یہ کہوں گی کہ جو طریق کار آپ نے اختیار کیا ہے وہ قانون کے مطابق ہے۔ پہلے آپ ہاں والوں سے پتا کرتے ہیں کہ کون ان کے حق میں ہے اس کے بعد آپ نہ والوں کی رائے لیتے ہیں۔ اس کے بعد جب آپ دونوں کی آراء لیتے ہیں تو پھر آپ اپنا فیصلہ دیتے ہیں۔ طریق کار یہ ہے۔ لیکن ہوا یہ ہے کہ ابھی آپ نے ہاں والوں سے پوچھا ہے لیکن نہ والوں نے آپ کو ابھی کوئی جواب نہیں دیا۔ اور اسی پر بحث کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی وہی بات کر رہے ہیں۔

جناب محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف انفارمیشن۔

جناب سپیکر: جناب وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف انفارمیشن پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ یہ ٹائم آپ کی کٹ موشنز کا ہے۔ اور اس پر آپ نے تقاریر کرنی ہیں۔ آپ خود تقاریر نہیں کرنا چاہتے۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا۔ صرف آدھے منٹ کی بات ہے۔ اس میں میری گزارش یہ ہے کہ جناب سپیکر کی کرسی پر تشریف فرما ہیں۔ جناب نے دیکھا کہ یہ کٹ موشن اپوزیشن کی طرف سے پیش ہوئی اور سرکاری بنچز نے وزیر موصوف اور وزیر اعلیٰ کی موجودگی میں اس کو accept کر لیا۔ اب آپ اسے کسطرح آگے بڑھانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: رولز کے مطابق۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا۔ یہ رولز کی آپ خلاف ورزی کر رہے ہیں جناب والا۔ یہ رولز کی خلاف ورزی ہے۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب! یہ آپ کہنے سے پہلے تھوڑا سا سوچا کیجئے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! اس کو ختم کیا جائے۔ جناب والا! آپ نے put کر دیا اور آپ کو ہاں کی آوازیں آ گئیں۔ اب آپ نے نہ کے لئے put کرنا ہے۔ اور نہ کی آوازیں آئیں گی۔ اس کے بعد آپ کو فیصلہ کرنا ہے۔

جناب سپیکر: جی یہی بات ہے۔ سیدھی سی بات ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! آپ اس کو ایسے کریں کہ آپ نے put کر دیا ان کی طرف سے ہاں میں آوازیں آ گئیں ہماری تحریک کے حق میں۔ اب آپ کو نہ کی آواز سننی ہے لیکن آپ ایسے کریں منسٹر انچارج نے چونکہ ہماری کٹ موشن پر ہاں کی ہے تسلیم کیا ہے اس کو ریکارڈ پر لے آئیں اور نہ کی آوازیں طلب کر لیں۔ جس کی آواز آپکو زیادہ آتی ہے اس پر فیصلہ دے دیں۔

جناب سپیکر: یہی میں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی: یہ بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن رانا صاحب اس سے پہلے کچھ کہیں گے۔

جناب سپیکر۔ جی رانا صاحب کو میں کہنے کی اجازت دیتا ہوں۔

رانا شوکت محمود۔ جناب والا۔ اس وقت ایوان میں صورتحال کی بنا پر سرکاری بنچز کی طرف سے سوال کو سمجھا نہیں گیا اور انہوں نے ہاں کر دی۔ تو یہ غلطی ہوئی ہے۔ اور غالباً سارے دوست اس جانب بیٹھے ہوئے تسلیم بھی کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں) جب وہ تسلیم کر رہے ہیں لہذا ہم اس بات کو درگزر کرتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ شکریہ۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات ختم ہو گئی ہے۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔

ایک معزز ممبر۔ جناب والا۔ جب ایک آدمی ایک دفعہ اپنی رائے دے دیتا ہے، تو کیا اسی پوائنٹ پر پھر دوبارہ اسے رائے دینے کا حق ہے؟ یا اگر وہ پہلے ہاں کہتا ہے اور بعد میں نہ کہتا ہے تو اس کے بارے آپ کی کیا رولنگ ہے؟

جناب سپیکر۔ اس میں ووٹنگ کی جو بات DETERMINE ہوتی ہے اس کی میں نے پہلے تشریح کر دی ہے اور اس پر ووٹنگ کا ایک اور مرحلہ بھی ہے کہ اگر کھڑے ہونے کے لئے سپیکر کہے کہ آپ اپنی نشستوں میں کھڑے ہو جائیں اور کھڑے ہونے کے بعد "ہاں" والوں کی گنتی ہو اور اس کے بعد پھر نہ والوں کو کھڑا ہونے کے لئے کہے اور ان کی گنتی ہو تو اس کے بعد بھی اعتراض کیا جا سکتا ہے۔ یعنی یہ ووٹنگ ایسی چیز نہیں (قطع کلامی) رانا صاحب! please do not interrupt آپ تو بات کو سمجھیں۔ یہ ووٹنگ اتنی آسان نہیں کہ کوئی ایک دفعہ کہہ دے غلط سے یا سہواً کہہ دے ہاں تو اس کو ہاں سمجھ لیا جائے۔ اس پر ڈویژن کا مطالبہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ کھڑے ہونے کے بعد بھی آپ اعتراض کر سکتے ہیں کہ جناب یہ فیصلہ ٹھیک نہیں۔ ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ ہم ڈویژن کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور اس پر پھر ڈویژن کا طریقہ کار ہے جو آپ نہیں سمجھتے۔ سمجھیئے۔ میں آپ کے لئے عرض کر رہا ہوں کہ DIVISION کے مطالبہ کیا جا سکتا ہے اور اس میں ہاں والوں کو بھی LOBIES میں جانے کے لئے کہا جائے گا اور نہ والوں کو بھی لابیز میں جانے کے لئے کہا جائے گا اور وہاں ایک ایک ممبر کا نام لکھا جائے گا اور اس کے آگے اس کی ہاں یا نہ لکھی جائے گی اور اس کے بعد پھر فیصلہ کا اعلان کیا جائے گا تو یہ فیصلے ایسے نہیں کہ یونہی عارضی سی "ہاں" کہہ دی تو اس پر فیصلہ ہو گیا۔ نہ کہہ دی تو اس پر فیصلہ ہو گیا۔ تو صاحبان اس پر بات ختم ہو گئی اور اب بات

کو آگے بڑھائیں سردار صاحب! آپ اجازت دیں۔

سردار امجد حمید خان دستی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر۔ سردار صاحب! کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

سردار امجد حمید خان دستی۔ جی ہاں۔

جناب سپیکر۔ حضور فرمائیے۔

سردار امجد حمید خان دستی۔ جناب والا۔ گزارش یہ ہے کہ جناب معزز ڈپٹی لیڈر صاحب نے ابھی فرمایا تھا کہ یہ غلط فہمی کی وجہ سے ہوا ہے نیت یہ نہ تھی۔ کہ "ہاں" کہیں اور اس لئے ہم درگزر کرتے ہیں۔ یہ انہوں نے گلہ دیا کہ ہم سوئے رہتے ہیں سمجھتے نہیں لیکن ہماری نیت ٹھیک ہے۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ جو بات لیڈر کرے اس کی ماننی چاہیے۔ یہ کیسی مجلس ہے یہ کیسی اپوزیشن پارٹی ہے کہ ڈپٹی لیڈر نے ایک فیصلہ کر دیا کہ نیت ان کی یہ نہیں تھی۔ وہ نہیں مان رہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ڈپٹی لیڈر کی یہ بات غلط ہے۔ پھر یہ اس پر ڈویژن کرانا چاہتے ہیں۔ اگر یہ ڈویژن کرانا چاہتے ہیں تو یہ اپنے ڈپٹی لیڈر سے اتفاق نہیں کرتے تو ڈویژن کرالیں۔

سید ناظم حسین شاہ۔ جناب والا! کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب سپیکر۔ یہ معاملہ طے ہو چکا ہے۔ اب آپ تشریف رکھیے۔ شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیے۔ معاملہ طے ہو چکا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ۔ جناب والا! جو آپ نے فیصلہ صادر فرمایا ہم آپ کے بڑے مشکور ہیں کہ آپ نے ہمیں نصیحت کی مگر گزارش یہ ہے کہ۔

تیری کج ادائی بھی دیکھ لی تجھے کج ادا بھی نہ کہہ سکے
تیری سادگی کا فریب تھا تجھے بے وفا بھی نہ کہہ سکے

جناب سپیکر۔ کچھ لوگ تو سمجھتے نہیں ہیں ان پر کوئی افسوس نہیں جو سمجھتے ہوئے نادان بنتے ہیں ان پر افسوس ہوتا ہے۔ میں شاہ صاحب سے مخاطب ہوں۔ کہ یہ سمجھتے ہوئے نادان بنتے ہیں (قطع کلامیاں) تو صاحبان! اس کٹ موشن پر ووٹنگ ہو رہی ہے۔ اس کٹ موشن پر میں نے پہلے کہا ہے کہ اس کٹوتی کے حق میں جو ہیں وہ "ہاں" کہیں۔ اس پر ہاں آ چکی ہے اب یہ کٹوتی کی تحریک جو ہے اس کے جو خلاف ہیں وہ نہ کہیں۔

آوازیں۔ نہ

جناب سپیکر۔ تو میرے خیال میں فیصلہ "نہ" والوں کے حق میں ہے۔
(تحریک نامنظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۸

جناب سپیکر: یہ مطالبہ نمبر ۸ زیر غور ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وزیر خزانہ۔

وزیر خزانہ: جناب والا۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۹ کروڑ ۹۳ لاکھ۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: سردار صاحب ذرا رکیئے گا۔ فیصلہ کٹ موشن پر ہوا ہے ڈیمانڈ پر نہیں ہوا۔ ڈیمانڈ نمبر ۷ پر میں نے سوال کرنا ہے۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۱۵ کروڑ ۷۱ لاکھ ۵۸ ہزار ایک سو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑینگے۔"

(تحریک منظور ہوئی۔)

اب مطالبہ زر نمبر ۸ زیر غور ہے۔ وزیر خزانہ تحریک پیش کریں گے۔

وزیر خزانہ: جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۹ کروڑ ۹۳ لاکھ ۸۸ ہزار ۶ سو روپے سے متجاوز ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر کاخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

"ایک ضمنی رقم جو ۹ کروڑ ۹۳ لاکھ ۸۸ ہزار ۶ سو ۱۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ نظم و نسق عامہ برداشت

کرنے پڑیں گے۔"

MR. FAZAL HUSSAIN RAHI: I oppose.

جناب سپیکر: تو یہ کٹوتی کی تحریک ہے جناب منظور احمد موہل، جناب شاہد محمود نواز اور جناب فضل حسین راہی صاحب کی طرف سے۔ میاں منظور احمد موہل صاحب اس سے اپنا نام واپس لیتے ہیں۔ تو اس کٹوتی کی تحریک کو جناب شاہد محمود نواز پیش کریں گے۔

(جناب شاہد محمود نواز ایوان میں تشریف نہیں رکھتے تھے)

جناب فضل حسین راہی صاحب اسے پیش کریں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا۔ میں یہ کٹ موشن پیش کرتا ہوں کہ۔

"۹ کروڑ ۹۳ لاکھ ۸۸ ہزار ۶ سو دس روپے کی کل رقم بلسلہ مد نظم و نسق عامہ میں ۱۰۰ روپے کی کمی کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

"۹ کروڑ ۹۳ لاکھ ۸۸ ہزار ۶ سو دس روپے کی کل رقم بسلسلہ مد نمبر ۱۰ نظم و نسق عامہ میں ۱۰۰ روپے کی کمی کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: جناب راہی صاحب کیا آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر۔ صوبائی انتظامیہ امن عامہ برقرار رکھنے میں ناکام ہو چکی ہے۔ جناب سپیکر۔ معاملہ یہ ہے کہ پنجاب کے ادارے اور پنجاب کی انتظامیہ پہلے بھی بجٹ میں خاص رقوم حاصل کر چکی ہیں۔ اور پھر بات وہی ہے کہ جب بجٹ پیش ہوا تھا تو اس وقت کہا یہ گیا تھا کہ ضمنی بجٹ پیش نہیں کیا جائیگا لیکن جناب سپیکر۔ یہ پنجاب کی حکومت اپنے اخراجات کو اتنا وسیع کر چکی ہے کہ توں محسوس ہوتا ہے کہ انتظامیہ کے اخراجات پر کنٹرول کرنا ان کے بس سے باہر ہے۔ جناب سپیکر ایک محکمے میں پنجاب کے عوام کا پیسہ ہوتا ہے عوام کا ریونیو ہوتا ہے اور یہ عوام سے حاصل کیا جاتا ہے اور اسے عوام کی بہتری کیلئے خرچ کرنا حکومت وقت کا فرض ہوتا ہے۔

جناب سپیکر عوام اپنے صوبے کو چلانے کیلئے جو ریونیو دیتے ہیں اگر اسے ان کی بہتری کیلئے استعمال نہ کیا جائے اور حکومت کی طوالت کیلئے اسے استعمال کیا جائے تو میں سمجھتا

ہوں کہ یہ عوام کے ساتھ ناانصافی ہے جناب سپیکر۔ ذرا آپ اندازہ کیجیئے کہ ہماری صوبائی انتظامیہ کے عہدیداروں کو اور افسران کو ایسی زندگی گزارنے کی عادت پڑ چکی ہے کہ وہ ساری دنیا کی سہولتیں اپنے لئے اور اپنے بچوں کیلئے تو حاصل کو لیتے ہیں لیکن اپنے ان ملازمین کیلئے نہیں حاصل کرتے جو نچلے گریڈ کے ملازمین ہیں اور جو عوام گلیوں اور سڑکوں پر رہتے ہیں۔ جناب سپیکر۔ اب آپ دیکھیئے کہ ایک طرف تو ہمارا ایک افسر ہوتا ہے اس کے پاس چھ کنال کی بڑی کوٹھی ہوتی ہے اور اس کے گھر میں چار افراد ہوتے ہیں ایک تو وہ خود ہوتے ہیں۔ ایک ان کی بیوی ہوتی ہے دو ان کے بچے ہوتے ہیں اسلئے کہ وہ منصوبہ بندی پر یقین رکھنے والے لوگ ہوتے ہیں۔ دوسری طرف ان کے پاس ایک چپڑاسی ایک نائب قاصد ہوتا ہے ان کے اپنے خاندان کے افراد چھ یا آٹھ افراد سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ اور جناب سپیکر۔ چار افراد کا کنبہ تو ایک بڑی کوٹھی میں رہتا ہے لیکن وہ نو، دس افراد کا کنبہ ایک معمولی سے SERVANT QUARTER میں رہنے پر مجبور ہے جناب سپیکر۔ جبکہ خدا اور اس کے رسول کے احکامات مختلف ہیں۔ جناب سپیکر۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ وہ حکمران جو یہاں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اسلام نافذ کرنا چاہتے ہیں ان کو ذرا انسان کے احترام کے بارے میں بھی دیکھنا چاہیئے کہ اسلام انسان کے احترام کے بارے میں کیا کچھ کہتا ہے جناب سپیکر۔ آپ حکمران کو تو چھوڑیئے عام آدمی جو اپنے خون اور پسینے کی کمائی سے روٹی کماتا ہے شام کے وقت اس پر وہی روٹی حرام ہو جاتی ہے جب اس کے اردگرد کوئی آدمی بھوک سے مر رہا ہوں اور جناب سپیکر یہ رسول کا فرمان ہے یہ رسول اکرم کی حدیث ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اپنے ملازم کیلئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے کرتے ہو۔ جناب سپیکر۔ آپ ذرا اس ملک کے اندر گریڈوں کا تفاوت دیکھیں تو اس سے آپ کو پتہ چلے گا کہ اس میں انسانوں کو ۲۳ درجوں میں تقسیم کر کے رکھا ہوا ہے اور میں یہ مطالبہ کرنا چاہتا ہوں کہ جناب سپیکر انسانوں کے درمیان یہ درجہ بندیاں ختم کی جائیں انسانوں کو مساوات کی بنیاد پر لے کر آگے جایا جائے۔ اب دیکھیئے کہ ہم افسران کو تو گاڑیاں مہیا کرتے ہیں ہم افسران کو پٹرول مہیا کرتے ہیں ہم افسران کو بڑی بڑی رہائشیں مہیا کرتے ہیں لیکن جناب سپیکر ہم نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ افسران ہماری دی ہوئی گاڑیوں کو ہمارے دئے ہوئے پٹرول کو عوام کی بہتری کیلئے یا سرکاری کام کیلئے استعمال کرتے ہیں یا غیر سرکاری کام کیلئے استعمال کرتے ہیں جناب والا۔ ہماری دی ہوئی گاڑیوں

میں افسران نہیں ہوتے اس افسر کے گھر کے افراد ہوتے ہیں۔ ٹھیک ہے کہ آپ کو حق پہنچتا ہے کہ آپ ضرور ان کو زندگی کی آسائشیں دیں لیکن آپ اپنی زندگی کو کم از کم اتنی معتدل ضرور کر لیں کہ غریب آدمی زندہ رہے کیونکہ ان کی زندگی کا سامان بھی آپ کی زندگیوں میں شامل ہے آپ ان کو صرف اپنی ہی زندگی قرار نہ دیں اپنی زندگی کی کچھ رعایتیں اس غریب طبقے کیلئے چھوڑیں۔

چوہدری محمد فاروق: جناب سپیکر۔ میں عرض کرونگا کہ راہی صاحب جو تقریر کر رہے ہیں اس تقریر کا کشوتی کی تحریک سے کیا تعلق ہے؟

جناب فضل حسین راہی: جو کسی انسان کا عقل کے ساتھ ہوتا ہے۔

چوھدری محمد فاروق: جناب سپیکر جہاں ادب کی بات کی جاتی ہے وہاں پر میں تو سمجھتا ہوں کہ راہی صاحب اس ایوان کے آداب کا بھی خیال نہیں رکھتے۔ کونسا ادب سکھانے کی وہ یہاں پر بات کر رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: مسئلہ یہ ہے کہ آپ میری بات نہیں سن سکتے آپ کو جو نواز شریف صاحب سکھائیں گے وہ تو آپ سیکھ جائیں گے۔

جناب سپیکر: براہ راست گفتگو نہ کیجئے۔ راہی صاحب آپ اپنی بات کیجیئے اور اپنے آپ کو اپنے موضوع تک محدود کیجیئے۔

ڈاکٹر اعجاز احمد ملک: پوائنٹ آف آرڈر سر۔۔۔۔۔ جناب سپیکر جناب راہی صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پیش کی ہے جو کہ غلط ہے اس کے الفاظ یہ ہیں "جو آپ اپنے لئے پسند کرتے ہیں وہی آپ اپنے بھائیوں کے لئے پسند کریں" انہوں نے ملازموں کا نام لیا ہے۔

جناب فضل حسین راہی: Thank you very much Maulana Sahib یہ مولانا صاحب کا نام کیا ہے۔ جناب سپیکر میں مولانا صاحب کا نام نہیں جانتا۔

جناب سپیکر: یہ ڈاکٹر اعجاز صاحب ہیں اور سرگودھا سے ان کا تعلق ہے۔

جناب فضل حسین راہی: میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ احادیث کے معاملے پر، قرآن حکیم کے معاملے پر، اسلام کے معاملے پر، مولانا چنیوٹی سمیت ان کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ اس موضوع پر میرے ساتھ جہاں چاہیں۔ جس جگہ چاہیں، میں چیلنج کرتا ہوں کہ میرے ساتھ احادیث کے

موضوع پر، قرآن کے موضوع پر، اسلام کے موضوع پر مناظرہ کر لیں۔ آپ اگر یہ کہتے ہیں جناب سپیکر انہیں کم از کم اس بات کا یہ احساس ہونا چاہیئے کہ یہ ڈرائیور بھی ہمارے بھائی ہیں۔ملازم بھی ہمارے بھائی ہیں آپ ان کو کن معنوں میں لیتے ہیں۔ آپ اپنے بھائی کو ملازم سمجھتے ہیں اس کے علاوہ آپ ملازم کو بھائی نہیں سمجھتے۔ یہی تو میرا مسئلہ ہے جناب سپیکر کہ میں کہتا ہوں کہ اپنے ڈرائیور کو بھائی سمجھیئے۔۔۔۔۔

حاجی محمد نواز: پوائنٹ آف آرڈر سر۔۔۔۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے کہ جو شخص اپنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرتا ہے وہ مجھے اس طرح ہے کہ جیسے میری گردن کو مروڑ رہا ہے اور میں کافی دنوں سے دیکھ رہا ہوں کہ راہی صاحب جب بیٹھے ہوتے ہیں تو اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے رہتے ہیں اور جب کھڑے ہوتے ہیں تو حدیث پاک بیان کرتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر میرا خیال ہے کہ میرا مونچھوں کو تاؤ دینے کا مقصد حل ہو گیا ہے اس لئے کہ یہ تاؤ میں آ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: راہی صاحب میں نے ان کٹوتی کی تحریکوں پر تقریر کے لئے وقت مقرر کیا ہوا ہے تو اب بارہ بجکر دو تین منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی نہیں بارہ بجے تک۔۔۔۔۔۔

جناب فضل حسین راہی: جی بہتر ہے میں اس کو ختم کرتا ہوں۔۔

جناب سپیکر: آپ اس کو سمیٹ سکتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: میں اپنی تقریر کو سمیٹتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ جب تک پنجاب کے حکمران، اداروں کو عوام کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال نہیں کرتے۔ جب تک پنجاب کے حکمران اپنے اقتدار کی طوالت کے لئے اداروں کو استعمال کرتے ہیں۔ جب تک پنجاب کے حکمران پنجاب کی انتظامیہ کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے، اپنے خاندان کی زندگی کو بہتر کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں تو جناب سپیکر اس کا نتیجہ اس طرح رہے گا۔۔۔۔۔

جناب محمد اعظم چیمہ۔ جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔ میں عرض کروں گا کہ جناب راہی پنجاب کے بارے میں تو فرما رہے ہیں لیکن پاکستان کے حکمران کے بارے میں بھی فرما دیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ *

جناب سپیکر: راہی صاحب آپ اپنی بات ختم کیجیئے۔ آرڈر پلیز

جناب محمد اعظم چیمہ: راہی صاحب خود بد دیانت ہیں۔ یہ الفاظ واپس لیں۔ یہ بڑا گھٹیا پن ہے جو انہوں نے ظاہر کیا ہے۔ یہ الفاظ واپس لیں۔

* * * * (بحکم جناب سپیکر کارروائی حذف کی گئی)

وزیر خزانہ: جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر فنانس پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

سردار ذوالفقار علی کھوسہ (وزیر خزانہ): جناب والا ہماری طرف سے کوئی ایسے نازیبا الفاظ استعمال نہیں کئے گئے لیکن میرے فاضل دوست نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں میری درخواست ہے کہ انہیں ریکارڈ سے حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی سے EXPUNGE کیا جاتا ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا میرے کون سے غیر پارلیمانی الفاظ ہیں مجھے بتایا جائے۔ یہ میرے ساتھ شروع سے ظلم ہو رہا ہے۔ میں جو بھی بات کرتا ہوں EXPUNGE ہو جاتی ہے۔ میں نے کونسی ایسی غیر پارلیمانی بات کی ہے۔ I HAVE THROWN A CHALLENGE۔

جناب سپیکر: اس پر میں فیصلہ دے چکا ہوں اور میں ان الفاظ کو کارروائی سے EXPUNGE کر چکا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی: مسٹر سپیکر میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔ میں اکیلا احتجاج کے طور پر پانچ منٹ کے لئے واک آؤٹ کرتا ہوں اس لئے کہ آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں آپ نے روز میری باتیں EXPUNGE کی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ میری باتیں غیر پارلیمانی نہیں اور یہ میرے اکیلے کے ساتھ زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ اس فیصلے کے خلاف واک آؤٹ کرتے ہیں؟

(اس مرحلہ پر معزز رکن ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

چوہدری محمد ظہیر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمائیے۔

چوہدری محمد ظہیر خان: جناب سپیکر میرے فاضل رکن نے ابھی راہی صاحب یہ التماس کی تھی کہ پاکستان کے بارے میں بھی کچھ کہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہم پنجاب اسمبلی میں بیٹھے بات کر رہے ہیں تو پھر ہم صرف پنجاب اسمبلی کے امور کے بارے میں بات کریں۔ ان کو یہ ہدایت کی جائے کہ وہ مرکزی حکومت کے بارے میں وضاحتیں طلب نہ کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ رولز کے مطابق حضور والا کارروائی سے حذف کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ فرمائیں کہ فلاں فلاں الفاظ غیر پارلیمانی ہیں یا غیر اخلاقی

ہیں۔ حذف کرنے کے لئے قواعد کا حوالہ دینا چاہیئے یہ آپ کی خواہش پر مبنی نہیں اور یہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے استحقاق کو مجروح کیا گیا ہے۔ آپ نے یہ فیصلہ رولز آف پروسیجر اور پارلیمانی روایات کے خلاف دیا ہے۔ میں نہایت دکھ کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ آپ کا رویہ مکمل غیر جانبدارانہ نہیں اور آپ کے رویے کے خلاف آج میں بھی واک آوٹ کرتا ہوں

(اس مرحلہ پر معزز رکن ایوان سے واک آوٹ کر گئے)

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب آپ نے رولز سُنیں۔ یہ رولز سنتے جائیے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: میں لابی میں سنتا ہوں-------

جناب سپیکر: آپ یہیں بیٹھ کر سنیے ------- (قطع کلامیاں) یہ میں رولز پڑھتا ہوں۔ نوابزادہ صاحب لابی میں بیٹھ کر سنیں گے اور آپ یہاں ہاؤس میں سنیے------

(اس مرحلہ پر معزز رکن نوابزادہ غضنفر علی گل ایوان میں واپس آگئے)

Rule 195 -

"If the Speaker is of the opinion that words have been used in dabate which are defamatory, indecent, unparliamentary or undignified, he may at any time order that such words be expunged from the proceedings of the Assembly."

نوابزادہ غضنفر علی گل: حضور والا کیا وزیر اعلیٰ کہنا غیر پارلیمانی لفظ ہے۔

راجہ اشفاق سرور خان:

Mr Speaker Nawabzada Sahib had walked out for five minutes.

اور ان کا وجود یہاں نہ تصور کیا جائے کیونکہ یہ تو

he had already walked out for five minutes.

ابھی تو ایک منٹ بھی نہیں ہوا کہ یہ واپس آگئے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: میں اسمبلی سے خود نہیں جاؤں گا-----(قہقہے)

راجہ اشفاق سرور خان:

We have satisfied Nawabzada and Rahi Sahib when they walked out.

اب بڑے سکون سے یہاں باتیں ہوں گی

and every body well understands this. But unlucky we are.....

کہ نوابزادہ صاحب واپس تشریف لے آئے۔

جناب سپیکر: اس میں، میں ایک چیز اور واضح کرنا چاہتا ہوں کہ سپیکر کی رولنگ پر ان کے کنڈیکٹ پر اعتراض کی نہ روایات اور نہ رولز اجازت دیتے ہیں اور میں معزز ممبران اسمبلی سے یہ کہوں گا کہ وہ اپنے رویہ میں تبدیلی کریں اور سپیکر کے CONDUCT پر اعتراض کرنے سے پہلے ان کو سو مرتبہ سوچنا چاہیئے۔ سپیکر سارے ایوان کا سپیکر ہے اور میں سارے ایوان سے یکساں سلوک کرنے کا ضامن ہوں ۔ اور میں اس جذبے کے مطابق اور قواعدِ انضباط کار کے مطابق اس ایوان کی کارروائی CONDUCT کر رہا ہوں۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا، اگر آپ کو ہماری کوئی بات ناگوار گزری ہے تو میں اس جانب کے تمام ممبران کی طرف سے معذرت خواہ ہوں، لیکن جناب والا اگر کسی بھی وقت ہمارے جذبات مجروح ہوں تو اس کا بھی جناب خیال فرمالیا کریں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر، یہ مسئلہ ہماری کٹوتی کی تحاریک تھا، جس کے ساتھ اس طرح سلوک کیا گیا ہے۔ آپ نے بارہ بجے کا کہا تھا میں نے اس وقت بھی گزارش کی تھی کہ اس کا وقت ایک بجے تک رکھیں، اور پھر میں نے تو اپنے تمام CUT MOTIONS واپس لے لئے ہیں اور پولیس کے محکمہ پر جو مطالبہ زر نمبر ۱۰ ہے، وہ جو مطالبہ زر نمبر ۱۰ ہے اس میں ۱۸ کروڑ روپیہ دیا گیا ہے، اس پر ہماری کٹ موشن کو کم از کم اس ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دے دیں۔ اب دیگر تمام باتیں چھوڑ کر ہمیں اس مسئلہ پر آنا چاہیں۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ

۹ کروڑ ۹۳ لاکھ ۸۸ ہزار چھ سو دس روپے کی کل رقم بسلسلہ مد نظم و نسق عامہ میں ۱۰۰ روپے کی کمی کر دی جائے۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب غلام سرور خان: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا۔ میں نے پہلے بھی ایک پوائنٹ آف

آرڈر پر آپ سے گزارش کی تھی کہ آج جناب والا نے ۱۲ بجے والا فارمولہ رکھا ہے آپ اسے ایک بجے تک بڑھا دیں ایوان کے ملتوی ہونے کا وقت دو بجے تک ہے اور رولز کہیں پر بھی آپکو پابند نہیں کرتے ہیں۔ رول نمبر ۱۱۳ میں واضح طور پر یہ کہا گیا ہے کہ اجلاس ختم ہونے سے آپ اپنا حربہ استعمال کر سکتے ہیں۔ جناب اس میں قطعاً بارہ بجے والی پابندی نہیں۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہماری کٹوتی کی کافی تحاریک بقایا ہیں، اس کے لئے ہمیں ایک گھنٹہ وقت عنایت فرمایا جائے۔

جناب سپیکر: اس کے لئے میں آج قبل ازیں میاں منظور احمد موہل سے اپنے چیمبر میں بات کر چکا ہوں کہ آج بارہ بجے مجھے guillotine apply کرنا ہوگی اور اس کے PRECEDENT موجود ہیں، اور اگر آپ چاہیں تو میں آپکو یہ بتا سکتا ہوں کہ بارہ بجے GUILLOTINE APPLY ہوئی اور یہ پروسیڈنگ کی کتاب نکالئے تو شیخ رفیق احمد صاحب، جو کہ پاکستان پیپلز کے دور حکومت میں پنجاب اسمبلی کے سپیکر تھے، ان کی طرف سے ۱۶ جون ۱۹۷۶ء کو یہ guillotine apply ہوئی اور اس کا وقت بارہ بجے تھا۔ اب آپ اس کتاب کا مطالعہ کیجیئے ۔ بارہ بجے guillotine apply ہوئی۔ مجھے آج اس بارے میں بارہ بجے guillotine apply کرنا تھی، میں وقت دے چکا تھا، اب سوا بارہ بجتے ہیں، میں guillotine apply کرتا ہوں اور آپ کے اعتراض کو مسترد کرتا ہوں۔

------اب سوال یہ ہے۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو کہ ۹ کروڑ ۹۳ لاکھ ۸۸ ہزار ۶ سو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے علاوہ دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ نظم و نسق عامہ برداشت کرنا پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۹

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر ۹ زیر غور ہے۔ سردار صاحب اب آپ کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۱ کروڑ ۹۳ لاکھ ۵۵ ہزار ۹ سو ۵۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو کہ مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران

صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۱۰

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۱۸ کروڑ ۷۵ لاکھ ۸۸ ہزار ۸ سو ۳۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ پولیس برداشت کرنے پڑینگے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۱۱

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۱۵ کروڑ ۴ لاکھ ۶۴ ہزار ۵۵۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کیطور پر بسلسلہ تعلیم برداشت کرنے پڑینگے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۱۲

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۱ کروڑ ۲۴ لاکھ ۴۴ ہزار ۸ سو ۸۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ صحت عامہ برداشت کرنے پڑینگے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۱۳

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے

"کہ ضمنی رقم جو ۶ کروڑ ۷۲ لاکھ ۸ ہزار ۷ سو ۲۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ زراعت برداشت کرنے پڑینگے۔"

(جناب سپیکر۔ میرے خیال میں مطالبہ زر نامنظور ہوا)

وزیر آبپاشی جناب نصر اللہ خان دریشک: جناب والا میرے خیال میں فیصلہ ہاں والوں کے حق میں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا خیال ہے کہ فیصلہ ہاں والوں کے حق میں ہے------ گنتی کی جائے

جناب سپیکر۔ توجہ نہ کرنے کی پاداش میں آپ کو کھڑا ہونا پڑا۔ اور اونچی آواز میں نہ بولنے کی پاداش میں آپ کو کھڑا ہونا پڑا۔

(حق میں کھڑے ہونے والے معزز ممبران کی گنتی کی گئی)

اب جو اس کے مخالف ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔

(مخالف کھڑے ہونے والے ممبران کی گنتی کی گئی)

تشریف رکھیے۔ اس کے حق میں ۱۳۰ ووٹ اور مخالفت میں ۴۰ آئے ہیں۔ اس لیے فیصلہ ھاں والوں کے حق میں ہے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر، ۱۳۰ ووٹ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر۔ اس میں کوئی CONFUSION نہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر ۱۳۰ ووٹ نہیں۔

جناب سپیکر۔ فیصلہ ھاں والوں کے حق میں ہے۔ اس میں کوئی CONFUSION نہیں۔ آپ رولز کو دیکھیے۔ تشریف رکھیے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا، آپ نے جو فرمایا ہے کہ یہ آہستہ سے "ہاں" کرنے کی آپ کو سزا

دی جارہی ہے۔ وہ سزا والا لفظ حذف کو دینا چاہیے۔

جناب سپیکر: میں نے سزا نہیں کہا۔ میں نے پاداش کی بات کی ہے۔

رانا پھول محمد خان: پاداش کیا ہوتا ہے؟ اسی کو ہی حذف کرا دیا جائے۔ کیونکہ یہ اس ہاؤس کی روایت بن جائے گی۔

جناب سپیکر: پاداش کوئی غیر پارلیمانی لفظ نہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر، ہمارے لیے استعمال نہیں ہو سکتا۔ اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: اس کو آپ نتیجہ سمجھیے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا، ۱۳۰ ووٹ نہیں۔

جناب سپیکر: راہی صاحب، اس پہ میں اپنا فیصلہ دے چکا ہوں۔

جناب محمد اسلم گورداسپوری: جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔ معزز اراکین کو پہلے تو جناب کے لفظوں کے معانی سمجھنے چاہیں کہ "پاداش" کہا گیا اور انہوں نے اسے "سزا" سمجھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اراکین اسمبلی کو توجہ سے آپ کے الفاظ کو سننا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ جس طرح ہمارے سکولوں میں ہوا کرتا تھا کہ نالائق لڑکوں کی بنا پر ان کی وجہ سے، ان کی پاداش میں جو اچھے لڑکے ہوتے تھے ان کو بھی سزا مل جایا کرتی تھی۔

مطالبہ زر نمبر ۱۴

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۴۳ لاکھ ۸۸ ہزار ۵ سو ۱۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ ماہی گیری برداشت کرنے پڑینگے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۱۵

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۲ کروڑ ۴۰ لاکھ ۹۰ ہزار ۹ سو ۶۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ حیوانات برداشت کرنے پڑینگے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۱۶

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۱ کروڑ ۱۷ لاکھ ۶۰ ہزار ایک سو ۷۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ امداد باہمی برداشت کرنے پڑینگے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۱۷

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۱ کروڑ ۱۳ لاکھ ۱۰ ہزار ۵۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑینگے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۱۸

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۷۶ لاکھ ۴۹ ہزار ۲ سو ۱۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ امداد (ریلیف)

برداشت کرنے پڑینگے۔"
(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۱۹

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔
"کہ ایک ضمنی رقم جو ۳۷ کروڑ ۳۹ لاکھ ۳۱ ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ پیرانہ سالی و پینشن برداشت کرنے پڑینگے۔"
(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۲۰

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔
"کہ ایک ضمنی رقم جو ۳ لاکھ ۶۸ ہزار ۲ سو ۱۰ روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سٹیشنری و طباعت برداشت کرنے پڑینگے۔"
(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۲۱

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔
"کہ ایک ضمنی رقم جو ۴۸ کروڑ ۹۰ لاکھ ۶۹ ہزار ۶ سو ۱۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ متفرقات برداشت کرنے پڑینگے۔"
(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۲۲

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ ایک ضمنی جو ۱۹ لاکھ ۶۶ ہزار ۴ سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ شہری دفاع برداشت کرنے پڑینگے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۲۳

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۱۰ لاکھ ۱۸ ہزار ۸ سو ۸۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ میڈیکل سٹورز اور پتھر کے کوئلہ کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک باتفاق رائے منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۲۴

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۳۶ کروڑ ۷۲ لاکھ ۳۶ ہزار ۷ سو ۳۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۲۵

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۴ کروڑ ۴۸ لاکھ ۸ ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر

اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۲۶

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۱ لاکھ ۶۱ ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے، جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ صنعتی ترقی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۲۷

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ۲۸ کروڑ ۵ لاکھ ۵۹ ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ قرضہ جات برائے بلدیات، پورٹ فنڈز وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۲۸

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ ایک علامتی رقم جو ۱۰ روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیئے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ قوانین موٹر گاڑی ہائے برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۲۹

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔
"کہ ایک علامتی رقم جو ۱۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ عدل گستری برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۳۰

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔
"کہ ایک علامتی رقم جو ۱۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ ھیلتھ سروسز برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۳۱

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔
"کہ ایک علامتی رقم جو ۱۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ صنعتیں برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب فضل حسین راہی: جناب والا دی بڑی مہربانی پہلاں میری گل سن لو اینج لگن ڈیا جیوں کرسی دے سپیکر نہیں بیٹھیا۔

جناب سپیکر: پنجابی بولنے کی پہلے آپ اجازت لیں۔

جناب فضل حسین راہی: میں کیڑا تقریر کرن ڈیاجی میں تے اونج اک گل کیتی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ راہی صاحب کا یہ اعتراض غلط ہے ان کے سپیکر بھی اس ہاؤس میں اس طرح سے رولنگ دیتے رہے ہیں۔

مطالبہ نمبر ۳۲

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ علامتی رقم جو ۱۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ سول ورکس برداشت کرنے پڑینگے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر ۳۳

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ ایک علامتی رقم جو ۱۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مواصلات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۳۴

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ ایک علامتی رقم جو ۱۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ تعمیر مکانات و عملی منصوبہ بندی برداشت کرنے پڑینگے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۳۵

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ ایک علامتی رقم جو ۱۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ شہری ترقی برداشت کرنے پڑینگے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۳۶

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ ایک علامتی رقم جو ۱۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ شاہرات و پل برداشت کرنے پڑینگے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب محمود الحسن ڈار: جناب والا میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہ مفاد عامہ کی بات بھی تھی چیف منسٹر پنجاب کی اطلاع کیلئے میں عرض کر رہا تھا۔ آپ میری بات تو سنتے، اس میں میرے فیصل آباد کی بات تھی۔

جناب سپیکر: ہماری تمام سابقہ روایت یہ رہی ہے کہ جس وقت مطالبات پر رائے شماری ہوتی ہے اور سپیکر سوال PUT کرتا ہے تو اس کو INTRUPT نہیں کیا جاتا۔ اور اس پریکٹس کے مطابق میں آپ کو INTRUPT کرنے کی کی اجازت نہیں دیتا۔

جناب محمود الحسن ڈار: میں مداخلت نہیں کر رہا تھا بلکہ میں تو عرض یہ کر رہا تھا آپ کا حتمی فیصلہ تو ہو چکا، میری عرض سن لیں۔ کچھ ایسی باتیں بھی ہیں جو مفاد عامہ کے خلاف، یہ کٹوتی میں ایسی چیزیں تھیں جو میں INFORM کرنا چاہتا تھا جس میں حکومت پنجاب اور وزیر اعلیٰ پنجاب کا بھی فائدہ تھا، اس میں ایک اہم بات کرنی تھی، اور فیصل آباد کی بات کرنی تھی۔

جناب سپیکر: اس میں حکومت کا فائدہ ہو یا نقصان ہو۔ اس میں چیف منسٹر کا فائدہ ہو یا نقصان ہو میں اس وقت اس کی اجازت نہیں دیتا۔ مجھے افسوس ہے۔ تشریف رکھیں۔

مطالبہ نمبر ۳۷

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ ایک علامتی رقم جو ۱۰ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑینگے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ نمبر ۳۸

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے۔

"کہ ایک علامتی رقم جو ۱۰ روپے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۸ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ زرعی تحقیق و ترقی برداشت کرنے پڑینگے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار نصر اللہ خان دریشک) جناب والا میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ رولز کو معطل کر کے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا آپ دیکھئے پونہ ایک ہوا ہے۔ دو بجے تک سیشن کو کم از کم ضرور چلنا چاہئے تھا سیشن ۱۰ بجے شروع ہوا ہے۔ اگر یہی ایک ڈیڑھ گھنٹہ تقریروں کیلئے حزب اختلاف کو دے دیتے تو اس سے کیا ہو جاتا۔ جو قتل عام ہونا ہے وہ تو ہونا ہی ہے لیکن کم از کم وہ لوگ تو مطمئن ہو جاتے۔ ان کو اب آپ سے یہ شکایت ہے کہ آپ کے پاس وقت بھی ہے اور آپ ان کو وقت نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر۔ آج میں نے اپنے PREDECESSOR کے فیصلہ کے مطابق عمل کیا ہے۔ شیخ رفیق احمد صاحب ۱۲ بجے گیلوٹین کیا کرتے تھے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر آپ اپنے خود PREDECESSOR ہیں۔ آپ اپنے فیصلوں کو دھرائیے آپ ان کو چھوڑیں۔ آپ سپیکر ہیں آپ بڑے قابل احترام سپیکر ہیں اور آپ ہم سب کیلئے پسندیدہ ہیں اور ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم آپ کا احترام کریں۔

جناب سپیکر۔ یہ بات آپ دل سے کر رہے ہیں۔
جناب فضل حسین راہی۔ میں یہ بات بالکل دل سے کہہ رہا ہوں۔ دل سے میں اس لئے کر رہا ہوں کہ آپ کم از کم منتخب شدہ ہیں۔ آپ کو ووٹ ڈال کر ھم نے چنا ہے چاہے ھم نے ووٹ نہیں دیا۔ میں نے تو نہیں دیا۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے ووٹ نہیں دیا۔ جناب والا میں کہہ رہا ہوں کہ میں نے آپ کو ووٹ نہیں دیا لیکن آپ منتخب ھوئے ہیں اور ھم اپنے فرض کو پورا کرتے ہوئے آپ کا احترام کرتے ہیں اور اس کا کوئی تقاضا نہیں لیکن میں آپکو یہ بتانا چاہتا تھا کہ دو بجے تک ہمیں تقریروں کیلئے وقت مل سکتا تھا۔

(قطع کلامیاں)

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا آپ جب فارغ ہو جائیں ایک شعر میں خاص طور پر بیگم بشریٰ رحمن صاحبہ کے لئے لایا ہوں۔ میں بعد میں یہ شعر سنانا چاہتا ہوں
جناب سپیکر: میں آپکو موقع دون گا۔
سردار نصر اللہ دریشک صاحب ایک قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔
جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ کس سے متعلق ہے؟
جناب سپیکر: میں انہیں اجازت دے چکا ہوں آپ انہیں پڑھنے دیجئے۔
وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار نصر اللہ خان دریشک): جناب والا میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں۔

کہ یہ ایوان جناب غلام اسحق خان کو صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان منتخب ہونے پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہے کہ یہ اہم ترین قومی مرحلہ احسن طریقہ سے سرانجام پایا جس کے لئے پوری قوم مبارک باد کی مستحق ہے

جناب صدر مملکت نے پچھلے چند ماہ میں جس تدبر۔ بصیرت۔ ذہانت اور خوش اسلوبی سے اہم قومی معاملات بشمول غیر جانبدارانہ اور منصفانہ انتخابات طے کئے اس کی وجہ سے انہوں نے ساری قوم کے دل پہلے ہی جیت لئے تھے۔

صدر پاکستان کا انتخاب پاکستان کی ترقی۔ کامیابی اور بقا کی ضمانت ثابت ہو گا۔ اور بجا طور پر قوم نے صدر مملکت پر بھرپور اعتماد کر کے قومی یکجہتی کا ثبوت دیا ہے۔

جناب غلام اسحاق خان جیسا مخلص اور سچا پاکستان رہنما ملنا جمہوریت کے تسلسل اور پائیداری کا باعث بنے گا۔ انشاءاللہ۔

یہ ایوان اپنے فیصلہ اور پسند پر فخر کرنے میں حق بجانب ہے۔ یہ فیصلہ عوام کی امنگوں کا ہی ترجمان نہیں بلکہ اس میں ذات پاک کی خصوصی عنایت شامل ہے۔ یہ ایوان صدر پاکستان کو اہم قومی امور نبٹانے میں اپنے بھرپور تعاون اور تائید کا یقین دلاتا ہے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے۔

"کہ یہ ایوان جناب غلام اسحاق خان کو صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان منتخب ہونے پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہے کہ یہ اہم ترین قومی مرحلہ احسن طریقہ سے سرانجام پایا جس کے لئے پوری قوم مبارک باد کی مستحق ہے۔

جناب صدر مملکت نے پچھلے چند ماہ میں جس تدبر۔ بصیرت۔ ذہانت اور خوش اسلوبی سے اہم قومی معاملات بشمول غیر جانبدارانہ اور منصفانہ انتخابات طے کئے اس کی وجہ سے انہوں نے ساری قوم کے دل پہلی ہی جیت لئے تھے۔

صدر پاکستان کا انتخاب پاکستان کی ترقی۔ کامیابی اور بقا کی ضمانت ثابت ہوگا اور بجا طور پر قوم صدر مملکت پر بھرپور اعتماد کر کے قومی یکجہتی کا ثبوت دیا ہے۔

جناب غلام اسحاق خان جیسا مخلص اور سچا پاکستانی رہنما ملنا جمہوریت کے تسلسل اور پائیداری کا باعث بنے گا۔ انشاءاللہ۔

یہ ایوان اپنے فیصلہ اور پسند پر فخر کرنے میں حق بجانب ہے یہ فیصلہ عوام کی امنگوں کا ہی ترجمان نہیں بلکہ اس میں ذات پاک کی خصوصی عنایت شامل ہے۔

یہ ایوان صدر پاکستان کو اہم قومی امور نبٹانے میں اپنے بھرپور تعاون اور تائید کا یقین دلاتا ہے۔"

(قرارداد باتفاق رائے منظور کی گئی)

جناب سپیکر: یہ اجلاس کل صبح ۱۰ بجے تک کیلئے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی بدھ مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۸۸ء صبح ۱۰ بجے تک لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ 14 دسمبر 1988ء

(چہار شنبہ ۳ جمادی الاوّل ۱۴۰۹ھ)

جلد III شمارہ 6

سرکاری رپورٹ

مندرجات

بدھ 14 دسمبر 1988ء

(بشمول جلد III شمارہ جات 1 تا 17)

	صفحہ نمبر
تلاوتِ قرآنِ پاک اور اس کا اردو ترجمہ ----------	251
وزیرِ خزانہ کی تقریر بسلسلہ میزانیہ بابت سال ----------	265

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیسرا اجلاس

بدھ ۱۴ دسمبر ۱۹۸۸ء

(چہار شنبہ ۳ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۱۰ بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ
سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾
اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ
اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ
كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾

اور اگر ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا۔ اور سورج اور چاند کو کس نے (تمہارے) زیر فرمان کیا تو کہدینگے خدا نے پھر یہ کہاں الٹی جارہی ہیں خدا ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بے شک خدا ہر چیز سے واقف ہے۔ اور اگر تم ان سے پوچھو کہ آسمان سے پانی کس نے برسایا پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد کس نے زندہ کیا تو کہ دینگے کہ خدا نے کہہ دو کہ شکر ہے لیکن ان میں اکثر نہیں سمجھتے۔ اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشا ہے اور ہمیشہ کی زندگی (کا مقام) تو آخرت کا گھر ہے۔ کاش یہ (لوگ) سمجھتے۔

(پارہ ۲۱ سورت العنکبوت ۲۹ آیت نمبر ۶۱ تا ۶۴)

Mr. KHALID LATIF KARDAR: With Your Permission, Sir, I would like to speak in English.

My humble submission to this House and the Chair is that the House is not complete because requirement of the rules has not been fulfilled. There are certain Committees Required by law to be formed after the general election. I will draw your attention to rule 119 and will read it out with your permission.

" There shall be elected by the Assembly after a general election the following Standing Committees for the duration of the Assembly which shall deal with legislation relating to the departments noted against each Committee; ."

You will kindly apprecaite that the words have been used " after general election". Therefore, no proceedings of the House can be conducted unless requirement of the rules is complete. I will also draw your attention to rule 150 which lays down.

" There shall be constituted, after a general election, two public Accounts Committees for the duration of the Assembley."

In both these rules mandatory and imperative provision is there. I will also draw your attention to Rule 159 (3) says.

" The Committee shall aprove the annual and supplementary budget estimates of the Assembly and its Secretariat Which shall respectively be included in the Annual Budget Statement and the Supplementary Budget Statement by the Government."

My humble submission is that the Budget is going to be presented before this House and it also includes the expenses relating to the Assembly and its staff. In the rules quoted by me, mandatory and imperative provisions have been laid down by using the words" after a general election." My Contention is that the Committees cannot be formed at the will of the Chief Minister or anybody else. This is a requirement of the rules which has to be fulfilled.

جناب سپیکر: مجالس کی تشکیل کے بارے میں کل یہاں ایک تحریک استحقاق بھی آئی تھی جس پہ فیصلہ ہوا تھا کہ اس کیلئے کوئی Time limit نہیں عام انتخابات کے فوراً بعد مجالس مقرر ہونی چاہیئے اور اس کے بارے میں نے وضاحت کی تھی کہ اس کیلئے کوئی Time limit نہیں اور نہ ہی رولز میں کوئی Time limit مقرر ہے اس لئے تحریک استحقاق کو متعلقہ محرک نے پریس نہیں کیا اور وہ accordingly dipose of ہو گئی تھی۔ آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کے بارے ۸ میں بھی میرا فیصلہ وہی ہے کہ یہ ایوان کی مجالس قائمہ عام انتخابات کے فوراً بعد تشکیل ہونی چاہیئے اور یہ معرض وجود میں آئیں گی لیکن اس کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں کیا گیا۔ کہ فلاں وقت تک اتنے دنوں یا اتنے مہینوں تک یہ بنی چاہیئے اور ہمیں امید ہے کہ یہ بہت جلد پائیہ تکمیل کو پہنچ جائیں گی۔ اس لئے کہ قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف دونوں مل بیٹھ کر ان مجالس قائمہ کو تشکیل دیں۔ جیسا کہ میری ان سے بات ہو چکی ہے وہ دونوں صاحبان اس پر اتفاق کرتے ہیں۔ اس لئے آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو میں accordingly dipose of کرتا ہوں۔

چوہدری محمد وصی ظفر: جناب والا کل بھی یہ بات ہوئی تھی کہ اسمبلی کی LOBBY میں اور VISITOR'S GALLERY میں SPECIAL BRANCH اور INTELLEGENCE کے اہلکاران آکر بیٹھتے ہیں، یہ کس مقصد کیلئے آتے ہیں، ان کو کون بھیجتا ہے، یہ پاس کیسے لیتے ہیں، ان کا کیا کام ہے اور یہ کس لئے اسمبلی کو WATCH کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ نشاندہی کر سکتے ہیں کہ LOBBY میں کوئی اس وقت INTELLEGENCE کا آدمی موجود ہے۔

چوہدری محمد وصی ظفر: جناب والا میں نے VISTOR'S GALLERY کی بات کی ہے باہر کا برآمدہ جو سیڑھیاں چڑھ کر ختم ہوتا ہے وہاں SPECIAL BRNACH یا INTELLEGENCE والے کس لئے آتے ہیں؟

جناب سپیکر: اس میں کوئی بھی سرکاری آفیسر، سرکاری حیثیت میں اسمبلی CHAMBER کے اندر داخل ہو سکتا ہے۔ لیکن جہاں تک اس ہال اور اس کی لابیز کا تعلق ہے وہاں کوئی سرکاری آدمی نہیں ہوتا۔

چوہدری محمد وصی ظفر: جناب والا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ INTELLEGENCE SPECIAL BRANCH, BUREAU کو ALLOW کرتے ہیں کہ وہ VISITORS GALLERY اور برآمدے والی LOBBY میں آکر WATCH کیا کریں۔

جناب سپیکر: سرکاری حیثیت سے کوئی بھی آفیسر اسمبلی کے احاطے کے اندر آسکتے ہیں۔ کوئی بھی سرکاری آفیسر اپنی شناخت دکھا کر اسمبلی کے احاطے میں آسکتا ہے، لیکن LOBBIES میں نہیں آسکتا۔

چوہدری محمد وصی ظفر: ٹھیک ہے جناب والا۔ میرا دوسرا (انگریزی ہے) ہے، کہ اس وقت جاری اجلاس کی اطلاع حزب مخالف کے کسی رکن کو نہیں دی گئی جبکہ سرکاری ارکان کو ڈی سی، اے سی نے وائرلیس کے ذریعے اطلاع دے کر بلالیا اور یہ یکایک ۷ تاریخ منعقد ہو گیا۔ جناب والا اس کا اطلاع دینے کا کیا طریقہ کار ہے اس کے بارے میں جناب نے سیکرٹریٹ کو کچھ ہدایت فرمائی۔ ہم گاؤں میں ہوتے ہیں، دیہاتوں میں ہوتے ہیں اخبارات وہاں نہیں جاتیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کیا اجلاس کی بات کر رہے ہیں آج کے اجلاس کی بات کر رہے ہیں؟

چوہدری محمد وصی ظفر: نہیں جناب یہ جو ۷ تاریخ کو اجلاس ہوا تھا اور آج بھی وہی اجلاس رواں ہے اس کی اطلاع ہمیں PROPERLY نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر: اس بارے میں بات پہلے ہو چکی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر: نہیں جناب والا اس کی پہلے اس طرح بات نہیں ہوئی۔ یہ اطلاع اے سی اور ڈی سی کے ذریعے سرکاری ارکان کو تو دے دی گئی اور حزب اختلاف کو نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب آپ کی یہ بات، یہ اعتراض جائز نہیں اس پر باقاعدہ ہم نے اجلاس کی اطلاع دی ہے، اس کیلئے ایجنڈا بنا ہے، اس کو متداول کیا ہے اور اس کی باقاعدہ اخبار میں اطلاع آئی ہے۔

چوہدری محمد وصی ظفر: جناب والا اخبار والی بات درست ہے، میرا لاہور کا بھی پتہ ہے، سیکرٹریٹ کے پاس فون نمبرز بھی ہیں، جڑانوالہ کا بھی پتہ ہے، گاؤں کا بھی پتہ ہے، ہر جگہ فون مہیا ہے لیکن مجھے تو کوئی اطلاع نہیں آئی۔

جناب سپیکر: اگر ہمارے پاس آپ کا پتہ ہے تو آپ کو بروقت اطلاع دی جائے گی کوئی وجہ نہیں کہ آپ کو اطلاع نہ ہو۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا میری استدعا ہے کہ یہ سی آئی ڈی کے افسران و اہلکاران ضرور

آئیں لیکن کم از کم تعداد میں آئیں، ہمارے محکموں کے افسروں کی تعداد کم اور INTELLEGENCE AGENCIES کے اہلکاران کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: راہی صاحب یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا ہم سے یہ توقع نہ رکھی جائے کہ ہم یہاں پر کوئی بم وغیرہ لے کر آتے ہیں۔

جناب سپیکر: مجھے افسوس ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ اب مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر مجھے آج کے جنگ اخبار کو پڑھ کر پتہ چلا ہے کہ میری عدم موجودگی میں ہمارے فاضل ممبر فضل حسین راہی صاحب نے کوئی حدیث پیش کی تھی اور اس حدیث پر انہوں نے بحث کا چیلنج دیا۔ میں چونکہ موجود نہیں تھا تو میں وہ حدیث سننا چاہتا ہوں کہ وہ کون سی حدیث ہے کون سے الفاظ تھے جس پر انہوں نے چیلنج کیا ہے وہ حدیث پیش کریں۔ چونکہ میری غیر موجودگی میں وہ بات ہوئی ہے اور انہوں نے چیلنج دیا ہے۔ میں ان کا چیلنج قبول کرتا ہوں وہ مجھے حدیث کے الفاظ بتائیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب فضل حسین راہی: جناب والا اسلام بنیادی نظریہ کے موضوع پر مولانا صاحب میرے مناظرے کیلئے آپ تاریخ طے کر دیں۔ آپ ہمارے غیر جانبدار سپیکر ہیں اور آپکو اختیار ہے۔ اسلام کے بنیادی نظریے پر میں ان کو چیلنج کرتا ہوں اور میں ان کے ساتھ بات کرنے کیلئے تیار ہوں۔

جناب فضل حسین راہی: آپ خود کفیل ہو جائیں۔ اسلام کے معاملہ میں خود کفیل ہو جائیں۔

جناب سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھئے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر حدیث کے بارے میں یہ سخت ہدایت ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جو پھر جان بوجھ کر جھوٹ بولتا اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ صحابہ اکرام اس قدر احتیاط کرتے تھے جب وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ نقل کرتے تھے وہ یہ کہتے کہ حضور نے یوں فرمایا یا اسکے قریب فرمایا تاکہ حضور کی طرف نسبت صحیح ہو اور غلط الفاظ کی نہ ہو۔ چونکہ راہی صاحب نے بڑی ذمہ داری کے ساتھ ایک حدیث پیش کی ہے جیسے

مجھے دوستوں سے پتہ چلا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں ملازمین کے ساتھ وہی برتاؤ کرو یا وہی سلوک کرو جو اپنے ساتھ ہے۔ یا ان کیلئے وہ چیز پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ کوئی اس مفہوم کی انہوں نے حدیث بیان کی۔ اگر یہ اس مفہوم کی حدیث ہے تو اس میں کوئی مناظرے یا چیلنج کی بات نہیں جس حدیث کی کتاب میں یہ ہو سکتا ہے ان میں سے وہ حدیث لے آئیں۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب اس وقت میں بحث کی اجازت نہیں دے سکتا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: چیلنج دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: چیلنج ہو گیا۔ انہوں نے چیلنج دے دیا اور انہوں نے قبول کر لیا۔ اس میں بات بعد میں ہو جائے گی۔ ابھی بجٹ پیش ہونا ہے آج اس بحث کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا جو دعویٰ کرتا ہے اسکے ذمہ ہوتا ہے کہ وہ ثبوت پیش کرے۔ جو حدیث کے الفاظ پڑھتے ہیں انہیں وہ الفاظ پیش کر نیچاہیں اور اس ہاؤس میں پیش کرنے چاہیں۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب کسی مناسب موقع پر اس پر بات کیجئے۔

ملک شاہ محمد محسن: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر ابھی معزز رکن خالد لطیف کاردار نے ایک پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا تھا جسکی تشریح میں جناب نے فرمایا تھا کہ فنانس کمیٹی یا دوسری کمیٹی تشکیل دینے کیلئے کوئی وقت کا تعین نہیں اور یہ بھی Requirement نہیں کہ بجٹ پیش کرنے سے پہلے انہیں تشکیل دیا جا سکے۔

جناب سپیکر میں آپکی توجہ رول ۱۵۹ (۳) کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

159 (3) " The Committee shall approve the annual and supplementary budget estimates of the Assembly and its Secretariat Which shall respectively be included in the Annual Budget Statement and the supplementary Budget Statement by the Government."

جناب سپیکر اس کا مطلب ہے

It is a pre-requisite Condition.

بجٹ پیش ہونے سے پہلے فنانس کمیٹی نے اسکی منظوری دینی ہوتی ہے کم از کم اسمبلی

سیکرٹریٹ اخراجات کے لئے۔ جناب سپیکر آپ کی OBSERVATION تھی کہ کمیٹی کو تشکیل دینے کیلئے وقت مقرر نہیں ہے۔ جناب سپیکر میری اس میں اپنی رائے یہ ہے کمیٹی کو تشکیل کرنا pre-requisite Condition. ہے

Before presentation of the Budget to the House.

جناب سپیکر: ملک صاحب میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ فنانس کمیٹی ہوگی تو پھر فنانس کمیٹی کی منظوری بجٹ سے پہلے ضروری ہے۔ فنانس کمیٹی نہیں تو پھر اسکی منظوری ضروری نہیں۔ چونکہ اس وقت فنانس کمیٹی نہیں اور فنانس کمیٹی بنانے کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں جیسے باقی مجالس قائمہ کیلئے وقت مقرر نہیں ایسے فنانس کمیٹی کیلئے بھی نہیں مجالس کی تشکیل کے بارے میں اپنا فیصلہ دے چکا ہوں۔

MR. KHALID LATIF KARDAR: My submission before your honour is that these rules cannot be changed by any agreement or by the Leader of the House. These rules were drawn from the British system. Once the Speaker is elected than he becomes impartial. I hope.....

مولانا منظور احمد چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر اسمبلی کے قواعد میں سرکاری طور پر اردو زبان ہے۔ اگر اردو کے علاوہ بات کریں تو آپ سے اسکی اجازت لینی چاہیے۔ ایک تو وہ اجازت کے بغیر بات کرتے ہیں دوسری میں گزارش کروں گا کہ انہیں اپنی قومی زبان ہی میں بات کرنی چاہئے۔ اس انگریزی کو چھوڑیں اپنی قومی زبان کو اپنائیں۔

جناب سپیکر: مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ کوئی بھی معزز رکن اگر اردو زبان کے علاوہ دوسری زبان میں بات کرنا چاہے تو اسے چیئر سے اجازت لینا ضروری ہے۔

MR. KHALID LATIF KARDAR: I sought your permission to speak in English and I was submitting to your honour.....

جناب سپیکر۔ اگر آپ انگریزی میں بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ پہلے اجازت حاصل کریں۔

MR. KHALID LATIF KARDAR: My Submission is that I have already sought your permission to speak in English.

جناب سپیکر: ہر دفعہ جب آپ انگریزی میں بات کرنا چاہیں اجازت طلب کریں۔ یہ رولز کی REQUIREMENT ہے۔

MR. KHALID LATIF KARDAR: Sir, I seek Your permission to speak in English

جناب سپیکر: آپ میں سے کون صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ پہلے آپس میں فیصلہ کر لیں۔ ایک وقت میں آپ پانچ چھ صاحبان کھڑے ہو جاتے ہیں میں ایک وقت میں ایک کو اجازت دے سکتا ہوں۔ آپ دونوں صاحبان تشریف کیلئے۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کیجئے۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش: جناب سپیکر حزب اقتدار اور حزب اختلاف میں اگر کوئی تناؤ ہے تو میں اپنے حزب اقتدار کے دوستوں کو مبارک باد پیش کرنا چاہتا تھا۔ کہ ان کے وزیر اعلیٰ نے ایسے شخص کو اطلاعات کا مشیر بنایا ہے جو بہت مصروف شخصیت ہیں اور الیکشن کے دوران ہمارے خلاف خاصے ہریلے تیر پھینکتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں میں اسکو نامنظور کرتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب فرمائیں۔

ایک چیز کی میں وضاحت کر دوں کہ آج کا دن بجٹ پیش کرنے کے لئے مخصوص ہے۔ اس میں بجٹ پیش کرنے سے پہلے مختلف پوائنٹ آف آرڈر پہ CHAIR کا فیصلہ لینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میں مزید ایک دو صاحبان کو پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنے کی اجازت دوں گا لیکن اس کے بعد جس وقت بجٹ پیش کرنے کیلئے فنانس منسٹر کو میں دعوت دوں گا اسکے بعد میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر ENTERTAIN نہیں کروں گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر، کیا مجھے اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی ہاں، آپ کو اجازت ہے۔

چوہدری محمد وصی ظفر: جناب والا، آپ نے مختلف لوگوں کو چار مرتبہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی ہے۔

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب، آپ تشریف رکھیے۔ آپ کے ساتھی شاہ صاحب پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔ جب آپ کے ایک ساتھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہوں تو آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ جب ایک

پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا چکا ہو تو اس پر دوسرا پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جا سکتا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر، قاعدہ ۱۵۹، کلاز۔ ۳ میں بڑا واضح لکھا ہوا ہے:

" The Committee shall approve....."

SHALL اس چیز کی نشان دھی کرتا ہے کہ یہ MANDATORY ہے DISCRETIONARY نہیں۔ میرے فاضل دوست ملک شاہ محمد محسن کا پوائنٹ آف آرڈر بڑا جائز ہے۔ اس پر آپ رولنگ دے چکے ہیں کہ جب کمیٹی نہیں، مگر یہاں پر بڑا واضح لکھا ہوا ہے اور SHALL کا لفظ MANDATORY ہے کہ وزیر خزانہ کو پہلے متعلقہ مجلس سے منظوری لینی چاہیے تھی۔ اب اگر مجلس تشکیل نہیں دی گئی تو اس میں ہم تو موردِ الزام نہیں انہیں پہلے کمیٹیاں تشکیل دینی چاہییں اور کمیٹی سے منظوری حاصل کر کے بجٹ اس ایوان میں پیش کرنا چاہیے۔ اس پر رولنگ دیجیے۔

جناب سپیکر: حضور، اس پر میں پہلے فیصلہ دے چکا ہوں۔ میں اس کی وضاحت پھر کیئے دیتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیے۔ یہ مجلس مالیات بھی ایوان کی انہی مجالس قائمہ میں شامل ہے، جیسے باقی مجالس قائمہ ہیں۔ مجلس مالیات تشکیل دینے کے لیے علیحدہ قواعد نہیں مجلس مالیات کی تشکیل کے لیے بھی وہی قواعد ہیں۔ جو دیگر مجالس قائمہ کے لیے ہیں۔ سو انہی قواعد کے ضمن میں مجلس مالیات بھی اسی طریقے سے تشکیل ہوتی ہے، یعنی انتخابات یا باہمی اتفاق کے ذریعے سے۔ اس سلسلے میں عمل جاری ہے۔ یہ مجالس بہت جلد تشکیل پا جائیں گی۔ اور میں فیصلہ دے چکا ہوں، میری رولنگ اس پر بھی وہی ہے۔

جناب علی ہارون شاہ: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا، میں اس بارے میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک واضح تضاد ہے۔ اگر ہم اس چیز کو پہلے حل کر لیں اور قواعد کے اندر موجود تضاد کو دور کر لیں تو میرا خیال ہے کہ بات بہتر ہو سکے گی۔ آپ نے خود ہی اس پر رولنگ دی ہے۔ لیکن قاعدہ ۵۹ کے مطابق قواعد میں یہ ایک واضح تضاد نظر آ رہا ہے۔ تو کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ یہ سارا سلسلہ کرنے سے پہلے اس تضاد کو حل کر لیا جائے؟

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی بھی معزز رکن تقریر کر رہے ہوں، یا کسی بھی غرض کے لیے کھڑے ہوں، تو جب ایک معزز رکن کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی جاتی ہے تو دوسرے صاحبان کو از خود اپنی نشستوں پر بیٹھ جانا چاہیے۔ فرمائیے۔

جناب علی ہارون شاہ: جناب والا، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ پہلے اس واضح تضاد کو درست کر لیا جائے؟ جو بھی طریق کار آپ بہتر سمجھتے ہوں، اس کے مطابق اگر اس تضاد کو درست کر لیا جائے تو میرا خیال ہے کہ اس کے بعد یہ بات بہتر ہو سکے گی۔

جناب سپیکر: ملک صاحب، آپ اسمبلی سیکرٹریٹ کے بجٹ کی بات کر رہے ہیں؟ آپ پنجاب کے بجٹ کی بات نہیں کر رہے۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں؟ یہ جو قواعد آپ نے پڑھے ہیں یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے بجٹ سے متعلق ہیں۔ یہ مجلس مالیات کی بات ہے، سالانہ بجٹ کی نہیں۔ یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کی مجلس مالیات کے قواعد ہیں۔

ملک شاہ محمد محسن: میں پڑھنے کی اجازت چاہوں گا:

159 (3) " The Committee shall approve the annual and supplementary budget estimates of the Assembly....."

جناب سپیکر: اس کو آپ مجلس مالیات سے پڑھیے:

ملک شاہ محمد محسن:

MALIK SHAH MOHAMMAD MOHSIN: Sir, it is written that
159 (1) " There shall be a Finance Committee for the duration of the Assembly, consisting of the speaker, the Finance Minister and seven other members to be elected in the manner prescribed in rule 121."

جناب سپیکر: تو یہ وہ مجلس مالیات ہے جو اسمبلی سیکرٹریٹ کا بجٹ پاس کرتی ہے۔ اسمبلی سیکرٹریٹ کا بجٹ ایک علیحدہ بجٹ ہے اور حکومت پنجاب کا بجٹ اس سے مختلف بجٹ ہے۔

ملک شاہ محمد محسن: جناب سپیکر، یہ مجلس مالیات کی تشکیل کی RELEVANCY سب رول۔ ۳ کے ساتھ بالکل مکمل ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ مجلس نے APPROVE کرنا ہے۔ چلیے، میں یہی بات لے لیتا ہوں کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کا خرچ اس فنانس کمیٹی نے منظور کرنا ہے۔ اگر یہ فنانس کمیٹی نے پہلے منظور کرنا ہے، تو پھر جو بجٹ میں جب وہ مد آ رہی ہے، وہ شق آ رہی ہے تو بغیر مجلس مالیات کی منظوری کے وہ بجٹ میں کیسے شامل ہو سکتی ہے؟ جناب سپیکر،

میری گزارش یہ ہے کہ مجلس مالیات کی منظوری پہلے ہونی چاہیے۔ پھر بجٹ میں، خواہ ضمنی بجٹ ہو یا سالانہ، اس میں وہ پیش ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ آپ پر یہ بات تو واضح ہو گئی ہے، کہ یہ مسئلہ سالانہ بجٹ کا نہیں، اسمبلی سیکرٹریٹ کے بجٹ کا ہے۔ یہ پنجاب گورنمنٹ کا بجٹ پاس کرنے کی فنانس کمیٹی نہیں بلکہ اسمبلی سیکرٹریٹ کی مجلس مالیات ہے۔ اس میں یہ جو ہے۔

159 (3) The Committee shall approve the annual and supplementary budget estimates of the Assembly and its Secretariat....."

یہ اسمبلی کی مجلس مالیات ہے۔ اسمبلی سیکرٹریٹ پر ہونے والے اخراجات کا بجٹ پاس کرنے کے لیے ایک مجلس مالیات ہے جس کا ہیڈ سپیکر ہوتا ہے، سپیکر اس کی صدارت کرتا ہے، مجلس مالیات میں دیگر سات منتخب شدہ رکن ممبر ہوتے ہیں۔ یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کی مجلس مالیات ہے اور اس کے بارے میں شق ہے۔ میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ صورت یہ ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے بجٹ کی منظوری کے لیے قواعد میں یہ ضرورت ہے کہ مجلس مالیات اس کو منظور کرے فنانس کمیٹی مطلوبہ منظوری دے چکی ہے۔ میں نے سیکرٹری اسمبلی سے یہی مشورہ کیا ہے کہ یہ بجٹ جو حکومت پنجاب کا ہے، اس میں اسمبلی سیکرٹریٹ کا وہ بجٹ شامل ہے جو آپ فرما رہے تھے۔ اور اسمبلی سیکرٹریٹ کے اس بجٹ کی منظوری اسمبلی سیکرٹریٹ کی مجلس مالیات مارچ میں دے چکی ہے۔ اس میں ابھی اور وضاحت کی ضرورت ہے؟

جناب علی ہارون شاہ: جناب والا، اس میں لکھا ہوا ہے:

..... Annual Budget and the Supplementary Budget Statement

Annual Budget یہ

کے بارے میں بھی مارچ میں منظوری دے چکی ہے؟

جناب سپیکر: جی بالکل۔ اسمبلی سیکرٹریٹ کے بجٹ کو پہلے مجلس مالیات منظور کرتی ہے تو پھر یہ بجٹ بنتا ہے۔

چودھری محمد ظفر اقبال: جناب سپیکر، اس بارے میں قواعد بڑے واضح ہیں۔ معلوم نہیں، میرے فاضل دوست کی سمجھ میں یہ بات کیوں نہیں آ رہی۔ اگر قاعدہ ۱۰۷ کو پڑھا جائے تو کلاز۔ ۲ میں یہ لکھا ہے:

107(2) The Budget shall not be referred to a Standing Committee or to a Select Committee and no other motion shall be made with reference to it except as provided in the rules contained in this Chapter.

تو قواعد یہ کہتے ہیں اور اس میں کوئی وقت مقرر نہیں کیا گیا۔ تو اس میں صورت بڑی واضح ہے کہ

107(2) " The Budget shall not be referred to a Standing Committee....."

تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ قواعد اس معاملے میں ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ شکریہ جناب۔

راجہ صفدر حسین: جناب سپیکر میں آپ سے گذارش کرونگا کے کیا کوئی ایسی کرسی آپ کو مل سکتی ہے جس سے آپکی نظر ادھر بھی پڑے۔

جناب سپیکر: اگر آپکی طرف سے کوئی ایسی تجویز ہو میں اس کو خوش آمدید کہونگا

راجہ صفدر حسین: میرا مطلب یہ ہے کہ آپ گھوم پھر کر ادھر بھی دیکھ سکیں۔

جناب سپیکر: اسکے علاوہ کوئی اور بات ہے۔

راجہ صفدر حسین: جناب والا میں ۷ روز سے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ لیکن آپکی کبھی بھی ادھر نظر نہ پڑی میں یہ سوچ رہا تھا کہ

اس طرف بیٹھنے والوں میں ہم ہی شاید
جس طرف جام بڑی دیر کے بعد آتا ہے

جناب سپیکر: راجہ صاحب اگر آپ یہ شعر پہلے سنا دیتے تو بہت پہلے کی آپ پر نظر پڑ چکی ہوتی۔

راجہ صفدر حسین: جناب سپیکر ہم یہاں اس اسمبلی میں عوام کی خدمت کرنے اور انکی مشکلات کم کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ ہم یہاں اسلئے نہیں آئے کہ عوام کی مشکلات میں اضافہ کریں۔ میں آپکی خصوصی توجہ ایک مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ باہر سڑکوں پر جو

رکاوٹیں کھڑی کی گئیں ہیں صبح کے وقت بچے بچیاں سکولوں او کالجوں میں جاتے ہیں۔ اور لوگوں نے اپنے دفاتر میں جانا ہوتا ہے۔ تمام راستے جو اسمبلی کی طرف آتے ہیں یہ بند کر دیئے گئے ہیں۔ ہمیں کوئی خطرہ نہیں اور نہ ہی ہمیں کسی سیکورٹی کی ضرورت ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر میں آپکی اجازت سے عرض کرتا ہوں کہ باہر کے حالات کا اسمبلی کی کارروائی سے کوئی تعلق نہیں۔

جناب سپیکر: یہ درست بات ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں اب میں فنانس منسٹر صاحب کو بجٹ پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ابھی آپ کا پوائنٹ آف آرڈر باقی ہے۔ آج کوئی تحریک التوائے کار نہیں لی جائیگی۔ آپکا یہ آخری پوائنٹ آف آرڈر ہے میں یہ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ جس وقت میں فنانس منسٹر صاحب کو بولنے کی اجازت دونگا اسکے بعد میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں لونگا اور میں نے آپکے پوائنٹ آف آرڈر کو ایک گھنٹہ سے سنا ہے۔ اسکے بعد میں نہیں سنونگا۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا میں یہی گذارش کرنا چاہتا تھا۔ آج بجٹ پیش کرنے کا دن ہے۔ آج بحث کا دن نہیں۔ جناب آج اگر کوئی تحریک استحقاق یا کوئی تحریک التوائے کار ہے وہ بھی Take up کی جاسکتی ہے۔ میں آپکو رولز کا حوالہ دونگا۔ رول ۶۷ ہے صفحہ ۲۸ پر یہ تحریک التوائے کار کے متعلق ہے۔

67(j) No motion shall be moved.
(i) On the day or days fixed for the general discussion of the Budget or the Supplementary Budget."

جس دن بجٹ پیش ہونا ہوگا اس دن جناب والا یہ صورت حال ہوگی۔

جناب سپیکر: کونسا رول ہے۔

میاں منظور احمد موہل: رول ۶۷ ہے صفحہ ۲۸ پر۔ یعنی ایڈجرنمنٹ جو ہے۔

جب عام بحث ہوگی جناب والا اس دن تحاریک التوائے کار نہیں ہوگی۔ اب جناب Presentation of the Budget میں BUSSINESS نہیں ہوسکتا۔ تحاریک

التوائے کار اور تحاریک استحقاقات بزنس میں نہیں آتے یہ بزنس اسمبلی بزنس میں شمار نہیں ہوتے۔ اسلئے آپ Take up کر سکتے ہیں۔ اگر آپکے پاس کوئی تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار ہے وہ بھی Take up کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھئے گا۔ یہ کونسا رول ہے؟

میاں منظور احمد موہل: (آئی) (جے) ۶۷ اور آگے یہ بتایا ہے۔

جناب سپیکر: ۲۸ میں کونسی پڑھ رہے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جے-۱

67 (j) No motion shall be moved.
(i) On the day or days fixed for the general discussion or the Supplementary Budget.

جس دن جنرل بحث ہوگی اس دن تحاریک پیش نہیں ہو سکتیں۔

جناب سپیکر: آپ اس کو دوبارہ پڑھئے۔

It is not relevant. Please read Rule 109 at page 47

میاں منظور احمد موہل:

MIAN MANZOOR AHMAD MOHAL: This reads: "The only proceeding on the day on which the Budget is presented shall be the speech of the Finance Minister or a Minister acting on his behalf.

اسلئے یہ دیکھنا ہے۔ کہ تحریک التوائے کار یا استحقاق جو زیر التوا ہیں اسکو جناب والا نے ٹیک اپ کرنا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے اس کو دیکھ لیا آپ صرف اسکو پڑھئے۔

Rule 109 of the Rules of Procedures lays down:
" The only proceeding on the day on which the Budget is presented shall be the speech of the Finance Minister or a Minister acting on his behalf.

میاں منظور احمد موہل: پروسیڈنگ ہے جناب والا

جناب سپیکر: SORRY موہل صاحب اب میں جناب فنانس منسٹر صاحب کو بجٹ پیش کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

وزیر خزانہ کی تقریر بسلسلہ میزانیہ بابت سال ۸۹-۱۹۸۸ء

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز خواتین و حضرات!

السلام و علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔

اس معزز ایوان کے سامنے مجھے جس بجٹ کو پیش کرنے کا اعزاز حاصل ہو رہا ہے وہ ایک لحاظ سے انتہائی غیر معمولی ہے اور وہ اس طرح کے بجٹ سے متعلقہ مالی سال کے پانچ ماہ گزر چکے ہیں۔

اس معزز ایوان کو علم ہے کہ ماضی قریب میں غیر معمولی حالات کے پیش نظر وفاقی حکومت کی طرح صوبائی حکومت کے لئے بھی آئین کے تحت عارضی طور پر سرکاری اخراجات کا بندوبست ضروری ہو گیا تھا۔ چنانچہ آئین کی شق ۱۲۶ کے تحت صوبہ میں ترقیاتی اور غیر ترقیاتی اخراجات کے لیے یکم جولائی سے ۳۱ اکتوبر تک ۱۵ ارب ۲۰ کروڑ روپے کی رقم منظور کی گئی۔ نظر ثانی کے بعد اس رقم کو کم کر کے ۱۴ ارب ۵۶ کروڑ اور ۳۶ لاکھ روپے کر دیا گیا۔ عدالت عظمیٰ کے مشورے سے وفاق اور صوبوں نے عام انتخابات کے سرکاری اعلان کے ایک ماہ بعد تک مزید اخراجات کی بھی منظوری دی۔ یوں یہ عارضی اخراجات کی معیاد صوبہ ۲۵ دسمبر ۱۹۸۸ء کو ختم ہو جائے گی۔ چار ماہ کی مذکورہ آئینی مدت کیلئے منظور کیے گئے اور اسی دوران نظر ثانی شدہ اخراجات کو بجٹ دستاویزات میں تفصیلاً اس ایوان کے سامنے پیش کیا گیا ہے تاکہ معزز ایوان یہ دیکھ سکے کہ حکومت نے اس دوران ہر مقصد کے لیے کیا اخراجات منظور کیے اور ساتھ ساتھ اخراجات میں کمی کے لیے کی گئی کوششوں کی ایک جھلک بھی نظر آ سکے۔

موجودہ مالی سال شروع ہونے سے پہلے ہم نے صوبہ کے غیر ترقیاتی جاری اخراجات کا جو تخمینہ لگایا تھا وہ تقریباً ۲۸ ارب ۵۹ کروڑ ۸۷ لاکھ روپے تھا۔ یہ رقم ہمارے مقاصد اور ترجیحات کی اعداد و شمار میں ترجمان تھی، تاہم ہمارے مالی وسائل جن کا دارومدار موجودہ صورت حال میں ہم سے زیادہ وفاقی حکومت کی استطاعت پر ہے ہماری اس خواہش کی تکمیل کی اجازت نہ دیتے تھے۔ چنانچہ جون ۱۹۸۸ء میں ہی حکومت کے محکمہ جات کو یہ ہدایت کی گئی کہ مجوزہ اخراجات میں انتہائی کمی کریں تاکہ وسائل اور اخراجات کے درمیان تفاوت کو ختم کیا جاسکے۔ یہ انہی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ آج ہم جن غیر ترقیاتی جاری اخراجات کا میزانیہ پیش کر رہے ہیں ان کا کل تخمینہ تقریباً ۲۳ ارب ۹۵ کروڑ ۴۲ لاکھ روپے ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ جس حد تک ممکن ہو ترجیحی اخراجات کو محفوظ رکھا جائے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مالی سال کے باقی مہینوں میں جاری غیر ترقیاتی تخمینہ جات میں پائے جانے والے ۶۶ کروڑ ۴۰ لاکھ روپے کے تفاوت کو ختم کیا جائے گا۔ یہ تفاوت غیر ترقیاتی جاری اخراجات کا محض ۲-۷ فیصد ہے چنانچہ اس تفاوت کو ختم کرنا انشاءاللہ ممکن ہو گا جس حد تک ممکن ہوا وفاقی حکومت سے مزید امداد حاصل کی جائے گی۔ لیکن ہمارا انحصار بالآخر اپنی ہی کاوشوں پر ہو گا۔ ہم نہ صرف صوبائی محاصل میں اضافہ کریں گے بلکہ اخراجات میں مزید کمی بھی جاری اخراجات میں پہلے ہی بہت زیادہ کمی کی گئی ہے اس میں مزید کمی بلاشک و شبہ حکومت کی سرگرمیوں پر بہت گراں ہو گی لیکن ہمارا مصمم ارادہ ہے کہ ہم وفاقی سطح پر کیے گئے فیصلہ جو ملک کی مالی صحت کے لیے اشد ضروری ہے میں بھرپور اور مصبت کردار ادا کریں گے۔

وفاق کے ساتھ صوبوں کا مالیاتی رشتہ صحت مند بنیادوں پر استوار کرنے کی ضرورت ہے۔ موجودہ صورت حال میں ایک طرف تو صوبوں کی اپنے وسائل بڑھانے کی اہلیت محدود ہے اور دوسری طرف ہمیں اپنی بنیادی ضروریات کے لیے وسائل کے لیے بھی وفاقی حکومت کی طرف دیکھنا پڑتا ہے۔ اس سے نہ صرف غیر ذمہ دارانہ اخراجات کا احتمال بڑھتا ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ صوبوں میں خود اپنے وسائل پیدا کرنے کا جذبہ بھی کمزور پڑ جاتا ہے۔ ایسی صورتحال نہ تو وفاق اور نہ ہی صوبوں کے مفاد میں ہو سکتی ہے۔ ہماری وفاقی حکومت سے پرزور استدعا ہے کہ قومی مالی کمیشن کے ذریعے ایک نیا مالی رشتہ جلد استوار کیا جائے تاکہ موجودہ غیر صحت

مندانہ اور غیر متوازن نظام کی جگہ ایک ایسا رشتہ استوار کیا جاسکے جس سے وفاق اور صوبے دونوں ہی مستفید ہو کر اپنا اپنا آئینی کردار اور ذمہ داریاں پوری کر سکیں ہم چاہتے ہیں کہ موجودہ نظام جو کسی صورت میں بھی صوبوں کی انفرادیت یا مفاد کے حق میں نہیں کی جگہ ایسا نظام لایا جاوے جس میں صوبائی خود مختاری بامعنی ہو نہ کہ محض ایک سراب ان چند ابتدائی گزارشات کے ساتھ میں ۸۹-۱۹۸۸ء کا بجٹ پیش کرتا ہوں۔

آج کا بجٹ کل ۴۳ مطالبات زر پر مشتمل ہے اس میں شامل غیر ترقیاتی رواں اخراجات کی مد میں کل تخمینہ ۲۳ ارب ۹۵ کروڑ ۴۲ لاکھ (۲۳،۹۵،۴۲،۰۰،۰۰۰) روپے ہے۔ ترقیاتی شعبے کے لئے کل اخراجات کا تخمینہ ۷ ارب ۴۵ کروڑ روپے (۷،۴۵،۰۰،۰۰،۰۰۰) ہے۔

آج کے غیر ترقیاتی بجٹ میں غیر تصویبی اخراجات کے لیے کل ۸ مطالبات زر پیش کیے جارہے ہیں جن میں سے چار جزوی نوعیت کے ہیں۔ اس میں سے ۵ ارب ۳۷ کروڑ ۳ لاکھ روپے (۵،۳۷،۰۳،۰۰،۰۰۰) صرف قرضوں کی ادائیگی (Debt Servicing) کے لیے مخصوص کئے گئے ہیں۔

مالی سال ۸۹-۱۹۸۸ء کے بجٹ میں جو وسائل میسر ہونا متوقع ہیں ان کا کل تخمینہ ۲۳ ارب ۲۹ کروڑ ۲ لاکھ روپے (۲۳،۲۹،۰۲،۰۰،۰۰۰) ہے۔ اس میں وفاقی محاصل سے آمدن کا تخمینہ ۹ ارب ۵۴ کروڑ ۳۸ لاکھ روپے (۹،۵۴،۳۸،۰۰،۰۰۰) ہے خسارے سے متعلق وفاقی امداد (Deficit Grant) ۸ ارب ۷ کروڑ ۴۵ لاکھ روپے (۸،۰۷،۴۵،۰۰،۰۰۰) ہے اور صوبائی محاصل وغیرہ (محصول و غیر محصولی) سے آمدن کا تخمینہ ۵ ارب ۶۷ کروڑ ۱۹ لاکھ روپے (۵،۶۷،۱۹،۰۰،۰۰۰) ہے۔ یہاں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ذرائع آمدن کی صورت انقلابی طور پر بہتر ہو سکتی ہے اگر قومی مالی کمیشن اپنی سفارشات جلد مرتب کرے۔ نتیجتاً مہیا ہونے والے وسائل سے ہم خصوصاً اپنے ترقیاتی منصوبوں میں خاطر خواہ اضافہ کر سکتے ہیں۔

رواں غیر ترقیاتی اخراجات میں خسارے کا تخمینہ ۶۶ کروڑ ۴۰ لاکھ روپے (۶۶،۴۰،۰۰،۰۰۰) ہے یہ خلیج مندرجہ ذیل اقدامات سے پوری کی جائے گی۔

نمبر ۱ ۔ وفاقی حکومت سے مزید خسارتی امداد (Deficit Grant)

نمبر ۲ صوبائی سطح پر محاصل کی بہتر پیداوار

نمبر ۳ صوبائی سطح پر اخراجات میں ہر ممکن شعبہ میں مزید کمی۔ اس کے لیے تمام

محکموں کو لازمی بچت کا سخت پابند کیا گیا ہے تاکہ متفرق اخراجات مثلاً برائے ٹیلیفون، بجلی، سفر خرچ، دفتری سامان (Durable Goods) کی خریداری میں انتہائی کمی کی جائے ساتھ ساتھ آسامیاں بڑھانے اور پر کرنے پر بھی کڑی نظر رکھی جائے گی اور کوئی ایسا خرچ نہ کیا جائے گا جو ناگزیر نہ پایا جائے۔

غیر ترقیاتی رواں اخراجات میں مندرجہ ذیل اہم مطالبات زر شامل ہیں۔

نمبر ۱ تعلیم نہایت اہم ترجیحی شعبہ ہے جس میں بہتری کے لیے صوبائی حکومت نے ہمیشہ انتھک کوشش کی ہے۔

اس کے لیے ۶ ارب ۹۱ کروڑ ۹۳ لاکھ روپے (۶،۹۱،۹۳،۰۰،۰۰۰) کا مطالبہ زر پیش خدمت ہے اس میں

(الف) پرائمری سطح تک تعلیم کو عام کرنے کے لیے ۲ ارب ۵۴ کروڑ ۹۸ لاکھ روپے (۱،۲۱،۵۶،۰۰،۰۰۰) مختص کیے گئے ہیں۔

(ب) ثانوی تعلیم کے لیے ایک ارب ۲۱ کروڑ ۵۶ لاکھ روپے (۱،۲۱،۵۶،۰۰،۰۰۰) مختص کیے گئے ہیں۔

نمبر ۲ دوسرا اہم شعبہ صحت کا ہے جس میں اولین ضرورت اس بات کی ہے کہ سہولیات دیہات تک پہنچائی جائیں۔ اس شعبے کے لیے ایک ارب ۸۳ کروڑ ۱۹ لاکھ روپے (۱،۸۳،۱۹،۰۰،۰۰۰) کا مطالبہ زر پیش خدمت ہے اس میں!

(الف) صوبہ بھر میں ۳۴۸ بنیادی مراکز صحت میں سٹاف کی بھرتی کے لئے ۵ کروڑ ۳۵ لاکھ روپے (۵-۳۵،۰۰،۰۰۰) کی رقم مختص کی گئی ہے۔

(ب) ۱۹ دیہی مراکز صحت میں عملہ کی بھرتی کے لیے ایک کروڑ ۲ لاکھ روپے (۱،۰۲،۰۰،۰۰۰) مختص کیے گئے ہیں۔

(ج) ۲۳ بنیادی مراکز صحت کے لیے ۸۱ لاکھ (۸۱،۰۰،۰۰۰) روپے مختص کیئے گئے ہیں۔

(د) اور ۸ ترقی یافتہ (Up- Graded) دیہی مراکز صحت کے لئے ۴۵ لاکھ روپے (۴۵،۰۰،۰۰۰) رکھے گئے ہیں۔

نمبر ۳ امن عامہ کو قائم رکھنا حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے چنانچہ پولیس کے شعبے کے لئے ایک ارب ۶۹ کروڑ ۴۵ لاکھ روپے (۱،۶۹،۴۵،۰۰،۰۰۰) کا مطالبہ زر پیش خدمت ہے جس میں!

(الف) نقل و حمل کے لیے تھانوں میں گاڑیاں، جیل خانوں اور ہنگاموں میں استعمال

ہونے والی گاڑیوں کے لیے تقریباً ۱۰ کروڑ روپے (۱۰،۰۰،۰۰،۰۰۰) مختص کیے گئے ہیں۔

(ب) پولیس کے لیے خصوصی آلات و سامان (Specialized Equipment) کی خریداری کے لیے ۳ کروڑ (۳،۰۰،۰۰،۰۰۰) رکھے گئے ہیں۔

(ج) اور پنجاب کانسٹیبلری میں نفری کے اضافے کے لیے ۲ کروڑ ۷۱ لاکھ روپے (۲،۷۱،۰۰،۰۰۰) مختص کیے گئے ہیں۔

نمبر ۴ ظاہر ہے کہ شعبہ زراعت ایک زرعی ملک کی معیشت کے لیے بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ چنانچہ اس شعبے کو خاص اہمیت دی گئی ہے اور اس شعبہ کے لیے ۶۱ کروڑ ۱۱ لاکھ روپے (۶۱،۱۱،۰۰،۰۰۰) کا مطالبہ زر پیش خدمت ہے۔

نمبر ۵ چونکہ پنجاب کی بیشتر آبادی کا انحصار بلواسطہ یا بلاواسطہ زراعت پر ہے اس بنا پر آبپاشی و بحالی اراضی (Irrigation & Land Reclamation) کے شعبہ کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ اس شعبے کے لیے ایک ارب ۶۴ کروڑ ۹۶ لاکھ روپے (۱،۶۴،۹۶،۰۰،۰۰۰) کا مطالبہ زر پیش خدمت ہے جس میں

(الف) ۶۴ کروڑ ۸۰ لاکھ روپے (۶۴،۸۰،۰۰،۰۰۰) ٹیوب ویلوں کی مرمت اور دیکھ بھال کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔

(ب) نہروں کی دیکھ بھال کے لیے ۱۷ کروڑ ۵۰ لاکھ روپے (۱۷،۵۰،۰۰،۰۰۰) تجویز کیے گئے ہیں۔

(ج) محکمہ آبپاشی و بجلی کے شعبہ جنگل بانی کے لیے ایک کروڑ ۲۸ لاکھ روپے (۱،۲۸،۰۰،۰۰۰)

(د) واپڈا سے منتقلی کے بعد ملازمین کی ٹیوب ویل ڈویژن رحیم یار خاں میں بھرتی کیلئے ۵۹ لاکھ (۵۹،۰۰،۰۰۰) روپے مختص کیے گئے ہیں۔

نمبر ۶ پنشن کے لیے ایک ارب ۴۸ کروڑ ۳۸ لاکھ روپے (۱،۴۸،۳۸،۰۰،۰۰۰) کا مطالبہ زر پیش خدمت ہے۔

نمبر ۷ عمومی انتظامیہ یعنی (General Administration) کے لیے ۸۶ کروڑ ۴۶ لاکھ روپے (۸۶،۴۶،۰۰،۰۰۰) کا مطالبہ زر پیش خدمت ہے۔ جس میں ۲ کروڑ ۴۷ لاکھ روپے (۲،۴۷،۰۰،۰۰۰) کے اخراجات غیر تصویبی ہیں۔ ان انتظامی اخراجات میں

(الف) بے روزگار معزور افراد کے لیے فنڈ قائم کرنے کے لیے ۱۰ کروڑ روپے (۱۰،۰۰،۰۰،۰۰۰) تجویز کئے گئے ہیں

(ب) مالی سال کے دوران ناگزیر آسامیوں کی تخلیق (ESSENTIAL PERSONNEL) کے لیے ۲-۱/۲ کروڑ روپے (۲،۵۰،۰۰،۰۰۰) تجویز ہیں۔ اس میں نئے امراض دل کے مرکز کو جاری کرنے کے اخراجات بھی شامل ہوں گے۔

(ج) متفرق ہنگامی اخراجات میں امداد کے لیے ۲ کروڑ روپے (۲،۰۰،۰۰،۰۰۰) رکھے گئے ہیں

نمبر ۸ گندم پر (SUBSIDY) کے لیے ایک ارب ۹۹ لاکھ روپے (۱،۰۰،۹۹،۰۰،۰۰۰) کا مطالبہ زر تجویز ہے۔

نمبر ۹ متفرق اخراجات کے لیے ۵۱ کروڑ ۶۵ لاکھ روپے (۵۱،۶۵،۰۰،۰۰۰) کا مطالبہ زر پیش خدمت ہے۔ اس میں ان نادار لڑکیوں کے لیے جو جہیز نہ ملنے کی وجہ سے اپنے گھروں میں آباد نہیں ہو پائیں ان کے لیے ۱۹ کروڑ ۲۸ لاکھ (۱۹،۲۸،۰۰،۰۰۰) کا جہیز فنڈ قائم کیا گیا ہے۔

نمبر ۱۰ انتظام عدل (Administration of Justice) کے لیے ۱۹ کروڑ ایک لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں جس میں سے ۵۱ لاکھ روپے (۵۱،۰۰،۰۰۰) کی رقم ۱۵ ایڈیشنل اینڈ سیشن ججوں اور ۲۵ سول ججوں کی نئی آسامیوں کے لیے رکھی گئی ہے۔

غیر ترقیاتی اخراجات سرمایہ میں ہمیں ۶۵ کروڑ ۹ لاکھ روپے کے تفاوت کا سامنا ہے جس میں اہم اخراجات شامل ہیں ان میں

(الف) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کو ۲۰ کروڑ (۲۰۰۰،۰۰،۰۰۰) روپے کا قرضہ فراہم کیا جانا تجویز ہے۔

(ب) سرکاری ملازمین کو ۵ کروڑ (۵،۰۰،۰۰،۰۰۰) روپے کے قرضے فراہم کیے جانے تجویز ہیں۔

(ج) محکمہ اوقاف کو داتا دربار کی مسجد کی تعمیر و توسیع کے لیے ۲ کروڑ روپے (۲،۰۰،۰۰،۰۰۰) کا قرضہ فراہم کیا جانا تجویز ہے۔

(د) پنجاب کارپوریشن برائے فروغ سیاحت کو ایک کروڑ روپے (۱،۰۰،۰۰،۰۰۰) کا قرضہ

فراہم کیا جانا تجویز ہے۔

ترقیاتی بجٹ کا انحصار تقریباً مکمل طور پر وفاقی حکومت کی طرف سے ملنے والی امداد اور قرضوں پر ہوتا ہے۔ چنانچہ جہاں سال ۸۸-۱۹۸۷ء کے لئے ۸ ارب ۹۲ کروڑ ۲ لاکھ کا پروگرام ترتیب دیا گیا ہے وہاں مالی سال ۸۹-۱۹۸۸ء کے لیے یہ پروگرام کم ہو کر ۷-ارب ۴۵ کروڑ رہ گیا ہے۔ تقریباً ۵-۱۶ فیصد کی اس کمی کی وجہ صرف وفاقی حکومت کی مالی مشکلات ہیں جس میں سے اس کے لئے فی الحال صوبہ کو اس سے زیادہ رقم فراہم کرنا مشکل نظر آتا ہے۔ ہماری بدستور وفاقی حکومت سے یہ استدعا رہے گی کہ صوبوں کی بڑھتی ہوئی ترقیاتی ضروریات کے پیش نظر وسائل میں اضافہ کیا جائے تاکہ عوام کی مسلمہ ضروریات اور معیشت کے تمام ضروری شعبوں میں سرمایہ کاری میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکے۔

۸۹-۱۹۸۸ء کے ابتدائی تخمینے میں ترقیاتی اخراجات کا کل تخمینہ ۹ ارب روپے (۹،۰۰،۰۰،۰۰۰) تھا تاہم وفاقی حکومت کی طرف سے وسائل میں کمی کے پیش نظر یہ تخمینہ کل ۷ ارب ۴۵ کروڑ روپے (۷،۴۵،۰۰،۰۰۰) رہ گیا ہے۔

نمبر۱ ترقیاتی اخراجات میں ایک نہایت اہم شعبہ زراعت کا ہے جس کے لئے ایک ارب ۱۱ کروڑ ۷۴ لاکھ روپے (۱،۱۱،۷۴،۰۰،۰۰۰) کا مطالبہ زر پیش خدمت ہے جس میں مندرجہ ذیل مدات اہم ہیں،

(الف) کھیت سے منڈی تک سڑکوں کی تعمیر کے لئے ۹۰ کروڑ ۲۴ لاکھ روپے (۹۰،۲۴،۰۰،۰۰۰) مختص کیے جائیں گے۔

(ب) انتظام آبپاشی (Water Management) کے لیے ۹ کروڑ ۴۱ لاکھ روپے (۹،۴۱،۰۰،۰۰۰) مختص کیے جائیں گے۔

(ج) زرعی تحقیق کے لیے ۵ کروڑ ۳۴ لاکھ روپے (۵،۳۴،۰۰،۰۰۰) مختص کیے جانا تجویز ہیں۔

نمبر۲ افزائش حیوانات LIVESTOCK DEVELOPMENT کی مد میں ۵ کروڑ ۱۹ لاکھ روپے رکھے جائیں گے جن میں مندرجہ ذیل منصوبے اہم ہیں۔

(الف) پیداوار حیوانات کے لئے (Livestock Production) ۴ کروڑ ۱۱ لاکھ روپے مختص کیے جائیں گے۔

(ب) صحت حیوانات (Animal Health) کے لیے ۳۹ لاکھ روپے مختص کیے جائیں

گے۔

نمبر ۳ جنگل بانی کے لیے ۱۰ کروڑ ۳۰ لاکھ روپے فراہم کیے جائیں گے۔

نمبر ۴ تعلیم و تربیت کے لیے ایک ارب ۱۹ کروڑ ۵۰ لاکھ روپے کی رقم رکھنا تجویز ہے جس میں مندرجہ ذیل اہم منصوبے شامل ہیں۔

(الف) صوبے میں پرائمری تعلیم کے فروغ کی لیے عالمی بنک کی مدد سے جاری کردہ تیسرے پرائمری تعلیمی منصوبے کے لیے ۲۳ کروڑ ۵۸ لاکھ روپے کا مطالبہ زر پیش خدمت ہے جس کی مدد سے (۲۹۰۰) گرلز پرائمری سکول اور ۶۰۰ (Shelter Less) سکول کھولنے کا منصوبہ ہے اور ۷۳ لاکھ ۱۰ ہزار روپے کی مدد سے ۱۴۶۲ مسجد سکول کھولنے کا منصوبہ ہے۔

(ب) ثانوی تعلیم کے لئے ۵۸ کروڑ ۱۰ لاکھ روپے کی مدد سے مختلف منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے گا جس میں ایک کروڑ ۶۴ لاکھ روپے کی مدد سے ثانوی سکولوں کے لئے سائنس تعلیمی منصوبہ مکمل کیا جائے گا۔

ج) کالج کی تعلیم کے لئے ۱۰ کروڑ ۲۵ لاکھ روپے (۱۰،۲۵،۰۰،۰۰۰) مختص کئے جانا تجویز ہیں۔

نمبر ۵ صحت کے شعبے میں ایک ارب ۲۶ کروڑ ۸۲ لاکھ روپے (۱،۲۶،۸۲،۰۰،۰۰۰) کا مطالبہ زر پیش خدمت ہے جس میں مندرجہ ذیل منصوبے اہمیت کے حامل ہیں۔

(الف) دیہی منصوبہ صحت کے تحت ۸۵ کروڑ ۷۰ لاکھ روپے (۸۵،۷۰،۰۰،۰۰۰) رکھے جائیں گے جن میں ۲۵۰ بنیادی مراکز صحت مکمل کئے جائیں گے اور ۴۳۰ قائم شدہ بنیادی مراکز صحت کا درجہ بڑھایا جائے گا۔

(ب) عام ہسپتالوں (General Hospitals) کے لیے ۲۲ کروڑ ۸۳ لاکھ روپے (۲۲،۸۳،۰۰،۰۰۰) کی رقم مختص کی جائے گی جس میں سے میو ہسپتال میں ۲۰۰ بستروں کا آنکھوں کا وارڈ بنایا جائے گا۔ راولپنڈی جنرل ہسپتال میں امراض قلب کے لیے وارڈ قائم کیا جائے گا۔ ۱۲۵ بستروں پر مشتمل ہسپتال قصور/بھکر/خانیوال/ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بنائے جائیں گے۔ جبکہ گوجرہ میں ۱۵۰ بستروں پر مشتمل ہسپتال تعمیر کیا جائے گا۔ ۴۰/۶۰ بستروں کے ہسپتال میاں چنوں، کہروڑ، بوریوالہ، چوبارہ وغیرہ میں بنائے جانے کا منصوبہ ہے تدریسی ہسپتالوں (Teaching Hospitals) کی لیے ۱۷ کروڑ ۴۸ لاکھ روپے (۱۷،۴۸،۰۰،۰۰۰)

کا مطالبہ زر پیش خدمت ہے جس کی مدد سے علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور، پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد اور راولپنڈی میڈیکل کالج راولپنڈی کے تعمیراتی کام جاری رہیں گے۔

نمبر ۶ دیہی آب نوشی و نکاسی آب کے منصوبوں کے لیے ایک ارب ۱۲ کروڑ ۵۹ لاکھ روپے (۱،۱۲،۵۹،۰۰،۰۰۰) کا مطالبہ زر پیش خدمت ہے۔ جسکی مدد سے تقریباً ۵۰۰ دیہی آب نوشی کی سکیمیں مکمل کی جائیں گی جبکہ مذید تقریباً اتنے ہی منصوبوں پر کام جاری رہے گا۔

نمبر ۷ ۱۹ کروڑ ۵۵ لاکھ روپے (۱۹،۵۵،۰۰،۰۰۰) کا مطالبہ زر آبپاشی ڈبع اور بحالی اراضی، سیلاب کی روک تھام اور بجلی کے لیے پیش خدمت ہے۔

نمبر ۸ سڑکوں اور پلوں کی تعمیر کے لیے ۶۵ کروڑ روپے کا مطالبہ زر پیش خدمت ہے۔ (۶۵۰۰،۰۰،۰۰۰) جو (۲۰۰) میل لمبی موجودہ سڑکوں کی توسیع پر خرچ کئے جائیں گے جب کہ ۴۰ میل نئی سڑکیں تعمیر کی جائیں گی اور تقریباً بائیس پلوں کی تعمیر پر کام جاری رہے گا۔

Block Allocatons کی مد میں، ۹ کروڑ ۹۴ لاکھ روپے (۹۷،۹۴،۰۰،۰۰۰) کا مطالبہ زر پیش خدمت ہے جس میں مندرجہ ذیل مدات شامل ہیں۔

(الف) تعلیم و مقامی ترقی کے خصوصی پروگرام کے لئے ۶۴ کروڑ ۶۸ لاکھ روپے (۶۴،۶۸،۰۰،۰۰۰) کیلئے مختص کئے جائیں گے۔

(ب) مری، کہوٹہ ترقیاتی ادارے کے لئے دو کروڑ روپے (۲،۰۰،۰۰،۰۰۰) فراہم کئے جائیں گے۔

(ج) ترجیحی پروگرام کے تحت (Priority Programme) کروڑ روپے (۱۵،۰۰،۰۰،۰۰۰) فراہم کیئے جائیں گے۔

(د) وزیراعلیٰ پنجاب سے احکامات کے تحت ترقیاتی کاموں کے لئے ۱۵ کروڑ روپے (۱۵،۰۰،۰۰،۰۰۰) مختص کیئے جائیں گے۔

(ر) چولستان ترقیاتی ادارے کے لئے ۶۳ لاکھ روپے (۶۳،۰۰،۰۰۰) مختص کیا جانا تجویز ہے اور اتنی ہی رقم ٹرانسپورٹ کیلئے بھی تجویز کی گئی ہے۔

یہاں ایک اہم پروگرام کا خصوصی ذکر کروں گا۔

دیہات اور شہروں میں بے گھر خاندانوں کیلئے اور کچی آبادیوں کی ترقی کیلئے ہمارا پروگرام ایک نئے ولولے کے ساتھ جاری رہے گا۔ اس پر کی جانے والی مجوزہ سرمایہ کاری ۵۴ کروڑ روپے

سے تجاوز کرتی ہے محض تکنیکی وجوہ کی بناء پر اس ذکر کو بجٹ تقریر کا حصہ نہ بنایا گیا ہے۔ انشاء اللہ تفصیلات عام بحث کے دوران واضح ہو جائیں گیں۔

مالی سال ۸۹۔ ۱۹۸۸ء کے باقی ماندہ چھ ماہ ہم اسی کاوش میں صرف کریں گے کہ تخمینہ جات میں پایا جانے والا تفاوت جسے ہم نے حتیٰ الوسع پہلے ہی بہت کم کیا ہے میں مزید کمی کی جائے۔ وزارت خزانہ اس سلسلے میں صوبائی حکومت کے تمام محکموں سے باہمی مشورے کے بعد نہ صرف اخراجات میں مزید کمی کرے گی بلکہ جس جس مد میں آمدنی بڑھانے کا امکان ہوا اس میں جس حد تک ممکن ہوا اضافہ کیا جائے گا۔ ساتھ ہی ساتھ ایوان کو اس بات کی بھی یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ جس میزانیہ کی منظوری کی استدعا کی جارہی ہے حکومت آئینی قیود میں رہتے ہوئے اس کی روح کی پاسداری کرنا اپنا اولین اعزاز اور فریضہ سمجھے گی۔

جناب والا

ان گزارشات کے ساتھ میزانیہ مالی سال ۸۹۔ ۱۹۸۸ء اس معزز ایوان کی خدمت میں پیش ہے۔

جناب سپیکر: اجلاس کل صبح ۹:۰۰ بجے تک کے لئے Adjourn ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی جمعرات ۱۵ دسمبر ۱۹۸۸ء صبح ۹ بجے تک کے لیئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات 15 دسمبر 1988ء

(پنج شنبہ، ۴ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ)

جلد III شمارہ 7

سرکاری رپورٹ

مندرجات

15 دسمبر 1988

(جلد III بشمول شمارہ جات ۱ تا ۱۷)

صفحہ نمبر

تلاوتِ قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ ---------- 275

مسئلہ استحقاقات :-

(I) اردو میں بجٹ پیش کرنے کے بارے میں سرکاری یقین دہانی کی خلاف ورزی ---------- 280

(II) ضلع راجن پور میں درجہ چہارم کی 126 اسامیوں پر سردار نصر اللہ دریشک کی صوابدید پر تقرری کرنے کی ہدایات ---------- 290

(III) نواب زادہ نصر اللہ خان کی کنوینسنگ کرنے والے مظاہرین پر لاٹھی چارج ---------- 295

تحاریک التوائے کار :-

(I) چوک منڈا ضلع مظفر گڑھ میں شہریوں پر پولیس کی فائرنگ ---------- 301

(II) پاک انجلز گرلز سکول گلشن راوی لاہور میں فائرنگ اور ایک طالبہ کے اغواء کی دھمکی ---------- 306

اراکینِ اسمبلی کی رخصت ---------- 308

ضروری اعلان ---------- 315

قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق) :-

(I) صوبائی اسمبلی پنجاب کے ملازمین کے لئے رہائشی کالونی کی تعمیر ---------- 318

(II) کالا باغ ڈیم کی تعمیر ---------- 329

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیسرا اجلاس

جمعرات ۱۵ دسمبر ۱۹۸۸ء

(پنجشنبہ ۴ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۹ بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِیْکُمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ط لَوْ یُطِیْعُکُمْ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ ○ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَ نِعْمَۃً ط وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ○ وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰھُمَا عَلَی الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ ج فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ط اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ○ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ○

ترجمہ۔ اور جان رکھو کہ تم میں خدا کے پیغمبر ہیں۔ اگر بہت سی باتوں میں وہ تمہارا کہا مان لیا کریں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ لیکن خدا نے تم کو ایمان عزیز بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں سجا دیا اور کفر اور گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا۔ یہی لوگ راہ ہدایت پر ہیں۔ (یعنی) خدا کے فضل اور احسان سے۔ اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔ اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع لائے پس جب وہ رجوع لائے تو دونوں فریق میں مساوات کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف سے کام لو کہ خدا انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔ (وما علینا الا البلاغ)

میاں منظور احمد موہل جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر آج کا ایجنڈا غیر سرکاری اراکین کی کارروائی کے لئے دیا گیا ہے۔ لیکن اسی ایجنڈا کے نمبر ۲ پر جناب ریاض فتیانہ کی طرف سے ایک قرارداد ہے جبکہ میرے نظریہ کے مطابق وہ اب پرائیویٹ ممبر نہیں وہ مشیر برائے وزیر اعلیٰ مقرر ہو چکے ہیں۔ پرائیویٹ ممبر ڈے کی تعریف میں جناب والا یہ ہے

Private Member
means a member who is not a Minister or Parliamentary Secretary.

بعد میں اس میں ترمیم کی گئی یا پارلیمانی سیکرٹری اسوقت پارلیمانی سکیرٹری نہیں ہوا کرتے تھے جب پارلیمانی سیکرٹری بنے تو وہ اس میں سے EXCLUDE کر دیئے گئے۔ چونکہ اسوقت ایڈوائزر نہیں ہوا کرتے تھے۔ اب میں جناب کا VERDICT چاہونگا کہ جب ADVISER نہیں تھے۔ اب آپ انکو پرائیویٹ ممبر تصور کرینگے۔ یا نہیں۔

جناب سپیکر۔ موہل صاحب ابھی مرے پاس تحاریک استحقاقات ہیں اور تحاریک التوائے کار ہیں اسکے بعد یہ قراردادیں آئیں گی جسوقت قراردادیں آئیں گی اسوقت اس بات کو آپ ضرور take up کریں۔

سید ذاکر حسین شاہ۔ جناب سپیکر پوائنٹ آف انفارمیشن ہے یہ اسمبلی کا اجلاس ہے جیسا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ سال میں ۷۰ دن منعقد ہوگا۔ کیا یہ سال مالی سال سے شروع ہوگا یا یکم جنوری سے شمار ہوگا۔

جناب سپیکر۔ اس پر فیصلہ ہو چکا ہے اور ہم نے ۱۹۸۵ء کے ابتداء میں یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ پنجاب اسمبلی کا سال Calander year سے شروع ہوتا ہے۔ اس میں ایک چیز آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں قبل اسکے کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوں طریقہ کار یہ رہا ہے Private Member's day پر غیر سرکاری ارکان کے RESOLUTIONS ہوتے ہیں۔ غیر سرکاری اراکین کی طرف سے مسودات قانون ہوتے ہیں۔ اور اس دن سرکاری کارروائی نہیں بلکہ غیر سرکاری کارروائی ہوتی ہے۔ اسلئے اس اسمبلی کی یہ عام روایت رہی ہے جس کی وجہ سے عام طور پر وقفہ سوالات کو بھی معطل کر دیا جاتا ہے۔ اسلئے کہ پرائیویٹ ممبرز

ڈے ہے ممبران کے معاملات معطل کریں۔ بلکہ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ معزز اراکین اسمبلی پرائیویٹ ممبرز ڈے کو بہت اہمیت دیا کرتے ہیں۔ اس میں غیر ضروری پوائنٹ آف آرڈر انفارمیشن نہیں اٹھاتے چونکہ یہ آپ کا کام ہے۔ آپکا دن ہے آپ غیر ضروری معاملات میں اپنے وقت کو ضائع مت کیجئے گا اس میں آپکے اپنے معاملات پیش ہونا ہیں اس پر آپ کھل کر بات کریں اور بحث کریں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ جناب والا کل بھی اس بات پر بحث ہوئی تھی کہ اجلاس وقت پر شروع نہیں ہوتا اور آج پھر ڈیڑھ گھنٹہ تاخیر سے شروع ہو رہا ہے۔ اس لئے کیا یہ کوئی غیر ذمہ داری کی صورتحال ہے کہ ڈیڑھ گھنٹے تک معزز ممبران یہاں تشریف لانے کی زحمت گوارا نہیں کرتے۔ اس طرح باہر ہمارا IMAGE خراب ہو رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میری تجویز ہے کہ کوئی تادیبی قسم کی کارروائی ہونی چاہیے۔ کہ جو معزز ممبر وقت پر تشریف نہ لائے اس کا کم از کم بھتا تو کاٹ لیا جائے۔ اس دن رہائشی اور دوسرا الاؤنس خواہ مخواہ حرام میں تو نہ کھائیں۔ اس میں ہم دلچسپی لیں جس کے لئے ہم یہاں آتے ہیں اور بھتا ہم وصول کرتے رہیں قوم و ملک کے ساتھ زیادتی ہے اور عوام کے ساتھ بھی کہ جنہوں نے ہمیں اس لئے یہاں بھیجا ہے کہ ہم ان کے لئے یہاں کچھ کام کریں۔

جناب سپیکر۔ شکریہ۔ اس کا ایک ہی طریقہ کار ہے کہ قائد حزب اختلاف اس بات کو ENSURE کریں کہ ان کے ممبر وقت پر تشریف لائیں۔ اور قائد ایوان بھی ENSURE کریں کہ ان کے ممبرز بھی وقت پر تشریف لائیں۔ اور آپ کے وھپس یعنی سرکاری بنچز کے وھپس ENSURE کریں اور اپوزیشن کے وھپس بھی اس کو ENSURE کریں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس۔ جناب والا آپ بھتا کاٹ لیں یہ سب سے بہتر ہے۔

مسئلہ استحقاقات

جناب سپیکر۔ یہ قابل عمل نہیں۔ اب یہ پریولیج موشن ہے جناب ------

نوابزادہ غضنفر علی گل! جناب والا۔ آج تو میرے بھی پریولیج موشنز ہیں۔

جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب! آپ کی تحاریک استحقاقات نہیں ہیں۔ اس لئے طے یہ ہوا تھا کہ آج-----

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا۔ میری تحاریک ملتوی ہوتی آ رہی ہیں۔ آج میری ہی

تحریک کو لیا جائے۔

جناب سپیکر۔ طے یہ ہوا تھا کہ ۱۵ تاریخ کو وہ take up نہیں کرینگے

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا! میں نے نہیں کہا تھا۔ فضل حسین راہی صاحب نے کہا تھا۔

جناب سپیکر۔ میں نے کہا تھا کہ ٹھیک ہے کہ ہم اس کو take up نہیں کریں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ نہیں جناب نہیں۔ استحقاق میرا ہے یہ آپ کا نہیں۔

جناب سپیکر۔ جی۔ آپ کا استحقاق ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا۔ میرا استحقاق ہے کہ میں نے اس ایوان کی سہولت کے لئے اپنے استحقاق کی تحریک کو چار پانچ چھ روز کے لئے موخر کیا۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ موخر کرنے کی درخواست کی جسے ہم نے قبول کیا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ ایوان کی رائے کے بعد آپ سے عرض کیا تھا کہ آج کے روز اسے رکھا جائے لیکن فضل حسین راہی صاحب نے فرمایا تھا کہ نہیں تو آج میں رکھ رہا ہوں سر۔

جناب سپیکر۔ ہو گئی بات؟

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جی ہاں۔ آج میں رکھوں گا۔

جناب سپیکر۔ چار روز موخر کرنے کی درخواست کی جسے ہم نے قبول کیا اور آج ہم اپنی مرضی سے اسے موخر کرتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا! اگر آپ اسے آج ہی لیں تو مہربانی ہے۔

جناب سپیکر۔ اگلے روز TAKE UP کر لیں گے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا۔ اگلے روز بجٹ پر بحث شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر۔ جی پرواہ نہ کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا۔ پھر لوگ کہیں گے کہ ہم نے بجٹ پر تقاریر کرنی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ ایک دو منٹ کی بات ہے اسے لے لیں۔

جناب سپیکر۔ آپ فکر نہ کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا۔ فکر تو مجھے کرنی ہی نہیں۔ وہ تو میں جانتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ اگلے روز لے take up کریں گے۔
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا! جو آج تحاریک التوائے کار ہیں۔۔۔۔
جناب سپیکر۔ آج آپ مان جائیے۔
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا۔ میں تو ماننے والوں میں سے ہوں۔ آمنا و صدقنا۔
جناب سپیکر۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب!
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا۔ ایک داڑھی والے کی تحریک موخر کی گئی ہے لہذا دوسرے داڑھی والے کی تحریک بھی موخر کی جائے۔ یہ میرے ساتھ زیادتی ہے۔ کیا یہ اس سے زیادہ ضروری ہے؟ سرکاری مولوی کی تحریک استحقاق لی جائے گی اور اپوزیشن کے مولوی کی تحریک استحقاق نہیں لی جائے گی۔ یہ بہت امتیازی سلوک ہے۔ اور میں اس پر احتجاج کرونگا۔ اگر یہ زیادتی کی گئی تو میں علامتی واک آوٹ بھی کر سکتا ہوں۔ جناب والا۔ یہ بات نہیں ہوگی۔ جناب والا۔ میں ان بنچوں پر اکلوتی داڑھی ہوں۔
جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا۔ چارے پاسے مولوی ہیں۔
وزیر امداد باہمی۔ (ملک سلیم اقبال) دونوں داڑھیوں میں فرق ہے۔ ایک کی کالی داڑھی ہے اور دوسرے کی سفید داڑھی ہے۔
جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔
نوابزادہ غضنفر علی گل: حضور والا گزارش یہ ہے کہ اپوزیشن کے بنچوں پر میں اکلوتی داڑھی ہوں۔ اور اس طرف کثرت ہے۔ اس لئے امتیازی سلوک نہ کریں۔ آج مولانا منظور احمد چنیوٹی کی تحریک استحقاق بھی موخر کی جائے۔
مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور مخصوص معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت کہ ہماری قومی زبان جس سے ہمارا تشخص قائم ہوتا ہے وہ اردو زبان ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: راہی صاحب! کیا آپ کا پوائنٹ آف آرڈر موخر نہیں ہو سکتا؟
چودھری فضل حسین راہی: جناب والا۔ مولانا چنیوٹی صاحب جو تحریک پیش کر رہے ہیں اس

لی ان کے ہاتھ میں کاپی ہے۔ لیکن دیگر اراکین کے پاس کاپی نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے دفتر رابطہ کیا تھا کہ کون کونسی تحریک استحقاق آج پیش ہوگی۔ ان کا کہنا یہ تھا کہ کاپی صرف محرک کو فراہم کی جاتی ہے باقی ممبران کو فراہم نہیں کی جاتی۔ جناب والا۔ میری التجا ہے کہ جو بھی تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار پیش ہو اس کی کاپیاں تمام اراکین کو فراہم کی جانی چاہیں۔

جناب سپیکر: یہ ممکن نہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! یہ ممکن ہے۔

جناب سپیکر: راہی صاحب! آپ گذشتہ ساڑھے تین سال بھی اس اسمبلی میں رہے ہیں۔ صورت یہ ہے کہ تحریک استحقاق کا طریقہ کار یہ ہے کہ اجلاس کی کارروائی سے ایک گھنٹہ پہلے بھی تحریک استحقاق پیش کی جاسکتی ہے۔۔۔۔۔۔

جناب فضل حسین راہی: چلیں ایسے ممکن کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اور اس کے لئے جو تحریک استحقاق ایک گھنٹہ پہلے پیش ہوتی ہے آپ اندازہ فرمائیے اس کی نقول تمام معزز اراکین کو کیسے فراہم کی جاسکتی ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا۔ میں عرض کرتا ہوں۔ کہ اس کو ایسے کر لیں کہ کچھ کاپیاں زیادہ کر لیا کریں تاکہ طلب کرنے پر مل سکیں۔

جناب سپیکر: جی۔ یہ انشاء اللہ ہو جائے گا۔

جناب فضل حسین راہی: شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر: جی مولانا صاحب!

اردو میں بجٹ پیش کرنے کے بارے میں سرکاری یقین دھانی کی خلاف ورزی

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور مخصوص معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہماری قومی زبان جس سے ہمارا تشخص قائم ہوتا ہے وہ اردو زبان ہے۔ ہماری اسمبلی کی سرکاری اور قانونی زبان بھی اردو

ہے۔ دستور پاکستان کی رو سے بھی ۱۹۸۸ء تک ملک کی تمام کارروائی اردو میں کرنی لازم ہے۔ اب یہ آخری سال بھی اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ کتنی شرم کی بات ہے کہ اتنے عرصے سے قومی زبان سے سوتیلی اولاد کا سلوک کیا جا رہا ہے۔ آخر یہ سلوک کب تک روا رکھا جائیگا۔ پاکستان کو قائم ہوئے چالیس سال کا طویل عرصہ گذر گیا ہے ابھی معاملہ جوں کا توں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہنوز دلی دور است۔ حال ہی میں جو ضمنی بجٹ پیش ہوا ہے وہ پھر انگلش میں دیا گیا ہے۔ جبکہ پچھلے بجٹ اجلاس میں میری ایک تحریک استحقاق پر اس ایوان میں یقین دلایا گیا تھا کہ آئندہ بجٹ اردو میں پیش کیا جائے گا۔ متعلقہ وزیر نے بھی ایوان میں یقین دلایا تھا۔ ایوان میں کئے گئے وعدہ کی خلاف ورزی سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو ایوان میں بحث کے لئے منظور فرمایا جائے۔

جناب سپیکر! یہ واقعی ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ چالیس سال اس ملک کو قائم ہوئے گذر گئے ہیں۔ انگریز کو ہم نے نکالا۔ انگریز سے ہم نے نجات حاصل کی۔ لیکن انگریز کی غلامی سے ہم نہ نکل سکے۔ اور اس کی انگریزی زبان سے چھٹکارا حاصل نہ ہوا تمام زندہ قومیں اپنی قومی زبان ہی کو اجاگر کرتی ہیں اور اس وقت دنیا کے جتنے ممالک ہیں چاہے چین ہو یا روس ہر چھوٹے بڑے ملک میں ان کی اپنی قومی زبان ہوتی ہے اور اس کی تمام تر کارروائی اسی زبان میں ہوتی ہے۔ کسی قوم کا تشخص۔۔۔

جناب سپیکر: شرم یا شیم کے الفاظ غیر پارلیمانی نہیں۔
سید ذاکر حسین شاہ: نہیں جناب والا! جس سیاق وسباق میں انہوں نے استعمال کئے وہ نہیں ہونے چاہیں۔
جناب سپیکر: میں اپنی طرف سے اپنی رائے کا اظہار کر چکا ہوں کہ "شرم" یا "شیم" کے الفاظ غیر پارلیمانی نہیں۔
مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ زندہ قومیں اپنے تشخص سے پہچانی جاتی ہیں اور تشخص سے قائم ہوتی ہیں یہ چالیس سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے باوجود اس کے کہ ۱۹۷۳ کے آئین میں یہ بات بڑی صراحت کیساتھ درج کی گئی کہ ۱۹۸۸ء تک ملک کی تمام سرکاری کارروائی اسی طرح سے انگریزی میں چل رہی ہے باوجود اس کے کہ یہ مسئلہ آپ کے علم اور نوٹس میں ہے کہ پچھلے سال بھی بجٹ پر میں تحریک استحقاق پیش کی تھا اور اس ایوان میں یقین دھانی کرائی گئی کہ آئندہ بجٹ اردو میں پیش کیا جائے گا لہذا میں پوچھتا ہوں کہ اردو جو ہماری قومی اور سرکاری زبان ہے اس کو جلد از جلد تمام سرکاری دفاتر میں رائج کرنا چاہیئے اور خاص طور جب اسمبلی کی کارروائی اردو میں ہوتی ہے تو ہمیں بجٹ انگریزی میں پیش کیا جاتا ہے جو حضرات انگریزی نہیں سمجھتے یا اگر وہ سمجھتے بھی ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ہماری قومی زبان میں ہمیں بجٹ ملنا چاہیئے اسلئے میں سمجھتا ہوا کہ میرا خصوصاً اس اعتبار سے کہ میں نے پہلے تحریک استحقاق پیش کی تھی اور مجھے یقین دھانی کرائی گئی تھی اور اس ایوان کا چونکہ اس ایوان میں یقین دھانی کرائی گئی تھا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو بحث کیلئے منظور فرمایا جائے۔
سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف انفارمیشن۔ جناب والا۔ میری گزارش ہے کہ مولانا چنیوٹی صاحب کی تحریک بہت اچھی اور ہر لحاظ سے بہت مفید ہے لیکن اس میں انہوں نے بار بار ایک لفظ "بجٹ" کا استعمال کیا ہے۔ اس کا متبادل لفظ میزانیہ ہے۔ میں آپ کے توسل سے گزارش کرونگا کہ وہ بجٹ کو بار بار استعمال کرنے کی بجائے میزانیہ کہیں۔ کئی الفاظ کا ترجمہ نہیں ہوسکتا۔ اور کئی الفاظ ایسے ہیں جن کا کوئی متبادل نہیں۔ مثلاً سپیکر کا۔ سپیکر کو صدر کہنا غالباً۔ اچھا نہیں لگتا۔ لیکن بجٹ کو میزانیہ کہا جاسکتا ہے میں آپ کے توسل سے ان کی خدمت میں یہ عرض کرونگا۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش : جناب والا۔ میں عرض کرونگا کہ فاضل رکن نے بجٹ کا ترجمہ میزانیہ کیا ہے اس بارے میں میری عرض ہے کہ اردو زبان کا اپنا کوئی لفظ نہیں بلکہ اردو زبان مختلف زبانوں کے الفاظ سے مل کر بنی ہے اگر ہم فارسی، عربی، سنسکرت کے الفاظ اردو میں استعمال کر سکتے ہیں تو انگریزی کے لفظ "بجٹ" کو اس میں شامل کیا جا سکتا ہے یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ جس پر بحث کی جا سکے۔

جناب خورشید احمد خان : جناب والا۔ میں عرض کرونگا کہ چنیوٹی صاحب کی تحریک استحقاق سارے ایوان کی رہنمائی کرتی ہے اردو ہماری قومی زبان ہے اور اردو زبان کا یہاں رائج ہونا لازم ہے کل ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر جو اردو میں تھی میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بھی اردو نہ تھی اسلئے کہ وزیر خزانہ صاحب نے نواسی کو انانوے اور ننانوے کو نانٹینوے کے لفظ کو اپنی تقریر کے دوران پیش کیا جناب والا۔ یہاں بجٹ کی بات ہے۔

جناب سپیکر : میں آپ کی یادداشت کیلئے عرض کرتا ہوں کہ مولانا صاحب نے اپنی تحریک استحقاق پڑھی ہے اس کے بعد ان کا یہ حق ہے کہ وہ SHORT STATEMENT دیں کسی بھی تحریک استحقاق پیش کرنے والے معزز رکن کا حق ہے کہ وہ اس پر SHORT STATEMENT دے سکے اور اس کے بعد اگر کوئی اور صاحب اس پر کوئی بات کرنا چاہیں تو طریقہ یہ ہے کہ ان کو DISCOURAGE کیا جاتا ہے کہ وہ اس پر بات نہ کریں صرف محرک تحریک پیش کرے اس پر SHORT STATEMENT دے اور گورنمنٹ اور ٹریژری بنچز کی طرف سے اگر کوئی صاحب بات کرنا چاہتے ہوں اس کو DEFEND کرنا چاہتے ہوں تو وہ اسے DEFEND کریں تاکہ اس کا فیصلہ ہو جائے۔ تو اس میں ابھی وہ مختصر بیان دے رہے ہیں اور ان کو پوائنٹ آف آرڈر پر INTERRUPT کیا گیا ہے۔ اگر آپ اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

جناب خورشید احمد خان : جناب والا۔ میں ان کی حمایت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : میں آپ کو اس کی اجازت دے دونگا۔ لیکن مولانا صاحب کو تو ابھی اپنی SHORT STATEMENT مکمل کر لینے دیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب والا۔ جو ضروری بات تھی وہ میں نے کہہ دی۔

جناب سپیکر : شکریہ۔

میاں محمود الرشید : جناب والا۔ میں مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی اس تحریک کی پرزور

حمایت کرتا ہوں اور آپ سے سفارش کرتا ہوں کہ اسے بحث کیلئے منظور کیا جائے کیونکہ ہماری قومی اردو زبان سے گزشتہ ۴۱ سالوں سے ایک مذاق روا رکھا جا رہا ہے ہماری اسمبلی کے ایوانوں کے اندر اور حکومتی سطح پر بھی متعدد بار اس بارے میں فیصلہ ہوا ہے کہ اردو کو ہر سطح پر رائج کیا جائیگا لیکن اس کا عملی پہلو اب تک نافذ ہوتا نظر نہیں آتا۔ جس کی وجہ سے ہمارے ملک کا ایک بہت ہی بڑا TALENT ضائع ہوتا ہے محض وہ لوگ جو انگریزی زبان سے واقف ہیں وہ اس زبان کے ذریعے ملک کی اعلیٰ ملازمتوں میں بھی پہنچتے ہیں اور ہر جگہ پر آگے جگہ پاتے ہیں اسلئے میری گزارش ہے کہ اس اسمبلی کے ایوان میں اس تحریک استحقاق کو منظور کیا جانا چاہیئے میں اس کی پر زور سفارش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

میں اس پر ڈیبیٹ نہیں کروانا چاہونگا۔ میں چاہونگا کہ اس پر وزیر تعلیم یا وزیر قانون کچھ کہنا چاہیں تو ارشاد فرمائیں کہ مولانا صاحب کی پیش کردہ تحریک استحقاق کے بارے میں گورنمنٹ کا نقطہ نظر کیا ہے؟

وزیر قانون: جناب والا۔ اس تحریک استحقاق کے بارے میں میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سات دسمبر کو ضمنی بجٹ پیش ہوا اور مولانا صاحب نے یہ تحریک استحقاق ۱۳ دسمبر کو پیش کی تو فنی لحاظ سے یہ تحریک استحقاق وقت پر پیش نہیں کی گئی۔

اس کے علاوہ آئین کے آرٹیکل نمبر ۲۵۱ کے تحت حکومت نے یہ ذمہ داری لی تھی وہ ۱۵ سال کے اندر اردو کو قومی زبان کی حیثیت سے ہر طبقہ فکر میں رائج کریگی بد قسمتی سے آئین آٹھ سال معطل رہا اور اس وجہ سے اس پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔ اب بھی حکومت کی پوری کوشش ہے بہت سے معاملات میں اردو کو رائج کیا جا چکا ہے اور یہ ایک اہم ترین عوامی اور قومی مسئلہ ہے اور مولانا صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کرونگا کہ وہ اپنی اس تحریک استحقاق کو پریس نہ کریں اس بارے میں حکومت نے جو کچھ بھی کام کیا ہے اس سے بھی میں ان کو آگاہ کردونگا مزید اس بارے میں حکومت کوشش کر رہی ہے۔ اصل کام جناب والا مرکزی حکومت کی سطح پر ہونا ہے اور جہاں تک پنجاب کی حکومت کا تعلق ہے ہماری پوری کوشش ہے کہ اس کو بطور عوامی اور قومی زبان ہر معاملہ میں رائج کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی مولانا صاحب۔ اس پر آپ کیا فرمائیں گے۔؟ اس میں ایک چیز ہے کہ ایوان

میں جو یقین دھانی کرائی گئی تھی اور یقین دھانی کسی وزیر صاحب کی طرف سے کرائی جاتی ہے اس اس کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو اس کا breach of privilege نہیں ہوتا۔ بلکہ جو یقین دھانی on the floor of the House کرائی جاتی ہے اسے آپ دوسرے انداز میں پیش کر سکتے ہیں کہ متعلقہ وزیر نے جو یقین دھانی اس ایوان میں کرائی تھی اسے پورا نہیں کیا۔ تو اس کو پیش کرنے کا دوسرا طریقہ ہے جہانتک اس بات کا تعلق ہے کہ on the floor of the House یہ یقین دھانی کرائی گئی تھی کہ بجٹ اردو زبان میں پیش کیا جائیگا اس کیلئے ہمارے پاس الفاظ ہیں کہ اس کو اردو زبان میں پیش کرنے کی کوشش کی جائے۔

تو اس کی صورت یہ ہے کہ پچھلی اسمبلی برخاست ہو گئی جس کے منسٹر نے یہ یقین دھانی کروائی تھی اور اس اسمبلی کے برخاست ہونے کے ساتھ ہی یقین دھانی ختم ہو جاتی ہے اس یقین دھانی کی بنیاد پر اس وقت یہاں یہ پریویلج موشن پیش نہیں کی جا سکتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ آئین میں جیسا کہ ابھی منسٹر لائے آرٹیکل ۲۵۱ کا حوالہ دیا ہے اس میں ۱۵ سال کے اندر اردو زبان کو رائج کرنا ہے اور تقریباً ۱۵ سال ۱۵۔ اگست ۱۹۸۸ء کو پورے ہو جاتے ہیں۔ ۱۵۔ اگست ۱۹۸۸ء تک اردو زبان کو سرکاری زبان کی حیثیت سے پاکستان کے آئین کے مطابق جملہ معاملات زندگی میں شامل کرنا ہے لیکن اس میں ایک اور چیز ہے کہ

Article 251 (2) of the Constitution says:
Subject to Clause (1), the English language may be used for official purposes until arrangements are made for its replacement by Urdu"

تو اس میں یہ ایک گنجائش ہے کہ جس وقت تک انتظامات مکمل نہیں ہو جاتے اس وقت تک انگریزی زبان کچھ معاملات میں استعمال ہو سکتی ہے۔ یعنی جس وقت تک انگریزی کو اردو میں تبدیل کرنے کے انتظامات نہیں ہو جاتے اس وقت تک آئین میں گنجائش موجود ہے کہ بجٹ انگریزی زبان میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔ حضور والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اگر اس اسمبلی کا منسٹر جو LAPSE ہو کر آج وزیر نہیں ہے وہ LAPSE ہو جاتا ہے۔ حضور والا

آپ کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ منسٹر اپنے محکمہ کا سربراہ ہوتا ہے۔ منسٹر ایک PERSON نہیں ہوتا۔ "ایک عہدہ اور حکومت کا حصہ ہوتا ہے۔ ایک منسٹر کے RESIGN کرنے سے یا انتخاب ہار جانے سے حکومت کے تسلسل میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر آپ یہ فرمائیں گے کہ وہ LAPSE ہو گیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اتنے عرصہ میں صوبہ پنجاب کے اندر کوئی حکومت نہیں تھی۔ اگر وزیر نہ بھی ہو، اگر اسمبلی نہ بھی ہو، اگر نگران حکومت نہ بھی ہو تو حکومت CONTINUE کرتی ہے کیونکہ حکومت اسمبلیز اور باکسز میں بیٹھتی ہے۔ حکومت کا مسلسل انتہائی ضروری ہے اور اگر حکومت نہ ہو گی تو CHAOS ہو جائے گا تو یہ آپ کی بات قانون، ضابطے اور آئین کے خلاف ہے کہ ایک منسٹر صاحب کی ASSURANCE وہ منسٹر اے بی سی نہیں۔ وہ حکومت کا نمائندہ ہے اس لئے حکومت CONTINUE کرتی ہے۔ اس کا وعدہ یا ASSURANCE اور LAPSE COMMITMENT نہیں ہو سکتی۔

دوسری بات آپ نے فرمایا ہے وزیروں کا وعدہ----------

وزیر خزانہ: پوائنٹ آف آرڈر--------

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں کہ تیرے وعدے پر جیئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتماد ہوتا اور اس لئے ان وزیروں کا حال یہ ہو گیا ہے۔ تو جناب والا آپ کی رولنگ مجھے ایک تسلسل حکومت پر درکار ہے

وزیر خزانہ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر آپ کی اجازت سے میں نوابزادہ صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بندوں کے لئے اے بی سی نہیں لیکن اگر انگریزی میں یہ کہنا تھا تو ٹام بیکن ہیری کہا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر میری رولنگ ہے کہ پچھلی اسمبلی کے ایک منسٹر کی ASSURANCE اگر پوری نہیں ہوتی تو اس گورنمنٹ کا منسٹر جن کے پاس وہی PORTFOLIO ہے جو پچھلی اسمبلی کے موقع پر جس منسٹر نے ASSURANCE دی تھی ان کو PUNISH نہیں کیا جا سکتا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جو بھی ہے میں نے جو DECISION دیا

تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: میرا پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

جناب سپیکر: آپ ذرا سنیے۔ حوصلہ کیجیے۔ بات ہوئی تھی کہ یہ معاملہ ASSURANCE کے ذریعے AGITATE کیا جا سکتا ہے۔ تحریک استحقاق پیش کرنے کی بجائے مولانا صاحب کو یہ ASSURANCE کے ذریعے یہاں اسمبلی میں پیش کرنا چاہئے تھا اور یہ معاملہ ASSURANCE COMMITTEE میں جائے کہ ایک وزیر محترم نے یہاں ہاؤس میں ASSURANCE دی اور اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ تو اس معاملہ کو یہ ایوان منظور کر کے ASSURANCE COMMITTEE کے پاس بھیج سکتا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: یہ میرے پوائنٹ اف آرڈر کا جواب نہیں۔

جناب سپیکر: آپ ذرا تھوڑا سا حوصلہ کیجیے۔ تشریف رکھیے۔ میں مولانا صاحب کو یہ عرض کر رہا تھا آپ ذرا دوبارہ اس بات کو سنیے۔ میں مولانا صاحب کو یہ کہہ رہا تھا کہ آپکے اس معاملے کی ASSURANCE اس ہاؤس میں دی گئی ہے کہ آئندہ بجٹ اردو زبان میں پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ یہاں اس وقت کے وزیر خزانہ نے ASSURANCE دی تو میں نے مولانا صاحب کو یہ عرض کیا کہ ایک تو یہ بات ہے کہ اس پریویلج موشن کی بجائے آپ اس معاملے کو ASSURANCE کی خلاف ورزی کے طور پر اس ہاؤس میں پیش کر سکتے ہیں اور یہ معاملہ ASSURANCE COMMITTEE کے پاس جا سکتا ہے۔ میں نے ان کو یہ عرض کی کہ آپ اسے پریویلج موشن کی شکل میں AGITATE نہ کیجیے بلکہ دوسری REMEDY آپ کے پاس ہے اس طریقے کو آزمائیے۔ دوسری بات میں نے عرض کی کہ ASSURANCE اگر سابق وزیر خزانہ نے دی ہے اور وہ FULFIL نہیں ہوئی تو اس ASSURANCE کی BASIS پر جو FULFIL نہیں ہوئی اس BASIS پر موجودہ فنانس منسٹر کو PUNISH نہیں کیا جا سکتا۔ یہ میں نے پہلے کہا ہے اور یہی میری اس وقت کی رولنگ ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: حضور والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ نہیں تھا۔ UNFORTUNATELY آپ نے ایک لفظ فرمایا ہے کہ LAPSE کر جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا تھا LAPSE کر جاتی ہے میرا پوائنٹ آف آرڈر LAPSE پر ہے

جناب سپیکر: اسمبلی DISSOLVE ہو جانے کی صورت میں ۔۔۔۔۔ تو آپ زیادہ زور

LAPSE پر دے رہے ہیں، اس کے مفہوم پر زور نہیں دے رہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: سر LAPSE کی قانونی IMPLICATION ہیں۔

The word lapse has its own legal implications

ان کے استحقاق کی تحریک پر آپ سے رولنگ نہیں مانگ رہا ہوں، آپ نے فرمایا ہے کہ LAPSE کر جاتی ہے، اس لفظ کی قانونی IMPLICATIONS ہیں آپ میری بات غور سے سنیں، میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ، آپ تو کہہ رہے ہیں کہ وزیر خزانہ وہ نہیں ہیں، اس کو PUNISH نہیں کیا جاسکتا۔

اگر حکومت بھی اس فریق کی نہ ہوتی، ہماری ہوتی تو پھر بھی یہ ہماری ذمہ داری تھی کیونکہ

The Government is the name of the continuity

حکومت ایک تسلسل کا نام ہے۔ افسران یہاں پر بیٹھے ہیں، TECHNOCRATES یہاں بیٹھے ہیں آپ ان سے پوچھ لیں۔ آپ اس پوائنٹ آف آرڈر کو DEFER کر دیں۔ سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیں، اس کو پڑھ لیں، حکومت ایک تسلسل کا نام ہے اگر یہ LAPSE ہو جائے تو CHAOS ہو جاتا ہے۔ اور BUEARUCRATES میری بات سمجھ رہے ہیں

The Government is the name of the continuity of a system

اگر اسمیں LAPSE آئے تو CHAOS ہو جاتا ہے۔ آپ یہ فرمائیں کہ حکومت کا تسلسل قائم ہے۔ اگر ایک وزیر نے یقین دھانی کرائی ہے تو وہ اسکی ذاتی یقین دھانی نہیں۔ اس کی ذمہ داری پھر بھی حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ میرا تو پوائنٹ آف آرڈر آپکے لفظ LAPSE پر ہے۔ اگر آپ نے LAPSE فرمادیا تو آئین معطل ہو جائے گا اور حکومت انتشار کا شکار ہو جائے گی۔ اس پوائنٹ آف آرڈر کو آپ DEFER کر دیں، اس پر آپ ایڈووکیٹ جنرل کو بلالیں، آپ لاڈیپارٹمنٹ کو بلالیں جو ہمیں REMOTELY کنٹرول کر رہا ہے، اپ ان کو بلالیں اور مجھے اپنے چیمبر میں بلالیں اور اس پوائنٹ کو آپ کے چیمبر میں DISCUSS ہونا چاہیئے، جناب والا میرا جو نکتہ اعتراض ہے وہ ثقیل ضرور ہے لیکن یہ قانونی اور آئینی ہے، اس میں جلدی نہ کریں، آپ اس کو DEFER کر دیں، ایڈووکیٹ جنرل اور لا سیکرٹری کو بلالیں اگر اس نے قانون پڑھا ہوا ہے، آپ کے چیمبر میں اس پوائنٹ آف آرڈر پر بات ہو جائے۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب، تشریف رکھیئے، اس پر میں اپنی رولنگ دے چکا ہوں، اور میں اپنی رولنگ پر سختی سے پابند ہوں، آپ تشریف رکھیں، میں نے جو رولنگ دی ہے وہ صحیح ہے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب پوائنٹ آف آرڈر۔ میں اس بارے میں کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب، میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں میرے خیال میں آگے چلنا چاہیئے۔ مولانا صاحب، آپ تحریک استحقاق کو پریس کرتے ہیں۔ یا نہیں ------ آپ سردار صاحب، اسی سلسلہ میں کچھ فرمانا چاہتے ہیں، فرمایئے

وزیر خزانہ: یہ سابقہ وزیر خزانہ کی طرف سے جو الفاظ استعمال کئے گئے تھے وہ یہ تھے کہ حکومت پوری کوشش کرے گی اور اسی کی تائید میں حکومت نے اس مرتبہ کوشش کی ہے اور یہ میرے پاس میزانیہ کی کاپی ہے جو ہر ممبر کو مہیا کر دی گئی ہے، اگر مولانا صاحب نے یہ تکلیف فرمائی ہوتی تو اردو انگریزی کے ساتھ ساتھ لکھی گئی ہے اور اگر مولانا چاہیں تو میں انکی خدمت میں یہ دو دستاویزات پیش کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی مولانا صاحب، فرمایئے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا، کوشش تو چالیس سال سے ہو رہی ہے آخر اس کی کوئی مدت اور کوئی انتہا تو ہے۔ اس دستور میں تو ایک مدت مقرر کی گئی تھی جو کہ ختم ہو چکی ہے۔ ۱۵ اگست ۱۹۸۸ء کو وہ مدت ختم ہو گئی۔ لیکن اس کے باوجود بھی یہ ہمیں کوشش کی یقین دھانی کرائی جاتی ہے۔ میں جناب والا کی اس تجویز پر جناب سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی ہے تو اسے آپ مجلس مواعید میں بھیج دیں۔

جناب سپیکر: جناب مولانا صاحب، آپ اس کو اس انداز میں پیش کریں، اس کو اگر آپ پریس نہیں کرتے ہیں تو اس کو دوسرے انداز میں پیش کیجیئے تو پھر اس کو مجلس مواعید کے پاس بھیجا جا سکتا ہے، اگر آپ پیش کرینگے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: بہتر ہے۔ اگر آپ یہ یقین دھانی فرماتے ہیں کہ یہ تحریک مجلس مواعید کے سپرد کر دی جائے گی تو میں اسے دوبارہ پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اس کی یقین دھانی نہیں کروا سکتا، اس لئے کہ جب آپ اس کو پیش کرینگے تو اس وقت رولز کے مطابق اسکو دیکھا جائے گا اور اس کے مطابق اسکا فیصلہ کیا جائے گا۔

آپ پیش کر دیجئے، اگر رولز اجازت دیں گے تو میں ضرور بھیج دوں گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: ٹھیک ہے جناب، ایک گزارش وزیر خزانہ کی خدمت میں کروں گا، وہ فرماتے ہیں کہ یہ ذمہ داری مرکزی حکومت کی ہے، بجٹ ہمیں صوبائی حکومت پیش کرتی ہے، مرکزی بجٹ کے متعلق مرکز والے جانیں، ہم تو صوبے میں ہیں اور صوبے کی بات کرینگے، صوبے کی کابینہ جب بجٹ پیش کرتی ہے تو اس کو اپنے اس وعدے کے مطابق اسکو اردو میں پیش کرنا چاہیے

جناب سپیکر: تو پھر مولانا اسکو پریس نہیں کرتے ہیں، یہ تحریک استحقاق نمبر ۸ بھی اسی طرح کی ہے، اسکو بھی ساتھ ہی DISPOSE OF کیا جاتا ہے، اب تحریک استحقاق نمبر ۶ یہ سردار شوکت حسین مزاری کی طرف سے ہے۔

ضلع راجن پور میں درجہ چہارم کی ۱۲۶ اسامیوں پر سردار نصر اللہ دریشک کی صوابدید پر تقرری کرنے کی ہدایات۔

سردار شوکت حسین مزاری: جناب سپیکر، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ سابق وزیر تعلیم نے مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۸۸ء کو انگریزی چٹھی نمبری پی ایس۔ ای ایم ۷۸۶ کے ذریعے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (ویمن) ضلع راجن پور کو ہدایت جاری کی ہے کہ وہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول ہائے ضلع راجن پور میں ۱۲۶ نشستیں جو کہ درجہ چہارم کی ہیں، ان کو سردار نصر اللہ خان دریشک کی صوابدید پر پر کیا جائے اور ان کو اس سلسلہ میں کوئی شکایت نہ ہو اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ اس چٹھی پر عملدرآمد کی رپورٹ مجھے کی جائے۔ ان کے اس عمل سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب والا، میں ضلع راجنپور سے تعلق رکھتا ہوں یہ ایک بہت بڑا پس ماندہ علاقہ ہے، اگر اس میں اس قسم کی کارروائی کی جائے، یہاں تک کہ درجہ چہارم کی ۱۲۶ آسامیاں پر کی جائیں تو وہاں کی باقی نمائندگی یا باقیماندہ ممبران اسمبلی کے حصے میں کیا آئیگا۔ میری گزارش ہے کہ اگر اس طرح کی نشستیں پر کرنا مطلوب ہوں تو اس کے لئے کم از کم ایک کمیٹی بنائی

جائے جسمیں تمام علاقہ کے ممبران اسمبلی کو شامل کیا جائے اور انکی رائے اور مشورہ سے انکو پر کیا جائے ہمیں یہ نہیں کہتا کہ صرف میری رائے پر پُر کی جائیں بلکہ علاقہ کے تمام متعلقہ ممبران اسمبلی سے مشورہ کیا جائے کیونکہ یہ ہیں، اور وہاں کے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر یا متعلقہ آفیسران تعلیم کو یہ موقع دیا کہ وہ اس کمیٹی کے ذریعہ ان آسامیوں کو پر کیں، اسکے ساتھ ہی پی ٹی سی کے داخلے بھی اس طرح کئے جارہے ہیں اور پولیس کے محکمے میں بھی اسی طریقے سے بھرتی کی جارہی ہے جو کہ میرے علم میں آئی ہے۔

اگر اس طرح کی یک طرفہ کارروائیاں کی گئیں تو اس سے نہ صرف میرا حق مجروح ہوگا۔ بلکہ وہاں کے ان تمام ووٹرز کا بھی حق مجروح ہوگا جنہوں نے مجھے اپنا نمائندہ بنا کر یہاں پر بھیجا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات مکمل کر چکے ہیں۔؟ سردار صاحب ۲۴ نومبر کی انگریزی زبان کی جس چٹھی کا ذکر کر رہے ہیں اس وقت اسمبلی معرض وجود میں نہیں آئی تھی اور نہ ہی وہ وزراء جنہوں نے یہ چٹھی جاری کی تھی وہ موجودہ گورنمنٹ کے وزراء تھے دوسرا یہ تحریک استحقاق بہت OUT DATED ہے۔ ۲۴ نومبر کا معاملہ ہے جس کو اس وقت اسمبلی میں AGITATE کیا جارہا ہے۔----------

جناب فضل حسین راہی: جناب والا ۱۹ نومبر کو الیکشن ہوئے تھے۔

جناب سپیکر: Rahi Sahib! Please Don't Interrupt.

آپ پرانے پارلیمنٹرین ہیں اسلئے اسمبلی میں BEHAVE کرنا چاہیئے (قطع کلامیاں) سردار صاحب اس تحریک استحقاق پر کچھ فرمانا چاہیں گے۔

وزیر آب پاشی و برقی قوت۔ (سردار نصر اللہ خان دریشک): جناب سپیکر آپ نے یہ فیصلہ دے دیا ہے کہ یہ معاملہ RECENT OCCURRENCE کا نہیں۔ ۲۴ نومبر کو یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی تھی اس کے علاوہ کسی معزز رکن کا اس سے کوئی حق مجروح نہیں ہوتا۔ کیونکہ جہاں تک ملازمتوں کا تعلق ہے یہ کسی معزز رکن کا آئینی حق نہیں ہے جس سے ان کا استحقاق مجروح ہوا ہو۔ بلکہ یہ تو ایک انتظامی معاملہ ہے۔ کسی کو ملازم رکھنے یا نہ رکھنے سے کسی معزز رکن کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ۲۴ نومبر کو تو اس اسمبلی کا وجود ہی نہیں تھا۔ ۳۰ نومبر کو تو ہم نے حلف اٹھایا۔ پھر انہوں نے یہ تحریک

استحقاق بھی پیش کی ہے۔
اسلئے یہ تو RECENT OCCURRENCE بھی نہیں۔ اس سلسلے میں رول ۵۵ بالکل واضح ہے۔

جناب فضل راہی: جناب والا اس سلسلے میں میں ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیں یہ آپ کا معاملہ نہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا صرف ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: راہی صاحب اس میں غیر ضروری مداخلت فرما رہے ہیں۔ آپ کو یہ غیر ضروری مداخلت نہیں کرنی چاہیئے

سردار شوکت حسین مزاری: جناب والا جب ملک میں نگران حکومت قائم ہو تو اس کو تمام ملک اور صوبے کے حقوق کی نگہداشت کرنی ہوتی ہے۔ اسلیئے اس کے فرائض میں ہر علاقے کے حقوق کا تحفظ بھی ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ۲۴ تاریخ کو صوبائی اسمبلی کے الیکشن ہو چکے تھے۔ ۱۶ تاریخ کو قومی اسمبلی کے الیکشن ہو چکے تھے۔ میرے خیال میں ۲۴ تاریخ تک پنجاب اسمبلی کا اجلاس بھی ہو چکا تھا۔ اس وقت کے نگران وزیر تعلیم کے پاس یہ اختیارات تھے کہ وہ اس طرح سے تقرریاں کریں، لیکن انہوں نے سردار نصر اللہ خان دریشک صاحب کو POWER DELEGATE نہیں کئے لیکن انہوں براہ راست ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کو یہ حکم نامہ بھیجا کہ یہ سردار نصر اللہ خان دریشک کے کہنے پر کیا جائے۔ اگر میرے معزز دوست اس وقت اسمبلی کے ممبر تھے تو میں بھی اسی اسمبلی کا ممبر ہوں۔ اگر اسطرح سے تقرریاں کرنا تھیں تو پھر وہاں کے جملہ اراکین کے مشورے سے کی جاتیں یہ یک طرفہ کارروائی سراسر زیادتی ہے اور ہمارے حقوق پر بھی ڈاکہ ہے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب آپ تشریف رکھیں۔ اس سلسلے میں یہ وضاحت کر دوں کہ ممبران کے استحقاق کیلئے ایک Privileges Act ہے۔ اور وہ یہاں پر اسمبلی سیکرٹریٹ میں موجود ہے آپ جملہ معزز اراکین یہ ایکٹ یہاں سے لے جائیں اور اس کو پڑھیں۔ Privileges Act اس چیز کا تعین کرتا ہے کہ آپ کے کونسے استحقاق ہیں اور کونسے استحقاق ممبران کے ایسے ہیں جو مجروح ہو سکتے ہیں۔ آپ نے اپنی تحریک استحقاق میں جس چیز کا ذکر فرمایا ہے اس کا اس ایکٹ میں ذکر نہیں۔ یہ انتظامی حکم نامہ استحقاق کے زمرے

میں نہیں آتا۔ آپ اس ایکٹ کو پڑھیں گے تو یہ بات عیاں ہو جائے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ معاملہ سابقہ نگران حکومت کے وزیر خزانہ کا ہے۔ موجودہ اسمبلی کے وزیر خزانہ کا معاملہ نہیں۔ اس کے علاوہ یہ کافی پرانا معاملہ ہے اور تحریک استحقاق حالیہ واقعہ کے متعلق ہو سکتی ہے۔ ان تین چار وجوہات کی بناء پر میں آپ کی تحریک استحقاق کو خلافِ ضابطہ قرار دیتا ہوں۔ کیونکہ یہ قواعد کے مطابق تحریک استحقاق نہیں بنتی۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا میں اس سلسلے میں شعر عرض کروں گا۔ جناب والا میں جناب شوکت حسین مزاری صاحب کی طرف سے عرض کروں گا کہ انہوں نے جناب نصراللہ خان دریشک کے آرڈر کے بارے میں کہا انہوں نے یہ نشستیں پر کروائی ہیں اور وہی اس تحریک استحقاق کو DEFEND کر رہے تھے۔ اسلئے مجھے یہ شعر یاد آرہا تھا۔

لوٹنے والا ہی منصف ہے عدالت میں نہ جا
چور تو چور ہی کو اذن رسائی دے گا

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

سردار شوکت حسین مزاری صاحب میں اس پر اپنا فیصلہ دے چکا ہوں اسلئے اب آپ تشریف رکھیں اب اس کو مزید AGITATE نہیں کیا جا سکتا۔ جناب غلام سرور خان صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

چوہدری خالد جاوید ورک: پوائنٹ آف آرڈر۔ راہی صاحب نے ایک شعر پیش کیا ہے اس کے جواب میں، میں بھی ایک شعر پیش کرنا چاہتا ہوں۔

باطل سے دبنے والے اے آسمان نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا اگر اجازت ہو تو۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب ورک صاحب تو راہی صاحب کے شعر کے جواب میں جواب آں غزل کے طور پر شعر کہہ رہے تھے۔ آپ کس مسئلہ پر بات کرنا چاہتے ہیں۔؟

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سردار شوکت حسین مزاری صاحب کی تحریک استحقاق سے پہلے مولانا منظور احمد چنیوٹی کی تحریک استحقاق ہے۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب اس پر فیصلہ ہو چکا ہے اور جس بات پر فیصلہ ہو جائے اس کو Re-open نہیں کیا جاسکتا۔

سید ذاکر حسین شاہ : جناب سپیکر یہ بڑی اہم بات ہے۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب اب اس پر بات نہیں ہو سکتی۔ میں معذرت چاہتا ہوں جس بات پر فیصلہ ہو چکا ہے اب اس کو میں Re-open کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اب اس پر رولنگ آچکی ہے۔ اس کو آپ کسی اور طریقے سے AGITATE کیجئے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب غلام سرور خاں : جناب سپیکر، ہمارے قائد حزب اختلاف اپنی طرف سے جناب فضل حسین راہی کو نامزد کرتے ہیں کہ یہ آج کے بعد ہماری نمائندگی کیا کریں گے کیونکہ انہوں نے آج تک ہمیں بات کرنے کا موقع نہیں دیا۔ اور سرکاری بنچز والوں سے گزارش کروں گا کہ وہ بھی اپنی نمائندگی جاوید ورک صاحب کو دیں۔ ان دونوں کی موجودگی میں ہاؤس ٹھیک طریقے سے چل سکے گا۔

چوہدری اصغر علی گجر۔ میں جناب غلام سرور کی تائید کرتا ہوں۔ امید ہے کہ دونوں ساتھی سمجھ چکے ہوں گے اور انشاء اللہ راہی صاحب بھی کوشش کریں گے کہ وہ اپنے ساتھیوں کا وقت نہ کھایا کریں اور ورک صاحب بھی کوشش کریں گے کہ وہ اپنے ساتھیوں کا وقت ضائع نہ کریں۔ شکریہ

جناب غلام سرور خاں : جناب سپیکر، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے فوری اہمیت کے حامل مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے۔.....

جناب فضل حسین راہی جناب سپیکر، نکتہ ذاتی وضاحت۔ جناب سپیکر، میری گزارش ہے کہ میرے ساتھی نے جو الفاظ ادا کیے ہیں ان کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔ یہ میری ذاتی گزارش ہے بجائے اس کے کہ اس کا کوئی سوال جواب ہو ان کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

جناب سپیکر آیا یہ کوئی غیر پارلیمانی الفاظ ہیں۔؟

جناب فضل حسین راہی : جناب والا، میرے نزدیک یہ اچھے الفاظ نہیں تھے۔ آپ ان کو حذف کر دیں۔

جناب سپیکر: راہی صاحب، میں غیر پارلیمانی الفاظ جو کسی کی شان میں گستاخی کی گئی ہو وہ الفاظ تو میں حذف کر سکتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب، آپ ان الفاظ کی SENSE کو سمجھتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں اور آپ کو ان الفاظ کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس لیے میں یہ کارروائی سے حذف نہیں کروں گا۔ وہ الفاظ ہر وقت آپ کے ذہن میں گونجنے چاہیں۔

نواب زادہ نصر اللہ خاں کی کنویسنگ کرنے والے مظاہرین پر لاٹھی چارج

جناب غلام سرور خاں: معاملہ یہ ہے کہ ۱۳ - دسمبر ۱۹۸۸ء روزنامہ جنگ کی اشاعت کے مطابق نوابزادہ نصر اللہ خاں، جو کہ صدارتی امیدوار تھے، اسمبلی کے باہر مین گیٹ پر ان کے حامی ان کی کنویسنگ کرنے میں مصروف تھے۔ انتظامیہ نے ناجائز طور پر مداخلت کرتے ہوئے لاٹھی چارج کیا اور جمہوری عمل کے رستے میں رکاوٹ کھڑی کرنے کی کوشش کی۔ جس سے اس ملک کی جمہوری طاقتوں اور پنجاب اسمبلی کے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اس مسئلہ کو زیر بحث لا کر استحقاق کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

جناب سپیکر: ۱۲ دسمبر جو کہ اس ملک کی تاریخ میں اہم دن تھا۔ ۱۲ تاریخ کو اس ملک کے اعلیٰ ترین عہدے صدر کے انتخاب کے لئے پنجاب اسمبلی میں الیکشن ہوا تھا۔ اس الیکشن کے دن میں خود بھی ذاتی طور پر اس بات کا عینی گواہ ہوں کہ میری موجودگی میں بھی جو لوگ مجھے کنویس کر رہے تھے ان پر سختی کی گئی۔ انہیں سختی سے منع کرنے کی کوشش کی گئی۔ بہر حال میرے آنے کے بعد وہ سلسلہ جاری تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ سراسر جمہوری عمل تھا۔ اس کی اجازت ہمیں آئین بھی دیتا ہے اس عمل کو روکنے کے لئے ہماری انتظامیہ اور پولیس نے ناجائز طور پر کوشش کی۔ اس دباؤ کی وجہ سے تلخی پیدا ہوئی اور اس بنا پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا۔ لاٹھی چارج کرنے سے کنویسنگ کرنے والی میری دو بہنیں شدید مجروح ہو گئیں۔ انہیں زخمی حالت میں کسی پولیس اسٹیشن لے جایا گیا۔ اور کچھ دیر کے بعد انہیں رہا کر دیا گیا۔

اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ یہ ایک زیادتی ہے۔ کنویسنگ کرنا ایک جمہوری عمل ہے اور وہ

نویسنگ بھی اس معزز ایوان اور معزز ایوان کے نمائندگان پر کی جارہی ہے۔ اس جائز عمل کو وکنے کے لیے لاہور کی انتظامیہ نے ناجائز طور پر مداخلت کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے ں غلط عمل سے اس معزز ایوان کا میرا اور اس جمہوری عمل کا جو کہ گیارہ سالہ آمرانہ دور کے بعد روع ہوا ہے، اس میں رکاوٹ کھڑی کرنے کی ناجائز کوشش کی گئی ہے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ میری یہ تحریک استحقاق استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

جناب سپیکر: جی سردار صاحب۔

سردار نصراللہ خاں دریشک: جناب والا، اصل صورت حال یہ ہے کہ جمہوری پارٹی کے الیاس ٹالوی صاحب اور ڈاکٹر سعید گل صاحب اپنے کچھ دوستوں کو ساتھ لے کر نوابزادہ صاحب کی نویسنگ کے لیے اسمبلی ہال کے باہر تشریف لائے۔ اور وہ اسمبلی ہال کے اندر تشریف لانا چاہتے تھے تاکہ یہاں ممبر صاحبان سے مل کر نوابزادہ صاحب کی کنویسنگ کریں۔ ان کے پاس سیکیورٹی پاس بھی نہیں تھے۔ اس وجہ سے عملہ نے ان کو روکا۔ انہوں نے اصرار کیا تو نوبت تھا پائی تک پہنچ گئی۔ پولیس کو اس میں مداخلت کرنا پڑی۔ جناب والا، جہاں تک اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے اس کا اسمبلی کے ساتھ یا کسی معزز رکن کے ذاتی استحقاق کے ساتھ وئی تعلق نہیں میری ناقص رائے میں اگر وہ لوگ کنویسنگ کے لئے زبردستی اندر آتے تو س صورت میں ہمارے ممبران اور اس اسمبلی کا تقدس پامال ہونے کا خطرہ پیدا ہو سکتا تھا: س وجہ سے یہ تحریک استحقاق خلاف ضابطہ ہے، اس کو منظور نہ کیا جائے اور اس کو استحقاق میٹی کے سپرد نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: خاں صاحب، اس معاملہ کو اگر تحریک التوائے کار کی صورت میں پیش کرتے تو یہ خلاف ضابطہ نہ ہوتی۔ یہ کسی لحاظ سے بھی استحقاق کی پامالی نہیں بنتی۔

جناب غلام سرور خاں: میرے خیال میں جناب سپیکر یہ استحقاق مجروح ہونا بنتا ہے کہ میری موجودگی میں جو لوگ مجھے کنویس کرنے کی کوشش کر رہے تھے ان پر بھی سختی کی گئی تھی۔ اور جس طرح وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ اگر وہ اسمبلی کی عمارت کے اندر موجود ہوتے پھر کوئی ایسی صورت حال پیدا ہوتی تو پھر ہمارا استحقاق مجروح ہو سکتا تھا۔ میں یہاں یہ گزارش کروں گا کہ یہ واقع اسمبلی کی حدود کے اندر پیش آیا۔ اور پھر پولیس لاٹھی چارج کرتے ہوئے ان لوگوں کو سائیکل سٹینڈ تک لے گئی۔ اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ معزز ایوان کا

استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر: اس معزز ایوان کا استحقاق کیسے مجروح ہوا ہے۔ لاٹھی چارج تو ان لوگوں پر ہوا جو صدارتی الیکشن کے امیدوار تھے۔ تو اس میں آپ کا استحقاق کیسے مجروح ہو گیا۔

جناب غلام سرور خاں: جناب والا، میں گزارش کرتا ہوں کہ کنوینسنگ کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کا تقدس مجروح ہوا ہے۔ اور میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر: خاں صاحب، میری رائے بدستور یہی ہے کہ اس کو تحریک التوائے کار کی صورت میں ہاؤس میں لاتے تو اس تحریک التوائے کار کی اہمیت ہوتی۔ اور یہ منظور ہو سکتی تھی۔ میرے خیال کے مطابق یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ بے شک آپ میرے ساتھ اس بارے میں میرے چیمبر میں گفتگو کر لیں۔ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔

جناب غلام سرور خاں: جناب سپیکر، میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔ میں اس پہ بات کرنے کے بعد تحریک التوائے کار کی صورت میں پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر: شکریہ، اس کو آپ پریس نہیں کرتے۔

جناب فضل حسین راہی: POINT OF INFORMATION، جناب والا یہ اسمبلی ہال کا احاطہ کہاں تک پھیلا ہوا ہے۔ آیا یہ ہمارا اس اسمبلی کا حصہ ہے یا اس کے ساتھ باہر جہاں پر ہمارا دریا ہے، یہ اسمبلی کا حصہ ہے، یہ گراؤنڈز اسمبلی کا حصہ ہیں اس کے پیچھے کی سڑک بھی اسمبلی کا حصہ ہے ظاہر ہے آپ سمجھتے ہیں جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ صحیح کہہ رہا ہوں آپ اس کی تصدیق کریں گے تو اس حوالے سے یہ اسمبلی PREMISES کا واقعہ ہے۔ جہاں تک ہم اسمبلی کی بلڈنگ کا تعین کرتے ہیں، جہاں تک اس کی حدود پھیلی ہوئی ہے اس حوالے سے یہ اسمبلی کے اندر کا واقع ہے یہ باہر کا واقع نہیں ہے۔ وہ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ جب مجھے سابق حکومت کے دور میں یہاں سے گرفتار کیا گیا تھا تو اس وقت میں نے اسمبلی کی عمارت کی تفصیلات حاصل کی تھیں، لیکن مشکل یہ ہے کہ اس وقت میری وہ تحریک استحقاق DISCUSS نہیں ہو سکی تھی اور اسے TAKE UP نہیں کیا گیا تھا۔ اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسمبلی کے اندر کا واقع ہے جس کی غلام سرور صاحب نے نشاندہی کی ہے۔

جناب سپیکر: اس بارے میں غلام سرور صاحب سے بات ہو چکی ہے ہم اس بارے میں

DISCUSS کر لیں گے اور اسمبلی PRECINETS کے بارے میں آپ کو تو علم ہونا چاہئے کہ سمبلی کا کون کونسا ایریا ہے اس میں کوئی CONFUSION نہیں اگر کسی صاحب کو INFORMATION چاہئے تو وہ اسمبلی سیکرٹریٹ سے رابطہ کر کے پتہ کر سکتے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا میں بھی اس پر عرض کروں گا کہ تحریک استحقاق اس طرح بنتی ہے اور میں بھی اس کا عینی شاہد ہوں کہ وہ کنوسنگ کر رہے تھے اور ان کو ممبران سمبلی تک پہنچنے کی اجازت نہیں دی جارہی تھی، اس لئے کہ یہ ان کا بھی اور ممبران اسمبلی کا بھی جمہوری حق ہے کہ ان کی بات سنیں، ہم بھی وہاں پر موجود تھے، ان کے ارکان اسمبلی تک آنے پر انتظامیہ نے طاقت استعمال کی، جس پر خواتین مجروح ہو گئیں کیا پھر بھی استحقاق مجروح نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب اس پر محرک کے ساتھ بات طے ہو چکی ہے اب آپ کو اس پر مزید بات کرنے کی ضرورت نہیں، یہ فیصلہ ہو چکا ہے اور اس کو محرک تسلیم کر چکے ہیں اب آپ کو اس پر AGITATE نہیں کرنا چاہئے۔

ایک معزز ممبر: Point of information پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: آپ بھی اس تحریک استحقاق پر بات کرنا چاہتے ہیں، میں ابھی تحاریک التوائے کار لا رہا ہوں۔ اب تحاریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ اس کیلئے رولز میں نصف گھنٹہ مقرر ہے تو ہم اس کو گیارہ بجکر ۳۲ منٹ پر شروع کر رہے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نواب زادہ غضنفر علی گل صاحب کی طرف سے ہے اس پر میرا فیصلہ یہ ہے کہ نواب زادہ صاحب میرے چیمبر میں تشریف لائیں گے اور وہاں اس کو DISCUSS کریں گے اس کے بعد ضرورت ہوئی تو یہاں پر لائیں گے۔ ابھی اس کو موخر کرتے ہیں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: آپ کی بات سے متعلق عرض یہ ہے کہ اس موشن سے کوئی آپ کی تضحیک یا توہین مراد نہیں میں نے اس کرسی کے منصب کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔

جناب سپیکر: اس بارے میں میں نے جو آپ کو عرض کی ہے کہ آپ میرے پاس تشریف لائیے گا اس کو وہاں DISCUSS کریں گے اور اس کے بعد اگر ضرورت ہوئی تو میں اس کی

اجازت دے دوں گا، اگر ضرورت نہ ہوئی تو میں اس کو اپنے چیمبر ہی میں رول آؤٹ کر دوں گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: تو اس کے علاوہ اگلی جو تحریک التوائے کار ہے نمبر ۱۴ وہ پھر لے لی جائے۔

جناب سپیکر: وہ اپنی باری پر ہی لی جائیگی یہ دوسری تحریک التوائے کار جناب امان اللہ خان صاحب کی طرف سے ہے۔

جناب خالد جاوید ورک: جناب والا میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ان کا خیال ہے کہ شائد یہ تحریک التوائے کار جناب فضل حسین راہی صاحب کی طرف سے ہے اسی لئے وہ کھڑے ہو کر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب خالد جاوید ورک: جناب والا میں آپ کی وساطت سے امان اللہ خان صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ سپیکر کا انتخاب ہار چکے ہیں، سپیکر کی بات معزز ممبر غور سے سنیں، بڑی مہربانی آپ کی۔

جناب سپیکر: جناب امان اللہ خان صاحب نہیں ہیں۔؟

منظور احمد موہل: جناب والا امان اللہ خان صاحب نہیں ہیں اس لئے اسے موخر کر لیں۔

جناب سپیکر: موخر کرنے کی صورت یہی ہے کہ اگر کوئی معزز رکن تحریک التوائے کار یا تحریک استحقاق دیتے ہیں اور وہ اس روز جس پر وہ پیش ہوئی ہے وہ تشریف نہیں لا سکتے اور وہ اس کو AGITATE کرنا چاہتے ہیں، اس کو پریس کرتے ہیں تو وہ سیکرٹریٹ کو اطلاع کریں گے کہ وہ آج اس وجہ سے نہیں آسکتے، اور وہ چاہتے ہیں کہ وہ اس کو پریس کریں تو انہیں اسمبلی سیکرٹریٹ کو اطلاع کرنا ہوگی۔ اس پر پہلے ہمارا طریقہ کار یہی رہا ہے، میں سمجھتا ہوں یہ بات اس وقت بھی مناسب ہے، یا وہ اپنے کسی دوست کو کہہ دیں کہ وہ یہاں اطلاع کر دیں کہ یہ تحریک التوائے کار کو میں take up کرنا چاہتا ہوں اس کو آپ موخر کر لیں، تو بھی ہم اس کو موخر کر لیں گے۔

منظور احمد موہل: جناب والا میں ان کے BEHALF پر آپ کو اطلاع کر رہا ہوں کہ وہ اس وقت یہاں نہیں، ان کی وزیر اعظم سے ملاقات ہے اور وہ اسلام آباد گئے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا انہوں نے آپ سے کہا ہے؟

میاں منظور احمد موہل: جی ہاں انہوں نے مجھے کہا تھا۔
جناب سپیکر: تو ہم اس کو موخر کر لیتے ہیں۔ جناب محمد اسلم گورداسپوری۔
جناب فضل حسین راہی: جناب والا ہاؤس اور اسمبلی کی یہ روایت رہی ہے کہ جب اسمبلی پہلے اجلاس میں شروع ہوتی ہے نئی نئی اسمبلی شروع ہوتی ہے تو جناب والا اس وقت یہ روایت ہے کہ ہم اسے پہلے اجلاس میں جو ۱۹۸۵ء کے ہوئے ہیں اس میں ہم موخر کر لیتے تھے۔ اس کے بعد آپ نے بھی یہاں پر اپنی CHAIR سے حکم یہ دیا تھا کہ آئندہ کیلئے ایسے ہوگا ۔ اب چونکہ نئے ممبر ہیں کسی کے علم میں نہیں کہ وہ بتا کر جائیں گے تو موخر ہوگی اسلئے یہ مشکل پیدا ہوئی ہے، اب آپ سے استدعا ہے کہ اب جتنی بھی تحاریک ہیں سب کو آپ موخر کر لیں، اور آج کے بعد یہ پابندی لازمی ہو۔
جناب سپیکر: ٹھیک ہے یہ جائز بات ہے۔
جناب فضل حسین راہی: شکریہ جی۔
جناب سپیکر: تو آج کے دن کیلئے جو محرک حضرات موجود نہیں تو آج کے دن ہم ان کی تحاریک التوائے کار موخر کر دیتے ہیں، اس لئے کہ ان کے علم میں یہ بات نہیں۔ آئندہ جن صاحبان کی طرف سے تحاریک التوائے کار یا تحریک استحقاق ہونگی اور وہ ان کو پریس کرنا چاہتے ہیں اور وہ ہاؤس میں تشریف نہیں لائے تو انہیں یہ کرنا ہوگا کہ وہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو لکھ کر بھیجیں یا کسی معزز رکن کو باضابطہ اطلاع دیں اور وہ ان کی طرف سے کہیں کہ انہوں نے ان کو کہا ہے کہ وہ اس وجہ سے تشریف نہیں لا رہے اور وہ اس کو پریس کرتے ہیں تو ہم اس کو موخر کر لیں گے۔ تو اسلم گورداسپوری کی تحریک التوائے کار موخر ہوتی ہے۔ اب جناب سید ذاکر حسین شاہ صاحب۔
سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا مجھے کاپی مہیا کی جائے۔
جناب سپیکر: کاپی مہیا کی جائے۔ شاہ صاحب امان اللہ خان صاحب کی بھی اس طرز کی ہے۔
سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا وہ تو نہیں ہیں۔
جناب سپیکر: کیا آپ اس کو آج ہی take up کرنا چاہتے ہیں۔
جناب سپیکر: اس طرح تو آپ کی تحریک التوائے کار کے ساتھ ہی وہ بھی dispose off ہو جائے گی۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا میں تو آج ہی پیش کرنا چاہتا ہوں۔
جناب سپیکر: بسم اللہ کیجئے۔

چوک منڈا ضلع مظفر گڑھ میں شہریوں پر پولیس کی فائرنگ

سید ذاکر حسین شاہ: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ۴ دسمبر ۱۹۸۸ء کو چوک منڈا ضلع مظفر گڑھ کے علاقے میں انتظامیہ نے نہتے شہریوں پر گولیاں چلائیں، جس کے نتیجے میں متعدد افراد جان بحق اور زخمی ہوئے، اس سے علاقیکے عوام میں بے چینی، اضطراب اور عدم تحفظ کا احساس پایا جاتا ہے۔ جس کی وجہ انتظامیہ کی نااہلی اور بے تدبیری ہے اس مسئلے پر ایوان میں فوری طور پر بحث کی جائے۔

جناب سپیکر۔ جناب وزیر قانون اس پر کچھ فرمانا چاہیں گے؟

سید ذاکر حسین شاہ۔ جناب والا میں اس پر کچھ مختصراً عرض بھی کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب ضروری نہیں کہ اس پر مختصراً بیان دیا جائے۔

سید ذاکر حسین شاہ۔ ایک دو منٹ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے۔ ویسے اس پر مختصر بیان ضروری نہیں ہوتا۔ پرولیج موشن پر آپ کو مختصر بیان دینے کا حق ہے۔ اگر آپ کوئی ضروری بات کرنا چاہتے ہیں تو فرمائیے۔

سید ذاکر حسین شاہ۔ جناب والا ضروری بات یہ ہے کہ آئے دن تعلیمی اداروں میں اس قسم کے غیر متعلقہ افراد داخل ہو کر غیر قانونی حرکات کرتے ہیں۔ مظفر گڑھ کے بعض سکولوں اور دیگر تعلیمی اداروں میں اس قسم کی غنڈہ گردی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ اور انتظامیہ اس سلسلے میں نا اہلی کا ثبوت دے رہی ہے۔ یہ واقعہ جس کی طرف میں نے آپ کی توجہ مبذول کروائی ہے وہاں مسلسل تعلیمی ادارے پورا شہر اور بازار ہڑتال پر ہیں۔ ابھی تک اس سلسلے میں انتظامیہ کی طرف سے کوئی موثر کارروائی نہیں کی گئی اور نہ مقتول کو معاوضہ ادا کیا گیا۔ اس سلسلے میں ضروری گزارش یہ ہے کہ اسلامی جمہوری اتحاد کے وزیر اعلیٰ نے بھی ٹی۔وی پر بتایا ہے کہ یہاں اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ مقتول کا معاوضہ اسلامی قوانین کے مطابق/یا خون بہا ادا کیا جائے اس وقت کی قیمت کے مطابق آج کل اس کا معاوضہ ۱۳ لاکھ

بنتا ہے۔ جتنے بھی مقتول ہیں ان میں سے ہر فرد کے ورثا کو اسلامی شریعت کے مطابق دیت یا خون بہا ادا کیا جائے۔

وزیر قانون۔ (سردار نصر اللہ خان دریشک) جناب والا یکم دسمبر ۱۹۸۸ء کو رانا محمد اشرف چیئرمین یونین کونسل اور انکے ایک ساتھی محمد صدیق چوک سرور شہید کے ساتھ ایک گرلز سکول میں گئے اور انہوں نے وہاں جاکر بد تمیزی کی۔ اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر نے ان کو روکا۔ وہاں نوبت لڑائی جھگڑے تک آ گئی۔ لوگ اکٹھے ہو گئے اور یہ لوگ وہاں سے بھاگ گئے۔ اسی دن پولیس نے کیس رجسٹر کیا۔ اگلے دن جمعہ تھا تین تاریخ کو ملزمان نے سیشن کورٹ سے اپنی ضمانت قبل از گرفتاری کرالی۔ تین تاریخ کو پھر لوگ وہاں اکٹھے ہوئے اور انہوں نے وہاں کافی لاقانونیت کا مظاہرہ کیا جس کے نتیجے میں ایک ہوٹل کو آگ لگائی گئی۔ وہاں پر لوگ کافی اکٹھے ہو گئے اور پولیس بھی موقع پر آ گئی۔ وہاں موقع پر ہی رانا اشرف۔ صدیق اور انکے ساتھیوں کو گرفتار کیا گیا انکے خلاف ایک اور کیس رجسٹر کیا گیا۔ اس رد عمل میں ۴ تاریخ کو پھر لوگ وہاں اکٹھے ہوئے اور چھتوں پر چڑھ گئے اور اندھا دھند فائرنگ شروع کی دی۔ پولیس نے پہلے آنسو گیس استعمال کی اسکے بعد اے۔ سی کے حکم پر فائرنگ کی۔ فائرنگ دونوں اطراف سے ہوتی رہی جس کے نتیجے میں تین آدمی موقع پر ہلاک ہوئے۔

جناب والا اس سلسلے میں حکومت نے سب سے پہلا جو اقدام کیا وہ ملزمان کو گرفتار کیا گیا ہے اور وہ اس وقت تک جیل میں ہیں۔ اسکے علاوہ اے۔ سی اور ڈی۔ ایس۔ پی کو معطل کر دیا گیا ہے۔ نیز جناب چیف جسٹس پنجاب کی اجازت سے اس ضلع کے سیشن جج جو اس ڈسٹرکٹ کے ہیں کی نگرانی میں عدالتی تحقیقات کا حکم دیا گیا ہے۔ اور عدالتی تحقیقات جاری ہے جناب والا۔ اس لحاظ سے یہ معاملہ SUB JUDICE ہے۔ اس پہ اس ایوان میں بحث کا انکوائری پر اثر پڑ سکتا ہے کہ حکومت کی طرف سے کوئی تساہل نہیں ہوا اور انشاءاللہ العزیز انکوائری رپورٹ آنے پر ہم سخت سے سخت کارروائی کریں گے اور جو لوگ اس میں مورد الزام پائے گئے ان کو حکومت پوری پوری سزا دے گی۔

جناب امجد حمید خان دستی: جناب والا یہ واقعہ میرے ضلع سے متعلق ہے۔ اس اسمبلی کی اطلاع کیلئے بہتر ہوتا کہ فاضل ممبر یہاں تحریک التوا پیش نہ کرتے۔ یہ بات ان کے خلاف جاتی ہے۔ یہ سارا کام یہ سارا لڑائی جھگڑا اور جو اموات واقع ہوئی ہیں۔ وہ سب پیپلز پارٹی کے ایک

چیئرمین کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ وہ مقامی چیئرمین تھا۔ اخبار میں یہ بات آئی ہے میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا۔ پی پلا کر وہ ایک زنانہ سکول میں گھس گئے۔ لوگوں نے احتجاج کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سید ذاکر حسین شاہ: آپ نے ان کو کھلی چھٹی دے دی ہے۔

چودھری محمد اصغر گبر: جناب سپیکر سے میں یہ عرض کرونگا اور جناب کی وساطت سے وزیر موصوف تک یہ بات پہنچاؤں گا کہ اس تحریک کو ایوان میں منظور ہونا چاہئے اور بحث کے لئے اسکی اجازت ملنی چاہئے تاکہ ان لوگوں کو بے نقاب کیا جاسکے ★ ★ ★ ★ ★

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ اس ایوان میں اس تحریک کو منظور ہونا چاہیئے اور ہر صورت میں منظور ہونا چاہئے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر۔ آرڈر۔ چودھری صاحب آپ تشریف رکھیئے۔

جناب عبدالقادر شاہین: وہ بغیر اجازت کے بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ وہ بھی غلط بول رہے تھے آپ بھی غلط بول رہے ہیں۔

اس تحریک التوا کے بارے میں وزیر قانون نے یہ فرمایا ہے کہ اس بارے میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک عدالتی تحقیقات کا حکم دیا ہے اور ڈسٹرک اینڈ سیشن جج اس پر انکوائری کر رہے ہیں - یہ معاملہ یہاں تحریک التوا کی صورت میں پیش نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ SUBJUDICE ہے۔ اس میں اسمبلی کو چاہئے کہ عدالتی تحقیقات کے فیصلے کا انتظار کرے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا وزیر موصوف نے حقائق کو مسخ کیا ہے۔ قطعاً غلط ہے کہ دونوں طرف سے گولی چلائی گئی۔ گولی اسسٹنٹ کمشنر نے خود چلائی اور وہ ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے۔ ان کو معطل کیا گیا ہے اور اسکے متعلق ہڑتالیں ہوئی ہیں۔ اب چونکہ آپ نے کہا ہے کہ

★ ★ ★ ★ (بحکم جناب سپیکر کارروائی حذف کی گئی)

معاملہ SUBJUDICE ہے میں اس پر زور نہیں دوں گا لیکن حقائق یہ ہیں کہ گولی اسسٹنٹ کمشنر نے خود چلائی ہے۔

جناب سپیکر: اسکوشاہ صاحب پریس نہیں کرتے ہیں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس ایوان میں اس طرح غیر ذمہ داری کی باتیں کی جارہی ہیں، حالانکہ ہماری طرف سے "زنا" کے غلط اور نازیبا الفاظ استعمال نہیں ہوئے تھے اور یہ حزب اقتدار کی طرف سے کیئے گئے نیز فراب کی بات کی گئی ہے۔ ہماری طرف سے یہ بات نہیں ہوئی تھی۔ اور یہ جو کہہ رہے ہیں۔ کہ یہ بات بڑی دور تک جائے گی تو ہم اپنے ان بھائیوں کو یہ بات بتانا چاہتے ہیں کہ یہ بات دور تک نہیں جائے گی۔ یہ اسی ایوان تک رہے گی اور اگر یہ زیادہ سے زیادہ جائے گی تو ماڈل ٹاؤن تک جائے گی، اتفاق فاؤنڈری تک جائے گی، اس سے آگے نہیں جائے گی۔

جناب سپیکر: وینس صاحب، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

چودھری محمد اصغر گجر: اور کانے تک جاسکتی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ میں سب معزز ارکان اسمبلی سے کہوں گا کہ سب صاحبان تشریف رکھیں۔ میں معزز اراکین اسمبلی سے درخواست کروں گا کہ کسی پر ذاتی قسم کے الزامات نہ لگائے جائیں۔ میں اس کی اجازت بالکل نہیں دوں گا اور میں اس ضمن میں سخت رویہ اختیار کروں گا۔ جو بھی صاحبان ایسی بات کریں گے میں ان کے بارے میں سخت رویہ اختیار کروں گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا، یہ امر انتہائی افسوس ناک ہے کہ ایسے الفاظ استعمال کیئے گئے ہیں اور مرکزی حکومت پر بھی بہتان باندھا گیا ہے۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ لیہ سے میرے فاضل دوست کے الفاظ آج کی کارروائی سے حذف کیے جائیں تاکہ اس کی عزت اور وقار بحال ہو۔

چودھری محمد اصغر گجر: جناب والا، آپ کی اجازت سے عرض ہے کہ میرے بھائی نوابزادہ صاحب نے جو فرمایا ہے، مجھے اس پر اعتراض نہیں۔ لیکن میں یہ بات اس ایوان میں عرض کر دیتا ہوں کہ میں نے بہت کوشش کی تھی کہ یہ تحریک جو بھائی کی طرف سے آئی ہے، وہ پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں میں ان کا ساتھ دیتا ہوں۔ میں نے ان کی ہاں میں ہاں ملانے کے

لئے آپ سے اور پورے ایوان سے احتجاج کیا تھا کہ میرے اس بھائی کی تجہیز کے لئے اس ایوان میں منظور کی لیا جائے۔ اگر منظور ہو جانے کے بعد مرکزی حکومت اس میں آجاتی ہے تو وہ کوئی فرشتے نہیں۔ پھر ان کو آنا چاہیئے۔ اگر اس واقعے میں مرکزی حکومت نے واقعی اپنا کردار تاریک پہلو سے ادا کیا ہے تو ان کا نام آنا چاہیئے۔ اگر ادا نہیں کیا تو میں ایوان کے سامنے، اپنے بھائیوں کے سامنے معذرت کروں گا۔ اگر وہ قتل کے ملزم بنیں تو پھر انہیں بننا پڑے گا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب، اس وقت مسئلہ یہ ہے کہ نوابزادہ صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ اس ایوان میں جو الفاظ آپ نے مرکزی حکومت کے خلاف استعمال کیے ہیں ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ملک طیب خان اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، فاضل رکن نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اکثر پنجاب میں زنانہ سکولوں میں حرکات ہوتی ہیں۔ یہ غلط ہے۔ اگر ہوا ہے تو پھر چوک منڈا میں ہوا ہے۔ زنانہ سکولوں میں کوئی شریف آدمی ایسی حرکات کرنے کے لئے تیار نہیں یہ الفاظ بھی انہوں نے غلط فرمائے ہیں۔

سید ذاکر حسین شاہ: میری ایک اور تحریک بھی آرہی ہے جو اسی قسم کے واقعات سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب، تشریف رکھیے۔ سردار صاحب، فرمائیے۔

سردار شوکت حسین مزاری: جناب سپیکر، میں آپ کی وساطت سے جملہ اراکین سے گزارش کروں گا کہ وہ ایوان میں اس قسم کی زبان استعمال نہ کیا کریں۔ شائستہ زبان استعمال کیا کریں۔ اس قسم کی زبان استعمال کرنے سے معزز ایوان کا وقار مجروح ہوتا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ یہاں ہم سب بھائی ہیں۔ اور یہاں ہمارا کام اپنے علاقے کی نمائندگی کرنا ہے نہ کے ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنا اور ایک دوسرے کو گالی گلوچ دینا ہے۔ اس میں کسی کی ذات کو لایا جائے اور نہ ہی کسی حکومت کو اس معاملے میں موضوع تنقید بنایا جائے، بلکہ جو واقعہ وقوع پذیر ہوا ہے، اسی پر توجہ موکوز رکھی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ اچھی تجویز ہے۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش کی تحریک التوائے کار ہے۔

پاک اینجلز گرلز سکول گلشن راوی لاہور میں فائرنگ اور ایک طالبہ کے اغوا کی دھمکی

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: جناب والا، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "جنگ" مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۸۸ء میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ پاک اینجلز سکول گلشن راوی لاہور میں داخل ہو کر فائرنگ کی اور ایک طالبہ کو اغوا کرنے کی دھمکی دی۔ اس واقعے سے صوبہ پنجاب کے لوگوں میں خوف و ہراس پھیل گیا ہے اور لوگ اپنی بچیوں کو تعلیمی اداروں میں بھیجنے سے ڈر رہے ہیں۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: ہو بہو اسی طرح کی تحریک التواء نمبر ۷ سید ذاکر حسین شاہ صاحب کی طرف سے ہے۔ تو ان دونوں کو ہم اکٹھے لیتے ہیں۔ جو ایک صاحب کی طرف سے پیش ہوئی ہے، یہ سب کی طرف سے تصور ہوگی۔ کیا اس پر جناب وزیر قانون کچھ فرمانا چاہیں گے؟

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: میں اس پر کچھ عرض کروں گا؟ مجھے اجازت دیں۔

جناب سپیکر: اس پر "مختصر بیان" کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ آپ نے پیش کر دی ہے۔ یہی کافی ہے۔ یہ خود ہی خاصی واضح ہے۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: کیونکہ لاہور میں اس قسم کے واقعات اور بھی ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: اور کا ذکر آپ اس وقت نہیں کر سکتے۔ آپ کی یہ تحریک التوائے کار پیش ہو چکی ہے اور ہمیں وہ طریقہ کار استعمال کرنا چاہیئے جو ہمیں ہمیشہ اختیار کرنا ہے۔ جناب وزیر قانون اس پر فرمائیں۔

وزیر قانون: جناب والا، یہ صحیح ہے کہ یہ افسوس ناک واقعہ ۷ دسمبر کو ساڑھے نو بجے وقوع پذیر ہوا۔ دس لڑکے، جن میں سے کچھ مسلح بھی تھے، سکول کی دیوار پھلانگ کر اندر گئے۔ وہاں انہوں نے ایک لڑکی کو زبردستی اغوا کرنے کی کوشش کی۔ ایک لڑکے کے ہاتھ میں پستول بھی تھا۔ وہاں فائرنگ بھی ہوئی۔ اس کے بعد وہاں موقع پر مقصود احمد ولد میاں محمد اسماعیل

سیکرٹری انجمن تعمیرات ایجوکیشن پہنچ گئے۔ کچھ اور معزز شہری پہنچ گئے۔ انھوں نے تین لوگوں کو موقع پر پکڑ لیا پولیس بھی موقع پر پہنچ گئی۔ ان لڑکوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ان کے خلاف قانون کے مطابق کیس رجسٹر کیا گیا ہے۔ کچھ لڑکے بھاگ گئے ہیں۔ پولیس پوری کوشش کر رہی ہے کہ انھیں بھی فوری طور پر گرفتار کیا جائے۔ اس معاملے میں ملزمان کے ساتھ حکومت کسی قسم کی رعایت نہیں برتے گی اور انھیں قرار واقعی سزا ملے گی۔ میں اس معزز ایوان کو یقین دھانی کرتا ہوں کہ اس قسم کے معاملات کا حکومت سختی سے نوٹس لیتی ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز اس میں ہم کسی قسم کی کوئی نرمی نہیں کریں گے۔ سکولوں میں پڑھنے والی بچیاں ہم سب کی بیٹیاں ہیں اور ہم اس معاملے میں اس طریقے سے کوشش کر رہے ہیں جس طرح کہ ہماری اپنی کسی بچی کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: میں اس بارہ میں ایک اصولی بات طے کرنا چاہتا ہوں اس قسم کے معاملات جو تحاریک التوائے کار کی صورت میں ہوتے ہیں۔ ان پر رول ۶۷ لاگو ہوتا ہے۔ جن صاحبان نے یہ تحاریک التوائے کار پیش کی ہیں جناب موبل صاحب متوجہ ہوں ان پر رول ۶۷ لاگو ہوتا ہے جس میں آپ نے بجٹ پر جنرل بحث کرنا ہے۔ اس میں بھی آپ ان معاملات کو TAKE UP کر سکتے ہیں۔ بجٹ پر بحث کرتے وقت امن عامہ کے معاملات بھی زیر بحث آسکتے ہیں اسلئے رول ۶۷۔ ای یہ کہتا ہے جس میں ANTICIPATE کیا گیا ہو اس میں امن عامہ کے معاملات کو زیر بحث لا سکتے ہیں۔ ان معاملات پر تحاریک التوائے کار take up نہیں ہوگی۔ ہم پچھلی اسمبلی میں بھی یہی فیصلہ دے چکے ہیں۔ اور یہی فیصلہ جائز ہے۔ اسلئے اس قسم کی تحریک التوائے کار کی اجازت نہیں دیں گے۔ اور آپ ایسے معاملات کو عام بحث میں زیر بحث لا سکتے ہیں۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر میزانیہ اجلاس کا Schedule Circulate کیا گیا ہے۔ اس میں ۲۳ دسمبر کو جمعہ بنتا ہے اس سلسلے میں میری تجویز یہ ہے جمعہ کی چھٹی رکھی گئی ہے۔ اور سیشن ایک دن میں دو کر دیئے گئے ہیں۔ اسطرح اگر اپ بھی مناسب سمجھیں تو ۲۳ تاریخ کی چھٹی رکھیں اور اس سے پہلے دن دو اجلاس کر لئے جائیں۔

جناب سپیکر: اس بات پر غور ہو سکتا ہے۔ میں اسکو دیکھ لیتا ہوں اگر یہ ممکن ہے اور آپ اس پر آمادہ ہیں۔ اور ایوان اس پر آمادہ ہے کہ دو اجلاس کر لئے جائیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ کیا

آپ ۲۲ تاریخ کو دو اجلاس کرنا پسند کریں گے؟

وزیر قانون: مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: اگر کوئی اعتراض نہیں تو جمعہ کی چھٹی کر لیتے ہیں۔ غلام سرور خان صاحب ہم آپکی بات کو مانتے ہیں کہ ہم جمعہ کی چھٹی کریں گے اور جمعرات ۲۲ دسمبر کو دو اجلاس کر لیں گے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب سپیکر مجھے یہ پہلے ہی پتہ تھا کہ آپ نے اسکا وقت آدھا گھنٹہ رکھا ہی میرے لئے ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ کی کوئی تحریک التوائے کار ہے

جناب علی اکبر مظہر وینس: یہ آج کا ٹوکہ مجھ پر استعمال ہوگا۔ میری تحریک التوائے کار ہے۔

جناب سپیکر: وہ اگلے روز ٹیک اپ ہو جائیگی۔ کیونکہ ہم نے جہاں ختم کیا ہے وہیں سے اسکو شروع کریں گے۔ تحاریک التوائے کے لئے رولز میں آدھ گھنٹہ مقرر ہے۔ اس سے زیادہ وقت نہیں دیا جاسکتا۔ یہ میں نے اپنے طور پر مقرر نہیں کیا۔ اگر آپ رولز پڑھیں گے تو آپکو معلوم ہو جائے گا۔ اور یہ تحاریک التوائے کار اسی ترتیب سے لی جاتی ہیں جس ترتیب سے ہمارے پاس آتی ہیں۔ اور جہاں ہم نے ختم کیا ہے اس سے آگے شروع کریں گے۔

ارکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائینگی۔

نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست نوابزادہ غضنفر علی گل صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

I had to go to Islamabad for personal business and could not attend the Assembly Session on 14-12-88 leave may please be granted.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کی دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ محمد خالد خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست راجہ محمد خالد خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

کہ بوجہ بیماری مورخہ ۸۸-۱۲-۱۱ کے اجلاس میں حاضر نہ ہوسکا لہذا مجھے ۸۸-۱۲-۱۱ کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

خالد لطیف کاردار صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست خالد لطیف کاردار صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I have to go urgently to Rawalpindi for my domestic affairs. Therefore I will not be able to attend the Session of Assembly on 15th Dec 1988. It is requested kindly grant me leave for 15th Dec 1988.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ محمد خالد خان صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست راجہ خالد خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں بوجہ خرابی صحت تین دن از ۸۸-۱۲-۱۳ تا ۸۸-۱۲-۱۵ حاضر اجلاس نہ ہوسکوں گا لہذا ان تین ایام کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کو دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری زاہد پرویز صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چوہدری زاہد پرویز صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میری طبیعت خراب ہے آج مورخہ ۸۸ - ۱۲ - ۱۴ کو اجلاس شرکت سے قاصر ہوں لہذا آج کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

بابو محمد منیر صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست بابو محمد منیر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میری طبیعت خراب ہے آج کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا براہ کرم ۸۸ - ۱۲ - ۱۴ کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے
(تحریک منظور کی گئی)

سردار زادہ ظفر عباس صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سردار زادہ ظفر عباس صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

مجھے اچانک ایک واقع کے پیش نظر چنیوٹ جانا پڑا جسکی وجہ سے میں مورخہ ۸۸ - ۱۲ - ۱۳ کو اسمبلی میں حاضر نہ سکا مجھے اس دن کی رخصت دی جائے

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

کنور اعجاز علی خان صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست کنور اعجاز خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

بندہ بوجہ علالت اجلاس مورخہ ۸۸-۱۲-۸ میں حاضر نہیں ہوسکتا لہذا مذکورہ تاریخ کی ایک یوم رخصت منظور فرمائی جائے۔

(نوازش ہوگی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

علی ہارون شاہ صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست علی ہارون شاہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں بوجہ طبیعت ناسازی مورخہ ۱۲ اور ۱۳ دسمبر کو اجلاس میں حاضر نہ ہوسکا رخصت کی اجازت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

کیپٹن ڈاکٹر محمد رفیق صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست کیپٹن محمد رفیق صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ ایک ضروری کام سے گھر خوشاب بروز جمعرات مورخہ ۸۸-۱۲-۱۵ کو جانا ہے اجازت فرمادیں۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب پرویز صالح

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب پرویز صالح صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I would like to bring to your kind notice that I could not attend the Assembly Session on Dec 8th 1988 as I was indisposed.

I shall be grateful if I am granted leave on Dec 8th for leaving been indisposed.

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

جناب پرویز صالح

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب پرویز صالح صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I have been summoned by the Prime Minister of Pakistan to Islamabad therefore, I shall not be able to attend the Assembly Session on Dec. 13-14 and 15th 1988.

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

سجاد احمد عرف میاں مہدی حیات صاحب

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سجاد احمد عرف میاں مہدی حیات صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

بوجہ بیماری میں مورخہ ۱۴ اور ۱۵ دسمبر کو اسمبلی میں نہیں آسکتا لہذا چھٹی دے دی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جاوید محمود گھمن صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جاوید محمود گھمن صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں کل مورخہ ۸۸-۱۲-۱۳ کو بوجہ فلو حاضر اجلاس نہ ہو سکا اس لئے رخصت بادن ۸۸-۱۲-۱۳ منظور فرما کر مشکور فرمائیں۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں بخار اور گلے میں خراش کی وجہ سے آج مورخہ ۱۱/۱۲/۸۸ کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکوں گا اس لیے ایک دن کی رخصت دے کر مشکور کریں۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی۔)

سید محمد اکبر شاہ صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سید محمد اکبر شاہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں ایک انتہائی ضروری کام کی وجہ سے مورخہ ۸۸/۱۲/۷ تا ۸۸/۱۲/۸ اجلاس میں حاضر نہ آسکا برائے کرم مندرجہ بالا تاریخ ہائے کی چھٹی منظور فرمائی جائے

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی۔)

یوسف صلاح الدین صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست یوسف صلاح الدین صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

As I shall be out of the country on pesonal business I shall be grateful if you grant me leave from 16-12-88 to 23-12-88.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

سردار محمد عارف صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سردار محمد عارف صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I was sick on 14-12-88 therefore I could not attend the Assembly. Please grant me leave for one day, that is 14-12-88.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

ضروری اعلان

سیکرٹری اسمبلی: یہ ایک ضروری اعلان ہے معزز اراکین سے گذارش کی گئی تھی کہ اپنے اپنے مقامی پتے اور ٹیلیفون نمبر اسمبلی سیکرٹریٹ میں دے دیں تاکہ ایجنڈا وغیرہ بھیجنے میں آسانی ہو۔ تاحال یہ اطلاع نہیں دی گئی اسلئے دوبارہ گذارش ہے۔ اپنے اپنے مقامی پتے اور ٹیلیفون نمبر اسمبلی سیکرٹریٹ کے شعبہ قانون سازی کمرہ نمبر ۹ میں جلد مہیا فرما دیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: موہل صاحب آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

میاں منظور احمد موہل: پرائیویٹ ممبر کی تعریف میں آپ نے منسٹر اور پارلیمانی سیکرٹری کو EXCLUDE کیا ہوا ہے۔ لیکن میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ ADVISER اور SPECIAL ASSISTANT جو اسوقت موجود نہیں تھے۔ اب ہیں انکو بھی EXCLUDE ہونا چاہیئے۔

جناب سپیکر: جب آپ کے نقطہ نظر کے مطابق قواعد میں ترمیم ہوگی تو ہم انکو EXCLUDE کریں گے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر اس وقت اس ضمن میں رولز واضح نہیں کیونکہ ان کی پوزیشن یہ ہے کہ جس طرح وزراء پارلیمانی سیکرٹری مشیران اور معاونین خصوصی انھی CATAGERIES میں آتے ہیں اس پر آج اسوقت فیصلہ ہونا چاہیئے۔

جناب سپیکر: سردست ہمیں یہی فیصلہ کرنا ہوگا کہ جو رولز آف پروسیجر اس بارے میں وضاحت کرتے ہیں۔ منسٹر اور پارلیمانی سیکرٹری پرائیویٹ ممبر نہیں ہیں۔ انکے علاوہ باقی سب پرائیویٹ ممبر ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ انکو پرائیویٹ ممبر تصور کریں گے۔

جناب سپیکر: ان کو ایسا ہی تصور کرنا ہوگا ان کے مطابق ان کو اجازت ہوگی۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر یہ پرائیویٹ ممبر اسلئے نہیں کہ انکی تقرری بطور مشیر ہو چکی ہے اور اگر یہ پرائیویٹ ممبر ہوتے تو رولز میں اسکا ذکر ہوتا اگر یہ مشیر ہیں اور اس وقت اگر مشیران ہوتے تو انکا ذکر رولز میں ہوتا اسلئے ان کو سرکاری قرار دینا مناسب نہیں سمجھا گیا لیکن اب ان کی تقرری قواعد انضباط کار فریم ہونے کے بعد ہوئی ہے اسلئے انکی تقرری آئینی

طور پر جائز نہیں۔ انکی تقرری آئینی طور پر ناجائز ہے۔

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موہل صاحب نے ایک نکتہ اٹھایا ہے.....

جناب فضل حسین راہی: جناب والا۔ اس لئے میں عرض کر رہا ہوں کہ اگر پارلیمانی سیکرٹری کو آپ کہتے ہیں کہ وہ گورنمنٹ ملازم ہے۔ وہ سرکاری ممبر ہے تو مشیر خود بخود اس CATAGORIES میں آجائے گا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب نے قواعد انضباط کار کا حوالہ درست دیا ہے کہ پرائیویٹ ممبر کی تشریح میں منسٹر اور پارلیمانی سیکرٹری شامل نہیں۔ تو اب سوال یہ ہے کہ پرائیویٹ ممبر جو ہے۔

جناب فضل حسین راہی: یہاں تک درست ہے۔

جناب سپیکر: ہاں تو مشیر اس میں شامل نہیں تو ہم اس کو کیسے شامل کر سکتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا۔ مشیران کو تنخواہ ملتی ہے۔ ان کا NOTIFICATION ہوتا ہے۔ وہ سرکاری ملازم ہوتا ہے۔ وہ گاڑی لیتا ہے۔ سرکاری مراعات لیتا ہے وہ فلیٹ لیتا ہے اس لئے وہ سرکاری ملازم ہے۔

جناب سپیکر: لیکن رولز کے مطابق ہم اس کو.....

جناب فضل حسین راہی: جناب والا۔ وہ تنخواہ وصول کرتا ہے۔ مشیر مقرر ہونے کی تنخواہ وصول کرتا ہے۔ وہ عام ممبر کی تنخواہ وصول نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: ہمیں رولز کے مطابق چلنا ہوگا۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا رولز کے مطابق وہ بھتا وصول کرتا ہے۔ اس کے لئے رولز ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس سلسلے میں پہلے میاں منظور احمد موہل سے رابطہ کیجئے آپ منظور احمد موہل صاحب سے مشورہ کیجئے۔ اس کے بعد اگر کوئی مزید CONFUSION ہو تو ہم اس بارے میں ملکر بیٹھ کر بات کر لیں گے۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! اس مسئلے کے بارے میں ایک شعر پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کچھ سنجیدہ باتیں ہو جائیں تو اس کے بعد بے شک شعر بھی ہو جائے۔

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا! یہ سنجیدہ بات ہے۔ شعر بھی سنجیدہ ہے۔ حضور! اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: فرمائیے

سید ذاکر حسین شاہ: جناب والا۔ یہ ایڈوائزر اور پارلیمانی سیکرٹری کے مسئلہ کو

کیوں نہ دوزخ کو بھی جنت میں ملا لیں غالب
سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اور سہی

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! اس قرارداد کو PENDING کر لیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی۔ میں نوابزادہ صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: حضور والا! قانون کے اندر ایک EXPRESS RULES اور ایک IMPLIED RULES ہوتا ہے۔ تو جہاں پر EXPRESS RULES واضح نہ ہو تو وہاں IMPLIED RULES APPLY ہوتے ہیں۔ اس لئے وزیر اور پارلیمانی سیکرٹری ہونے کے ساتھ مشیر کو IMPLIED ہم سرکاری سمجھیں گے۔ اس پر آپ کی رائے درکار ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ورک صاحب! یہ راہی صاحب نہیں یہ نوابزادہ غضنفر علی گل ہیں اور انہوں نے کوئی شعر نہیں کہا۔

جناب خالد جاوید ورک: جناب والا۔ نوابزادہ صاحب کی نذر ایک شعر کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ جانے دیں۔

جناب خالد جاوید ورک: نہیں جناب! ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جناب نوابزادہ! میں ادب سے آپ کی نذر ایک شعر کرتا ہوں۔

نور حق شمع الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون
جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون

نوابزادہ غضنفر علی گل: حضور والا! عرض یہ ہے کہ ابھی کمسن ہو ناداں ہو۔

جناب سپیکر: آپ کو اس پر تبصرہ کرنا چاہیے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: نہ جی۔

ابھی کمسن ہو ناداں ہو کہیں کھو دو گے دل میرا
تمہارے ہی لئے رکھا ہے لے لینا جواں ہو کر

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب! آپ ورک صاحب کے ہم پلہ بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! وہ میرا بھتیجا ہے۔

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: یہ قرارداد مسز طاہرہ خاں صاحبہ کیطرف سے ہے۔ جی!

مسز طاہرہ خاں: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے قرارداد پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب کے ملازمین کیلئے رہائشی کالونی کی تعمیر

مسز طاہرہ خاں: جناب والا میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت سے پر زور سفارش کی جائے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے ملازمین کے لئے لاہور میں ایک رہائشی کالونی تعمیر کر کے ان کو آسان اقساط پر الاٹ کی جائے۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت سے پر زور سفارش کی جائے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے ملازمین کے لئے لاہور میں ایک رہائشی کالونی تعمیر کر کے ان کو آسان اقساط پر الاٹ کی جائے۔

چودھری غلام سرور خاں: جناب والا میں اس میں ترمیم کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ اس میں میں کچھ اپنی رائے کا بھی اظہار کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: غلام سرور صاحب میرے خیال میں یہ سیدھا سادا معاملہ ہے۔

چودھری غلام سرور خاں: جناب والا۔ گذارش یہ ہے کہ جسطرح یہ قرارداد دی گئی ہے اس سے میں ۱۰۱ فیصد اتفاق کرتا ہوں۔ میں اس میں ترمیم صرف یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جسطرح

سرکاری ملازمین کی رہائش کے بارے میں یہاں قرارداد پیش کی گئی ہے اس سلسلے میں میری گزارش ہے ساتھ یہ بھی شامل کر لیا جائے کہ ایم پی اے صاحبان۔ ان کا بھی ایک رہائشی مسئلہ ہے۔ ان کی رہائش کا بھی یہاں لاہور میں بندوبست ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر: وہ الگ کریں گے۔ وہ آپ نہ کریں ایم پی اے کو ملازمین کی صف میں شامل نہ کریں۔ میں آپ کو یہ ذاتی طور پر کہتا ہوں۔

چودھری غلام سرور خاں: جناب والا۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ ہمارا بھی رہائشی مسئلہ ہے۔ (پیپلز ہاؤس)

جناب سپیکر: میں عرض کئے دیتا ہوں۔ بیگم صاحبہ آپ کچھ فرمانا چاہتی ہیں؟

ایک خاتون رکن: جناب والا میں تائید کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تائید کرنا چاہتی ہیں؟

ایک خاتون رکن: جی ہاں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ یہ غلام سرور خاں صاحب نے تجویز کیا ہے کہ معزز اراکین اسمبلی کی رہائش کا مسئلہ بھی حل کیا جائے۔ تو میں آپ کو
بتانا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں ایم پی اے ہوسٹل کی تعمیر کے لئے باقاعدہ منصوبہ مکمل ہو چکا ہے اس کی DESIGNING ہو چکی ہے بجٹ منظور ہو چکا ہے اور اس کا سنگ بنیاد چند دنوں میں رکھا جانے والا ہے۔

ایک معزز ممبر: جناب والا کہاں پر؟

جناب سپیکر: یہ اسمبلی کی بلڈنگ کے ساتھ ہی ملحقہ، یہاں سے بائیں طرف الفلاح کے پیچھے فوارہ کے بالکل ساتھ ایم پی اے صاحبان کے ہوسٹل کے تین سو کمروں کا منصوبہ بنایا گیا ہے جس کا سنگ بنیاد چند دنوں میں رکھا جانے والا ہے اور یہ ایم پی اے ہوسٹل بننے کے بعد اس کے لئے یہ بھی PROVISION کی گئی ہے کہ اسمبلی سے ایم پی اے ہوسٹل جانے کے لئے under ground passage یعنی زیر زمین راستہ دیا گیا ہے تاکہ آپ وہاں سے چلیں تو سیدھے اسمبلی میں آ جائیں اور اسمبلی سے چلیں تو سیدھے ہوسٹل چلے جائیں۔ تو یہ زیر زمین راستہ آپ کی سہولت کے لئے ہے یہ ایک بہت عمدہ COMPLEX انشاء اللہ تعالیٰ بن جائے گا۔ اور ممبر صاحبان کی رہائش کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ تو اس وقت زیر بحث مسئلہ

پنجاب اسمبلی کے ملازمین کی رہائشی کالونی کا ہے تو اس میں کسی کو اختلاف ہے؟

آوازیں: نہیں۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب! کوئی اختلاف ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی: نہیں جناب! لیکن اس کے ساتھ میں آپ کو یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی آپ کو کوئی اعتراض ہے؟

ایک معزز ممبر: جناب والا! میں اس کی تائید کرتا ہوں اور ساتھ یہ بھی کہونگا کہ نہ صرف پنجاب اسمبلی کے چھوٹے ملازمین کے لئے یہ رہائش سکیم تیار کی جائے بلکہ میں یہ عرض کرونگا کہ پورے پنجاب کے چھوٹے ملازمین کے لئے ایسے اقدامات کئے جائیں۔

جناب سپیکر: وہ الگ بات ہے۔ اس کو اس میں شامل نہ کریں۔ (قطع کلامیاں)

ایک معزز ممبر: جناب والا! یہ سب سے اعلیٰ اور سب سے بڑا ادارہ ہے اور ہم ابتدا اس سے کریں

لیکن آگے چلکر ہمیں ہر شہر میں ایسی کالونی تیار کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر: حضور! آپ کو منظور ہے؟ جو صاحبان اس قرارداد کے حق میں ہیں وہ اپنے ہاتھ کھڑے کریں۔ (معزز ممبران نے اپنے ہاتھ کھڑے کئے) تو مسز طاہرہ خاں صاحبہ کی یہ قرارداد بااتفاق رائے منظور ہوئی۔

(تحریک بااتفاق رائے منظور کی گئی)

سردار سکندر حیات خاں: جناب والا! ہمیں خوشی ہے کہ آج یہ ہمارے بھائیوں کی اسمبلی کی قرارداد منظور ہوئی ہے۔ جناب نے ممبران کے ہوسٹل کے بارے میں فرمایا تو میں یہ بھی التجا کرونگا کہ امید ہے کہ اس ہوسٹل کے ساتھ ایک مسجد بھی ہو تاکہ نماز ادا کرنے کے لئے سب کو سہولت ہو۔

جناب سپیکر: اس میں پہلے ہی PROVISION ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر۔ میں اس نہایت اہم قرارداد پر جو بااتفاق رائے منظور ہوئی ہے مبارکباد پیش کرتے ہوئے میں پھر وہ مسئلہ یاد دلاؤنگا کہ آج مجھے ڈرائیوروں نے پھر کہہ کر ایک چھوٹا سا شامیانہ تو لگا ہے لیکن نہ کرسی ہے نہ پانی کا انتظام ہے اور نہ ہی کوئی رفع حاجت کا انتظام ہے۔ اس لئے یہ بڑی اہم ضرورت ہے اور اس کی یقین دہانی کے باوجود ابھی تک اس کا کوئی معقول انتظام نہیں ہوا۔ وہ ڈرائیور بیچارے بڑے پریشان ہیں۔ اس کا انتظام بھی فوری ہونا چاہیے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: بلکہ جناب والا میری تجویز ہے کہ اگر یہاں پر ان کیلئے کوئی مستقل انتظام کر دیا جائے جس میں سایہ دار جگہ ہو اور اس میں کرسیاں ہوں جیسے شیڈ ہوتا ہے اگر اسمبلی کے ساتھ کوئی شیڈ بنا دیا جائے جس سے انہیں یہ سہولت مستقل طور پر حاصل ہو جائے تو کیا جناب والا اس کیلئے کوئی خصوصی توجہ فرمائیں گے۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب۔ میں نے آپ کے اس روز کے فرمان کے مطابق چیک کروایا تھا اور مجھے یہ بتایا گیا تھا کہ وہاں پہلے روز سے ہی شامیانہ بھی لگایا گیا ہے اور وہاں پر کرسیوں کا بھی انتظام ہے اور پانی کا بھی انتظام ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: نہیں جناب۔

جناب سپیکر: آپ ایسا کریں کہ میں آپ کے ساتھ اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازم بھیج دیتا ہوں

آپ اس کو جا کر چیک کر لیں اور پھر آپ مجھے آ کر بتائیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر۔ یہ جو قرارداد منظور ہوئی ہے اس کے بارے میں میں یہ بھی پوچھنا چاہونگا کہ ان ملازمین کو کونسی جگہ رہائشی کالونی کیلئے دی جائے گی اس وقت باقاعدہ حکومت کے پاس جگہ موجود ہے جناح کالونی کے نام سے جہاں رہائشی پلاٹ موجود ہیں بجلی موجود ہے اس میں سے اگر ان کو کوٹہ دیکر فوری یہ کام ہو جائے تو بہتر ہے۔

جناب سپیکر: ہم ان کو فوری طور پر کرنے کو کہیں گے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا۔ یہ نمبر ۲ جو قرارداد ہے اس کے بارے میری درخواست یہ ہے کہ آپ اسے اگلے غیر سرکاری ارکان کے دن کیلئے ملتوی کر لیں۔ اس سے اس کی یہ بہتری ہوگی کہ اس کا پہلے یہ فیصلہ ہو جائے کہ آیا مشیر سرکاری یا پرائیویٹ CONSIDER ہوگا۔ جناب سپیکر۔ میری استدعا ہے کہ آپ اسے دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: راہی صاحب۔ اس پر پہلے بات ہو چکی ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر۔ آپ اسے ملتوی کر دیں

ابھی اس پر فیصلہ نہیں ہوا۔ اگر صوبائی اسمبلی کا اعزازی ممبر ہے اگر فتیانہ صاحب عام رکن ہیں تو یہ ہماری طرح FACILITIES کیوں DRAW نہیں کرتے۔ ان کی SALARIES ہماری طرح کیوں نہیں وہ اگر مختلف ہیں تو ان کی حیثیت مختلف ہے اگر ان کے پاس کار ہے جھنڈا ہے تو تمام ایم پی اے صاحبان کے پاس یہ سب کچھ کیوں نہیں یہ ان کی AUTOMATICALLY سرکاری حیثیت ہو چکی ہے۔ اسلئے جناب والا۔ میری گزارش ہے کہ پہلے اس پر میسر حاصل بحث ہونی چاہیئے۔

جناب سپیکر: راہی صاحب۔ اس پر پہلے بات طے ہو چکی ہے اور اگر آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں تو بعد میں بے شک کر لیجیئے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر۔ ایک شخص کا NOTIFICATION جاری ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: بیشک اگر آپ اس پر بعد میں بھی بات کرنا چاہیں تو آپ بعد میں بھی اس پر بات کر لیجیئے لیکن میں اس وقت ان کو قرارداد پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر۔ یہ غیر قانونی ہو جائیگا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میں اسے دیکھ چکا ہوں اس پر میرا فیصلہ ہے کہ اس وقت پرائیویٹ

ممبرز میں وزراء اور پارلیمانی سیکرٹریز شامل نہیں قواعد و ضوابط کے مطابق مشیر کا نام وہاں نہیں لکھا ہوا۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا۔ وہ اس لئے نہیں لکھا ہے کہ ایڈوائزر لگاتے نہیں تھے جب ۱۹۷۳ء کے رولز بنے تھے اس کے مطابق آئین اس کی اجازت نہیں دیتا۔

جناب سپیکر: آپ کی بات درست ہو سکتی ہے آپ تشریف رکھیں۔ اس پر میرا فیصلہ یہ ہے کہ میں ریاض فتیانہ صاحب کو رولز کے مطابق غیر سرکاری رکن قرار دیتا ہوں اور انہیں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب والا۔ میری عرض یہ ہے کہ ایک ممبر کی تعریف پڑھ لی جائے اگر پرائیویٹ ممبر کی تعریف میں مشیر آتا ہے تو اسے پرائیویٹ ممبر تسلیم کر لیا جائے۔ لمبی چوڑی بات کی تو ضرورت نہیں۔

جناب سپیکر: وینس صاحب۔ اس پر فیصلہ ہو چکا ہے۔ آپ تشریف رکھیئے۔

ملک شاہ محمد محسن: جناب والا۔ مشیر کے قرارداد پیش کرنے کے بارے میں بول رہا ہوں۔ صورتحال یہ ہے کہ اس قرارداد کی نوعیت کے پیش نظر میں محسوس کرتا ہوں کہ رولز آف پروسیجر کا رول ۹۵ اس کی اجازت نہیں دیتا کہ اس طرح کی قرارداد جس میں ملکی سطح پر کافی CONTROVERCY ہو چکی ہے اور صوبائی عصبیت کی صورتحال کی طرف بھی کافی باتیں ہوتی رہی ہیں تو اس قسم کی قرارداد پیش کرنے سے پہلے ہمیں یہاں یہ فیصلہ کرنا چاہیئے کہ یہ منصوبہ بنایا جائے تو میرے خیال میں یہ دوسری اسمبلیوں کو اس کے خلاف بات کرنے کا یا اس کے حق میں بات کرنے کی دعوت دیگا تو میں سمجھتا ہوں کہ رول ۹۵ کے پیش نظر کہ جہاں یہ deterimental to the public interest ہو تو وہاں اس کی اجازت نہیں ملنی چاہیئے میری خیال میں اس قرارداد کی روح اس وقت اس گیارہ سال کے آمرانہ نظام کے پیش نظر جو صوبائی صورتحال بن چکی تھی اور جس طرح اس صوبائی عصبیت نے اپنا رنگ لے لیا ہوا ہے اور جس طرح اس ڈیم کے بننے سے CONTROVERSY چلتی رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کے پیش کرنے سے اس پر بحث ہونے سے اور اسی شکل میں منظور ہونے سے کہ یہ ڈیم بنایا جائے تو میرے خیال میں یہ چیز CONTROVERSY کو مزید ہوا دے گی اور ملک میں جو اس وقت اتحاد کی سازگار فضا بن رہی ہے اس لیئے یہ نقصان دہ

ثابت ہوگا میرے خیال میں اس قرارداد کو رول ۹۵ کے پیش نظر پیش ہونے کی اجازت نہیں ملنی چاہیئے۔

میاں محمود الرشید: جناب سپیکر۔ میں یہ عرض کرونگا کہ ملک صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ صوبائی عصبیت کا معاملہ ہے جبکہ میں یہی سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے ملک و ملت کی ضرورت ہے اس میں in particular کسی صوبے کا مفاد نہیں بلکہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر ایک انتہائی اہمیت بلکہ قومی اہمیت کی حامل ہے اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر لازمی بحث ہونی چاہیئے اور یہ کسی ایک صوبے سے متعلقہ نہیں بلکہ پوری قوم سے متعلقہ معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب نے جو اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر ارشاد فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اس وقت ملک میں جو اتحاد کی فضا قائم ہونے کی امکانات ہیں یہ جو قرارداد پنجاب اسمبلی پاس کر دیتی ہے تو ممکن ہے کہ باقی صوبائی اسمبلیاں اس کے خلاف قرارداد پاس کریں تو اس سے ملک میں کافی CONTROVERSY ہونے کا امکان ہے اور ملک صاحب کے خیال کے مطابق اس بات کا امکان ہے کہ ہمارے قرارداد پاس کرنے سے شاید کالا باغ ڈیم کی تعمیر ADVERSELY AFFECT ہو گیا ملک صاحب آپ کا یہی مدعا تھا۔

ملک شاہ محمد محسن: جی جناب والا۔

جناب سپیکر: تو اس بارے میں وہ تجویز کرتے ہیں کہ سپیکر کے یہ اختیار میں ہے کہ اگر کوئی ایسا RESOLUTION جس کو وہ ملک کے مفاد کے خلاف سمجھیں یا اس میں CONTROVERSY ہو جانے کا امکان ہے تو وہ اس کو dis-allow کر سکتے ہیں یا اس کے کسی حصہ کو dis-allow کر سکتے ہیں۔ تو مجھے ملک صاحب نے SUGGEST کیا ہے کہ آپ اس قرارداد کو dis-allow کریں۔ تو اس بارے میں میں آپ کی رائے پوچھنا چاہونگا۔

وزیر مال۔ (جناب محمد ارشد خان لودھی): جناب والا۔ اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر: جی بیان کریں۔

وزیر مال: جناب والا۔ اس بارے میں ملک صاحب نے جس رول کا حوالہ دیا ہے اس میں یہ دیکھنا ہے کہ آیا وہ قرارداد یا اس کا کوئی حصہ عوام کے مفاد میں ہے یا نہیں۔ اگر وہ عوام کے مفاد میں ہے تو اس قرارداد کو یہاں پیش ہونا چاہیئے اس پر بحث ہونی چاہیئے اور اس کو پاس ہونا چاہیئے۔ صرف یہ دیکھنا ہے کہ آیا وہ عوام کے مفاد میں ہے یا نہیں تو جناب والا۔ میں یہ سمجھتا

ہوں کہ قرارداد عوام کے مفاد میں ہے کیونکہ پنجاب میں ہزاروں ایکڑ رقبہ غیر آباد پڑا ہوا ہے اگر کالا باغ ڈیم کی تعمیر ہو جاوے تو اس سے ہمارا بنجر رقبہ زیر آب آئیگا وہ آباد ہو گا اس سے بجلی پیدا ہو گی اور اس کے بعد جو اجناس پیدا ہو گی وہ سارے ملک کیلئے پیدا ہو گی تو اسلئے میری گزارش ہے کہ اس قرارداد کو TAKE UP کیا جائے۔

جناب محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر۔ ملک صاحب نے جس قاعدہ کا حوالہ دیا ہے اس کے مطابق جناب سپیکر کو اختیارات حاصل ہیں۔ لیکن ملک صاحب نے ایسی کوئی بات نہیں فرمائی کہ جس کے بارے میں یہ ثابت ہو کہ کس لحاظ سے یہ نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے اس بارے میں میری ذاتی رائے ہے کہ وہ انشاء اللہ RESOLUTION کے اور اس کی اس عبارت کے حق میں ہونگے اور جہاں تک کالا باغ ڈیم کی اہمیت کا قومی لحاظ سے تعلق ہے یا اس کی افادیت کا تعلق ہے کوئی بھی پاکستانی اس ملک کا شہری یا اس صوبے کا شہری اس بات سے قطعاً انکار نہیں کر سکتا کہ اس ڈیم کے بننے سے کیا افادیت ہو گی۔ ملک و قوم پر کیا اثر پڑے گا۔ یعنی اس کی پیداوار میں کیا اضافہ ہو گا تو ان رولز کے مطابق آپ کو اختیارات ہیں لیکن اس پر بھی پابندی ہے کہ یہ آپ پر واضح کیا جائے یا بذات خود آپ محسوس فرماتے ہوں کہ کوئی ایسی بات ہے جو کسی صوبائی تعصب کا شکار ہوتی ہے۔ جہاں تک اس عبارت اس مطالبے اور اس قرارداد کا تعلق ہے تو جناب والا یہ ایک قومی اور ایک اصولی مسئلہ ہے۔ یہ قومی اہمیت کا حامل ہے۔ ہمیں اس کی بحث میں حصہ لینا چاہیے اور اسے نہ صرف اکثریت سے بلکہ ایک پاکستانی ہونے کے ناطے اس کو متفقہ طور پر پاس کرنا چاہیے کہ کالا باغ ڈیم بن جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس ملک کی معیشت میں بہت زیادہ فرق پڑے گا اور ترقی ہو گی۔

جناب محمد ریاض فتیانہ۔ جناب سپیکر کالا باغ ڈیم اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے جو میں سمجھتا ہوں اور میں اس پر اپنی رائے دے رہا ہوں کہ اس میں توانائی کا مسئلہ سب سے بڑا ہے۔۔۔۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب سپیکر یہ کس بنیاد پر بات کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر۔ جی پوائنٹ آف آرڈر پر بات ہو رہی ہے۔ مجھے علم ہے۔۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب سپیکر ان کا RESOLUTION ہے۔۔

جناب سپیکر۔ لیکن پوائنٹ آف آرڈر پر میں ہاؤس کا CONSENSUS لینا چاہتا ہوں کہ یہ

ایسا مسئلہ ہے جس کو ہاؤس میں بحث کے لئے آنا چاہیئے۔ اب آپ کیا چاہتے ہیں کہ ہاؤس میں بحث کے لئے آنا چاہیے یا نہیں آنا چاہیے۔۔

آوازیں۔ ضرور آنا چاہیے۔

جناب محمد ریاض فتیانہ۔ اس پر میری گزارش ہے کہ ہمیں اس مسئلہ پر بحث کرنی چاہیے۔ ہمیں قومی مسائل سے آنکھیں بند کر کے چشم پوشی نہیں کرنی چاہیے بلکہ ہمیں قومی مسائل پر غور و فکر کر کے کوئی نہ کوئی اپنی رائے بنانی چاہیے اگر قومی مسائل حل کرنے کے لئے ہم خاموشی سے بیٹھے رہیں گے تو پھر مسائل کیسے حل ہوں گے۔ اس میں میری گزارش یہ ہے کہ اس قرارداد کو ہاؤس میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے کیونکہ اس قرارداد کا تعلق ملک کو درپیش توانائی کے مسئلہ سے ہے اور پنجاب کے پانی کے مسئلہ سے ہے اس میں پنجاب کا مفاد ہے۔ پورے ملک کا مفاد ہے کہ کالا باغ ڈیم کو بنایا جائے۔

جناب سپیکر۔ میں سب سے رائے لیتا ہوں۔ جی آپ فرمائیے۔۔

آغا ریاض الاسلام۔ جناب سپیکر ابھی آپ کے سامنے ملک صاحب نے جو پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جس باریک بینی سے آپ سے درخواست کی ہے اس میں ہم پنجاب اسمبلی میں بیٹھ کر پنجاب کے صوبے کے خلاف قطعی طور پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتے لیکن یہ صرف پاکستان کے لئے نہیں بلکہ یہ ایک وفاقی ملک ہے اور خاص طور پر پنجاب کا صوبہ اس پورے پاکستان کے وفاق میں بڑے بھائی کی حیثیت رکھتا ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کئی دفعہ نہیں بلکہ عام طور پر ملک کو بچانے کے لئے کئی دفعہ کچھ معاملات کو موخر کر دینا پڑتا ہے اور اس میں کوئی ایسی بڑی بات نہیں۔ ہمارے سامنے اس وقت جو ملک صاحب نے بات کہی کہ ہم قومی یکجہتی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ کچھ صوبے جو پنجاب کو غاصب کے نام سے پکار رہے تھے ان میں اعتماد پیدا ہو رہا ہے۔ ہر صوبے کی حکومت کو اور اس کے رہنے والے عوام کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ اپنے صوبے کے عوام کے مفاد میں بہتر طور پر کام کریں لیکن ساتھ ساتھ انکی یہ قومی ضرورت ہے کہ وہ مناسب وقت کا انتخاب کریں۔ جناب سپیکر میں یہ سمجھتا ہوں کہ کالا باغ ڈیم پنجاب کی سرزمین کے لئے، اس کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے اپنی جگہ پر ایک اہمیت ضرور رکھتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ معاملہ چونکہ پہلے ہی وفاق کے پاس موجود ہے اور اس میں پنجاب کی حکومت بھی

نمائندگی کرتی ہے یہ معاملہ اگر ISSUES کے بغیر آپس میں بیٹھ کر طے کر لیا جائے تو زیادہ بہتر طریقہ ہوگا۔ اگر ہم اس کو یہاں پر قرارداد کے ذریعے پاس کریں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک POLITICAL MOVE ضرور ہوگی لیکن اس کی ADMINISTRATIVE یا اس کا کوئی ایسا فائدہ ہم قومی سطح پر ہونے والی یکجہتی کے طریقہ کار کے لئے پیدا نہیں کر سکیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کے پاس قاعدہ ۹۵ کے تحت اختیارات ہیں آپ اسے موخر کر دیں۔

جناب سپیکر۔ آپ چاہتے ہیں کہ اس کو موخر کر دیں۔ شکریہ رائے دو لفظوں میں دیں کہ آیا DISCUSSION ہونی یا نہیں ہونی چاہیے۔ اس سے زیادہ نہیں۔

چوہدری صداقت علی۔ جناب سپیکر میری اس بارے میں رائے یہ ہے کہ میرے فاضل دوست نے جو تاثر دیا ہے کہ اس سے دوسرے صوبوں کو نقصان ہوگا اس لئے اس کو ہاؤس میں نہیں لانا چاہیے۔ انکی یہ اطلاع غلط ہے۔ یہ منصوبہ ایسا ہے جس سے سارے صوبوں کو فائدہ ہو گا۔ سارے پاکستان کو فائدہ ہوگا۔

جناب سپیکر۔ جی دو لفظوں میں مسئلہ زیر بحث چاہیے۔

چوہدری صداقت علی۔ جی ہاں بحث ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر۔ تشریف رکھیے۔ جی بیگم صاحبہ۔۔۔

بیگم بشریٰ رحمٰن۔ جناب سپیکر۔ میں اس معاملے میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ کالا باغ ڈیم کا مسئلہ باقی تمام صوبوں میں بہت طویل عرصہ سے زیر بحث رہا ہے۔ مرکز میں بھی رہا ہے۔ جناب والا یہاں وہ اپنا موقف بیان کر چکے ہیں لیکن پنجاب کی اسمبلی میں پنجاب کے لوگ اس مسئلے پر اپنا موقف ابھی تک کھل کر نہیں بیان کر سکے۔ اس لئے جناب والا اس کو متنازعہ نہ بنایا جائے۔ آج اس کو اسمبلی میں ضرور پیش کیا جائے۔ اور اراکین کو اس بات کا حق دیا جائے کہ وہ پنجاب کا موقف بھی پیش کر سکیں۔۔

جناب سپیکر۔ شکریہ

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر پہلے ہمیں پاکستان کے مفاد کو سامنے رکھنا چاہیے۔ اگر کوئی مسئلہ پاکستان کے وفاق کے لئے یا ملک کی سالمیت کے لئے خطرہ یا صوبوں کے درمیان تصادم کا باعث بن سکتا ہے تو اس کو کم از کم نہیں ہونا چاہیے۔ اس کو اس لئے نہیں پیش ہونا

چاہیئے اس کو آپ اس طرح لیں کہ آپ کی حکومت چاروں صوبوں میں رہی ہے اور آپ کی سرحد کی اسمبلی نے آپ کے ریزولیوشن کے خلاف ایک ریزولیوشن پاس کیا تھا۔ آپ کے سرحد کی کابینہ نے جو مسلم لیگ کی کابینہ تھی انہوں نے یہ دھمکی دی تھی کہ ہم اسمبلی بھی ختم کر دیں گے۔۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب RESOLUTION پیش ہونا چاہیے یا نہیں۔۔ اس پر میں تقریر کی اجازت نہیں دے سکتا۔ تقریر کی اجازت نہیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جی نہیں ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر۔ نوابزادہ صاحب آپ کا کیا خیال ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا یہ اتنا political move نہیں اس کا ہاں اور نہ میں جواب نہیں۔ اس کو ELABORATE کرنا ہے۔ جناب عرض یہ ہے کہ یہ اتنا اہم قومی مسئلہ ہے کہ اس کو قرار داد کے ذریعے حل کرنا اس کا حل نہیں۔ قرارداد تو اسمبلی ملازمین کے لئے کالونی وغیرہ کے لئے ہو سکتی ہے۔ یہ تو پورے ملک کا مسئلہ ہے اور اگر یہ اتنے سالوں تک التوا میں رہا ہے جبکہ گیارہ سال تک ایک شخص کی حکومت رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر۔ آپ اس کا ہاں اور نہ میں جواب دیں۔ اس میں DISCUSSION کی اجازت نہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب سپیکر اس پر ہمیں بات کرنے دیں۔ ہم نے پنجاب کا موقف بیان کرنا ہے۔ یہ پنجاب کے مسئلے کو ہوا دی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر۔ بحث کی اجازت نہیں ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ میرا خیال ہے کہ اس کو ملتوی کر دیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ تو کیا آپ کی رائے یہ ہے کہ اس کو ہاؤس میں پیش ہونا چاہیے؟

معزز ایوان۔ جی ہاں۔۔

جناب سپیکر۔ میں اسکی اجازت دیتا ہوں کہ یہ RESOLUTION پیش کیا جائے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر میرا اعتراض ہے کہ quiz question

جناب سپیکر۔ گنتی کی جائے۔
(گنتی کی گئی)
جناب سپیکر۔ مجھے افسوس ہے یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔۔۔
راہی صاحب COUNTING ہو چکی ہے، ہاوس میں کورم ہے۔ آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔
جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا میں اس گنتی کو چیلنج کرتا ہوں، کورم نہ ہے
جناب سپیکر۔ آپ نے گنتی کی ہے؟ دوبارہ گنتی کی جائے
(گنتی کی گئی)
جناب سپیکر۔ The house is in quorum قرارداد پیش کی جائے۔
Take your seat ..... Take your seat please. فیصلہ ہو چکا ہے۔ آپ خود کو کن سکتے ہیں۔
جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا، کورم نہ ہے۔ آپ بتائیں کتنے ممبران سے کروم ہوتا ہے۔
جناب سپیکر۔ ۶۵ ممبران سے ہوتا ہے۔ اور اس وقت ۶۸ ممبران موجود ہیں۔
جناب فضل حسین راہی۔ جناب ۶۲ ہیں، یہ اسمبلی کی PROCEEDING غیر قانونی ہو گی۔
جناب سپیکر۔ راہی صاحب تشریف رکھیے Take your seat Mr. Rahi آپ بیٹھ جائیے۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز Order please, No interruption راہی صاحب، آپ یہ بند کریں۔ آپ کو ایوان میں BEHAVE کرنا چاہیے۔ Take your SEAT قرارداد پیش کی جائے۔

کالا باغ ڈیم کی تعمیر

جناب محمد ریاض فتیانہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں، کہ

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ کالا باغ ڈیم کے منصوبہ کی تعمیر قومی نقطہ نظر کو مد نظر رکھتے ہوئے فوری طور پر مکمل کی جائے۔"

جناب سپیکر۔ یہ قرارداد پیش کی گئے ہے کہ

"صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ کالا باغ ڈیم کے منصوبہ

تعمیر قومی نقطہ نظر کو مد نظر رکھتے ہوئے فوری طور پر مکمل کیجائے۔"

ب فضل حسین راہی۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

ب محمد وصیّ ظفر۔ میں بھی اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

اب سپیکر۔ جی ریاض فتیانہ صاحب اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

اب محمد ریاض فتیانہ۔ جناب سپیکر، پاکستان کے تین اہم مسائل ہیں۔ پہلے نمبر پر توانائی دوسرے نمبر پر کرپشن اور تیسرے نمبر پر بے روزگاری جیسے مسائل درپیش ہیں۔ نکہ اس وقت سب سے بڑا مسئلہ توانائی کا درپیش ہے اس وقت پورے ملک میں ایک بہت اعذاب لوڈشیڈنگ کا پاکستان کے آزاد شہریوں کے لئے موجود ہے۔ اس وقت نئی انڈسٹری انا مشکل ہو گیا ہے۔ ٹیوب ویل بھی نہیں چل رہے اور لوگ چھ چھ گھنٹے تک لوڈشیڈنگ کا کار رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس ملک کی کاروباری زندگی معطل ہو کر رہ گئی ہے۔ اور تمام تر قیاتی منصوبہ جات بھی التواء میں جا رہے ہیں۔ کیونکہ اس کو توانائی فراہم کرنے کا خاطر خواہ بندوبست موجود نہیں۔ اس وقت پاکستان کے مزدور، کسان، طلباء اور دانشور، تاجر اور زمیندار ام کے تمام کے تمام طبقات اس مسئلہ کی وجہ سے پریشان ہیں۔ تاکہ اس مسئلہ کا کوئی حل ھونڈا جائے۔ جناب سپیکر، سندھ طاس معاہدہ کا آغاز ۱۹۶۰ء سے ہوا۔ جب پنجاب کے تین دریا ریائے راوی، دریائے بیاس اور دریائے ستلج بھارت کو دے دیئے گئے اور اس کے بدلے کستان کے پاس تین دریا رہ گئے اور دو ڈیم منظور ہوئے کہ جس میں ایک تربیلا ڈیم اور ایک نگلا ڈیم تھا۔ تربیلا ڈیم صوبہ سرحد میں بنایا گیا اور منگلہ ڈیم آزاد کشمیر میں بنایا گیا۔ پنجاب نے اپنے تین دریا تو سندھ طاس معاہدہ ۱۹۶۰ء کی نذر کر دیئے لیکن اس کے جواب میں جتنی ھی مراعات کی ہم توقع رکھتے تھے ہمارا حق تھا ہمیں نہیں دیا گیا۔ جناب سپیکر، ان تمام عاملات کو مد نظر رکھتے ہوئے ۱۹۵۳ء میں کالا باغ ڈیم کے منصوبے پر غور و فکر کا آغاز کیا گیا۔ در ۳۰ سال تک مختلف ماہرین کے ذریعہ سے اس پر تحقیق کی جاتی رہی اور اس تحقیق پر اب لک دو ارب روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ اس کے بعد دریائے سندھ کے سنگھم پر واقع ایک مقام کا عین کیا گیا۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا یہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں۔

جناب محمد ریاض فتیانہ۔ جناب میں پوائنٹس دیکھ رہا ہوں، تقریر نہیں پڑھ رہا، جناب سپیکر، اس کے بعد تربیلا سے ۱۲۰ میل نیچے کی طرف اور جناح بیراج سے ۱۵ میل اوپر ایک مقام کا تعین ضلع میانوالی میں کیا گیا اور کالا باغ کے مقام پر ڈیم بنانے کی ایک حتمی تجویز مرتب ہوئی۔ جناب سپیکر، اگر یہ ڈیم بن جاتا ہے۔ تو اس کے چند ایک فوائد ہیں جو کہ میں یہاں پر گنوانا چاہتا ہوں۔ جس کے لئے آج پوری قوم منتظر ہے۔ سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہوگا کہ ابتدا میں دو ھزار چار سو میگا واٹ بجلی پیدا ہوگی اور چند سال کے بعد وہ بجلی تین ہزار چھ سو میگا واٹ سالانہ تک چلی جائے گی جو کہ اس ملک کے لئے بہت بڑی ACHIEVEMENT ہوگی۔ اس وقت جناب والا۔ دو ڈیم منگلا ڈیم اور تربیلا ڈیم ہیں ان دونوں کی توانائی کی پیداواری صلاحیت دو ہزار پانچ سو پچاس میگا واٹ ہے جبکہ یہ جو کالا باغ ڈیم بنے گا یہ تین ہزار چار سو میگا واٹ سالانہ بجلی پیدا کرے گا۔ اور ایک محتاط اندازے کے مطابق پاکستان میں توانائی کی تمام ضروریات یہی ایک کالا باغ ڈیم سے ہی مکمل ہو جائیگی۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا۔ یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ میں چیلنج کرتا ہوں۔

سید ذاکر حسین۔ یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ ہم چیلنج کرتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب، آپ تشریف رکھیں، آرڈر پلیز۔ مقرر کی تقریر میں مخل نہ ہوں۔ شاہ صاحب یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ ایوان کی کارروائی میں حصہ لینے کا یہ انداز صحیح نہیں۔ راہی صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ آپ ایوان کے DECORUM کا خیال رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب یہ بھی کوئی ڈیکورم نہ ہے۔ کہ ممبران کم ہوں اور کارروائی جاری رہے۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ Take your seat Mr. Rahi آپ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں مجھے افسوس ہے کہ اس ایوان کے ایک معزز رکن کی حیثیت سے آپ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ میں نے خود COUNTING کی ہے۔ آپ غلط کہہ رہے ہیں Take your seat میں نے خود COUNTING کی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

Take your seat Mr. Rahi and try to behave.....Take your seat.

جناب محمد ریاض فیتانہ۔ جناب سپیکر۔اس سے جو بجلی پیدا ہو گی، اسے صرف پنجاب ہی استعمال نہیں کرے گا بلکہ نیشنل سپلائی لائن سے اسے منسلک کیا جائے گا۔ جناب والا اس ڈیم کے بننے سے جو بجلی پیدا ہو گی اس سے چاروں صوبے مستفید ہونگے اس کے علاوہ اس ڈیم کے بننے سے جو جھیل بنائی جائے گی اس سے ۷۶ لاکھ ایکڑ پانی جمع ہو گا جس سے ۵۰ لاکھ ایکڑ بنجر اراضی سیراب ہو گی۔ اس طرح اس سے ایک بہت بڑی آسانی پیدا ہو گی اور ہمارا بنجر رقبہ زیر کاشت آ جائے گا۔ اور اس وقت صرف ۲ کروڑ ایکڑ اراضی زیر کاشت ہے جو کہ نہری پانی کے نظام کے ساتھ زیر کاشت ہے۔ جب کہ صرف اس ڈیم کے بننے سے ۵۰ لاکھ ایکڑ زمین زیر کاشت آ جائے گی۔ علاوہ ازیں زرعی پیداوار میں ایک ہزار کروڑ کا سالانہ اضافہ ہو گا۔

جناب والا یہ تو اس ڈیم کے فوائد تھے جو میں نے یہاں عرض کئے۔ کچھ لوگوں نے اس پر بڑے اعتراض کئے ہیں کہ پتہ نہیں کالا باغ ڈیم بننے سے ملک میں کیا فرق آ جائے گا۔ اس لئے میں اس سلسلے میں بھی چند وضاحتیں کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ مثلاً اس کے متعلق یہ بھی کہا گیا کہ اس ڈیم کے بننے سے نوشہرہ شہر ڈوب جائے گا۔ جب کہ نندی پور کے مقام پر محکمہ نہر پنجاب نے جو ماڈل بنایا۔ اس میں یہ بتایا گیا کہ کالا باغ ڈیم بننے سے یہ شہر قطعاً نہیں ڈوبے گا۔ بلکہ نوشہرہ شہر کی بلندی سطح سمندر سے ۹۳۵ فٹ ہے۔ پہلے کالا باغ کی بندی ۹۲۵ فٹ تجویز کی گئی تھی اور اب اس کی بلندی ۹۱۰ فٹ کر دی گئی ہے۔ تاکہ نوشہرہ شہر کو کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ رہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی کہا گیا کہ اس سے صوبہ سرحد کے کچھ شہروں میں سیم آ جائے گی، اس کے متعلق بھی میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ڈیم میں پانی کی سطح سمندر سے ۹۰۰ فٹ بلند رہے گی اور اگر اس میں بہت زیادہ پانی آ بھی جاتا ہے تو وہ بھی ۲۵ فٹ سے زیادہ نہیں ہو گا۔ جناب والا اس سلسلے میں جیالوجی ڈیپارٹمنٹ کا جو سروے ہوا۔۔۔

جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا کسی بھی ممبر کو نکتہ اعتراض اٹھانے کا حق اس وقت حاصل ہوتا ہے جب وہ ممبر یہ محسوس کرتا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی قواعد کے مطابق یا آئین کے مطابق نہیں ہو رہی اور اسمبلی کی کارروائی کو ٹھیک کرنے کے لئے پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر کیا یہ درست ہے؟۔

جناب سپیکر۔ راہی صاحب آپ ارشاد فرمائیں۔
جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا اگر یہ صحیح ہے تو میں یہ ایکٹ پڑھنا چاہتا ہوں یہ ہے پنجاب پروونشل اسمبلی سیلیریز، الاؤنسز اینڈ، پرویلیجز آف ممبرز ایکٹ کے صفحہ نمبر ۲ لائن (ای)۔

(e) "Member" means a Member of the Assembly other than an Adviser, Minister, Parliamentary Secretary, Speaker or Deputy Speaker;

جناب سپیکر یہ بات CLEAR ہے کہ ممبر کا مطلب

Member of the Assembly
....other than an Adviser, Minister, Parliamentary Secretary

جناب والا یہ ایکٹ ہے اور بڑا واضح ایکٹ ہے اور اس کے رولز بھی بڑے واضح ہیں اور ہمیں یہ آپ نے ہی مہیا کئے ہیں۔ اس کے حوالے سے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آج کے اجلاس کو غیر قانونی کارروائی سے بچایا جائے۔ یہ آپ کا میرا اور اس ایوان کا مشترکہ فرض ہے کہ ہم اس پر غور کریں۔
جناب سپیکر۔ شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر پہلے ہی اٹھایا جا چکا ہے اور اس پر میں اپنی رولنگ بھی دے چکا ہوں اور قواعد و ضوابط کے مطابق فیصلہ کر چکا ہوں اب میں معزز رکن کو اس بات کی اجازت دے چکا ہوں کہ وہ اپنا RESOLUTION پیش کریں اور وہ اپنا RESOLUTION پیش کر چکے ہیں اس پر بحث کا آغاز ہو چکا ہے۔ لہذا میں انہیں اپنی بات جاری رکھنے کے لئے کہتا ہوں۔
جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا آپ ضرور کہیں لیکن جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہر ممبر کو یہ حق حاصل ہے اور رولز یہ حق دیتے ہیں کہ اگر ممبر یہ محسوس کرتا کہ ایوان کی کارروائی غیر قانونی مرحلے میں داخل ہو چکی ہے تو تب بھی وہ رد کی جا سکتی ہے۔
جناب سپیکر۔ جناب والا آپ نے اپنا پوائنٹ آف آرڈر RAISE کیا، میں نے اسے سنا اور میں نے اس پر فیصلہ دے دیا، اس لئے اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا اس میں بڑا واضح لکھا ہے کہ----

جناب سپیکر۔ اب آپ تشریف رکھیں اس بارے میں کوئی نیا فیصلہ نہیں ہوا بلکہ میں پہلے ہی فیصلہ دے چکا ہوں۔ اسلئے آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا قانون کے مطابق کسی بھی مرحلے پر------

جناب سپیکر۔ راہی صاحب میں خود آپ سے یہ عرض کر رہا ہوں----

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا یہ RESOLUTION جان بوجھ کر حکومت پنجاب کی جانب سے پیش کروایا جا رہا ہے----

چوھدری محمد اصغر علی گجر۔ یہ تحریک پیش ہونی چاہیے ہم کب کہ رہے ہیں کہ We are sorry for it.

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا یہ جان بوجھ کر یہ قرارداد پیش کر رہے ہیں۔

چوھدری اصغر علی گجر۔ جناب والا اگر ہم جان بوجھ کر بھی پیش کر رہے ہیں تو ہم اپنے ملک کے مفاد کے لئے پیش کر رہے ہیں، اپنے صوبے کے مفاد کے لئے یہ پیش کر رہے ہیں۔ اور نیک نیتی سے یہ قرارداد پیش کر رہے ہیں۔ یہ بات نہیں ہے کہ ہم جان بوجھ کر رہے ہیں بلکہ اگر ہم نے جان بوجھ کر بھی پیش کی ہے تو نیک نیتی سے پیش کی ہے اور اس ملک کے مفاد کے لئے پیش کی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ چوھدری صاحب آپ تشریف رکھیں۔ راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ فتیانہ صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب ریاض فتیانہ۔ جناب سپیکر میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس سے ۹۲۵-----

جناب فضل حسین راہی۔ جناب والا یہ منصورہ نہیں ہے کہ یہ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔

MR. SPEAKER RAHI SAHIB! PLEASE DON'T INTERRUPT.

جناب سپیکر۔ آپ مجھے اس بات پر مجبور نہ کریں۔ راہی صاحب آپ مجھے ایسے اختیارات کے استعمال کے لئے متحرک نہ کریں جو میں نہیں کرنا چاہتا۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب آپ کریں۔

Mr. Speaker: Rahi Sahib! Please behave. Take your seat please.

آپ غیر ضروری طور پر ایوان کی کارروائی میں مخل ہو رہے ہیں اور اس ایوان کا وقت ضائع کر رہیں ہیں۔ آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں میں ان کو بحث جاری کرنے کی اجازت دے چکا ہوں۔

جناب ریاض فیتانہ۔ جناب سپیکر میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس میں زیادہ سے زیادہ ۹۲۵ فٹ پانی جمع ہو سکتا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ

ACCORDING TO THE RULES AND LAWS, CONSTITUTION AND CONVENTIONS OF THE PARLIAMENT .....

جناب سعید ظفر۔ جناب والا انہوں نے انگریزی میں بات کرنے کے لئے آپ سے اجازت نہیں لی۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا سعید ظفر نے انگریزی میں ایم۔ اے کیا ہوا تم نے سعید ظفر نے کس وقت کے لئے ایم۔ اے کیا تھا۔

آوازیں۔ جناب یہ تم کے الفاظ واپس لیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا وہ میرے دوست ہیں۔ چلیں میں اردو میں بات کرتا ہوں لیکن اگر ان کو میری اردو میں بھی سمجھ نہ آئی تو میں پھر کیا کروں گا؟ یہ مروجہ قانون قواعد و ضوابط اور پارلیمانی روایات کا تقاضا ہے کہ اگر آپ نے کوئی غلط فیصلہ قانون کو جانے بغیر کر لیا، یا وہ قانون اس وقت آپ کے پیش نظر نہیں تھا، یا کسی نے آپ کی توجہ اس قانون کی جانب مبذول نہیں کروائی انگریزی میں اسے ignorance of the law کہتے ہیں۔ ignorance of the law is no defence. چونکہ قانون کا فقرہ ہے اس لئے میں نے انگریزی میں کہا ہے۔ یہاں IGNORANCE کا وہ مطلب نہیں جو پنجابی میں ہوتا ہے۔ انگریزی میں IGNORANCE کے معنی اور ہوتے ہیں۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں

گا کہ آپ نے ایک فیصلہ دیا کیونکہ اس وقت آپ کے پیش نظر privileges act نہیں تھا۔ ہم نے کوشش کی اور وہ ایکٹ لے آئے۔ اور وہ ایکٹ ہے رولز آف پروسیجر نہیں۔ رولز آف پروسیجر ہمیشہ آرڈیننس اور آئین کے تابع ہیں۔ ایکٹ رولز آف پروسیجر کا منبع ہوتا ہے۔ اس لئے جہاں پر اس کا SOURCE آجائے اس پر رولز آف پروسیجر اس کے تابع ہیں اس سے بالا حیثیت حاصل نہیں کر سکتے۔ اسلئے قانوناً آئین اور روایت۔۔۔۔۔۔

جناب سعید ظفر۔ پوائنٹ آف انفارمیشن۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ پوائنٹ آف ارڈر پر پوائنٹ آف ارڈر انفرمیشن نہیں ہوسکتا۔

جناب سعید احمد ظفر۔ پوائنٹ آف ارڈر پر پوائنٹ آف انفرمیشن ہوسکتا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ اس کا فیصلہ بعد میں کر لیں گے جناب سپیکر، ان کو بٹھا دیجیے۔ یہ EXPOSE ہو رہے ہیں۔ یہ جس ادارے کے پڑھے ہوئے ہیں میں بھی اسی ادارے کا پڑھا ہوا ہو۔ جناب والا، ان کو بٹھا دیں۔

جناب سپیکر۔ یہ بحث بعد میں ہو گی کی پوائنٹ آف آرڈر پہ پوائنٹ آف انفرمیشن ہو سکتا ہے یا نہیں۔ لیکن میں سعید ظفر صاحب کو پوائنٹ آف ارڈر انفرمیشن کی اجازت دیتا ہوں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ ماشاءاللہ

جناب سعید احمد ظفر۔ جناب والا، میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کی توجہ اس طرف دلانے کی جسارت کرتا ہوں کہ جب ایک بات کا فیصلہ چیئر نے دے دیا ہے تو اس کے بعد اسی بات کو بار بار دھرانے سے ہاؤس کا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ میں اپنے فاضل بھائی سے گزارش کروں گا کہ وہ تشریف رکھیں اور بڑے باادب طریقے سے بات کو سنیں، دیکھیں اور جانچیں۔ اگر یہ ملکی مفاد میں ہو تو اس کی ضرور تائید کریں اور اگر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ قرارداد ملکی مفاد میں نہیں ہے تو اپنی باری پہ قرارداد کی مخالفت کریں۔

جناب سپیکر۔ شکریہ سعید احمد ظفر صاحب۔ نوابزادہ صاحب آپ اپنی بات کو ختم کیجیے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا، میں اپنی بات کو ختم کرنا چاہ رہا تھا کہ مشیر صاحب چیئر کی بات کر رہے ہیں۔ ان کو کرسی کی بات سننے کی عادت ہے۔ کرسی کے سوا ان کی نظر نہیں نہیں ٹھہرتی۔ ابھی مشیر بنے ہیں، وزیر اعلیٰ سے کہیے کہ انہیں کسی ایسی کرسی پہ بٹھا دیں کہ

ان کی آنکھیں سیز ہو جائیں۔

جناب والا میرا پوائنٹ آف ارڈر یہ ہے کہ کوئی قواعد انضباط کار ایکٹ کو over rule نہیں کر سکتے۔ اگر قواعد ایکٹ سے متصادم ہوں تو ایکٹ PREVAIL کرے گا۔ رولز نہیں کریں گے۔ یہ ضروری نہیں کہ ایک مشیر پشاور جانے کی بجائے امرتسر کی طرف روانہ ہو جائے۔ اور میں ان کو یہ نہ بتاؤں کہ بھئی آپ پشاور جا رہے ہیں آپ پشاور والی گاڑی میں بیٹھیں، آپ غلط گاڑی پہ بیٹھ گئے ہیں۔ اگر ہم نے اس رول کی IGNORANCE میں آ کر فیصلہ دیا ہے تو میری آپ سے درخواست ہے کہ ایکٹ آنے کے بعد، جناب والا، میں بار بار ایکٹ کہوں گا۔

ایک معزز رکن۔ آپ بس کریں

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ میں نہیں بس کروں گا۔ یہ میرا استحقاق ہے۔ It is my prerogative. اس لئے جناب والا I am acting under the act. لہذا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ فتیانہ صاحب----

جناب سپیکر۔ آپ کی بات ہو چکی۔

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جی میں ختم کرنے لگا ہوں۔ وہ مجھے ختم کرنے ہی نہیں دیتے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ایکٹ کا حوالہ آنے کے بعد آپ فتیانہ صاحب کو یہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت نہ دیں۔

جناب سپیکر۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہو چکا ہے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا۔ ختم تو کر لینے دیں۔ یہ مجھے پتا ہے کہ آئین اور قانون بڑے تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ یہ مجھے احساس ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ ایکٹ کی موجودگی میں قواعد و انضباط کار کو over rule کر کے آپ حکومتی بنچوں سے کہیں کہ کسی ممبر کے ذریعے یہ قرارداد لے آئیں۔ آج پیش نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر۔ شکریہ! تشریف رکھیں۔ اس پہ تفصیل کے ساتھ میں اپنی رولنگ دوں گا لیکن سر دست اس کی پوزیشن یہ ہے کہ فضل حسین راہی صاحب اور نوابزادہ صاحب نے جس ایکٹ کا حوالہ دیا ہے یہ Salaries & Privileges Act 1972 اور Rules of Procedure جو ہیں وہ Salaries & Privileges Act 1972 کے تابع نہیں

اور اس کے مطابق ہم اسمبلی کو نہیں چلا رہے۔ نوابزادہ صاحب آپ مہربانی کر کے مداخلت نہ کریں۔ ہم اسمبلی کی کارروائی کو قواعد انضباط کار اور آئین کے تحت چلا رہے ہیں۔ اور قواعد انضباط کار میں جو چیز PROVEIDED ہے اس کے مطابق میں نے فیصلہ کر دیا ہے۔ Salaries and Privileges Act میں اسمبلی کی کارروائی چلانے میں مدد نہیں دیتے ہیں۔ لہذا فتیانہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیے۔ پوائنٹ آف آرڈر پہ میں فیصلہ دے چکا ہوں اور اگر آپ اس میں غیر ضروری مداخلت کریں گے تو نوابزادہ صاحب اور فضل حسین راہی صاحب مجھے ناخوشگوار فریضہ ادا کرنا پڑے گا جو میں نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ آپ اس ایوان کی کارروائی میں مخل ہو رہے ہیں۔ مہربانی کر کے آپ تشریف رکھیں۔ فتیانہ صاحب کو بات جاری رکھنے دی جائے۔

جناب ریاض فتیانہ: جناب والا، میں عرض کر رہا تھا کہ مردان کی سطح سمندر سے بلندی ۹۷۰ فٹ ہے جبکہ سبی سے سطح سمندر کی بلندی ۹۶۰ فٹ ہے اور اس طرح صوابی کی سطح سمندر سے بلندی ۱۰۰۰ فٹ ہے۔ اور پشاور کی بلندی بھی تقریباً ایک ہزار فٹ ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: وینس صاحب تشریف رکھیے۔ میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیے۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ جو بھی بات کرنا چاہتے ہیں میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس وقت میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔۔۔۔۔۔ آپ ایک دفعہ تشریف رکھیے۔۔۔۔۔۔۔ اب آپ یہ بتائیے کہ سپیکر کے لئے اس ہاؤس کو in order رکھنا کس طرح ممکن ہے کہ اب ایک معزز رکن کو کہا جائے کہ آپ تشریف رکھیں اور بار بار کہا جائے کہ آپ تشریف رکھیں۔ ایک معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرے اور سپیکر ساری کارروائی معطل کر کے اس کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دے اور ان کے

پوائنٹ آف آرڈر پہ رولنگ دے اور اس کے بعد وہ معزز رکن ہاؤس کے وقار کا خیال نہ کرے، اس کو in order رکھنے کا خیال نہ کرے، ہاؤس کا وقت ضائع کرے۔ چیئر کو OBEY نہ کرے تو اس ایوان کا وقار آپ کیسے ملحوظ خاطر رکھیں گے۔ اس کا کیسے خیال کریں گے۔ یہ ہاؤس کیسے چلایا جاسکے گا۔ آپ کی جماعت نے بھی قومی اسمبلی کے ایوان کو چلانا ہے۔ آپ کی جماعت نے صوبہ سرحد کی اسمبلی کو چلانا ہے۔ اگر آپ یہاں اس ایوان کے وقار کا خیال نہیں کریں گے تو آپ کے ایوان جہاں آپ کی اکثریت ہے اس ایوان کا خیال وہاں نہیں رکھا جائے گا۔ وہاں آپ کے سپیکر کو لوگ DISOBEY کریں گے۔ میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ میں اس ایوان کو قواعد ضوابط اور انتہائی غیر جانبداری کے ساتھ چلانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ مجھے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔ آپ کے شائستہ رویے کی ضرورت ہے۔ آپکے مہذب رویے کی ضرورت ہے۔ میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ مہذب رویے سے میری مدد کیجیے۔ میرے ساتھ تعاون کیجیے۔ اور میں نہیں اپنی بات جاری رکھنے کہ لئے کہتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں راہی صاحب سے پہلے وینس صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

جناب علی اکبر مظہر وینس: جناب سپیکر، میں معذرت خواہ ہوں اگر میری کسی غلط بات کی وجہ سے آپ کو تکلیف محسوس ہوئی ہے۔ جناب والا، مسئلہ اتنا اہم اور اتنا نازک ہے اور اس طرف سے میرے بھائیوں نے بار بار کہا کہ یہ ملکی اہمیت کا مسئلہ ہے اور جو ملکی نوعیت کے مسئلے ہوں ان پر ملکی نوعیت کی سوچ سے اقدام کیے جاتے ہیں۔ صورت حال یہ ہے کہ اس مسئلے پر ہمارا ایک برادر صوبہ سندھ بڑا TOUCHY اور بڑا جذباتی ہے۔ (قطع کلامیاں) میری گزارش سن لیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر اس مسئلے کو آپ قومی مسئلہ سمجھتے ہیں تو اس پر قومی سوچ رکھ کر اپنی بات کریں، قومی سوچ رکھ کر اس پر فیصلہ کریں۔

جناب سپیکر: وینس صاحب میں نے آپ کو بات کرنے سے منع کر دیا ہے۔ آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھئے، اور آپ کی بات جس کو سپیکر کرنے سے منع کر دے وہ ریکارڈ نہیں ہوتی، آپ کا مائک آن نہیں ہوتا۔ اب صورت یہ ہے کہ آپ کو پورا حق ہے کہ آپ اس قرارداد کو OPPOSE کریں، آپ کو پورا حق ہے کہ آپ اس قرارداد کو SUPPORT کریں، آپ کو پورا

حق ہے کہ آپ اس پر متبادل رائے دیں، آپ کو پورا حق ہے کہ آپ سندھ کی بات کریں، آپ کو پورا حق ہے کہ آپ وفاق کی بات کریں، آپ کو پورا حق ہے کہ آپ پنجاب کی بات کریں تو پھر مداخلت کیوں کرتے ہیں۔ میں نے ایک فیصلہ دیا ہے کہ اس قرارداد پر بحث ہو گی، میں بحث کی اجازت دے چکا ہوں، میں انہیں بحث کرنے کی اجازت دیتا ہوں اور یہ عرض کرتا ہوں کہ اس میں کوئی مداخلت نہیں ہوگی۔

جناب ریاض فتیانہ: جناب والا میں بات کو مختصر کرتے ہوئے صرف چند نکات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ ہے کہ صوبہ سرحد کا صرف چھ ہزار ایکڑ کاشت کا رقبہ اس بند کی زد میں آئے گا جبکہ پنجاب کا تیس (۳۰) ہزار رقبہ اس بند کی زد میں آئے گا اس کے بدلے میں صوبہ سرحد کے بہت بڑے علاقے میں بنوں، کوہاٹ اور----------

سید ذاکر حسین شاہ: کچھ عرض کرنے کیلئے کھڑے ہوئے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ یہ چاہتے ہیں کہ جب آپ بات کریں تو آپ کی بات یہاں نہ سنی جائے، آپ یہ چاہتے ہیں کہ جب میں آپ کو بات کرنے کی اجازت دوں تو ادھر کے لوگ آپ کی بات نہ سنیں۔ آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں نواب زادہ صاحب کو بات کرنے کی اجازت دوں انہیں FLOOR دوں تو یہ لوگ ان کو بات کرنے کی اجازت نہ دیں، آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں راھی صاحب کو بات کرنے کی اجازت دوں اور ان کو FLOOR دوں تو یہ لوگ راھی صاحب کو بات کرنے کی اجازت نہ دیں اور شور کریں۔ کیا آپ اس ایوان کو اس DECOURUM سے چلانا چاہتے ہیں؟ (مداخلتیں)۔ آرڈر پلیز، سعید ظفر صاحب تشریف رکھیئے۔ شاہ صاحب تشریف رکھیئے۔ ڈاکٹر صاحب آپ کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (ڈاکٹر محمد افضل اعزاز)۔ جناب والا میں پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جی ڈاکٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ۔ جناب والا جس نظم و ضبط، صبر و تحمل، خوش اسلوبی رواداری اور صبر کے ساتھ آپ اس ہاؤس کو چلا رہے ہیں میں محسوس کرتا ہوں کہ مجھے مجبوراً کھڑا ہو کر آپ کو خراج تحسین پیش کرنا چاہیئے۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس ایوان کو چلانے کیلئے دو صورتیں ہیں ایک صورت تو یہ ہے کہ ان معزز ارکان اسمبلی کا معیار اتنا بلند کیا جائے کہ یہ اسمبلی کی سطح پر آ

سکیں۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ یا پھر اس اسمبلی کا معیار اتنا پست کیا جائے کہ وہ ان کے معیار پر آسکے۔ اب میں آپ سے صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم دوسری صورت کسی صورت بھی اختیار نہیں کر سکتے۔

(مداخلتیں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز، میں ڈاکٹر صاحب کو FLOOR دے چکا ہوں۔ انہیں بات کرنے کی اجازت دے چکا ہوں۔ شاہ صاحب تشریف رکھئے، راھی صاحب تشریف رکھئے۔ میرے الفاظ پر غور کیجئے کہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھئے، میں نہایت ادب اور احترام کے ساتھ آپ سے مخاطب ہوں اور آپ میرے ساتھ کس زبان سے مخاطب ہوتے ہیں آپ ذرا اس پر بھی غور فرمائیں۔ میں نہایت ادب و احترام کیساتھ آپ کے ساتھ مخاطب ہوتے ہوئے آپ کو یہ عرض کرتا ہوں کہ جناب فضل حسین راھی آپ تشریف رکھئے، یہ آپ کا سپیکر آپ کو کہہ رہا ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ۔ جناب والا مجھے بولنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر۔ میں آپ میں سے سینئر ترین معزز ممبر ملک شاہ محمد محسن صاحب سے یہ کہوں گا کہ کیا ملک صاحب آپ اس پر روشنی ڈالیں گے کہ اس ایوان کے احترام کیلئے اس کو اس طریقے سے چلانا چاہئے۔ آپوزیشن کی طرف سے جیسے کہ اب ہے؟

ملک شاہ محمد محسن۔ جناب والا اصل میں بات یہ ہے کہ یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ ہم پاکستان کی ترقی کیلئے جو بھی منصوبہ بنتا ہے اس کے خلاف ہیں اور ساتھ ہی یہ تاثر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ یہ جو ہمارے معزز اراکین Treasury benches والے ہیں وہ زیادہ محب وطن ہیں اور جو پی پی والے ہیں وہ اتنے محب وطن نہیں ہیں۔

جناب سپیکر۔ بات قرار داد کی نہیں بات یہ ہے کہ میں جس انداز میں اس ہاؤس کو CONDUET کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اور OPPOSITION کی طرف سے معزز اراکین جس طریقے سے CHAIR کو DISOBEY کر رہے ہیں، کیا اس انداز میں میرے لئے ممکن ہے کہ میں اس PATIENCE سے اس ہاؤس کو چلاتا رہوں۔

ملک شاہ محمد محسن۔ جناب والا جہاں تک میری گزارش ہے اور جہاں تک آپ کے ہاؤس کے چلانے کا انداز ہے ہم پوری حد تک مطمئن نہیں ہیں کیونکہ جہاں تک رولز کوٹ کئے گئے ہیں

جو Privileges Act جناب کے سامنے پیش کیا گیا ہے DEFINITIONS یہ کہتی ہے کہ دو شکلیں مختلف نہیں ہو سکتیں، کہ ممبر ہے تو ممبر ہی اور اگر وہ پارلیمانی سیکرٹری ہے تو اس کی حیثیت دوسرے قانون میں وہی ہے۔

جناب سپیکر۔ میں ملک شاہ محمد محسن صاحب کو FLOOR دے چکا ہوں اب وہ جو بھی بات کرتے ہیں میں انہیں اس بات کی اجازت دیتا ہوں۔

ملک شاہ محمد محسن۔ جناب والا میں عرض کر رہا تھا کہ Privileges Act میں جو یہ DEFINITION دی گئی ہے وہ تمام RULES & REGULATIONS اور CONSTITUTION کو مد نظر رکھتے ہوئے دی گئی ہے۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے اس پر سپیکر نے فیصلہ دے دیا۔

ملک شاہ محمد محسن۔ جناب والا میں عرض کر رہا ہوں، ہم مطمئن نہیں ہیں۔

جناب سپیکر۔ آپ مطمئین نہیں ہیں، سپیکر کی رولنگ سے، تو پھر آپ کو کیا کرنا چاہیئے۔ ہاؤس میں DIS ORDER کرنا چاہیئے، شور کرنا چاہیئے۔

ملک شاہ محمد محسن۔ جناب والا میری عرض تو سن لیں، آپ نے پوچھا تھا کہ آپ ہاؤس کی کارروائی سے مطمئن ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر۔ میں نے آپ سے یہ نہیں پوچھا تھا۔ میں نے یہ کہا ہے کہ کیا OPPOSITION کو اس انداز میں یہ ROLE ادا کرنا چاہیئے جیسے کہ یہ اس وقت ہو رہا ہے؟

ملک شاہ محمد محسن۔ جناب والا اس میں حزب اختلاف کی بات نہیں ہے وہ جو صاحب ہیں میں ان کا نام نہیں جانتا، اور دوسرے ہیں وہ وہاں سے للکار رہے تھے، وہ چیلنج دے رہے تھے، اس کا آپ نے نوٹس نہیں لیا۔ ہر ACTION کا REACTION ہوتا ہے۔ جو بات وہ کر رہے تھے وہ معزز رکن آپ کو مخاطب نہیں کر رہے تھے وہ چیئر کو مخاطب نہیں کر رہے تھے وہ سیدھے ہمیں مخاطب کر رہے تھے، ہم تو بڑے ضبط کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اس لئے کہ اگر یہاں سے کوئی بات ہوتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی اچھا رویہ ہو گا یا ادھر سے ایسی کوئی بات ہوتی ہے تو وہ اچھا رویہ ہو گا۔ جو اچھا نہیں ہے وہ اچھا نہیں ہے اور وہ اسمبلی کے وقار کے خلاف ہے اور وہ اراکین اسمبلی کے اپنے وقار کے خلاف ہے، میں اس بات میں آپ کی تائید کرتا ہوں کہ ہمیں اس کا وقار بحال رکھنا چاہیئے۔ معزز اراکین کو اپنی عزت اور اپنے وقار کو سمجھنا

چاہیئے لیکن جب ایک طرف سے بات ہوگی تو دوسری طرف سے اس کا REACTION تو ہوگا۔ اس لئے جناب والا میں عرض کرتا ہوں کہ اگر کچھ ہوا ہے تو یہ دونوں طرف سے ہوا ہے۔

جناب سپیکر۔ سوال یہ ہے کہ میں نے آپ سے یہ عرض کیا ہے کہ سپیکر کے فیصلے سے اگر میں آپ کو کہوں کہ ملک صاحب آپ تشریف رکھیں لیکن آپ نہ بیٹھیں اور بولے جائیں تو کیا اسمبلی کا وقار قائم رہے گا۔ کیا اس طرح اسمبلی کی کارروائی باضابطہ ہو سکتی ہے؟ اگر آپ کی طرف سے لوگ بات کرنا چاہیں اور میں آپکو اجازت دوں کہ ملک صاحب بات کریں اور Treasury benches والے شور مچائیں اور بار بار اٹھ کر کھڑے ہو جائیں آپکو بات کرنے کی اجازت نہ دیں کیا یہ مناسب بات ہوگی۔

ملک شاہ محمد محسن۔ میں اسکو بالکل مناسب نہیں سمجھتا۔

جناب سپیکر۔ اگر میں ان میں سے کسی کو بات کرنے کی اجازت دوں اور حزب اختلاف کیطرف سے اس میں مسلسل مداخلت ہو تو یہ مناسب بات ہوگی۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا تھا۔ آپ ہمارے ایک بزرگ ممبر ہیں۔ آپ اس ہاؤس کی رہنمائی فرمائیں۔

ملک شاہ محمد محسن۔ میں جناب والا اپنے رویے سے بھی ثابت کرتا ہوں مناسب نہیں ہے۔ وزیر صاحب نے جو بات کی تھی اس لئے یہ ہوا ہے۔ یہ جو PARTIALITY ہے جس کا آپ نے IMPRESION دینا ہے میرے خیال میں ایسے REMARKS بھی اس ایوان کے وقار کے خلاف ہیں۔ جناب کے وقار کے خلاف ہیں۔ جہاں تک آپ کے اس ہاؤس کو صبر و تحمل سے کنٹرول کرنے کی بات ہے میں اسکی داد دیتا ہوں۔ میں اسکی تعریف بھی کرتا ہوں لیکن اسی وقت جہاں تک قواعد کی تشریح کا تعلق ہے ہمیں کئی دفعہ اس پہ شک ہوا ہے۔ اس لئے اس کا رد عمل بھی ہے۔ اس طرف سے جو چیلنج کیا جاتا ہے اس کا رد عمل بھی ہوتا ہے۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ آپ اس طریقے سے کنٹرول کریں۔ اس میں ہر ایک کو غیر جانبداری کی صورت حال نظر آئے اور اس کا وہم و گمان بھی نہ ہو۔ اس صورت حال میں آپ رویہ پر ہمیں اعتراض نہیں ہے لیکن رولز کی تشریح کے بارے میں ہمیں اعتراض ہے۔ آپکو اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر: ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اس بات پہ کہ آپکو اعتراض ہے۔ ہمیں اس بات پہ کوئی اعتراض نہیں ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ (ڈاکٹر محمد افضل اعزاز): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر مجھے گزارش یہ کرنی ہے کہ گذشتہ کئی دنوں سے ہم بڑے صبر و تحمل کے ساتھ یہ کارروائی دیکھ رہے ہیں۔ حزب اختلاف کے معزز اراکین زبانی یہ وعدہ اور یہ اقرار کرتے ہیں کہ ہم اس ایوان میں آئین اور قانون کی بالادستی قائم رکھیں گے۔ ہم اس ایوان میں جمہوری روایات اور پارلیمانی اقدار کو مستحکم کرنے کی کوشش کریں گے اور ہم اس معزز ایوان کی فضا کو الودہ اور پراگندہ نہیں کریں گے۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کے طرز عمل اور ان کی اس گفتگو سے اس بات کی پوری طرح نفی ہوتی ہے۔ ہر بات پہ تکرار کرنا ہر بات پہ ضد کرنا یہ میرے خیال میں پارلیمانی روایات کے قطعاً خلاف ہے۔

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

آغا ریاض الاسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا اس سلسلے میں جو ڈاکٹر صاحب نے بات کی ہے۔ وہی بات میں آپکو وضاحت سے یہ کہنا چاہتا ہوں جس قدر ڈاکٹر صاحب بلند ہیں ہم اسی قدر پست ہیں۔ لیکن جناب سپیکر ایک بات آپکے علم میں ہونی چاہیے کہ جب آپ یہاں پر ہاؤس کو چلا رہے ہوتے ہیں ہمارے قائد حزب اختلاف جناب فاروق لغاری صاحب جس دن یہاں پر تقریر کر رہے تھے آپ اپنا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیجئے اس میں سرکاری بنچوں کی طرف سے تقریباً ۱۱ دفعہ مداخلت ہوئی تھی۔ طریقہ کار یہ ہے کہ جب کوئی ممبر پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہو تو تقریر کرنے والے کو خود بخود بیٹھ جانا چاہئے۔ ہوا یہ ہے کہ ہماری طرف سے اب تک جتنے پوائنٹ آف آرڈر اٹھائے گئے جس شخص کو آپ نے اجازت دی کہ وہ FLOOR پر بات کریں وہ اپنے رویے سے اس طریقے سے کھڑے رہے جیسے ہمارا شخص جو پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوا ہے وہ ان کی ضد میں کھڑا ہوا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب ہماری طرف سے کوئی شخص کھڑا ہو آپ تشریف رکھنے کا جملہ جتنی بار کہتے ہیں جب ہمارے مخالف کی طرف سے کوئی شخص کھڑا ہو آپ اتنی بار ان کو تشریف رکھنے کا حکم نہیں دیتے۔ ہم ایک بات جناب سپیکر آپکے علم میں لانا چاہتے ہیں ہم ان تمام قوانین کو جو انسانوں کے حقوق یا ایوان کے اندر بیٹھے معزز اراکین کے حق کے لئے ہوں ہم اس میں تمام قسم کی تابعداری کرنے اور ان کے تحت

چلنے کیلئے تیار ہیں۔ لیکن اگر کسی جگہ پر ہمیں یہ نظر آئے کہ کوئی ہمارے حقوق غصب کر رہا ہے تو ہم بنیادی اور ذہنی طور پر اس قسم کے لوگ ہیں ہم اپنا حق لینا اور چھیننا بھی جانتے ہیں اس کیلئے اگر ہم زبردستی کھڑے ہوں تو یہ ہمارا حق بن جاتا ہے جب ہمارے ساتھ غیر جانبدارانہ سلوک نہیں کیا جائے گا ہم ایسا ضرور کریں گے اور انشاء اللہ تعالےٰ ایسا ہوتا رہے گا۔

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب والا پہلے آپ نے ان کو پوری طرح موقع دیا ہے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔ اسکے بعد انہیں کوئی موقع نہیں تھا کہ وہ مداخلت کرتے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات ایک منٹ میں ختم کیجئے۔ P 15 18

آغا ریاض الاسلام: جناب سپیکر میں آپ سے یہ کہنا چاہوں گا ہماری طرف اور اس طرف جو دوست بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے نقطہ نگاہ میں جس کو عوام نے ووٹ دے کر بھیجا ہے وہ پست نہیں ہو سکتا لیکن جو ان کے متعلق اس قسم کی سوچ رکھتا ہے وہ جمہوریت کی اصل اقدار سے واقف نہیں ہے۔ میں آپ سے بہت دیانتدارانہ طور پر یہ بات کہہ رہا ہوں ہم اس ہاؤس کے تمام قوانین میں آپ کا ساتھ دیتے رہیں گے اور واضح طور پر اپنے حق کی بات جو عوام کے مفاد میں ہوگی اور جو قانون نے ہمیں اختیار اور حق دیا ہے اسکو ضرور استعمال کریں گے چاہئے اسکو آپ ڈسپلن کی خلاف ورزی سمجھیں۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر والی بات نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب میں کہوں گا کہ اس میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر والی بات نہیں ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا چکا ہے میں اس پہ اپنا فیصلہ دے چکا ہوں۔ نوابزادہ صاحب اس میں کوئی بے ضابطگی ہوگی جس پر آپ پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا چاہتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: آئین میں جزو (الف) ہے ایک سپیکر کا ایک نمبر اسمبلی

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب میں اسکی آپکو اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھئے۔ آپ ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھئے میں معزز سپیکر کو بات کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب ریاض فتیانہ: جناب سپیکر میں صرف چند پوائنٹس پیش کرنا چاہ رہا ہوں کوئی تقریر نہیں کرنا چاہ رہا۔

جناب سپیکر دریائے سندھ میں ہر سال ۳۲۰ لاکھ ایکڑ فٹ پانی سمندر میں ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر کالا باغ ڈیم بن جائے تو ۷۶ لاکھ ایکڑ فٹ پانی یعنی باقی پانی سمندر میں ضائع ہوتا ہے اس کا ایک چوتھائی پانی ہم روک سکتے ہیں اور اس سے آبپاشی ممکن ہے۔

جناب والا اس سے پانی صرف پنجاب کو نہیں بلکہ ملک کے چاروں صوبوں میں تقسیم ہوگا۔ دوسرا جناب والا اس وقت توانائی کے تین ذرائع ہیں ہائیڈل۔ تھرمل اور اٹامک ایٹمی بجلی پر فی کلوواٹ ۲۰ پیسے خرچ آتا ہے۔ تھرمل بجلی اگر ہم تیار کریں اس سے ڈیڑھ سے دو روپیہ فی کلوواٹ خرچ آتا ہے۔ جبکہ ہائیڈل بجلی پر صرف ۷ پیسے فی کلوواٹ خرچ آتا ہے میں سمجھتا ہوں اسی طرح کالا باغ ڈیم کا منصوبہ صرف بجلی ہی نہیں پیدا کرے گا بلکہ یہ پانی اور بجلی کا ایک مشترکہ منصوبہ ہے۔ اور پن بجلی پر کسی ایندھن کی بھی ضرورت نہیں ہے یہ انتہائی کم خرچ ہے اور ہمارے مالی وسائل میں فائدہ مند رہے گا۔ تھرمل بجلی کا فی یونٹ خرچ ھائیڈل سے دس گنا ہے۔ جبکہ فیول سرچارج میں بھی اسی طرح اضافہ ہوتا جا رہا ہے کاشتکار اور انڈسٹریل لوگ پریشان ہیں۔

جناب سپیکر میں آخر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس وقت پورے ملک میں پانی اور بجلی کی میں ایک شدید معاشی بحران کی صورت مجھے نظر آ رہی ہے اگر کالا باغ ڈیم بنانے میں ہم مزید تاخیر کرتے رہیں گے تو ہر سال تعمیراتی اخراجات میں پانچ سو کروڑ کا اضافہ ہوتا جائیگا۔ اور اسی طرح اس تاخیر سے ہر سال ملکی معیشت کو ۲۰ ارب روپے کا خسارہ ہوگا۔ جو اس ملک کی معیشت کے لئے بہت بڑا المیہ ہوگا۔ اگر ہم یہ ڈیم بنا لیتے ہیں جو چھ سات سال میں بن سکتا ہے تو صرف پانچ چھ سال کے اندر اس کی کل رقم جو خرچ ہوگی وہ واپس آ جائے گی اور ملک کی ترقی ہوگی۔ شکریہ۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرے پاس اس پر بات کرنے کے لئے جو نام آئے ہیں، ان میں میاں محمود الرشید صاحب کا نام ہے، میں انھیں بات کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ میں دوسرے صاحبان کو بھی بات کرنے کا موقع دوں گا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: قواعد کے تحت محرک کے پہلے بعد مخالفت کرنے والے کو موقع دیا جاتا ہے۔

133
29/10/97

جناب سپیکر: میں آپ کو بات کرنے کا موقع دوں گا۔ آپ تشریف رکھیے۔
جناب فضل حسین راہی: جناب والا، ہماری اسمبلی کی روایت ہے کہ پہلے اسمبلی میں قرارداد پیش ہوتی ہے جو اس کی مخالفت کرتے ہیں وہ بولنے کا حق محفوظ کر لیتے ہیں۔ اور جب ایک قرارداد کا محرک اپنی قرارداد پیش کر کے اور اس کی وضاحت کر کے بیٹھ جاتا ہے تو پھر ان کا حق شروع ہوتا ہے جو اس قرارداد کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہ روایت ہے اور ہمیشہ سے اسی پر عملدرآمد ہو رہا ہے اس پر عام بحث ایک علیحدہ بات ہے۔ جن لوگوں نے مخالفت کی ہے، ان کا پہلے بولنے کا حق محفوظ ہو چکا ہے۔
جناب سپیکر: میں عرض کر چکا ہوں کہ میں آپ کو بولنے کا موقع دوں گا۔ میں اس وقت تک اس قرارداد کا فیصلہ نہیں ہونے دوں گا جب تک آپ کو بات کرنے کا موقع نہ ملے۔
میاں محمود الرشید: جناب والا، اس قرارداد میں میری ایک ترمیم تھی جو آپ کو موصول ہو چکی ہوگی۔ وہ ترمیم یہ تھی:
صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ کالا باغ ڈیم کے منصوبے کی تعمیر قومی نقطہ نظر کو مدنظر رکھتے ہوئے فوری طور پر مکمل کی جائے۔۔۔۔۔۔
جناب سپیکر: آپ نے اپنی ترمیم اس قرارداد پر بولنے کے لیے دی ہے کہ آپ کو بولنے کا موقع ملے۔ میں آپ کو بولنے کا موقع دے چکا ہوں تو پھر اس ترمیم کی کیا ضرورت ہے؟ اس کو آپ واپس لے لیں۔ ۱۸۰۱
میاں محمود الرشید: اس میں میری ترمیم صرف یہ تھی کہ کالا باغ ڈیم کے عظیم منصوبہ کی یہ تھی کہ
جناب سپیکر: تو اب اس کی کیا ضرورت ہے؟
میاں محمود الرشید: میں اپنی ترمیم کو واپس لیتا ہوں۔
جناب والا، قرارداد کے محرک میرے فاضل دوست ریاض فتیانہ صاحب نے یہاں ایوان کے سامنے بہت سی باتیں رکھی ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ بعض لوگوں نے اس معاملے کو جان بوجھ کو متنازع مسئلہ بنایا ہے۔ بہت سے لوگوں نے بالخصوص صوبہ سندھ اور صوبہ سرحد کے اندر اپنی سیاسی دکانیں چمکانے کے لئے کالا باغ ڈیم کو پنجاب کا ایک منصوبہ بنا کر پیش کیا ہے۔ انہوں نے لوگوں سے یہ کہا کہ اگر کالا باغ ڈیم بنے گا تو صوبہ سرحد کے

لوگوں کو بہت زیادہ نقصان ہو گا۔ وہاں کی لاکھوں ایکڑ زیر کاشت اراضی اس کالا باغ ڈیم کی جھیل کے نیچے آئے گی اور وہاں کے ہزاروں لاکھوں لوگوں کو بے گھر ہونا پڑے گا۔ اور اس طرح کے دیگر مسائل پیش آئیں گے۔ یہ بھی کہا گیا کہ نوشہرہ شہر ڈوب جائے گا۔ یہ بھی کہا گیا کہ اس سے صوبہ سرحد میں سیم اور تھور کی وبا پھوٹے گی۔ صوبہ سندھ میں ہمارے سیاست دانوں نے اس معاملے کو ناجائز طور پر اچھالا کہ کالا باغ ڈیم بننے سے سندھ کا پانی خشک ہو جائے گا اور اس کو پنجاب اور سرحد کے راستے میں روک لیا جائے گا، نہروں سے آبپاشی کے لئے پانی مہیا نہیں ہو سکے گا۔ اور اس طرح کی بہت سی باتیں اس منصوبے کے بارے میں کہی گئیں۔ اور میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ اسی طرح کا رویہ آج ہمارے حزب اختلاف کے دوست ایوان میں اپنائے ہوئے ہیں۔ پتا نہیں، وہ کالا باغ ڈیم کے منصوبے سے متنفر کیوں ہیں؟ مجھے یہ بات برملا کہنی پڑتی ہے۔۔۔۔

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمود الرشید: مجھے اپنی بات مکمل کرنے دیجیے۔ اس ضمن میں، میں صرف یہ گزارش کرنے چلا تھا کہ کالا باغ ڈیم کا منصوبہ صرف پنجاب کا منصوبہ نہیں، بلکہ پورے پاکستان کا منصوبہ ہے۔ تربیلا ڈیم صوبہ سرحد میں واقع ہے۔ کیا صرف اس وجہ سے اس کو صرف صوبہ سرحد کا منصوبہ قرار دیا جا سکتا ہے؟ ایسا ہرگز نہیں۔ تربیلا ڈیم سے پیدا ہونے والی بجلی پورے پاکستان میں استعمال ہو رہی ہے۔۔۔۔

جناب فضل حسین راہی: میں نے پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو صاحب تقریر فرما رہے ہیں، انھیں بیٹھ جانا چاہیے۔ اگر وہ نہیں بیٹھتے تو کم از کم آپ کو متوجہ ہونا چاہیئے۔

جناب سپیکر: اصولی طور پر آپ کی یہ بات درست ہے۔ لیکن اس میں یہ معلوم ہو کہ جناب فضل حسین راہی ایک نشست میں کتنی بار پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوں گے؟ اب میں نے یہ رجسٹر اپنے پاس رکھا ہے۔ میں آپ سب کا نام لکھوں گا۔ آپ کا کھڑا ہونا اور پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا اپنے رجسٹر میں درج کروں گا حزب اختلاف اور حزب اقتدار بھی، اور پھر آپ کا نامۂ اعمال آپ کو دکھاؤں گا کہ آپ نے کتنی مرتبہ کارروائی میں مداخلت کی ہے اور انھوں نے کتنی مرتبہ ایسا کیا ہے۔

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر کا مطلب یہ نہیں کہ ہم کارروائی میں مداخلت کرتے ہیں۔ جو بات آپ رجسٹر رکھنے کی کر رہے ہیں، یہ ریکارڈ ہو رہی ہے اس میں کوئی ایسی بات نہیں۔ جتنی بار ہم کھڑے ہوتے ہیں، اتنی بار ریکارڈ ہو جاتا ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر، ہم نے ابھی تک جو بات کی ہے وہ صرف یہ تھی کہ یہ قرارداد آپ پیش کریں، لیکن یہ غیر قانونی طریقے سے پیش ہو رہی ہے، اس قرارداد کو اس طرح پیش کر سکتے، آپ نے ہماری بات کو خلاف ضابطہ قرار دیا ہے۔ وہ بات ختم ہو گئی۔ اب آپ یہ بتائیں کہ یہ کیسے فرض کر لیا گیا ہے کہ ہم اس قرارداد کے، یا اس منصوبے کے خلاف ہیں؟

جناب سپیکر: آپ خود بتائیں کہ کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب فضل حسین راہی: آپ بتائیں کہ یہ پالیسی بیان نہیں جاری ہو رہے؟ جو انہوں نے بیان جاری کیا ہے، وہ پالیسی بیان نہیں ہے؟ جو یہ بیان دے رہے ہیں، یہ پالیسی بیان نہیں ہے؟

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ آپ اپنی نشست پر تشریف رکھیے۔

جناب غلام سرور خان: پوائنٹ آف انفرمیشن۔ جناب والا، کیا اس موقع پر اس قرارداد میں کوئی ترمیم دی جا سکتی ہے؟ اگر دی جا سکتی ہے تو مجھے ۱۲۱ کی اجازت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر! آپ قواعد دیکھئے۔ اگر ان کے مطابق ترمیم دی جا سکتی ہے تو آپ لکھ کر دیجئے میں قواعد کے مطابق ۱۲۱ کا فیصلہ کروں گا۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ دی جا سکتی ہے تو لکھ کر دے دیجئے۔

جناب غلام سرور خان: میں آپ سے پوچھنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر: مجھ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں آپ تشریف رکھیے۔

میاں محمود الرشید: جناب والا، میں اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ اس کالا باغ ڈیم کے بارے میں پورے ملک اور پریس کے ذرائع میں اور مختلف فورمز پر اس طرح کی صورت حال اور ماحول پیدا کیا گیا ہے اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ کالا باغ ڈیم کے بننے سے تمام تر فوائد شاید صوبہ پنجاب کو حاصل ہوں گے اور اس کے تمام تر نقصانات صوبہ سندھ اور صوبہ سرحد کو برداشت کرنے پڑیں گے، جبکہ حقیقت حال اور واقعات اس کے بالکل برعکس ہیں۔ میں یہ بات کر رہا تھا کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر پنجاب میں ہو گی، کیا اس لیے

س کے پانی کے ذخیرے اور اس کی بجلی کا تمام حق صرف پنجاب کو ہو گا؟ امر واقعہ یہ ہے کہ راچی کی STEEL MILL اور کراچی کی بندرگاہ عظیم منصوبے ہیں اور ان پر صرف کراچی اور سندھ کے لوگوں کا حق نہیں بلکہ پاکستان بھر کے لوگ اس سے استفادہ کرتے ہیں۔ اس طرح سے بلوچستان سے نکلنے والی سوئی گیس کو کیا صرف بلوچستان کے لیے مخصوص کیا گیا ہے؟ اس سوئی گیس سے آج ملک کے لوگ فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔ اس لیے میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ یہ بات ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پھیلائی جا رہی ہے۔ کالا باغ ڈیم سے جو کل بجلی پیدا ہو گئی وہ قومی گیرڈ کا حصہ بنے گی اور اس قومی گرڈ کے ذریعے سے اس کی ترسیل اور تقسیم پورے پاکستان میں ہو گی اور تناسب کے لحاظ سے آبادی اور ضروریات کے مطابق اس کو تقسیم کیا جائے گا۔ اسی طرح سے لوگوں کے اندر ایک بڑا ہوا گھڑا کیا گیا ہے کہ اس کے اندر جو بھی پانی ذخیرہ ہو گا اس پانی سے دریائے سندھ کے پانی کو خشک ہونا پڑے گا اور وہاں زمینوں کو سیراب کرنے کے لیے پانی میسر نہیں آئے گا اور شاید یہ سارا پانی پنجاب کی زمینوں کے لیے مخصوص کر دیا جائے گا۔ حالانکہ یہ ایک غلط فہمی ہے اس کو ناجائز طور پر اچھالا گیا ہے۔ حقائق کو لوگوں کے سامنے توڑ مروڑ کر رکھا گیا ہے۔ جبکہ پہلے بھی یہ ہوتا آیا ہے کہ وہ تربیلا ہو یا منگلا پانی کے وہاں پر جتنے بھی ذخیرے کے وسائل ہیں، ان کے بارے میں قومی سطح پر بیٹھ کر طے کیا جاتا ہے کہ کس تناسب سے کتنا کتنا پانی کس کس صوبے کو ملے گا۔ 23 سنہ 20 C.P.

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس منصوبے کی تعمیر کے بعد جیسا کہ ابھی میرے فاضل دوست نے بھی کہا تھا۔ کہ ۷۶ لاکھ ایکڑ فٹ پانی کا ذخیرہ ہو گا جسے ۵۰ لاکھ ایکڑ نیا رقبہ آباد ہو گا۔ اور اسکے ساتھ ہی ساتھ صوبہ سرحد صوبہ پنجاب صوبہ سندھ کے اندر لاکھوں ایکڑ اراضی نہ صرف نئی آباد ہو گی بلکہ نہروں کے اندر ڈیموں میں موجود پانی میں خاطر خواہ اضافہ ہو گا۔ اور اس کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے ذریعے سے پانی کی تقسیم کا جو ایک پیچیدہ مسئلہ ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حل ہو جائے۔ ہمارے صوبہ سرحد کے بعض دوست جن کے ذہنوں میں یہ بات ڈالی گئی تھی کہ اس ڈیم کے بننے سے صوبہ سرحد کو بہت زیادہ نقصان ہو گا۔ حالانکہ حقائق بالکل اسکے برعکس ہیں۔ صوبہ سرحد میں صرف ۶ ہزار ایکڑ رقبہ پر کالا باغ ڈیم کی جھیل کے تحت آئے گا۔ اسکے مقابلے میں ۳۰ ہزار ایکڑ رقبہ پنجاب سے لیا جائیگا۔ آپ اندازہ کیجئے کہ اس بارے میں پنجاب کو بہت زیادہ قربانی دینا پڑیگی۔ اسطرح میرے بعض دوست اس بات سے یہ انداز لیتے ہیں۔ کہ اس کالا باغ

ڈیم کی تعمیر کے ذریعے سے یہاں پر بہت زیادہ وسائل پیدا ہونگے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے زیادہ مسائل پنجاب کو پیش آئیں گے۔ وہ لوگوں کی آبادکاری کے سلسلے میں اور لوگوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے سلسلے میں ہونگے اور پنجاب کھلے انداز اور کھلے دل کے ساتھ ہر طرح کی قربانی دینے کے لئے تیار ہے۔ لیکن ہم کسی طور پر بھی اس عظیم الشان منصوبے کو موخر کرنے کے حق میں نہیں ہیں۔ اس منصوبے کے بارے میں گذشتہ تیس سال سے تحقیقاتی کام جاری ہے اور اب یہ وقت آن پہنچا ہے۔ کہ پنجاب اسمبلی سے ہم جو پنجاب کے نمائندے ہیں ہم جو پاکستان کے لوگوں کے نمائندے ہیں ہمیں لوگوں نے ووٹ دیکر منتخب کیا ہے۔ ہم اپنے اچھے اور برے میں تمیز کریں۔ پیچھے سیاسی دوکانیں چمکانے والی بات تھی اب وہ وقت جاتا رہا اور انتخابات گذر چکے ہیں اب ہمیں حقائق کو سامنے رکھ کر بات کرنی چاہئے۔ اگر یہ منصوبہ نہیں بنتا تو آئندہ مستقبل میں توانائی کے بحران پر قابو پانا تقریباً ممکن ہو جائیگا۔ پہلے آج کل لوڈشیڈنگ ہے اسکے ذریعے سے ہماری صنعت اور تجارت اور زراعت تباہی کے دھانے پر کھڑی ہے۔ اور ہر سال ہمیں اربوں روپوں کا نقصان ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ منصوبے کی تعمیر کے ذریعے نہ صرف یہ کہ ہمیں وہاں سے بجلی حاصل ہوگی۔ نہ صرف یہ کہ وافر مقدار میں وہاں سے پانی حاصل ہوگا۔ جسکے ذریعے ہم اپنی بے آباد اور بنجر زمینوں کو سیراب کریں گے۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ فنی غیر زرعی شعبے کے اندر ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں افراد کو وہاں پر کھپانے کا اور روزگار کے مواقع میسر آئینگے اسکے ساتھ ہی ساتھ جنگلات اور مچھلی کی افزائش کے لئے ہمیں بے پناہ مواقع میسر آئینگے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر کا مسئلہ ہماری ملک و ملت کے لئے انتہائی اہمیت اختیار کر گیا ہے ہمیں پنجاب اسمبلی کی طرف سے باالاتفاق رائے قرارداد کر کے مرکزی حکومت کو کہنا چاہئے کہ بغیر کسی مذید تاخیر کے اس منصوبے پر فوری طور عملدرآمد شروع کرایا جائے تاکہ ہماری ملک و ملت کے اندر ترقی کی راہیں کھل سکیں انہیں الفاظ کے ساتھ میں اجازت چاہونگا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب

نوابزادہ غضنفر علی گل: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ جناب سپیکر آئین کی آرٹیکل ۶۵ اور ۱۲۷ کے تحت جناب سپیکر میں آپکی توجہ کا متقاضی ہوں جناب I solemnly swear اسکے ساتھ آگے وہ آتا ہے۔ کہ

In accordance with the Constitution of Islamic Republic of Pakistan....."

اسکے آگے آتا ہے۔

"In the interest of sovereignty integrity, solidarity, well - being and prosperity.

اور اللہ مجھے اسکی توفیق دے۔ اور میری رہنمائی کرے۔ جناب والا یہ وہ آئین ہے اس آئین کو ۱۹۷۳ء میں ایک طویل مارشل لاء اور آمرانہ حکومت کے بعد ایوب خان یحییٰ خان کے بعد----

جناب سپیکر: آپ کالا باغ ڈیم پر بات کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب سپیکر میں اس اسمبلی میں بھی آئین کے راستے سے آیا ہوں میں نے اس آئین کا حلف اٹھایا ہے اسلئے کوئی ڈیم ہو کوئی حکومت ہو کوئی اسمبلی ہو جناب والا میں اس آئین کے راستے جاؤنگا۔

میاں محمود الرشید: جناب سپیکر: اپنے دوست سے کہونگا کہ یہ ٹیکنکل باتوں پر نہ آئے اگر انہوں نے کالا باغ ڈیم کی مخالفت کرنی ہے۔ ہم نے قرار داد کو پیش کیا اور اس کے حق میں بات کی اگر انہوں نے مخالفت کرنی ہے تو کھل کر اس کی مخالفت میں بولیں۔ یہ ٹیکنکل چیزوں میں پڑے ہوئے ہیں، کہ قرارداد نہیں آنی چاہیے۔ تو اس کی مخالفت میں بولیں اگر ان میں جرأت ہے---- تو بولیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا یہ مجھ سے درخواست کر رہے ہیں کہ میں آئین کی بات نہ کروں۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید محمد عبداللہ: جناب والا اس جھگڑے کی بجائے اس ایوان میں یہ فیصلہ کیا جائے کہ چاروں صوبوں کی ایک کمیٹی بنادی جائے۔ اور وہ مرکز کو یہ درخواست کرے۔

جناب سپیکر: یہ تو آپکی طرف سے ترمیم تو ہو سکتی ہے۔ آپ اسکو لکھ کر دے دیجئے۔ میں اسکو قواعد کے مطابق دیکھ لونگا۔

سید محمد عبداللہ: درست ہے جناب والا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: حضور والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس آئین کو ۱۹۷۳ء میں ایک طویل آمرانہ دور کے بعد عوام کی متفق آئین ساز اسمبلی نے بنایا اسکے بعد ایک اور گیارہ سالہ دور

آیا اسکے اندر ایک بندوق والے نے اس آئین کو یہ کہہ کر یہ چند صفحوں کی کتاب ہے اسکو اٹھا کر باہر پھینک سکتے ہیں۔ اور۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: کیا ملک طیب اعوان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

ملک طیب خان اعوان: جناب والا گذارش یہ ہے کہ یہاں اس وقت آئینی بحث نہیں ہے بلکہ کالا باغ ڈیم پر بحث ہے اگر میرے معزز رکن کے پاس اس ڈیم کو بنانے یا نہ بنانے پر کوئی بات ہو تو وہ اسکو ایوان میں پیش کریں۔ جب آپ نے ایک دفعہ رولنگ دے دی ہے ایک اجازت ہو چکی ہے۔ بحث جاری ہے اس بحث میں حصہ لیتے ہوئے اگر اسکے بنانے میں کوئی نقائص ہیں اس میں کوئی خرابیاں ہیں اس میں ملک کو کوئی نقصان ہے پھر تو وہ بات کریں خواہ مخواہ وہ وقت ضائع کر رہے ہیں اسمبلی کا وقت ضائع کر رہے ہیں اور گھڑی کو دیکھ رہے ہیں نہ تو یہ مخالفت کرنے اور نہ ہی تائید کرنے کی جرات رکھتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی خان: حضور والا میں آئین کی بات کر رہا ہوں میں اب اردو میں بات کرونگا مجھے آپکے تعلیمی معیار کا علم ہے میری بات سنئے۔ حضور والا پھر گیارہ سال آئے۔ حضور والا میں نے اردو پڑھی ہے اور یہ میری قومی زبان ہے۔

جناب سپیکر: اگر آپ انگریزی میں بات کرنا چاہتے ہیں تو میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! میں اردو کا صرف زبان سے نام نہیں لیتا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آپ کسی روز اردو کا مقابلہ کروالیں۔ آپ اس بات کو چھوڑیں۔ میں نے تعلیم کے لئے وقت دیا ہے میں سیاست میں ابھی آیا ہوں۔ کل میں تعلیم کو وقت دیتا رہا ہوں۔ یہ صرف سیاست کو وقت دیتے رہے۔ جناب والا! آج جس آئین کا ہم نے حلف اٹھایا ہے ہم نے گیارہ سال آئین کی بحالی کے لئے خون دیا ہے۔ ہم نے کوڑے کھائے ہیں اس لئے نہیں کھائے کہ اس آئین کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ بات RELEVANT نہیں ہے۔ I am sorry.

نوابزادہ صاحب: میں آپکو بیٹھ جانے کے لئے کہونگا۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا۔ میں کالا باغ ڈیم کی طرف آجاتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ RELEVANT بات کریں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: ہاں۔ جناب والا۔ یہ جو کالا باغ ڈیم ہے۔ (قطع کلامیاں) اگر آپ آئین کی بات نہیں سننا چاہتے تو میں نہیں کرتا۔ آپ کو عادت نہیں ہے۔

جناب والا: میری بات سنیئے کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر اتنا اہم قومی مسئلہ ہے کہ اس کی اہمیت سے کوئی باشعور پاکستانی خواہ وہ پنجاب کا ہو، خواہ وہ سندھ کا ہو، خواہ وہ بلوچستان کا ہو خواہ وہ سرحد کا ہو اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ اور جناب والا! مسئلہ جتنی زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے اس کے متعلق اتنا ہی غور و فکر زیادہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جناب والا! کالا باغ ڈیم جیسے اہم معاملات کی نوعیت پر ہمیں غیر جذباتی اور غیر سیاسی ہو کر ---- (قطع کلامیاں) -----

جناب والا! اب آپ ہی فرمائیں کہ میں کیا کہوں۔ انہیں بتائیں۔ حضور والا! اس مسئلے کو ہم نے غیر جذباتی صوبائیت کو الگ رکھ کے غیر سیاسی طور پر ہم نے اس کو محض ایک مخلص ایک وفادار ایک آئین اور قانون کے پابند شہری ہوتے ہوئے سوچنا ہے کہ کالا باغ ڈیم اس ملک کی معیشت کے لئے اتنا اہم ہے۔ کالا باغ ڈیم بننا پنجاب میں ہے۔ اس کے اثرات سندھ اور سرحد پر بھی پڑتے ہیں اور میں اس کو کسی ایک صوبے کا مسئلہ نہیں کہتا کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کلام پاک میں یہ فرمایا ہے آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ان ہذہ امتکم امتاً وحدہ۔ صدق اللہ العظیم۔ یقیناً یہ ایک امت اور ایک ملت ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! قرآن کریم کی آیت صحیح پڑھنی چاہیئے امتکم نہیں امتکم۔ "ت" کے اوپر زیر نہیں "پیش" ہے۔ قرآن کریم کی زیر زیر بدلنے سے بہت بڑا جرم سرزد ہوتا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: آپ کا شکریہ۔ امتکم۔ (قطع کلامیاں) میری اگر غلطی پکڑی جائے تو میں احسان مند ہوتا ہوں۔ اس پر شور نہیں مچاتا ہوں۔ اللہ پاک نے فرمایا کہ ہم ایک امت ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری خطبے میں یہ فرمایا کہ کسی عربی کو عجمی پر۔ کسی گورے کو کالے پر کسی سرخ کو سفید پر فوقیت حاصل نہیں ہو گی ما سوائے تقوٰے کے (قطع کلامی) یہ میں نے اس لئے کہا ہے کہ کسی کالے کو گورے پر فوقیت نہیں ہو گی۔ (عربی)۔ (قطع کلامیاں)

یہ آئین کی بات تو نہیں سنتے اس کی مجھے سمجھ ہے لیکن یہ اللہ اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں سنتے اس کی مجھے سمجھ نہیں آتی۔ (قطع کلامیاں) جناب والا! یہ میرے

نزدیک کوئی پنجابی، کوئی سندھی کوئی بلوچی کوئی پختون، افغان یا توارنی خراسانی یا ایرانی اگر کالا باغ ڈیم ایران کو فائدہ پہنچائے تو مجھے اس سے بھی خوشی ہوگی۔ اگر کالا باغ ڈیم سعودی عرب کے ریگستانوں کو سیراب کرے تو یہ بھی میرا مسئلہ ہے

جناب والا۔ ان لوگوں نے اس مسئلے کو پنجاب تک محدود کر کے اس عظیم قومی منصوبے کو اور اس پنجاب کو جو اس پاکستان کا دل ہے اور آج تک اس پنجاب نے اس اسمبلی کے اندر ہم سے زیادہ بڑے پنجابی قدآور شخصیتیں رہی ہیں۔ ہم سے زیادہ بڑے پارلیمینٹیرین رہے ہیں۔ یہ پنجاب کا ایک امتیاز ہے ایک DISTINCTION ہے جناب والا کہ پنجاب نے آجتک ملکی مفاد اور یکجہتی اور سالمیت کے خلاف کبھی آواز نہیں اٹھائی آج کچھ لوگ ہم میں سے اس پنجاب جس کا ذکر میں نے ضمنی میزانیے میں کیا تھا، ان کو جو پنجاب کا مروڑ اٹھا ہے، مجھے ان کے خلوص نیت پر شک ہے۔ کیونکہ گیارہ سال تک اس طرف بیٹھنے والوں کے سیاسی ناخداؤں کی حکومت رہی ہے۔ اس سے انکار نہیں ہوسکتا۔ (قطع کلامی) اس میں شامل نہیں تھا۔ حاشا وکلا

ایک معزز ممبر: آپ کے بھائی تھے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: یہ میرے بڑے بھائی سے پوچھیں۔ اس وقت فلور پر میں کھڑا ہوں۔ میں اپنے عمل کا جوابدہ ہوں۔ میں اپنے کردار کا جوابدہ ہوں۔ جناب والا! ان لوگوں نے۔۔۔۔۔۔

حاجی طیب خان اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ملک طیب اعوان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: یہ پوائنٹ آف آرڈر ہوگا جناب والا!

جناب سپیکر: کیوں نہیں؟

حاجی طیب خان اعوان: جناب سپیکر!۔۔۔۔۔۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! یہی فرق ہے کہ وہ کھڑے بھی نہیں ہوتے اور آپ کو پتا لگ جاتا ہے۔

حاجی طیب خان اعوان: جناب سپیکر! میرے معزز رکن نے ایک دفعہ نہیں اس اہم کام کی تائید کئی دفعہ کر دی ہے کہ یہ اہم مسئلہ ہے۔ ہم کب کہتے ہیں کہ ہم اس میں کوئی تفرقہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں سندھ پنجاب سرحد اور بلوچستان سب بھائی بھائی ہیں۔ کالا باغ ڈیم

سے قطعی طور پر ہماری علیحدگی نہیں ہوتی۔ کالا باغ ڈیم تمام ملک کے لئے اہم ہے پاکستان کے لئے ہے۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب تشریف رکھیے۔ ملک صاحب! پوائنٹ آف آرڈر کیا ہوا؟

حاجی طیب خان اعوان: جناب والا۔ پوائنٹ آف آرڈر یہ ہوا کہ یہ کئی دفعہ تعریف کر چکے ہیں لہ یہ اہم مسئلہ ہے تو پھر اس پر بحث کیوں نہیں کرنے دیتے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ مرزا غالب نے کہا ہے کہ "خط لکھیں گے ضرور گرچہ مطلب کچھ نہ ہو" جناب والا۔ میں اس کو وائنڈ اپ کر رہا ہوں

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب! اس میں مسئلہ ایک اور آگیا ہے؟

نوابزادہ غضنفر علی گل: مسئلہ اس میں اس قرارداد پر نہ بات کرنے کا ہے۔

جناب سپیکر: مسئلہ ٹائم کا آگیا ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا۔ آپنے یہ فرمایا ہے اور آپکی یہ رولنگ ہے کہ جب تک اس پر سیر حاصل بحث نہیں ہو جاتی، آپ ہاؤس کا ہر نقطہ نظر نہیں سن لیں گے۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ مجھے بات کرنے کی اجازت دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: نماز پڑھنے کی اجازت دونگا؟ بات کرنے کی بھی اجازت دونگا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ صورت یہ ہے کہ مسئلہ انتہائی اہمیت کا حامل قومی مسئلہ ہے۔ اور اس پر میرے پاس جو اسماء گرامی آئے ہیں سرکاری بنچز سے بھی کچھ خواتین و حضرات کے نام آئے ہیں جو اس پر اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں۔ اپوزیشن کی طرف سے بھی اس اسمائے گرامی آئے ہیں جو اس پر اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس پر میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد پر بحث جاری رہے گی اور اس کو ہم PENDING کرتے ہیں اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر اس میں نوابزادہ صاحب بھی بات کریں گے باقی جو احباب ہیں وہ بھی بات کریں گے۔ اور آج کا اجلاس پرسوں شام ساڑھے پانچ بجے تک کے لئے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی ہفتہ ۱۷ دسمبر ۱۹۸۸ء شام ساڑھے پانچ بجے تک کے لئے ملتوی ہو گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

ہفتہ 17 دسمبر 1988ء

(شنبہ 6 جمادی الاول 1409ھ)

جلد 3 --- شمارہ 8

سرکاری رپورٹ

مندرجات

ہفتہ 17 دسمبر 1988ء

(جلد 3 بشمول شمارہ جات 1 تا 17)

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ ---------- 359

بلوچستان اسمبلی کی برخاستگی کے بارے میں قرارداد پیش کرنے کے لئے قاعدہ 202 کے تحت رولز کی معطلی ---------- 361

قرارداد

بلوچستان اسمبلی کی برخاستگی کے خلاف پنجاب اسمبلی کی طرف سے قرارداد 362

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیسرا اجلاس

ہفتہ ۱۷ دسمبر ۱۹۸۸ء

(ہفتہ ۶ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ۳۰ - ۵ بجے شام منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ﴿۱۵﴾
وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ﴿۱۶﴾ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ
الْيَتِيْمَ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۱۸﴾ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾
وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿۲۰﴾ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ
صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾
يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿۲۴﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّلَا يُوْثِقُ
وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾
فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾

(پارہ ۳۰ سورۃ الفجر آیت ۱۵ تا ۳۰)

ترجمہ:۔ مگر انسان عجیب مخلوق ہے کہ جب اس کا پروردگار اس کو آزماتا ہے کہ اسے عزت دیتا اور نعمت بخشتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے پروردگار مجھے عزت بخشی۔ اور جب (دوسری طرح) آزماتا ہے کہ اس پر روزی تنگ کر دیتا ہے تو کہتا ہے کہ (ہائے) میرے پروردگار نے مجھے ذلیل کیا نہیں۔ بلکہ تم لوگ یتیم کی خاطر نہیں کرتے۔ اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو۔ اور میراث کے مال کو سمیٹ کر کھا جاتے ہو۔ اور مال کو بہت ہی عزیز رکھتے ہو۔ تو جب زمین کی بلندی کوٹ کوٹ کر پست کر دی جائے گی۔ اور تمہارا پروردگار (جلوہ فرما ہو گا) اور فرشتے قطار باندھ کر آموجود ہونگے۔ اور دوزخ کو دن حاضر کی جائے گی تو انسان اس دن متنبہ ہو گا مگر (اب) انتباہ (سے) اسے (فائدہ) کہاں (مل سکے گا)؟۔ کہے گا کاش میں نے اپنی زندگی (جاودانی) کیلئے کچھ آگے بھیجا ہوتا۔ تو اس دن نہ کوئی خدا کے عذاب کی طرح کا (کسی کو) عذاب دے گا۔ اور نہ کوئی ویسا جکڑنا جکڑیگا۔ اے اطمینان پانے والی روح!۔ اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ تو میرے ممتاز بندوں میں شامل ہو جا۔ اور میری بہشت میں داخل ہو جا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

بلوچستان اسمبلی کی برخاستگی کے بارے میں قرارداد پیش کرنے کیلئے قاعدہ ۲۰۲ کے تحت رولز کی معطلی

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر، میں پوائنٹ آف آرڈر پہ یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس ملک میں بلوچستان اسمبلی کو قتل کیا گیا ہے اس پر ایک قرارداد مذمت پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ جناب والا، قاعدہ نمبر ۲۰۲ کے تحت آپ رولز معطل کر کے مجھے اجازت دیں۔

جناب سپیکر: پہلے تحاریک استحقاق کو لے لیں۔ اس کے بعد میں آپ کو اجازت دے دوں گا۔---------

رانا پھول محمد خان: جناب والا، میں تو یہ چاہتا ہوں کہ آج اس ہاؤس کی کارروائی بس یہی ہو۔ کسی اور طبقہ یا تاجر برادری میں کسی آدمی کے فوت ہونے کی خبر مل جائے وہ فوراً کاروبار بند کر دیتے ہیں اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ ہماری ایک اسمبلی کو بلاوجہ ذاتی اغراض کی وجہ سے پھانسی پر لٹکا دیا گیا ہے۔ ہم آج کی کسی کارروائی میں حصہ لینے کے لیے تیار نہیں۔ ہمیں کسی پارٹی کی خوشامد نہیں ہے۔ ہم اپنے حقوق کے لیے لڑیں گے۔ ہم سب کے حقوق ایک ہیں۔

جناب سپیکر: آپ یہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ رولز کو معطل کیا جائے؟

رانا پھول محمد خان: جی ہاں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ رولز کو معطل کرتے ہوئے انہیں تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ اس کے لیے جو صاحبان اس کے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں۔ جو اس کے خلاف ہیں وہ نہ کہیں۔

جو اس تحریک کے حق میں ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں (گنتی کی گئی) اور جو اس تحریک کے مخالف ہیں وہ بھی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔

(گنتی کی گئی)---------- تشریف رکھیں۔---------- اس تحریک کے حق میں ۶۴ ووٹ اور اس کی مخالفت میں ۵۶ ووٹ آئے ہیں۔ لہذا یہ تحریک منظور ہوتی ہے اور میں انہیں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

قرارداد

بلوچستان اسمبلی کی برخاستگی کے خلاف پنجاب اسمبلی کی طرف سے قرارداد

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا، یہ معزز ایوان جناب گورنر بلوچستان کی اسلام آباد میں موجودگی کے دوران بلوچستان اسمبلی کے بلا وجہ توڑے جانے پر شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے اس بے موقع اور نامناسب کارروائی کی پر زور مذمت کرتا ہے۔ یہ عمل ہر صورت میں غیر جمہوری، غیر اخلاقی ناپختہ سیاسی ذہن کی پیداوار ہے۔ لہذا اس ایوان کی رائے ہے کہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت متنازعہ وزیر اعلیٰ کے ذریعے اقلیت کو اکثریت میں تبدیل کرنے کی سازش کی گئی ہے۔ جس سے نہ صرف صوبہ بلوچستان میں جمہوریت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے بلکہ ملک کی یک جہتی اور سازگار ماحول کی جڑیں کمزور ہونے کا زبردست خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس غیر جمہوری فعل کے خلاف یہ ایوان اپنی ہمدردیاں مکمل طور پر بلوچستان کے عوام کے ساتھ رکھنے کا اعلان کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ خدا تعالیٰ اس قسم کے واقعات سے ملک کو محفوظ رکھے اور ہمیں ملکی سیاست اور نظم و نسق، جمہوری روایات، باہمی رواداری اور افہام و تفہیم کی فضا میں چلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب سپیکر۔ جی تشریف رکھیئے۔ مجھے اس قرارداد کو دھرانے دیجئے اس کے بعد آپ کھڑے ہو سکتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب والا میں اس قرارداد پر پوائنٹ آف آرڈر پیش کر رہا ہوں اگر آپ اجازت دیں تو عرض کروں۔ جناب والا قواعد انضباط کار کے قاعدہ (۶)۹۳ میں یہ ہے.....

93 (6) It shall not contain a reflection on the President, Governor or a judge of the Supreme Court of a High Court.

جناب والا بلوچستان کی صوبائی اسمبلی کو، آئین کے آرٹیکل ۱۱۲ کے تحت گورنر بلوچستان نے توڑا ہے۔ کیونکہ یہ قرارداد اس کے CONDUCT پر REFLECT ہوتی ہے۔ تو میں یہ کہوں گا کہ ہمارے جو Rules of Procedure کے قاعدہ ۹۳ میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے۔ جناب والا چیف منسٹر بھی اسلامی جمہوری اتحاد کے تھے اور گورنر صاحب بھی ہمارے دور سے پہلے کے ہیں۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ اگر اس پر بحث کرنا چاہیں گے تو آپ کو موقع ملے گا اگر آپ اس کو OPPOSE کریں گے یا اس کو SUPPORT کریں گے تو آپ کو اس کا پورا پورا حق ہے۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کیجئے جس کیلئے آپ کھڑے ہوئے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب والا پہلا پوائنٹ آف آرڈر میرا اس بات کا ہے کہ یہ RESOLUTION پیش نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس میں گورنر کی ذات ملوث ہوتی ہے، جب گورنر کی ذات اس میں آئے تو جو ہمارے اسمبلی کے رولز آف پروسیجر ہیں، وہ اسمبلی ہماری اتنی COMPETENT نہیں ہے کہ ہم اس کو زیر بحث لا سکیں۔

جناب سپیکر۔ یہ آپ کون سے قواعد کا حوالہ دے رہے ہیں؟

منظور احمد موہل۔ رول ۹۳ سب رول (۶) ہے۔

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ یہ صفحہ نمبر ۱ پر گورنر سے مراد "گورنر پنجاب" ہے۔ یہاں جو لفظ "گورنر" استعمال کیا گیا ہے اس سے مراد گورنر پنجاب ہے۔ اس کے CONDUCT کو یہاں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا باقی تمام گورنروں کو زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب یہ آپ نے دیکھ لیا۔ لفظ "گورنر" کی تعریف صفحہ ۱ پر ہے، اس میں جہاں قواعد انضباط کار میں گورنر کا لفظ استعمال ہوا ہے وہ گورنر پنجاب کیلئے استعمال ہوا ہے۔

میاں منظور احمد موہل۔ جناب والا اس کو ہم نے in a broader sense میں دیکھنا ہے کہ گورنر جو ہے اس میں خاص طور پر یہ نہیں ہے کہ specific Governor of the Punjab ہے، اس میں اگر گورنر پنجاب کی صورتحال ہوگی تو وہ بات ہوگی۔ لیکن یہاں پر تو بلوچستان کے بارے میں بھی وہی صورتحال ہوگی۔ جناب والا میرے اس پوائنٹ آف آرڈر کا فیصلہ کر دیں کہ گورنر بلوچستان کی ذات زیر بحث آ سکتی ہے یا نہیں آ سکتی۔

جناب سپیکر۔ یہ آپ نے رول ۹۳ سب رول (۶) کا حوالہ دیا ہے اس میں گورنر کا ذکر آیا ہے.....

93 (6) It shall not contain a reflection on the President, Governor or a judge of the Supreme Court of a High Court.

تو اس کے صفحہ ا پر تعریف کے مطابق گورنر سے مراد "گورنر آف دی پنجاب" ہے۔ یعنی اس کتاب میں گورنر کا لفظ جہاں بھی استعمال کیا گیا ہے اس کا مطلب ہو گا "گورنر پنجاب"

میاں منظور احمد موہل۔ ٹھیک ہے جناب والا گورنر بلوچستان کو آپ کس SENCE میں لیتے ہیں، آیا ان کی ذات زیر بحث آسکتی ہے یا سندھ کی، یا سرحد کی۔

جناب سپیکر۔ جی بالکل زیر بحث آسکتی ہے۔ میرے خیال میں بلوچستان کے گورنر کی ذات زیر بحث آسکتی ہے اور اس پوائنٹ آف آرڈر کو میں TURN DOWN کرتا ہوں اور رانا صاحب کی قرارداد پیش ہو چکی ہے اور قواعد کے مطابق میں اب اس کو دھراتا ہے۔ ا

MR. KHALID LATIF KARDAR: Mr. Speaker Sir, could I speak in English.
MR. SPEAKER: Yes Please.
MR. KHALID LATIF KARDAR: Sir, I draw your attention to Rule 92.
Rule 92 says :-

A private member who wishes to move a resolution shall give seven days' notice of his intention to do so and shall submit, together with the notice, a copy of the resolution which he intends to move.

Now, you should come to the definition clause
2 (p) "Private Member"
"Private Member" means a member who is not a minister (or Parliamentary Secretary).

Sir, who is the private member.

جناب سپیکر۔ اس میں آپ موجود نہیں تھے requirement of rules کے بارے میں انہوں نے پہلے MOVE کیا کہ رولز کو SUSPEND کیا جائے اس پر اس ہاؤس میں ووٹنگ ہوئی، رولز معطل ہوئے اور پھر میں نے ان کو قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی۔ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ۔

" یہ ایوان جناب گورنر بلوچستان کی اسلام آباد میں موجودگی کے دوران بلوچستان صوبائی اسمبلی کے بلاوجہ توڑے جانے پر شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے اس بے موقع اور نامناسب کارروائی کی پرزور مذمت کرتا ہے۔ یہ عمل ہر صورت میں غیر جمہوری، غیر اخلاقی اور ناپختہ سیاسی ذہن کی پیداوار ہے۔ لہذا اس ایوان کی رائے ہے کہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت متنازعہ وزیر اعلیٰ کے ذریعے اقلیت کو اکثریت میں تبدیل کرنے کی سازش کی گئی ہے جس سے نہ صرف صوبہ بلوچستان میں جمہوریت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے بلکہ ملکی یکجہتی اور سازگار ماحول کی جڑیں کمزور ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس غیر جمہوری فعل کے خلاف یہ ایوان اپنی ہمدردیاں مکمل طور پر بلوچستان کے عوام کے ساتھ رکھنے کا اعلان کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ خداوند تعالیٰ اس قسم کے واقعات سے ملک کو محفوظ رکھے اور ہمیں ملکی سیاست، نظم و ضبط، جمہوری روایات، رواداری اور باہمی افہام و تفہیم کی فضا میں چلانے کی توفیق عطا کرے۔"

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! میں کچھ عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ جی ارشاد فرمائیے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا بلوچستان اسمبلی کے وزیر اعلیٰ صاحب، سپیکر صاحب کے casting vote سے منتخب ہوئے، ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ منتخب شدہ وزیر اعلیٰ تھے، لیکن جب ان کی کابینہ کا ایک وزیر ان کی پارٹی کو چھوڑ کر دوسری طرف چلا گیا تو ان وزیر اعلیٰ کی حیثیت اکثریت کی بجائے اقلیت میں تبدیل ہو گئی۔ اور اقلیت میں تبدیل ہونے کے بعد جب انہوں نے یہ دیکھا کہ میرے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش ہونے والی ہے تو انہوں نے چور دروازے سے، اور میں یہ کہوں گا کہ انہوں نے راولپنڈی میں بیٹھے ہوئے گورنر سے یہ بات کر کے، مجھے کامل یقین ہے کہ مرکزی حکومت کی سازش کے تحت، ایک بد نیتی

کے تحت صوبائی اسمبلی کو توڑا گیا ہے۔ حالانکہ آئین کے آرٹیکل ۱۳۰ کی شق (۳) میں یہ درج ہے کہ شق (۲) کے تحت مقرر کردہ یا جیسی بھی صورت ہو، شق (۲-الف) کے تحت مدعو کردہ شخص عہدے پر فائز ہونے سے پہلے گورنر کے سامنے جدول سوئم میں دی گئی عبارت کے تحت حلف اٹھائے گا۔ اور ۶۰ دن میں صوبائی اسمبلی سے اعتماد کا ووٹ حاصل کرے گا۔

جناب والا خواہ منتخب وزیر اعلیٰ ہو یا نامزد کردہ جو ۲۰ مارچ سے پہلے اختیار تھا اس وقت بھی یہی صورت حال تھی میں سمجھتا ہوں آئین کے مطابق جب تک وزیر اعلیٰ بلوچستان اعتماد کا ووٹ حاصل نہ کر لیتے اس وقت تک ان کو یہ اختیار نہ تھا کہ وہ وزیر اعلیٰ کامل ہیں۔ وزیر اعلیٰ، کامل اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کے بعد بنتا ہے لیکن انہوں نے ایک عارضی اور ایک کھلونا وزیر اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے مرکز سے مشورہ کر کے اور یہ دیکھ کر کہ اب میں قائم نہیں رہ سکتا یہ ایک گھناونی سازش کے تحت ایک ایسا قدم اٹھایا ہے کہ ایک آدمی کے قتل پر تو افسوس کیا جا سکتا ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ میرے وہ بھائی جو اپنے آپ کو عوامی کہتے ہیں۔ ایک عوامی ادارہ، ایک اسمبلی، وہ ہمارے بھائی ہیں ہماری کلاس ہے سارے بلوچستان کے عوام کو قتل کر دیا گیا ہے۔ ان کی امنگوں کو پائمال کر دیا گیا ہے۔ ان کے منتخب نمائندگان سے جو امیدیں وابستہ تھیں وہ ختم کر دی گئی ہیں۔ پھر یہ کہنا مرکزی حکومت کے ایک عہدے دار ایک وزیر کا کہ کوئی عدالت میں بھی چلا جائے جناب والا میں وثوق اور یقین سے کہتا ہوں کہ یہ ایک سازش ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ پنجاب کو ڈرانے کیلئے کیا گیا ہے۔ پنجاب ڈرنے والا نہیں۔ ہم لڑنے والے ہیں۔ ہم نے جنگیں لڑی ہیں لیکن اگر آج میاں نواز شریف صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب بھی اسمبلی کو توڑنے کی رائے دیں تو خدا کی قسم میں ایک منٹ کیلئے ان کے ساتھ رہنے کیلئے تیار نہیں۔ ہم جمہوریت کے قاتلوں کی شکل نہیں دیکھنا چاہتے۔ ہم جمہوریت کو پروان چڑھانے کے لئے آئے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر..... آرڈر

رانا پھول محمد خان۔ سابقہ حکومت کے وزیر اعظم نے جمہوریت کے خاتمے کی پہل بلوچستان سے کی تھی اب ان کی پیاری صاحبزادی ہماری منتخب شدہ وزیر اعظم نے بھی کچھ لوگوں کے چغلخوروں کے بھرتے میں آ کر وہاں یہ سازش کی ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں اور مجھے معلوم

ہوتا ہے کہ بلوچستان سے ابتدا کرنے والے زوال کی طرف سفر کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ مثال موجود ہے۔ جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ جمہوریت کا تقاضا یہ تھا کہ وزیر اعلیٰ نے جب یہ دیکھا کہ اکثریت کی بجائے میری پوزیشن اب اقلیت میں تبدیل ہو گئی ہے اب عدم اعتماد میرے خلاف آ رہا ہے۔ وہ دوڑا دوڑا اپنے آقاؤں کے پاس پہنچا۔ آقاؤں کے پاس جاتے ہی گورنر صاحب کو یہ حکم دلوا دیا کہ اسمبلی توڑ دو۔ اگر اس میں ذرا بھر بھی جمہوریت کا احساس ہوتا تو وزیر اعلیٰ بلوچستان کو چاہئے تھا کہ سارے صوبے کے عوام کی امنگوں کو قتل کرنے کی بجائے وہ خود مستعفیٰ ہو جاتا اور کہتا آؤ میں اکثریت کے ساتھ پھر منتخب ہوتا ہوں۔

جناب والا اس قسم کے حربے جمہوریت میں اور ابتدا ہی میں! میں کہتا ہوں دعا کرو کہ خدا آپکو فروری سے آگے لے جائے ورنہ یاد رکھو فروری تک شاید آپ کے ساتھ بھی یہی سلوک ہونے والا ہے۔ اور قومی اسمبلی کے لئے بھی یہی سلوک ہونے والا ہے۔ بڑی مشکل سے اس ملک میں جمہوریت آئی ہے۔ ہمیں سب کو اکٹھے ہو کر ..... میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں ہم جمہوریت کے لئے ہر قدم پر لڑیں گے۔ ہمارا اور آپ کا سب کا فرض ہے یہ ہمارا معاملہ نہیں ہے کوئی ہماری پارٹی کی گورنمنٹ نہیں ٹوٹی۔ کوئی ایسی بات نہیں لیکن اب یہ کہنا کہ گورنر بھی اسلامی اتحاد کا تھا اور وزیر اعلیٰ بھی اسلامی اتحاد کا تھا۔ مجھے ذاتی طور پر علم ہے وزیر اعلیٰ تو پہلے سے یہاں لاہور میں آ کر مشورے کرتے رہے ہیں وہ اسلامی اتحاد کے اب نہیں تھے۔ اسلامی اتحاد کا کردار دیکھئے کہ انہوں نے جب دیکھا کہ ایک غیر انسانی، غیر اخلاقی اور غیر جمہوری انہوں نے ہتھکنڈہ استعمال کیا ہے وہاں وائیں صاحب نے اعلان کیا اور جونیجو صاحب نے کہا کہ ہم ایسے آدمی کو جو جمہوری قدروں کو پائمال کرتا ہے اپنی جماعت میں رکھنے کے لئے تیار نہیں۔ جو جمہوریت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ عوام کے ٹھیکے دار بنتے ہیں انہوں نے اسکو سینے سے لگا لیا۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر بلوچستان کی اسمبلی کو بحال نہ کیا گیا.....

(قطع کلامیاں)

افسوس ہے۔ مجھے افسوس ہے۔ وہ بھی ٹوٹے گی۔ وہ بھی ٹوٹنے والی ہے۔ ہم تڑوائیں گے۔ اگر بلوچستان کی اسمبلی کو آئینی طریقے پر یا عدالت کے ذریعے بحال نہ کرایا گیا تو مجھے یقین کامل ہے اس ملک کی پارلیمنٹ اور دوسری اسمبلیاں بھی مجھے خدشہ ہے کہ

بلوچستان کے بعد اب صوبہ سرحد کی باری آنے والی ہے اور اسکے بعد رد عمل کیا ہوگا وہ یہ ہوگا کہ لوگ ہم سے نفرت کریں گے کہ ان نمائندوں کو بھٹی میں پھینک دو۔ یہ جمہوریت کے محافظ نہیں یہ جمہوریت کے قاتل ہیں اس لئے میں اس قرارداد کے ذریعے امید رکھتا ہوں اپنے ان بھائیوں سے بھی جو مجھ سے اختلاف کر رہے ہیں وہ میری تعریف اس دن کریں گے جس دن وہ اپنے آپ کو برخاست شدہ ایم پی اے لکھیں گے۔ انہیں لکھنا پڑے گا۔ ہمیں لکھنا پڑے گا۔ میں اپنے آپ کو لکھتا ہوں اس لئے اس میں پارٹی۔ جماعت یا کسی کی خوشنودی حاصل کرنے کا سوال نہیں بلکہ سوال یہ ہے کہ عوام نے ہمیں اپنا مختار عام اپنے حقوق کی حفاظت کیلئے بنا کر بھیجا ہے۔ اپنے صوبوں کے حق کی حفاظت کرو اپنی پارلیمنٹ کی حفاظت کرو۔ اور مجھے خدشہ پیدا ہو گیا ہے کہ پنجاب کی موت یہاں آ رہی ہے۔ کالا باغ ڈیم کو اگر مکمل نہ کیا گیا تو وہ ہماری موت ہے۔ اس ملک کے لئے مصیبت ہے۔ اب اڑھائی لاکھ میگا واٹ جو بجلی پیدا ہو رہی ہے پھر ۳۶ لاکھ میگا واٹ پیدا ہو گی۔ مجھے اب پنجاب کے محافظوں سے یہ بو آنے لگی ہے شاید یہ اس قرارداد کی بھی مخالفت کریں اور ***

* * * * * * * * * * * *

نوابزادہ غضنفر علی گل : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا منہ کالا کرنا یہ غیر پارلیمانی ہے۔ میں اس پر آپکی رولنگ چاہوں گا۔ اس معزز ایوان میں منہ کالا کرنا غیر پارلیمانی ہے۔

جناب سپیکر : یہ کوئی اچھے TASTE میں نہیں جاتا۔ * * * برے معنوں میں جاتا ہے اس لئے میں اسے حذف کرتا ہوں۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا میں گزارش کروں گا اگر ہمیں منتخب کرنے والے لوگ یہ دیکھیں گے یہ جمہوریت کو بحال کرا کے اس کو چلانے کے اہل نہیں وہ ہم پر تھونکیں گے اور قہقہے لگائیں گے۔

(قطع کلامیاں)

ہم برے مراد میں اپنی بات کر رہا ہوں۔ میرے حلقے کے لوگ مجھے وہاں داخل نہیں ہونے دیں گے کہ تم حقوق کی حفاظت کرنے گئے تھے تم حقوق فروش ہو۔ حقوق فروشوں کو کم از کم پنجاب کا باغیرت خطہ کبھی برداشت نہیں کرے گا۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا آج ہی تین دن کے لئے اپنے ان بھائیوں کے سوگ میں جن کو بے گناہ قتل کیا گیا ہے جن کو جمہوری

*** (بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کئے گئے۔

راستہ اختیار کرنے کی وجہ سے قتل کیا گیا ہے۔ جنہوں نے مرکز کے کہنے پر ایک ایسے آدمی کو جس کو وہ جابر اور ظالم سمجھتے تھے ووٹ دینے سے انکار کیا ہے اس کی وجہ سے ساری اسمبلی کا قتل پاکستان کی تمام اسمبلیوں کا قتل ہے۔ جمہوری دنیا کا قتل ہے اس لئے میں گزارش کروں گا اس ہاؤس میں اگر ہمیں احساس ذمہ داری ہے۔

جناب محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا رانا صاحب دوسری دفعہ یہ فرما رہے ہیں کہ مرکزی حکومت کے کہنے پر ختم کیا گیا ہے۔ یہ اسمبلی میں اپنی STATEMENT دے رہے ہیں آیا ان کے پاس کوئی مصدقہ اطلاع ہے یا یہ طرہ بیانی سے کام لے رہے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد وصی ظفر۔ یہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تقریر میں اس کی تردید کر سکتے ہیں۔

رانا پھول محمد خاں: اگر یہ بات ہے نہ مجھے قوی امید ہے کہ مرکز اپنی صفائی میں جنرل محمد موسیٰ کو ہٹا دیں گے اور اسے کسی دیگر عہدے پر تعینات نہیں کیا جائے گا۔ جناب وزیر اعظم نے جو بیان دیا ہے، ان کے بیان کی میں قدر کرتا ہوں لیکن جو یہاں ان کے قانونی مشیر نے بیان دیا ہے، اس کی میں مذمت کرتا ہوں ان کے وزیر قانون نے جو بیان دیا ہے۔

جناب والا، اب میری تمام اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ اگر ہمیں زندہ رہنا ہے اور اقوام عالم کو دکھانا ہے کہ یہاں جمہوریت ہے، یہاں نمائندگان ہیں تو پھر اس افسوس میں کہ اسمبلی کو توڑا گیا، (میں غیر قانونی طور پر تو نہیں کہہ سکتا، کیونکہ آئینی معاملے کا مجھے پتا نہیں، میں پڑھا ہوا نہیں) میں اس پر یہ ضرور کہوں گا کہ ہمارے لیے کم از کم تین دن اس ایوان میں بیٹھنا مناسب نہیں۔ ہمارے لیے تین دن تک ان کا سوگ منانا ضروری ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ مجھ سے زیادہ جمہوریت پسند، مجھ سے زیادہ پڑھے لکھے، مجھ سے زیادہ سمجھ دار، ہماری دائیں طرف بیٹھنے والے ہمارے بھائی بھی اس معاملے میں ہمارا ساتھ دیں گے۔ لیکن اگر انہیں جمہوریت سے نفرت ہے تو پھر وہ ضرور ہم سے اختلاف رائے کریں گے۔ ہم اور تو کچھ نہیں کہہ سکتے۔ یہی کہہ سکتے ہیں کہ یا اللہ، جمہوریت کی کامیابی کے لیے ہم میں اتحاد اور اتفاق

پیدا کر، اور غیر جمہوری اقدام کی مذمت کرنے کے لیے ہم سب کو ہدایت فرما۔

جناب سپیکر: اس مسئلے پر اور کوئی صاحبان بات کرنا چاہتے ہیں؟ میں ان کا نام نوٹ کر لیتا ہوں۔

(اس مرحلے پر فاضل اراکین نے اپنے اپنے اسمائے گرامی جناب سپیکر کو لکھوائے)

رانا شوکت محمود: جناب سپیکر، مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔

عرض یہ ہے آپ کو یاد ہو گا کہ کچھ دن پہلے ہمارے اور حزب اقتدار کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا کہ ہم بجٹ پر بغیر مداخلت کے پانچ دن تک بحث جاری رکھیں گے۔ اور کوئی بات نہیں ہو سکے گی۔ اب بجٹ بہت اہم مسئلہ ہے اور اس کے لیے یہاں پانچ دن رکھنا بھی بہت قلیل وقت تھا اور چاہیے تو زیادہ وقت تھا۔ لیکن ہم نے اس پر اتفاق اس لیے کر لیا کہ خیر سگالی کا اظہار ہے اور ہم اس کو قبول کر لیتے ہیں۔ لیکن اب اس کو اس طرح سبوتاژ کیا جائے گا کہ آپ قواعد کو معطل کر کے ایک ایسی قرارداد کو لے آئیں جو کسی صورت میں اس ایوان سے متعلقہ نہیں اور اس طرح بجٹ کا پورا ایک دن چلا جائے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس معاہدے کی خلاف ورزی ہو گی جو ہم نے کیا تھا۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ ہم اس قرارداد پر بحث نہ کریں۔ میرا یہ کہنے کا مقصد بالکل نہیں ہے۔ جو تقاریر ابھی تجویز ہوئی ہیں ان کو مختصر کر لیتے ہیں۔ میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ دو مقرر ان کی طرف سے اس قرارداد کے حق میں بول لیں اور دو کو آپ ہماری طرف سے اس قرارداد کی مخالفت میں بولنے کی اجازت دیں اور باقی وقت کو بجٹ کے لیے مختص رہنے دیں۔ بڑی مہربانی۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون اس کے بارے میں کیا ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر قانون۔ جناب والا، یہ قرارداد کوئی عام نوعیت کی قرارداد نہیں۔ یہ انتہائی اہم قرارداد۔ اور غیر معمولی حالات میں پیش کی گئی ہے۔ ورنہ ہم تو خود بجٹ پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ میں جناب والا کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ ابھی تو اس قرارداد پر بحث جاری ہو چکی ہے۔ اس کے بعد بجٹ پر بحث جاری رکھی جائے۔ وہ بھی اس معزز ایوان میں تشریف رکھیں۔ ہم بھی اس معزز ایوان میں حاضر بیٹھے ہیں گھنٹہ دو گھنٹے جتنے وقت تک اس قرارداد پر بحث ہوتی ہے، اتنے وقت کے لیے آپ ایوان کا وقت بڑھا دیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن اس طریقے سے ہم اس قرارداد کے ساتھ انصاف نہیں کر سکیں گے کہ صرف دو دو حضرات اس پر اظہار خیال فرمائیں۔ کیونکہ اس کا تعلق ایک اسمبلی کرنا تھا [illegible]

اسمبلی کے ممبر ہیں۔ یہ ایک غیر معمولی واقعہ ہے۔ اس وجہ سے میں گزارش کروں گا کہ اس پر دل کھول کر بات کرنے کا موقع دیں۔ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو ہم بجٹ پر بحث کرنے کے لیے ایک دن شام کا اجلاس کر سکتے ہیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے۔ رانا صاحب، اس میں جناب وزیر قانون نے مجھے پہلے ہی تجویز دی ہے جو شیڈول میں تھوڑی سی تبدیلی کرنے کی ہے۔ میرا پروگرام ہے کہ میں اس اجلاس کے فوراً بعد آپ کو زحمت دوں، اس لیے کہ جو شیڈول طے ہوا تھا، یہ آپ کی موجودگی میں ہی ہوا تھا اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی آپ کی موجودگی میں ہی ہو سکتی ہے۔ میں نے جناب وزیر قانون سے یہ کہا تھا کہ اس اجلاس کے بعد قائد حزب اختلاف کو زحمت دیں گے۔ آپ بھی تشریف لائیے۔ اس بجٹ پر بحث کے لیے جتنے ایام ہم طے کر چکے ہیں، وہ ہم یقینی بنائیں گے اور آپ کی موجودگی میں بیٹھ کر یہ معاملہ طے ہو جائے گا۔ میرے خیال میں اس کے بعد ہم بیٹھ کر اس معاملے کو طے کر لیں گے۔

رانا شوکت محمود: جناب والا، میں سمجھتا ہوں کہ اس صورت میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ بجٹ ایک صوبائی اہمیت کا مسئلہ ہے اور ایک سالانہ فیچر ہے، اس پر ہم مکمل بحث کریں۔ پہلے بھی جو مقرر کردہ وقت تھا، وہ بہت کم تھا۔ لیکن ہم کم از کم اس کو ضرور پورا کریں۔ پھر ایک اور تجویز بھی ہے۔ جتنے مقرر بولنا چاہیں، وہ بولیں۔ لیکن اس کے لیے ہم وقت کی کوئی حد ضرور رکھ لیں۔

اس قرارداد پر بولنے کے لیے وقت مقرر کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: قرارداد پر بولنے کے لئے محرک ۳۰ منٹ بول سکتے ہیں اور باقی ممبران اس پر اظہار خیال کے لئے دس منٹ بول سکتے ہیں وہ قواعد کے مطابق ہیں۔ اس پر بات شروع کی جائے۔

سردار فاروق احمد خان لغاری۔ جناب سپیکر رانا صاحب نے آج جو قرارداد بڑے جذباتی انداز میں پیش کی وہ ہمیں بڑی مضحکہ خیز لگتی ہے کہ رانا صاحب جیسے ممبر اس کو پیش کر رہے ہیں اس وقت کچھ ممبر treasury benches پر ایسے بیٹھے ہیں جنہوں نے ایوب خان کے مارشل لاء میں بلوچستان کے عوام پر گولی چلانے کو جائز قرار دیا تھا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے یحییٰ خان کے زمانے میں بلوچستان میں جو ایکشن ہوا تو یہ حکومت کے ساتھ تھے۔ شکر الحمد اللہ

آج انکے ایمان صحیح ہوئے اور وہ بلوچستان کے عوام کے نام نہاد قتل پر آنسو بہا رہے ہیں۔ اور ہمیں اس بات پر بھی بڑا تعجب ہوا کہ یہ صبر صاحبان کو اب الہام ہونا بھی شروع ہو گیا ہے۔ انکو الہام ہو گیا کہ پاکستان کی وفاقی حکومت نے سازش کر کے اور گورنر موسےٰ خان کے ساتھ اور وزیر اعلیٰ ظفر اللہ جمالی کے ساتھ مل ملا کر حکومت کو یہ شہ دی کہ بلوچستان کی اسمبلی ٹوٹ گئی اول تو میں سمجھتا ہوں یہ قرار داد پنجاب اسمبلی میں پیش ہونا ایک بہت بڑی غلطی ہے۔ اگر آپکے پاس وقتی طور پر وزارتوں کی تکمیل تک اکثریت نظر آ رہی ہے اسکا مطلب قطعاً یہ نہیں کہ اگر آپ اپنی اکثریت کے بل بوتے پر ایسے اقدامات کریں جس سے پاکستان کے صوبوں کے درمیان نفرت پھیلے یا کوئی غلط فہمیاں پیدا ہوں ہم یہاں حزب اختلاف میں بیٹھے ہیں ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلسل ساڑھے گیارہ سال ایک آمریت کے خلاف جدوجہد کی ہے ہمیں آئین کے تقدس اور جمہوریت اور قانون کے تقدس کا بخوبی علم ہے۔ شکر ہے وہ لوگ جو مارشل لاء کی پیداوار رہے ہیں اور مارشل لاء کی پیداوار ہیں۔ انہیں بھی جمہوریت کی باتیں کرنے کا موقع ملا۔ میں آپکو اسمبلی کی پہلے دن کی کارروائی یاد دلاتا ہوں۔ جب ہم نے کہا تھا کہ ہم ہمیشہ پاکستان کے آئین اور قانون کو اہمیت دیں گے اسکا تقدس بحال کرنے کے لئے ہر ممکنہ کوشش کریں گے۔ ہم حزب اختلاف یا حزب اقتدار میں ہوں ہمارا یہ فرض بنتا ہے ہم پاکستان کے آئین کے مطابق چلیں اور اسکے مطابق عمل کریں۔ جو کچھ بلوچستان کی اسمبلی توڑے جانے میں ہوا میں اور آپ حتمی رائے نہیں دے سکتے۔ اسلئے یہ جو کچھ ہوا وہ بظاہر آئین کے مطابق ہوا اور آئین کے آرٹیکل ۱۱۲ کی طرف میں آپکی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اسکو انگریزی میں پڑھنے کی اجازت ہے۔

"The Governor shall dissolve the Provincial Assembly if so adivsed by the Chief Minister and the Provincial Assembly shall, unless sooner dissolved, stand dissolved at the expiration of forty-eight hours after the Chief Minister has so advised."

جو ہم نے اخبارات میں خبریں پڑھیں ہیں اور جو ہم نے ٹی وی پر گورنر بلوچستان اور وزیر اعلیٰ بلوچستان کے انٹرویوز سنے ہیں اور جو تقریر ہم نے وزیر اعظم کی سنی ہے تو میں آپ سے صرف یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں ہمارے پاس تو صرف وہی علم کے ذرائع ہیں۔ ہمارے

پاس الہام کے کوئی ذرائع نہیں ہیں شاید رانا صاحب کو اس عمر میں الہام بھی ہوتا ہو۔ لیکن ہمارے پاس اسکے علاوہ علم کے اور کوئی ذرائع نہیں ہیں۔ اور ہمارے ذرائع کے مطابق چیف منسٹر بلوچستان نے چاہیے جو بھی وجہ ہو ہم نہ کسی کی نیت پر بات کرتے ہیں اور نہ ہی ہم اس پر بات کرتے ہیں کہ اسکو کس نے کہا اسکو کس نے شہ دی چیف منسٹر بلوچستان آئی جے آئی کا بہت بڑا لیڈر تھا۔ آئی جے آئی کا اتنا بڑا لیڈر تھا کہ باقی صوبوں کے آئی جے آئی کے بڑے بڑے لیڈر اسکے سامنے کانپتے تھے اسکے سامنے بات نہیں کر سکتے تھے۔ اور آئی جے آئی کے لیڈر نے جو چیف منسٹر بلوچستان تھا جس کا نام ظفر اللہ جمالی تھا انہوں نے کیا کہا اور گورنر موسے کو مشورہ دیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے آئین کے مطابق مشورہ دیا کہ آپ بلوچستان کی اسمبلی کو توڑ دیں۔ جنرل موسے جنرل ضیاالحق کا مقرر کردہ تھا وہ ایک ڈکٹیٹر کا مقرر کردہ تھا۔ اور ہم نے ابھی تک پیپلز پارٹی کی حکومت نے ابھی تک گورنر موسے کو تبدیل نہیں کیا تبدیل کرنے کا حق پیپلز پارٹی محفوظ رکھتی ہے۔ اور انشاء اللہ دوسرے صوبوں میں بھی یہ حق استعمال کریگی اور میں آپکو یہ بھی بتادوں کہ اگر پنجاب کے وزیر اعلیٰ جب بھی پنجاب کے گورنر کو مشورہ دیں گے کہ اسمبلی کو توڑیں تو انکو بھی توڑنا پڑیگی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی دھمکی ہے۔ جو کہ فاضل ممبران کے اوپر لٹکتی ہوئی ایک تلوار کی طرح ہے ایک طرف وزارتوں ایڈوائزر شپس سپیشل اسسٹنٹ شپیس کی پیش کش ہے اور دوسری طرف دھمکی ہے کہ اگر سیدھے نہیں بنوگے تو میں اسمبلی توڑنے کا مشورہ دے دونگا۔ ہم کہتے ہیں کہ اسمبلی توڑنے کا مشورہ دینا اچھی بات نہیں بیچارے اتنا خرچ کر کے آئے ہیں۔ قانون کو توڑ کر آئے ہیں جو پیسہ پچھلے ساڑھے گیارہ سال کی دھاندلیوں میں کمایا گیا تھا وہ استعمال ہوا ہے۔ بار بار خرچ کرنا نہیں چاہتے۔

رانا پھول محمد خان: "جو کمایا گیا تھا دھاندلیوں اور بددیانتی سے" یہ الفاظ حذف کر دیے جائیں۔ ہم ملاز ملت میں نہیں رہے۔ (قطع کلامیاں شور)

جناب سپیکر: آرڈر آرڈر۔ تشریف رکھئے۔ آرڈر آرڈر رانا صاحب تشریف رکھئے۔ (قطع کلامیاں) تشریف رکھئے تشریف رکھئے۔ رانا صاحب تشریف رکھیں۔ سردار صاحب اپنی بات جاری رکھئے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں اس رویے کے خلاف علامتی واک آؤٹ کرتا ہوں۔

سردار فاروق احمد خان لغاری : جناب سپیکر صاحب! میں نے خدا نخواستہ کسی کی شان میں گستاخی نہیں کی۔ میں نے کوئی غیر پارلیمانی الفاظ استعمال نہیں کئے۔ اور نہ کبھی استعمال کرونگا۔ میں تو صرف گزارش کر رہا تھا کہ ------ (قطع کلامیاں)

جناب سعید احمد ظفر : جناب والا۔ جناب رانا صاحب نے علامتی واک آؤٹ کیا ہے اگر اس کی کو دیکھا جائے تو ہاؤس میں معزز ممبران کے خلاف ایسے الفاظ استعمال کئے گئے جو غیر پارلیمانی اور نازیبا ہیں۔ میری استدعا ہے کہ اس ٹیپ کو دوبارہ سنا جائے اور دیکھا جائے کہ کیا واقعی وہ الفاظ غیر آئینی اور غیر پارلیمانی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو------ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز پلیز۔ سعید ظفر صاحب تشریف رکھیے۔ (قطع کلامیاں) تشریف رکھیے۔ (قطع کلامیاں) وصی ظفر صاحب! آپنے یہ نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں کیا آپ نے غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کئے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد وصی ظفر : جناب والا۔ اگر ہمارے ساتھ اس طرح interruption ہوگی تو ہم یہ کہتے رہیں گے۔ ہمیں مجبور کر دیا گیا ہے۔

* * * * * * * * * * *
* * * * * * * * * *

جناب سپیکر : آپ کے لیڈر کو یہاں------ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ تشریف رکھیں۔

جناب سلمان تاثیر : جناب والا! ہمارا بھی حق بنتا ہے کہ اگر وہ لیڈر بولے تو ہم بھی مداخلت کریں (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : سلمان تاثیر صاحب! تشریف رکھیں (قطع کلامیاں) تشریف رکھیں آرڈر پلیز۔ میں پہلے یہ بات واضح کر چکا ہوں کہ اس ایوان کی روایات ہیں کہ قائد ایوان کو اور قائد حزب اختلاف کو اپنی بات کرتے وقت ٹوکا نہیں جاتا۔ ان روایات کو قائم رکھنا ہے اور ان کو قائم آپنے رکھنا ہے۔ اس لئے میں اس بات کو ENSURE کرنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان کی اچھی روایات قائم رہیں۔ اور اس سلسلے میں قائد ایوان کی تقریر میں اگر INTERRUPTION ہو تو treasury benches کے ممبران کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ ان کو DEFEND کریں۔ میں یہاں ان کو DEFEND کرنے والا بیٹھا ہوں۔ میں ان کو ان کی تقریر میں ENSURE

(بحکم جناب سپیکر کارروائی حذف کر دی گئی)

کرونگا کہ کوئی INTERRUPTION نہ ہو اور قائد حزب اختلاف بات کریں اور ان کی تقریر میں INTERRUPTION ہو تو اپوزیشن کے ممبران ان کو DEFEND کرنے کی زحمت نہ فرمائیں میں اس بات کو ENSURE کرونگا کہ قائد حزب اختلاف کی تقریر کو INTERRUPT نہ کیا جائے۔ میں اس بات کو ENSURE کرونگا۔ آپ نہیں کریں گے (قطع کلامیاں) تشریف رکھیں۔ میں دوبارہ یہ عرض کرتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف بات کر رہے ہیں آپ براہ مہربانی ان کو INTERRUPT نہ کریں۔

سردار فاروق احمد خان لغاری: شکریہ جناب! تو میں عرض کر رہا تھا کہ ---------

جناب سپیکر: وصی ظفر صاحب کے الفاظ غیر پارلیمانی تھے۔ میں ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

سردار فاروق احمد خان لغاری: اجازت ہے جناب!

جناب سپیکر: جی ارشاد۔

سردار فاروق احمد خان لغاری: جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اگر جناب وزیر اعلیٰ صاحب پنجاب، گورنر پنجاب کو جا کر رائے دیں۔ زبانی رائے دیں اور ساتھ لکھا ہوا بھی دیں کہ جناب آرٹیکل ۱۱۲ (۱) کے تحت آپ کو میں مشورہ دیتا ہوں کہ آپ پنجاب کی اسمبلی کو برخاست کریں۔ تو پھر پاکستان کے موجودہ آئین کیمطابق گورنر پنجاب کے پاس اور کوئی چارہ نہیں ہو گا ماسوائے اس کے کہ وہ پنجاب اسمبلی کو برخاست کر دے۔ یہی کچھ بلوچستان میں ہوا۔ اور میں آپ سے یہ بھی عرض کردوں کہ آئین کی یہ شق یہ قرآنی حرف نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص، اگر کوئی سیاسی جماعت آئین کو تبدیل کرنا چاہتی ہے وہ قومی اسمبلی اور سینیٹ میں آئینی ترمیمی بل لائیں جس میں آئین کی غیر جمہوری اور غلط قسم کی شق ہے تو اسے ہٹائیں۔ اور ہم پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے آپ سب کو یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی آئین میں آٹھویں ترمیم کو ہٹانے میں نہ صرف آپ کا ساتھ دیں گے بلکہ بھرپور ساتھ دیں گے۔ اگر آپ کو جمہوریت سے اتنا زبردست عشق ہے، اگر آپ جمہوریت کی قدر کرتے ہیں تو پھر آئیں ہمارے ساتھ اور آئین میں آٹھویں ترمیم کو ختم کریں۔ آپ یہ بتائیے گورنر بلوچستان نے اپنی پریس کانفرنس میں کیا کہا؟ جو پریس کانفرنس ہم نے ٹیلیویژن پر سنی یا اخبارات میں پڑھی اس میں گورنر بلوچستان نے کہا کہ میرا حق تھا۔ مجھے کسی سے

CONSULT کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ نہ میں نے صدر پاکستان سے CONSULT کیا اور نہ میں نے وزیر اعظم پاکستان سے CONSULT کیا۔ تو گورنر بلوچستان جو مسلم لیگ گورنمنٹ کا، آئی جے آئی کا Step father ہے یا step mother فادر یا مدر یا جو کا بھی آپ اس کو کہیں اس سے آئی جے آئی پیدا ہوئی۔ یہ بیچارے جماعت اسلامی والے اور باقی وہ تو ویسے ہی بیچ میں آگئے۔ لیکن اصل تو مسلم لیگ تھی اس مسلم لیگ کا جو God father تھا جسنے قائد اعظم کی مسلم لیگ کی توہین کرتے ہوئے ایک ایسی مسلم لیگ پیدا کی جو ہر ڈکٹیٹر کی دوشیزہ ہوتی ہے۔ جو ہر ڈکٹیٹر کو لونڈی ہوتی ہے۔ اس مسلم لیگ نے اس حکومت نے اس مارشل لاء ڈکٹیٹر شپ نے تو جنرل موسےٰ کو وہاں کا گورنر بنایا۔ ہمارا گورنر کہاں سے آگیا۔ ہم سے اس نے صلاح مشورے کیسے کئے جو یہ کنائیوں میں اور دوسرے طریقوں سے ہماری طرف اشارے کر رہے ہیں کہ یہ جناب پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت اور وزیر اعظم صاحبہ نے سازش کر کے کچھ اسلام آباد میں کیا۔ اور آجکل تو جناب ذرائع مواصلات اور ٹیلیفون ہیں ہوائی جہاز ہیں۔ گورنر کا اپنا جہاز ہے۔ جیسا کہ پنجاب کے گورنر کا ہوائی جہاز ہے۔ چیف منسٹر کا بھی ہوائی جہاز ہو گیا اب تو یہ ممکن ہے کہ جمالی نے ہوائی جہاز میں کاغذ بھیجا ہو۔ اور ممکن ہے اس نے پہلے ہی بھیجا ہو اور ممکن ہے اس نے ٹیلیفون پر بات کی ہو۔ لیکن گورنر موسےٰ نے یہ کہا ہے کہ مجھے وزیر اعلیٰ کا تحریری مشورہ بھی ملا اور VORBALLY بھی ملا اور میں نے ضرورت محسوس نہیں کی کہ میں صدر سے مشورہ کروں یا وزیر اعظم سے مشورہ کروں۔ تو پھر آپ کنائیوں میں یا DIRECTLY وزیر اعظم پاکستان پر یا صدر پاکستان پر کیوں آپ بات کر رہے ہیں۔ آپ کو تو ڈر لگتا ہے۔ صدر کا تو نام نہیں لیتے ہو اور وزیر اعظم کا نام لیتے ہو۔ غلام اسحاق خان کا نام لینے میں تو آپ کو کپکپی محسوس ہوتی ہے اگر آپ نے وزیر اعظم کا نام لیا ہے تو صدر کا نام بھی لیں اگر آپ میں جرات ہے۔ صدر کا نام آپ لے نہیں سکتے جب ضیاء الحق نے ایک لات ماری اور تمام اسمبلیوں میں سے آپ کو نکال باہر پھینک دیا تو اس وقت تو آپ میں سے کسی کی بھی جرات نہیں ہوئی کہ آپ جمہوریت کے ساتھ چلیں آج آپ کو جمہوریت کی بات یاد آئی۔۔۔۔۔۔۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا۔ ہم نے جرات کیوں نہیں کی۔ میں تو وہ آدمی ہوں جس نے ہائی کورٹ میں اور سپریم کورٹ میں صدر کے حکم کو چیلنج کیا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب۔ آپ تشریف رکھیئے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ہاؤس میں کی اجازت نہیں آپ CHAIR کو ADRESS کریں۔

سردار فاروق احمد خان لغاری: جنہوں نے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کی طرف رجوع کیا وہ بھی بعد از مرگ کیا۔

حضور والا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس وقت پاکستان کے آئین میں ایک بالکل واضح شق ہے ہم اس بحث میں پڑنا ہی نہیں چاہتے کہ اچھا کیا یا کیا تو آئی۔ جے۔ آئی والوں نے اور ضیاء الحق کے باقی ماندہ لوگوں نے آپس میں گٹھ جوڑ کر کے کیا۔ جب شرمندگی کا وقت آیا جب دیکھا کہ یہ تو ہمارے آدمیوں سے برا کام ہو گیا تو پھر جمالی صاحب کو آئی۔ جے۔ آئی سے نکال دیا۔ وہ تو کہتا ہے کہ میں نے ان کو نکال دیا مگر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے جمالی کو نکال دیا اب واللہ اعلم ان کی قانونی پوزیشن اور حقیقت کیا ہے لیکن جمالی آپ کا ہے اور موسیٰ بھی آپ کا۔ ہم تو کہتے ہیں کہ نکالو ایسے لوگوں کو اور قانونی طور پر ضرور نکالو اور جو بھی قانونی طریقہ ہو گا اس پر یہ لوگ نکلیں گے لیکن میں اس سلسلے میں ایک اور عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جو بھی جمہوری اور آئینی طریقہ ہے ہم اس پر چلنے کے پابند ہیں اور انشاء اللہ ہم اس پر چلیں گے اگر کوئی شخص پاکستان میں کوئی پنجاب اسمبلی کا ایم۔ پی۔ اے کوئی ایم۔ این۔ اے کوئی پاکستان کا شہری کوئی بلوچستان کا ایم۔ پی۔ اے یا ایم۔ این۔ اے یا وہاں کا شہری یا پاکستان کے کسی علاقے کا کوئی شخص سپریم کورٹ میں جاتا ہے تو اس کو یہ حق پہنچتا ہے ہمیں تو بڑی خوشی ہو گی اگر پاکستان سپریم کورٹ اس معاملے میں فیصلہ دے اگر سپریم کورٹ یہ فیصلہ دیتی ہے کہ گورنر موسیٰ اور آئی۔ جے۔ آئی کے وزیر اعلیٰ جمالی کا یہ کام غیر آئینی تھا تو پہلے والی صورتحال بحال ہو جائے گی اگر سپریم کورٹ یہ بات کرتی ہے کہ انکا کام غیر آئینی تو نہیں تھا لیکن Sipirit of the Constitution کے خلاف تھا تو پھر بھی ایک واضح بات سامنے آ جائیگی لیکن ہم یہاں اسمبلیوں میں بیٹھ کر ایک اور صوبے میں ہم کون ہوتے ہیں کہ ہم دوسرے صوبے میں دخل اندازی کر کے اور یہاں بیٹھ کر جمہوریت کے بڑے ٹھیکیدار بنیں اور ٹھیکیدار کون بنتے ہیں ماسوائے چند EXCEPTIONS کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہر مارشل لاء قبول کیا جنہوں نے گیارہ سال آمریت کو قبول کیا۔ شکریہ۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا چونکہ تقریر میں میرا بھی ذکر کیا گیا ہے اسلئے میری استدعا ہے کہ اگر مجھے ایک منٹ دے دیا جائے تو میں دو لفظ عرض کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا آپ Point of personal explanation پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان۔ جی جناب والا۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔

رانا پھول محمد خان: جہاں تک انہوں نے فرمایا کہ جمہوریت کے ٹھیکیدار بنتے ہیں اور موسیٰ خان، جنرل ضیاء الحق کا تعینات کردہ ہے۔ جنرل موسیٰ خان کو انہوں نے بھی سینے سے لگایا ان لوگوں کو بھی سینے سے لگایا جو ہماری مسلم لیگ کی حکومت میں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنے Point of personal explanation پر بات کریں۔ رانا صاحب آپ اپنی بات کیجیئے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا۔ جو اس وقت وزیر تھے انہوں نے اب بھی انہیں وزیر خزانہ بنا دیا۔ تو جناب والا۔ یہ تو سلسلہ چلتا رہتا ہے بہت سارے لوگ وہ ہیں جو کل آپ میں تھے اور آج ہم میں ہیں جو ہم میں تھے وہ آپ میں ہیں اور ہم بلوچستان میں بسنے والوں کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ Point of personal EXPLANATION نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا۔ آپ میری تھوڑی سی بات سن لیں۔ جناب والا۔ آج یہ فرض حزب اختلاف کا تھا کہ وہ تحریک التوائے کار پیش کرتے یا احتجاج کرتے لیکن انہیں میرا مشکور ہونا چاہیئے۔ میں تو ان کا غلام ہوں کہ میں ان کے فرائض ادا کر رہا ہوں جناب والا یہ فرض تو حزب اختلاف کا تھا ہمارا نہیں تھا ہمیں طعن و تشنیع کرنے کی بجائے انہیں شرمندگی محسوس کرنی چاہیئے کہ پنجاب اسمبلی کی اتنی بڑی جمہوریت حزب اختلاف کے قتل پر کچھ نہ کر سکی۔۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب۔ آپ تشریف رکھیئے۔ یہ personal explanation نہیں ہے۔

یہ وقت صرف دس منٹ ہوگا اس سے زیادہ کسی کو نہیں ملیگا۔ ڈاکٹر محمد افضل صاحب۔

ڈاکٹر محمد افضل (وزیر ٹرانسپورٹ): جناب والا۔ میری سب سے پہلے گزارش یہ ہے کہ اگر اس ملک میں جنرل محمد ایوب خان مارشل لاء نافذ کرتے ہیں تو وہ ڈکٹیٹر کہلاتے ہیں اگر جنرل

یحییٰ اس ملک میں مارشل لاء لگاتے ہیں تو وہ آمر کہلاتے ہیں اور وہی مارشل لاء اگر جنرل ضیاء الحق نافذ کرتے ہیں تو وہ ظالم اور جابر کہلاتے ہیں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہی جمہوریت کے علمبردار جب ذوالفقار علی بھٹو کا مارشل لاء دیکھتے ہیں تو وہ خاموشی اختیار کرتے ہیں کیونکہ وہ عوامی مارشل لاء ہوتا ہے۔ آج تک ان کے لب سے ایک لفظ نہیں نکلا کہ وہ اپنے پاپا کے خلاف یہ کہیں کہ وہ بھی جمہوریت کے علمبردار نہیں تھے بلکہ مارشل لاء کے علمبردار تھے اور انہوں نے اس ملک میں جابر اور ظالم ہونے کا پورا ثبوت فراہم کیا جب انہوں نے لاء نافذ کیا تھا۔

جناب والا: میری بات ذرا تلخ ہے اسلئے میں گزارش کرونگا کہ وہ بڑے آرام اور تحمل سے میری بات سنی جائے۔

جناب والا: اگر وہ قومی اسمبلی میں جنرل ضیاء الحق کا بجٹ پیش کرتے ہیں تو وہ بجٹ سب سے زیادہ مکاری اور سب سے زیادہ عیاری کے ساتھ پیش ہوتا ہے اور ناقابل قبول ہوتا ہے اور وہی بجٹ اگر احسان الحق پراچہ پیپلز پارٹی کی طرف سے پیش کرتے ہیں تو وہ ان کیلئے قابل قبول اور جائز جمہوری قانونی اور آئینی ہوتا ہے۔

جناب والا: میں صرف ان کے جوابات دے رہا ہوں۔ جناب والا۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر اسی وقت کی کارروائی پر ہے کہ اس وقت جو قرارداد زیر بحث ہے۔ اس وقت کبھی وہ اپنے پاپا کی بات کر رہے ہیں کبھی ہمارے پاپا کی بات کی رہے ہیں لہذا ان سے کہا جائے کہ وہ اپنی اس تقریر کو قرارداد تک محدود رکھیں اور بتائیں کہ بلوچستان میں ان کے پاپا نے کیا نقصان کیا اور ہمارے پاپا نے کیا نقصان کیا۔

وزیر ٹرانسپورٹ

جناب والا: اگر ایک غیر جانبدار مورخ پاکستان کی تاریخ لکھے گا تو ہمیں پتہ ہے کہ ان کے پاپا کے کرتوت ظاہر ہونگے اور انشاء اللہ باقی کے کرتوت بھی ظاہر ہونگے۔ میں صرف آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب اگر اسی پنجاب اسمبلی میں یہی پیپلز پارٹی برسر اقتدار آتی تو یہ بھی جناب نواز شریف کا بجٹ قبول کرتے اور اس شرط پر قبول کرتے کہ۔

شیخ یہ کہتا گیا پیتا گیا بری شے ہے بری شے ہے

اور اس کے بعد انہوں نے پیپلز پارٹی کے دور میں جب ایم۔ آر۔ ڈی میں تھے تو اس وقت آئین کی آٹھویں ترمیم کے بارے میں سب سے زیادہ واویلا کیا اور سب سے زیادہ آسمان سر پر اٹھایا سب سے زیادہ احتجاج کیا سب سے زیادہ مذمت کی اسلئے کہ تمام ملک کے اختیارات صرف ایک فرد واحد کو منتقل کئے جا رہے تھے۔ لیکن جب ان کی اپنی باری آئی تو اس میں سب سے پہلے وزیر اعظم بنظیر بھٹو صاحبہ نے اس آٹھویں ترمیم کے تحت نامزد ہونا قبول فرمایا اور جمہوریت کو پس پشت ڈال کر نامزد ہوئیں اور اگر وہ جمہوریت کے علمبردار ہوتے یا جمہوریت کے پرستار ہوتے تو میں یہ چاہتا تھا کہ وزیر اعظم اس آٹھویں ترمیم کے تحت حلف نہ اٹھاتیں بلکہ خود اپنے طور پر کہتیں کہ میں آٹھویں آئینی ترمیم کے تحت اپنے آپ کی بے عزتی سمجھتی ہوں کہ میں اس کے تحت نامزد ہونا قبول کروں بلکہ میں اکثریت کا اعتماد حاصل کروں گی اور اس کے بعد فلور پر قومی اسمبلی کی اکثریت کا اعتماد مجھے ملنا چاہیئے لیکن وہ انہوں نے قبول کیا۔ اب میں آپ سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر مارشل لاء عوامی بن جائے تو وہ جائز بجٹ اگر عوامی بن جائے تو وہ جائز۔ اگر جنرل صاحب عوامی ہوں تو وہ جائز اگر دوسرے کوئی عوامی جنرل ہوں تو وہ ناجائز۔ اور اسی طرح میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایم آر ڈی اور اس کے بعد پیپلز پارٹی کے باقی شعبوں میں آپ دیکھیے کہ کیا کیا ہوتا رہا ہے اور یہ کیا کیا کرتے رہے ہیں۔ اب میں بلوچستان اسمبلی کی طرف آتا ہوں۔ بلوچستان اسمبلی میں آج اگر کوئی ایسا گورنر یا وزیر اعلیٰ مشورہ دیتا ہے کہ کس اسمبلی کو توڑا جائے اور وہ بد قسمتی سے آئی جے آئی کی حکومت ہوتی تو سب سے زیادہ واویلا سب سے زیادہ مذمت، سب سے زیادہ احتجاج آج پیپلز پارٹی کر رہی ہوتی لیکن چونکہ یہ جمہوریت کے دلدادہ نہیں اس لئے آج اس غیر جمہوری، غیر آئینی اور غیر قانونی اقدام کو یہ جائز قرار دے رہے ہیں۔

ان کے دوالفقار علی بھٹو (مرحوم) نے میرا خیال ہے کہ نو مہینے کے بعد بلوچستان اسمبلی کو توڑا، سرحد اسمبلی کو توڑا لیکن ان کی وزیر اعظم محترمہ بے نظیر صاحبہ سے اتنا بھی نہیں ہوا کہ وہ پندرہ دن برداشت کریں کہ ایک صوبائی اسمبلی بڑی اچھی طرح جمہوری طریقے سے منتخب ہو کر آئی ہے اور اس کے بعد اس کو موقع دیا جائے تاکہ وہ اسمبلی پوری طرح اپنا FUNCTION کر سکے لیکن یہ فرماتے ہیں کہ بے نظیر صاحبہ کا اس میں کوئی دخل یا مداخلت نہیں ہے اور وہ کہتے

ہیں کہ جنرل موسیٰ صاحب نے اپنے طور پر صرف وزیراعلیٰ کے ایما پر یہ اسمبلی توڑ دی ہے۔ ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر جناب یہ اسمبلی واقعی وزیراعظم بے نظیر بھٹو صاحبہ کے ایماء کے بغیر ان کی تائید و حمایت کے بغیر توڑی گئی ہے تو وزیراعظم ہونے کی حیثیت سے ان کا حق تھا کہ اس ملک میں جمہوریت کو بحال کریں۔ جمہوریت کے دلدادہ ہونے اور جمہوریت کے چیمپئن بننے کی یہ توفیق بھی اس وقت انہیں ہوتی کہ وہ اس اسمبلی کی مذمت کریں اور یہ کہتیں کہ یہ غیر جمہوری اقدام ہے لیکن ان کی خاموشی یا نیم رضا اس بات کی تائید کرتی ہے اور یہ اس بات کا ثبوت ہے اور یہ اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ یہ ان کے ایماء پر ہوا اور اس کے بعد یہ اس میں پوری طرح سے شامل ہیں۔

جناب سپیکر اس کے بعد اس سے بڑی ایک اور دلیل میں دینا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ یہ فرماتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ آئی جے آئی کا ہے۔ گونر جو ہے وہ جنرل ضیاء الحق صاحب کا ہے اور ان دونوں کے یہ کارنامے ہیں کہ انہوں نے بلوچستان اسمبلی کو توڑا۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر آپ پیپلز پارٹی میں ہوتے ہوئے آئی جے آئی اور اس کے بعد جنرل ضیاء الحق کے نامزد کردہ جنرل موسیٰ کی تائید کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ غیر قانونی اور غیر آئینی اقدام کی آپ تائید کر رہے ہیں۔

جناب سلمان تاثیر: جناب سپیکر، یہ صرف انفارمیشن ہے۔ ہم نے کوئی تائید نہیں کی۔

جناب سپیکر: تاثیر صاحب آپ اس پر اپنی رائے کے اظہار کا حق رکھتے ہیں۔ آپ اپنی باری پر بات کیجیے گا۔

جناب سلمان تاثیر: جناب سپیکر اگر اس قسم کی انفارمیشن دی جائیگی تو ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم ان کو بتائیں۔

جناب سپیکر: آپ تقریر کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ کو بات کرنے کی اجازت دونگا۔ آپ ضرور فرمائیے گا۔

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں اگر وزیر اعلیٰ اکثریت کا اعتماد کھو بیٹھے تو آپ ان کو یہ بتائیے کہ اس اسمبلی کا کیا قصور تھا

آوازیں: بیشک

وزیر ٹرانسپورٹ: اگر جمالی صاحب کو اعتماد حاصل نہیں تھا تو اس کا مطلب یہ ہے۔۔۔۔۔

(بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ ڈاکٹر صاحب آپ اس کو windup کیجیے۔ آپ کی تقریر کے صرف دو منٹ باقی رہتے ہیں۔ آرڈر پلیز۔۔۔

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس اسمبلی کا کوئی قصور نہیں تھا۔ اس اسمبلی کو موقع دیا جاتا کہ وہ کوئی دوسرا قائد ایوان منتخب کرتے۔ اور اس کے بعد کوئی بھی شخص ہوتا۔ اب یہ صرف اس مقصد کے تحت کیا گیا ہے کہ وہاں انتخابات ہوں اور پیپلز پارٹی دھاندلی کرے اور اس کے بعد اپنی حکومت برسر اقتدار لائے۔ ہم صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ایک اسمبلی جو صرف عوام کی تائید و حمایت سے منتخب ہو کر آئی اسے بغیر کسی جواز کے، بغیر کسی وجہ کے اس طرح ختم نہیں کیا جا سکتا اور ہم اسکی پرزور مذمت کرتے ہیں اور اس کے خلاف احتجاج کرتے ہیں اور ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ اسکو جلد از جلد بحال کیا جائے۔

جناب محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف انفارمیشن سر۔ یہ وٹرنری ڈاکٹر ہیں یا دوسرے ڈاکٹر ہیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ: آپ جیسے انسانوں کے ڈاکٹر ہیں۔

جناب سپیکر: رانا شوکت محمود صاحب۔۔۔۔۔۔۔ رائے صاحب آپ کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

رائے نور محمد خان کھرل: جناب سپیکر میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ بہت بڑا اہم مسئلہ ہے جو کہ اس وقت ہاؤس میں زیر بحث ہے اور رانا صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے میں بھی اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

رائے نور محمد خان کھرل: جی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں اس پر آپ کو موقع دونگا۔ آپ تشریف رکھیے۔

رانا صاحب آپ اس پر کچھ اظہار خیال فرمانا چاہیں گے؟

رانا شوکت محمود: جناب والا میں چار پانچ منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمائیے۔۔۔۔۔۔

رانا شوکت محمود: جناب سپیکر گزارش یہ ہے کہ آج جو قرارداد اس ایوان میں پیش ہوئی اس کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ تو یہ ہے کہ بلوچستان میں جو اسمبلی توڑی گئی اس کی ایک

حقیقت موجود ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ وہاں ایک حکومت تھی۔ جمالی صاحب اسکے وزیر اعلیٰ تھے اور جنرل موسیٰ وہاں کے گورنر تھے اور اس حکومت، اس اسمبلی کو گورنر کے آرڈر کے تحت توڑا گیا جو آئین کے مطابق تھا۔ اب یہ ضرور کہا جا سکتا ہے اگر کوئی کہنا چاہے کہ وہ آئین کے مطابق انہوں نے جو کام کیا وہ صحیح نہیں تھا لیکن اس قرارداد کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ اس میں ایک مفروضے کے طور پر پیپلز پارٹی کو ملوث کیا جا رہا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ سراسر زیادتی ہے۔ ایک مفروضے کو اس اسمبلی میں زیر بحث لانا اور ایوان کا قیمتی وقت ضائع کرنا سراسر ناجائز تھا۔ میں نے شروع میں بھی عرض کی کہ آج ہم بجٹ پر بحث کرتے تو بہت اچھا تھا۔ ایک حقیقت ہے اور اس حقیقت کے بارے میں گورنر نے اور وزیر اعلیٰ دونوں نے یہ قبول کیا کہ اسمبلی انہوں نے توڑی۔ اب ان کی مذمت یہاں کوئی نہیں کر رہا بلکہ اس کو محض اس حوالے سے یہاں ذکر کیا جا رہا ہے کہ پیپلز پارٹی اسکی ذمے دار تھی۔ جناب والا میں نہایت مختصراً یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کی اپنی بھی ایک تاریخ ہے۔ اور وہ تاریخ جو آج یہاں ایک مفروضہ پیش کیا جا رہا ہے اس کا ناقابل تردید ثبوت بھی ہے

جناب والا، پاکستان پیپلز پارٹی نے گیارہ سال طویل جدوجہد کی ہے ان حکومتوں کو بحال کروانے کے لئے۔ اور مجھے خوشی بھی ہوئی ہے کہ آج حزب اقتدار کیطرف سے وہ ممبران جو کہ جنرل ضیاء الحق کیساتھ اس آئین کے قتل میں شریک تھے جو ایک متفقہ آئین تھا اس ملک کے لئے، قوم نے متفقہ طور پر اپنے لئے ایک DOCUMENT تیار کیا تھا، ایک آئین تیار کیا تھا کہ ہماری زندگی اور اس مملکت کا کاروبار اس آئین کے مطابق چلے گا۔ جنرل ضیاء الحق نے جب اس آئین کو قتل کیا اور یہ کہا کہ یہ آئین کیا چیز ہے، یہ چند ۱۳ صفحوں کی ایک کتاب ہے، تو انہیں صفوں پر بیٹھے ہوئے آج یہ جمہوریت کے چمپئین اور یہ جمہوریت کے دعویدار اور یہ جمہوریت کے لئے آنسو بہانے والے، اس جنرل ضیاء کے فعل پر اسکی ستائش اور اس کے اس اقدام کے لئے اچھی اچھی تقاریر کر رہے تھے کہ جنرل ضیاء الحق اس سے اچھا اور کوئی کام نہیں کر سکتے ہیں، کہ انہوں نے اس ملک کے متفقہ آئین کو توڑا اور جمہوری حکومتوں کو ختم کیا، جناب والا یہ اس وقت بہت افسوس ناک امر تھا، لیکن پھر میں اس تاریخ کا ذکر کرتا ہوں جو کہ اس قرارداد کے خلاف ایک مفروضے کے لئے ایک ناقابل تردید ثبوت ہے۔ کہ اس وقت یہ صرف ایک پیپلز پارٹی تھی، جس نے جمہوریت کے لئے، آئین کی بحالی کے لئے، اس ملک

میں قانون کی حکمرانی اور عوام کے غصب شدہ حقوق کی بحالی کے لئے جد وجہد کا آغاز کیا۔ مجھے آج ان صفوں پر بیٹھے ہوئے وہ لوگ بخوبی نظر آ رہے ہیں جنہوں نے ضیاء الحق کے اس نام نہاد جمہوری حکومت کے نام پر ایک ڈکٹیٹر شپ، ایک فوجی آمریت کے ساتھ جنہوں نے حلف وفاداری اٹھائے اور یہاں پر اسی اسمبلی میں اور اسی ہال میں ان لوگوں کو دفتر ملے اور ان دفاتر کیساتھ فوجی افسروں کے دفاتر ہوتے تھے۔ مجھے جناب والا بخوبی یاد ہے جب مجھے ہتھکڑیوں میں بریگیڈیر کے سامنے یہاں پر پیش کیا جاتا تھا، اور یہی لوگ یہاں ان بریگیڈیئرز کیساتھ بیٹھے ہوئے اپنے آپ کو وزیر کہلاتے تھے۔ جناب والا اس وقت تو ان جمہوریت کے پروانوں میں سے کسی کو بھی یہ جرات نہ ہوئی کہ دفتر سے نکل کر کہتا کہ تم نے اس اسمبلی کے ایک سابقہ ممبر کو کس جرم میں یہاں پکڑا ہوا ہے۔ اور کیوں ھتھ کڑیاں ڈالی ہوئی ہیں۔ ان میں کسی کو یہ توفیق نہ ہوئی۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ اف آرڈر۔ جناب والا میں آپ کی وساطت سے جناب رانا صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ ہم تو ابھی ان کے پابند ہیں کیونکہ ہماری وزیراعظم نے فرمادیا ہے کہ اگر جونیجو فوج سے نہ بگاڑتا تو کبھی نہ جاتا، اس کا مطلب ہے کہ فوج کی اطاعت تو انہوں نے خود قبول کرلی ہے

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

رانا شوکت محمود: جناب والا میں یہی عرض کر رہا تھا کہ جن ممبران نے آج یہ قرارداد پیش کی ہے وہ کسی صورت میں بھی سنجیدہ نہیں ہیں، وہ اس قرارداد پر بحث نہیں چاہتے ہیں، وہ صرف اس ایوان کا وقت ضائع کرنا چاہتے تھے تاکہ بجٹ پر بحث نہ ہوسکے۔ ان کا اور کوئی مقصد نہیں تھا اور اسی لئے یہ بار بار دخل اندازی کی جارہی ہے---------- تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس وقت تو جناب والا ان میں سے کسی نے یہ سوال نہ اٹھایا۔ اور پھر سال ۱۹۸۵ء کے انتخابات منعقد ہوئے اور ان میں سے یہی دوست، یہی ایک غیر جماعتی انتخابات کے ذریعہ واپس منتخب ہو کر آئے اور اس انتخاب کا ہم نے بائیکاٹ کیا کہ یہ آئین کے خلاف ہے یہ جمہوریت کے خلاف ہے اور یہ اس ملک میں برادری ازم اور اس ملک میں تمام عوام کو گروھوں میں بانٹنے کی ایک سازش ہے۔ اور اس وقت بھی ہمیں پکڑ کر جیلوں میں پھینک دیا گیا تھا۔ اور میں اس جرم کی پاداش میں ۸ ماہ تک ساہیوال جیل میں رہ کر آیا اور یہ ممبران

اسمبلی ایک غیر جمہوری آئین اور ایک جماعتی انتخاب کے تحت انہی اسمبلیوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت انہیں خیال نہ آیا کہ جناب کچھ لوگ جیلوں میں گئے اس لئے کہ وہ جمہوریت کی بات کرتے تھے، اس کے علاوہ بھی میری قید ساڑھے پانچ سال بنتی ہے، جناب والا ہم نے اتنی لمبی لمبی قید کاٹ کر اس ایوان کو بحال کرایا ہے اور پھر اس کے ساتھ----------

چوھدری صداقت علی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا، رانا صاحب پنجاب پیپلز پارٹی کے صدر ہیں اور ان کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ جب انہوں نے گزشتہ دنوں ٹکٹیں تقسیم کیں، ان میں ۱۹۸۳ء کا الیکشن لڑنے والے اور ۱۹۸۵ء کا لیکشن لڑنے والے وھی شامل تھے اور پاکستان پیپلز پارٹی نے انہیں ٹکٹیں دی ہیں اور انہوں نے الیکشن لڑا ہے، اس لئے یہ ۱۹۸۵ء کے الیکشن کی مذمت نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ مقرر کی تقریر میں مخل نہ ہوں۔

میاں اظہر حسین: جناب والا۔ یہ ہمارے مقرر کی تقریر کے دوران پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتے ہیں، ابھی ان کی باری بھی آئے گی-----

جناب سپیکر: یہ میں پوائنٹ آف آرڈر نوٹ کر رہا ہوں دونوں جانب سے اور جس وقت یہ نکتہ اٹھایا جائے گا تو میں یہ بات بتا دوں گا کہ اس طرف سے کتنے پوائنٹ آف آرڈر اٹھائے گئے ہیں اور اس طرف سے کتنے اٹھائے گئے۔

رانا شوکت محمود: جناب والا یہ ایک بہت مسئلہ تھا، جس کو اب یہ قرارداد پیش کرنے والے مزاحیہ رنگ دینے کی کوشش کر رہے ہیں، ہم اس مسئلہ کو سنجیدگی سے لے رہے ہیں، یہ اس ملک کے مستقبل کا سوال تھا، تو جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس سارے عرصے میں ہماری تحریک ملک میں جمہوریت کی بحالی کے سلسلے میں تھی تو میں اس کا ذکر رہا تھا، تو اس وقت تو ان میں کسی بھی دوست نے یہ نہ کہا کہ یہ لوگ جمہوریت کی بحالی کے لئے کوشاں ہیں اور ہم لوگ جو اس ایوان میں بیٹھے ہوئے جمہوریت کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں اور جمہوریت کے قتل میں شریک ہیں، اس وقت تو کسی آدمی نے بھی اپنے گریبان میں منہ ڈالا اور نہ جھانکا اور کسی ایک ممبر نے بھی کسی جگہ پر بھی یہ دو لفظ نہ کہے کہ یہ ایک غیر جمہوری حکومت ہے جو کہ جنرل ضیاء الحق اس ملک میں چلا رہے ہیں جناب والا، جو آج یہاں پر

قرارداد پیش ہوئی ہے، اس میں جیسا کہ میں عرض کر رہا تھا کہ ایک مفروضہ جو کہ وہاں سے پیش کیا گیا، اس کے لئے ہمارے پاس یہ ہماری جد و جہد ہی ہمارا ثبوت ہے کہ ہم نے تو اس ملک میں جمہوریت کو بحال کروایا ہے۔ پھر اس جمہوریت کو ہم خود کیسے نقصان پہنچا سکتے ہیں، جن لوگوں نے گیارہ سال جمہوریت کے مستقبل کیساتھ کھیلا ہے، اس میں یہ ساری سیاسی جماعتیں شریک ہیں جو آج اسلامی جمہوری اتحاد کا حصہ بنی ہوئی ہیں۔ جناب والا جنرل موسیٰ، ضیاء الحق کے نامزد کردہ گورنر تھے اور یہ اس وقت بھی ان ساری سیاسی جماعتوں جو کہ آئی جے آئی کی صورت میں اور ملک میں اور اس ایوان میں جمہوریت کا نام لے رہے ہیں، تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک سازش ہے کہ یہاں پر جمہوریت بحال کرانے والوں کے خلاف یہاں پر ایسے حالات پیدا کئے جائیں جن میں جمہوریت کو پھر یہاں سے نکالا جائے اور فوجی حکومت کو لایا جائے۔ جو کچھ بلوچستان میں ہوا، اس میں پیپلز پارٹی تو کسی بھی صورت میں شریک کار نہیں بنتی اور پھر جن لوگوں نے یہ کیا ہے وہ خود یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے یہ کیا ہے اور از خود کیا ہے اور اپنے اختیارات کیمطابق کیا ہے۔ تو مجھے نہیں سمجھ آتا کہ یہاں پر پیپلز پارٹی کے خلاف کیوں یہ بات کی جا رہی ہے۔ اور پھر ایک بات ثبوت کے طور پر پیش کرتا ہوں کہ پیپلز پارٹی اور جمہوریت کے خلاف اس ملک میں یہ سازش کیجا رہی ہے اور وہی لوگ اس میں شریک ہیں جو مستقل مارشل لاء کیساتھ شریک کار اور شریک اقتدار رہے اور ان کو کسی صورت میں اس ملک میں جمہوریت چلتی پھرتی نظر نہیں آ رہی ہے اور پھر یہ مفروضوں پر یوں بات کیجا رہی ہے کہ جناب اب یہ پنجاب اسمبلی کیساتھ بھی یہی کرینگے کیوں یہ مفروضے پیش کئے جا رہے ہیں، کیوں عوام میں یہ ابہام پھیلایا جا رہا ہے؟ کیا یہ جمہوریت کی خدمت ہے؟ کیا یہ جمہوریت کو مستحکم کرنے کی کوشش کیجا رہی ہے یا جمہوریت کو سبوتاژ کیا جا رہا ہے۔؟ اس ملک کے عوام کیا سوچیں گے اس ملک کی افسر شاہی کیا سوچے گی؟ کہ یہ اسمبلی خود یہ کہہ رہی ہے کہ ہاں اب پنجاب میں بھی یہی عمل دھرایا جائے گا۔ آخر اس کی بنیاد میں ایک شک محض ایک شبہ اور ایک ایسا فعل ہے جس کا کوئی وجود نہیں ہے۔

جناب والا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے مفروضوں سے اس قسم کی قراردادوں سے اس ملک کے، اس ملک کے جمہوری نظام کو، اس ملک میں جو جمہوریت کے لئے جد و جہد کی گئی ہے اس کو نقصان پہنچے گا اور اگر یہ قرارداد اس ایوان میں منظور کی گئی تو میں آج کہتا ہوں کہ

اور ریکارڈ کے طور پر یہ کہتا ہوں کہ اس ملک میں آئندہ چل کر جمہوریت کے لئے سب سے بڑی نقصان دہ یہی قرارداد ہو گی۔ اور پھر یہ صوبوں کے درمیان ایک منفرت پھیلانے والی قرارداد ہے یہ ایک ایسی قرارداد ہے جو صوبوں کے درمیان منافرت پھیلائے گی جناب والا آپ ایک ایسی قرارداد کو منظور کرنا چاہتے ہیں جو صوبوں کے درمیان صوبائی عصبیت پھیلائے گی اور جمہوریت کو نقصان پہنچائے گی۔ اسلئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ملکی مفاد کے تحت اس قرارداد کو رد کر دینا چاہئے اور منظور نہیں کرنا چاہیے بہت بہت شکریہ۔

جناب محمد وصی ظفر: پوائنٹ آف انفارمیشن۔

جناب سپیکر میرا پوائنٹ آف انفارمیشن یہ ہے کہ جس وقت لیڈر آف اپوزیشن تقریر کر رہے تھے تو قائد ایوان نے اپنے ایک مشیر کو بلوایا اور اس کو کچھ نکات لکھوائے۔ ان کے جانے کے بعد مشیر صاحب نے قائد حزب اختلاف کو INTERRUPT کرنا شروع کر دیا۔ یہ بات آپ ان سے پوچھ کر بتائیں کہ کیا یہ بات درست ہے؟ اگر ایسا ہے تو کیوں ہے؟ آپ بھی دیکھ رہے تھے کہ انہوں نے اپنے اس مشیر کو بلوایا اس نے پاس کھڑے ہو کر پوائنٹس نوٹ کئے اور انہوں نے INTERRUPT کرنا شروع کر دیا۔ کیا قائد ایوان کا یہ رویہ قابل فخر ہے؟

جناب سپیکر: آپ یہ مفروضے پر بات کر رہے ہیں۔۔۔۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب والا یہ مفروضے پر بات نہیں ہے اسوقت آپ بھی دیکھ رہے تھے اور میں بھی دیکھ رہا تھا کہ انہوں نے اپنے مشیر کو بلوایا اور ان کو پوائنٹس لکھوائے جیسے ہی وہ واپس گئے انہوں نے قائد حزب اختلاف کو INTERRUPT کرنا شروع کر دیا کیا قائد ایوان کا یہ رویہ قابل مذمت نہیں ہے؟۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا اسی سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ کوئی بھی وزیر کسی سے چٹ لے سکتا ہے اور وہ گیلری میں بیٹھے ہوئے سیکرٹریوں سے بھی کوئی نوٹس یا چٹیں لے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: مسز طاہرہ خان۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا اب اس تحریک پر کافی بحث ہو چکی ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا محرک کتنی دفعہ بول سکتے ہیں؟۔

جناب سپیکر: رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

مسز طاہرہ خان: جناب سپیکر میں حزب اختلاف کے معزز اراکین اسمبلی کی شعلہ بیانیوں سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ بڑے ہو کر بہت اچھے کام کریں گے۔ لیکن آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ اچھے کام کرنے کیلئے عمر کی کوئی قید نہیں اس عمر میں بھی وہ اچھے کام کر سکتے ہیں۔ اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ قول و فعل کا تضاد کوئی اچھا کام نہیں ہے۔ یہی اراکین اسمبلی جب پبلک پلیٹ فارم پر جاتے ہیں تو بہت پُرزور طریقے سے جمہوریت کی حمایت کرتے ہیں۔ اور جمہوریت کی بحالی کے حق میں نعرے لگاتے ہیں اور جب اسمبلی کے اندر آتے ہیں تو اسی جوش و خروش سے جمہوریت کا قتل عام کرتے ہیں۔

جناب کہا یہ جاتا رہا ہے کہ چونکہ پہلے یہ ہوا اس لئے اب بھی یہ جائز ہے:

Two wrongs don't make a right.

جناب میں آج شرمندہ ہوں، ایک قانون ساز اسمبلی کے رکن ہونے کی حیثیت سے میں آج شرمندہ ہوں اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہر باشعور اور باضمیر آدمی کو شرمندہ ہونا چاہیے۔ پہلے جو ہوا سو ہوا لیکن ہماری موجودگی میں آج جمہوریت کا اسی طرح سے سنگدلانہ قتل عام ہو گا تو اس میں ہم بھی مجرم ہونگے۔ ہم بھی قصوروار ہونگے اور میں سمجھتی ہوں کہ آئین کی آڑ لیکر جو مجرمانہ ڈرامہ تشکیل دیا گیا اس کا علم بہت سے لوگوں کو ہے اور اگر معزز اراکین اسمبلی کو اسی بات کا علم نہیں تو اپنے ساتھی طارق رحیم سے پوچھ لیں۔ جناب اس ڈرامے کے مرکزی کردار سے رابطہ طارق رحیم نے کیا تھا۔ مرکزی کردار جمالی صاحب سے جب باتیں طے ہو گئیں اور ان کی خدمات کو حاصل کر لیا گیا تو پھر باقی کرداروں کو ریہرسل کروائی گئی اور پھر جب آخری QUEUE تک ریہرسل ہو گئی تو پھر یہ ڈرامہ نہایت ڈھٹائی سے عوام کو بے وقوف بنانے کیلئے سٹیج پر ادا کر دیا گیا۔

جناب بلوچستان کی اسمبلی کو ڈرامائی طور پر توڑنا ایک قومی المیہ ہے ایک سانحہ ہے، یہ عوام کے ساتھ ایک دھوکہ ہے۔ دھوکہ اسلئے کہ اس بار پیپلز پارٹی کو ووٹ روٹی کپڑا اور مکان پر نہیں ملے تھے، اس بار انہوں نے ووٹ جمہوریت کی بحالی کیلئے مانگا تھا اور جناب والا جمہوری اقدار کو پامال کر کے جمہوریت بحال نہیں کی جاتی اور نہ ہی الیکشن لڑ کر اسمبلیوں میں آ جانے

کا نام جمہوریت ہے اور نہ ہی کسی جمہوری کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جمہوریت بحال کرنے کیلئے مرکز اور تمام صوبوں میں ایک ہی پارٹی کی حکومت قائم ہونی چاہیے جمہوریت کسی چیز کا نام نہیں، جمہوریت ایک سوچ ہے، ایک رویہ ہے، ایک طرز عمل ہے ایک طرز فکر ہے، جمہوریت برداشت کا نام ہے، جمہوریت رواداری کا نام ہے جہاں تک رواداری کا تعلق ہے تو محترمہ کے محترم والد نے اس بلوچستان اسمبلی کو ۹ مہینے تو برداشت کیا تھا، جب کہ محترمہ نے صرف ۹ دن برداشت کیا ہے، یہ مفروضہ نہیں ہے۔

ایک آواز: جناب والا محترمہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہی ہیں۔

مسز طاہرہ خان: جی نہیں میں نے پوائنٹس لکھے ہوئے ہیں اور وہ بھی آپ لوگوں کی تقریروں کے جواب میں چند پوائنٹس لکھے ہوئے ہیں۔ لیکن میری تقریر لکھی ہوئی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ براہ مہربانی ان کی تقریر میں مداخلت نہ کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) خواجہ محمد یوسف: جناب یہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہی ہیں

جناب سپیکر: خواجہ صاحب یہ پڑھ نہیں رہی ہیں۔

(قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

مسز طاہرہ خان: جناب کہا یہ جاتا ہے کہ انہیں علم نہیں تھا، جناب اگر علم نہیں تھا تو وہ نااہل ہیں اور اگر علم تھا تو وہ بددیانت ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں وہ حکمرانی کے قابل نہیں۔ لاعلمی جرم ہے جب کہ آپ اس کرسی پر بیٹھے ہیں۔ جناب اگر حکومت چلانی ہے تو انہیں اکثریت کو ساتھ لیکر چلنا ہوگا۔ اس لئے کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ چاہے ووٹ اکٹھا گیا لیکن صرف ۳۹ فیصد ووٹ پیپلز پارٹی کو گیا، لیکن چاہے بکھر کر گیا ۶۱ فیصد ووٹ ان کے خلاف کاسٹ ہوا۔ لہذا اکثریت ۶۱ فیصد کی ہے اسلئے ۶۱ فیصد کو انہیں ساتھ لیکر چلنا ہوگا۔ جمہوریت بحال کرنے کیلئے اکثریت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اور نہ ہی اکثریت کے خلاف محاذ آرائی کی جاسکتی ہے۔ آمرانہ ذہن اور قول و فعل کے تضاد کی بہت سی مثالیں میرے پاس موجود ہیں اور اس کا انجام بھی ہم لوگوں کے سامنے ہے۔ لیکن سبق وہ سیکھتا ہے جس کو خدا بچانا چاہے۔ جناب یہاں یہ کہا گیا کہ جناب موسی ہمارے آدمی نہیں، مجھے صرف اتنا کہنا ہے کہ جو آدمی آپ کے نہیں تھے انہیں تو آپ نے فوراً برطرف کر دیا اگر یہ آپ کے آدمی نہیں تھے تو ان

کی باری اب تک کیوں نہ آئی۔ پنجاب کے گورنر تبدیل کر دیے گئے۔ یہ اعلان بھی کیا گیا کہ ہم نے اخبارات کو آزادی دے دی ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ ہم کسی کے خلاف سیاسی کارروائی نہیں کریں گے۔ اس کے باوجود جن کے ذہن ان کے ساتھ نہیں ملتے تھے یا جو اپنی مرضی کرنا چاہتے تھے ان کو برطرف کر دیا گیا ہے ان میں سے تین چیف ایڈیٹرز کے نام میں آپ کو دے سکتی ہوں۔ ضیاء الاسلام انصاری صاحب، مقبول شریف صاحب اور رشید صدیقی صاحب کو اخبارات سے برطرف کیا گیا اور ان برطرفیوں کے بعد پریس آزاد ہو گیا۔

جناب سلمان تاثیر: جناب اس سے بلوچستان کے مسئلے کا کیا تعلق ہے؟

مسز طاہرہ خان: جناب والا اس سے بالکل تعلق ہے اور وہ رویے کا تعلق ہے۔ یہاں بات ہو رہی ہے رویے کی۔ اسلئے اسی کا تعلق بن جاتا ہے۔

جناب سلمان تاثیر: جناب سپیکر آپ مجھے یہ بتائیں کہ اس کا بلوچستان کے مسئلے کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

مسز طاہرہ خان: جناب والا میں ایک ذہنیت کی بات کر رہی ہوں کیونکہ جمہوریت کا تعلق ذہنیت سے ہے۔

جناب سلمان تاثیر: جناب سپیکر آپ مجھے بتائیں بلوچستان کے مسئلے کے ساتھ ضیاء السلام انصاری کا کیا تعلق ہے؟

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

مسز طاہرہ خان: جناب سپیکر میں ۱۰ منٹ سے زیادہ نہیں بولوں گی، مجھے دس منٹ کا وقت ملا ہے اسلئے مجھے دس منٹ بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: مجھے ذرا آپ پہلے بات کرنے کی اجازت دیجیے۔ میں معزز اراکین اسمبلی سے کہوں گا کہ خواتین کو INTERRUPT نہیں کیا جاتا۔ یہ اس ایوان کی رسم نہیں ہے۔

مسز طاہرہ خان: جناب والا، میں آپ کے سامنے دو خطوط پڑھ کے سنانا چاہتی ہوں۔

جناب سلمان تاثیر: اگر یہ ہمیں INTERRUPT نہیں کریں گی تو ہم بھی نہیں کریں گے۔

مسز طاہرہ خان: ابھی تک کسی عورت نے آپ کو INTERRUPT نہیں کیا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر

جناب سپیکر: شاہ صاحب، آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔؟
جناب جاوید محمود گھمن: جناب سپیکر، میں پہلے پوائنٹ آف آرڈر پہ کھڑا ہوا ہوں۔
جناب سپیکر: جی بلاشبہ آپ پہلے کھڑے ہوئے ہیں اس لیے میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔
جناب جاوید محمود گھمن: جناب والا، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس اسمبلی میں اگر یہ اصول ہے کہ مستورات کو نہ ٹوکا جائے تو انہیں بھی حدود میں رہنا چاہیے۔ اور وہ حدود یہ ہیں کہ جو چیز سچی ہو وہ بیان کی جائے اور جھوٹ کو چھوڑ دینا چاہیے۔ یہ تو کوئی بات نہیں کہ وہ جو جی چاہے کہتی جائیں اور انہیں ٹوکا نہ جائے۔
مسز طاہرہ خاں: جناب سپیکر، اس میں۔
جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بات میں نے سن لی۔ مجھے ان کی بات کا جواب دینے دیجیے۔ یہاں ہر معزز رکن کو آزادی ہے کہ وہ اپنے مافی الضمیر کو بیان کرے۔ ہر معزز رکن کو آزادی ہے۔ اور اس میں حدود اور قیود یہ ہیں کہ پارلیمانی زبان استعمال کی جائے۔ غیر پارلیمانی زبان اور غیر شائستہ الفاظ اور غیر مہذب الفاظ سے احتراز کیا جائے۔۔۔۔۔ جی شاہ صاحب۔
سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر، میری بات کا جواب تو آپ نے دے دیا۔ میں آپ سے یہی گزارش کرنا چاہتا تھا کہ یہاں پر وہ ایک معزز رکن کی حیثیت سے بیٹھی ہیں خاتون کی حیثیت سے نہیں بیٹھیں۔ خاتون کا ادب اور احترام ہمارے لیے واجب ہے مگر اس ایوان میں جب کوئی رکن بات کریں گے تو وہ اس اسمبلی کے رکن ہونے کی حیثیت سے بات کریں گے اور اگر اس میں کوئی بات قابل اعتراض ہوئی تو دوسروں کا بھی حق ہوتا ہے۔ یہاں پر وہ ایک خاتون کی حیثیت سے نہیں ہیں۔ یہاں وہ ایک معزز ممبر کی حیثیت رکھتی ہیں۔
جناب سپیکر: یہ بات آپ کی صحیح ہے۔ وہ معزز رکن کی حیثیت سے ہیں۔
جناب پرویز صالح: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے جو بات کی ہے کہ جب خاتون بول رہی ہوں تو انہیں ٹوکا نہیں جا سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس male chauvinist نہیں ہے۔ اور ہم خواتین کی عزت اس حد تک کرتے ہیں کہ ہم خواتین کو اپنے برابر سمجھتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ پارلیمانی زبان استعمال ہونی چاہیے۔ لیکن اگر

آپ یہ کہیں گے کہ خاتون کو ٹوکا نہیں جاسکتا تو میں سمجھتا ہوں یہ ان کی ہتک ہے۔ چونکہ ہم ان کو برابر سمجھتے ہیں۔ ہم ان کو بھی ٹوک سکتے ہیں لیکن پارلیمانی انداز میں، پارلیمانی طریق کار سے۔ تو ہم تو ان کو عزت دیتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ہمارے برابر ہیں اسی لیے ان کا حق ہمیں ٹوکنا ہے اور ہمارا حق بھی ہے کہ ان کو valid points پر INTERRUPT کریں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بات درست ہے۔ میں نے کہا ہے کہ خواتین کو INTERRUPT کرنے کی اس ایوان میں روایت نہیں ہے۔ اور جب خواتین کے احترام کی بات آتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو آپ کے حق میں بات جاتی ہے۔ اس سے آپ کیوں پہلو تہی کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔ جی خواجہ صاحب، آپ کچھ فرمانا چاہیں گے۔؟

میجر (ریٹائرڈ) خواجہ محمد یوسف: میری گزارش یہ ہے کہ ہم تو سمجھتے ہیں کہ خواتین کو برابر کے حقوق حاصل ہیں اور وہ اسی طرح بات کر سکتی ہیں جس طرح مرد ممبران اسمبلی بات کر سکتے ہیں لیکن جتنی یہ باتیں فرما رہی ہیں کیا وہ ان کے علم میں ہیں کہ طارق رحیم نے ڈرامہ کھیلا۔ کیا یہ کوئٹہ میں تھیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ کیا یہ باتیں ان کے ذاتی علم میں ہیں جو یہ فرما رہی ہیں کہ رات کو تین بجے یہ ڈرامہ طارق رحیم نے کھیلا، فلاں نے کھیلا۔ کیا ان چیزوں کا ان کو ذاتی علم ہے؟

جناب سپیکر: خواجہ صاحب، آپ نے بات کر لی ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) خواجہ محمد یوسف: جی ہاں!

جناب سپیکر: یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

مسز طاہرہ خاں: جناب سپیکر، ذکر ہو رہا تھا جمہوریت کا اور ذکر ہو رہا تھا ایک رویے کا۔ اور میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ رویہ جمہوری نہیں بلکہ آمرانہ ہے۔ اور اس کے ثبوت کے طور پر میں ایک چیز آپ کی خدمت میں پڑھنا چاہتی ہوں۔

My dear Mr. Rashid Siddiqui,

I have very little time and only a few words to say. Kindly let me have your formal unconditional resignation through Mr Hasrat, the bearer of this letter, and I pormise to ensure that you would leave with dignity and with such

monetary benefits as are permitted under the rules. You have unfortunately very little time to weigh the worth of htis offer, and the man making it, because you will have nothing to do with it from sixteen hours onwards tomorrow 15-12-88. You will then be faced with a totally new situation for which he will account himself before God not responsible. No ifs and buts please, a straight unconditional resignation. Mr. Hasrat returns by first flight tomorrow morning.

Regards.

Sincerely,
Qayyum.

جناب یہ وہ شخص ہے جس نے اسلام صاحب کو REPLACE کیا ہے۔ اور کس لیے ان کو لایا گیا وہ اس خط سے ثابت ہے۔ اور پھر کہا جاتا ہے کہ پریس آزاد ہے۔ اگر آپ کی اپنی مرضی کے لوگ آئیں گے تو وہ آپ ہی کی بولی بولیں گے۔ انہیں آپ جتنی مرضی آزادی دیں وہ آپ ہی کی بات کریں گے۔ اور بلائیے ان کو۔ تو جناب رویے درست کرنے چاہیں۔ اور جو بات شرمناک ہے وہ شرمناک ہے اور جو افسوس ناک ہے وہ افسوس ناک ہے۔ میں یقین سے کہتی ہوں کہ جب یہ اچھا کام کریں گے تو ہم ان کی تعریف بھی کریں گے۔ لیکن تنقید برائے تنقید صحیح نہیں تنقید برائے تعمیر میں ہم ان کے ساتھ ہوں گے۔ ان چند گزارشات کے ساتھ میں اپنے بھائیوں سے ایک اور تجویز پیش کرنا چاہتی ہوں کہ حکومتیں مختلف جماعتوں کو برداشت کریں اور کوشش کریں کہ ان کے ساتھ ایک working relationship پیدا کی جائے۔ تاکہ ملک کی بدنامی نہ ہو۔ جناب والا، ہمارا ملک بدنام ہو رہا ہے اور ان کو ہنسی آ رہی ہے۔ مجھے ان کی ذہنیتوں پر افسوس ہو رہا ہے۔ بہت مہربانی!

جناب سپیکر: ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش صاحب۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش: جناب سپیکر، مجھے آج اس بات کی خوشی ہے کہ ہمارے مخالف بنچوں پر بیٹھنے والے لوگ بھی آج جمہوریت کی بات کر رہے ہیں۔ ہمیں وہ دن یاد ہیں کہ جب جمہوریت زندہ باد کہنے کی پاداش میں----

جناب سپیکر: میں پوائنٹ آف آرڈرز نوٹ کر رہا ہوں جو سپیکر کو INTERRUPT

کرتے ہیں (قہقہے) اور نوابزادہ صاحب، آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ بولتے ہیں اور بغیر پوائنٹ آف آرڈر کے بھی بولتے ہیں میں اس کو بھی نوٹ کر رہا ہوں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: جناب سپیکر، جب اس گیارہ سالہ آمریت کے دور میں پیپلز پارٹی کے کارکنوں کی پیٹھوں پر کوڑے برسائے جاتے تھے اور جب انہیں پابند سلاسل کیا جاتا تھا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو شاہی قلعے کی اذیتیں اٹھانی پڑتی تھیں۔ اور وہ دور جب بغیر مقدمات کے ہمیں پھانسی کی کوٹھیوں میں رکھا جاتا تھا۔ اس دور میں ان بنچز پر بیٹھنے والے لوگوں کی اکثریت اس آمر ضیاء الحق کی ہاں میں ہاں ملاتی تھی اور وہ جمہوریت مردہ باد اور ہم؟ جمہوریت زندہ باد کہا کرتے تھے۔ اس لیے آج بڑی حیرانی کا مقام بھی ہے اور خوشی بھی اس بات کی ہے کہ وہ لوگ جو اس قافلے کے ساتھ تھے جو قافلہ آمریت کہلاتا ہے، آج وہ بھی جمہوریت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ جناب والا، وہ وقت بھی ہمیں یاد ہے کہ جب یہاں اسلام کا نام لیا جاتا تھا۔ جب چادر اور چاردیواری کی بات کی جاتی تھی۔ اور چادر اور چاردیواری کی بات کرنے والے لوگ ہمارے گھروں میں سیڑھیاں لگا کر داخل ہوتے تھے۔ اور ہماری مستورات کی بے حرمتی کے ساتھ ہم کو گرفتار کیا جاتا تھا۔ (شیم شیم) بالکل شیم ہونی چاہیے اس بات پر۔ اور وہ دن بھی مجھے یاد ہے کہ جب کوٹ لکھپت جیل کی پھانسی کوٹھڑیوں میں ہمیں عید کی نماز بھی پڑھنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ جناب والا مجھے وہ دن بھی یاد ہے کہ جب آپ کے شہر ساہیوال میں اس ہسپتال میں جب مجھے آپریشن کرانے کیلئے لے جایا جا رہا تھا تو اس مریض کے ہاتھوں میں بھی دونوں ہاتھوں میں ہتھکڑی لگی ہوئی تھی اور مجھے ایڈروپین۔ پیتھوڈین کے انجکشن لگائے گئے تھے تو میرے دوستوں نے کہا کہ کیا جمہوریت کا یہ قیدی کیا اس حالت میں بھی بھاگ سکتا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا کیا یہ اس وقت کی بات تو نہیں کر رہے جب موجودہ پارٹی کے سیکرٹری موبل صاحب کو ہتھکڑیاں ڈالی جا رہی تھیں اور ذلیل کیا جا رہا تھا کیا یہ اس وقت کی بات کر رہے ہیں۔

میاں منظور احمد موبل: جناب والا پوائنٹ آف آرڈر، میں ریکارڈ کو درست رکھنے کیلئے عرض کر دوں کہ اس وقت حنیف رامے اور غلام مصطفیٰ کھر تھے جو آج کل ان کے ساتھ ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا جو اس وقت کے وزیر اعظم کا نام لیتے تھے اس وقت ان کو ہدایات

بھی دیتے تھے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز،

ڈاکٹر ضیاء اللہ بنگش: جناب والا آج اگر یہ جمہوریت نظر آ رہی ہے تو یہ ان لوگوں کی وجہ سے ہے جو ابھی قید سے رہا ہوئے ہیں۔ وہ قیدی جن کی عمریں ۲۵ سال تھیں لیکن وہ مارشل لاء کے آمرانہ دور میں جس کے آپ ساتھی ہیں، آپ نے ان کو پچاس پچاس اور ساٹھ ساٹھ سال کی قیدیں دلوائیں تھیں، اس لئے ہم مشکور ہیں ان جیالوں کے، ان ہیروز کے جن کی بدولت آج اس ملک میں جمہوریت ہے، اب میں مسلم لیگ کی طرف آتا ہوں وہ مسلم لیگ جو قائد اعظم کی مسلم لیگ ہے۔

جناب سپیکر: جی مسز طاہرہ خان پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہنا چاہتی ہیں۔

مسز طاہرہ خان: جناب والا میں پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہنا چاہتی ہوں جناب والا اگر یہ قید کی فہرست گنوا رہے ہیں تو میری بھی لکھ لیجئے گا جو کہ میں نے بھٹو کے وقت بھگتی تھی، کوٹ لکھپت جیل میں میں بھی تھی۔ اور اگر یہ فہرست لکھوا رہے ہیں تو ایک فہرست میں یہ نام بھی ڈال دیجئے گا۔

جناب سپیکر: مجھے افسوس ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

چوہدری محمد حیات: جناب والا ڈاکٹر صاحب نوں تے ہن اے گل میرا خیال اے کہ بھل گئی اے کہ بلوچستان دی اسمبلی توڑن واسطے ایہناں واسطے اے معمولی جئی چیز اے، ایناں نے پاکستان دے دو ٹوٹے کر دتے سن بنگلہ دیش علیحدہ بنا دتا، بلوچستان دی اسمبلی ٹوٹی ہے ایہناں دی نظر وچ اودی کوئی VOLUE نہیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

خواجہ محمود الحسن ڈار: جناب والا اگر ہمارا ساتھی انگریزی بولتا ہے اور انگلش میں تقریر کرتا ہے تو وہ پہلے پوچھتے ہیں، انہوں نے پنجابی میں بات کی اور اجازت نہیں لی۔

جناب سپیکر: جی ان کو اجازت لینی چاہئے تھی، یہاں اردو زبان کے علاوہ انگریزی میں یا پنجابی یا کسی بھی زبان میں آپ بات کرنا چاہیں تو آپ کو CHAIR سے اجازت لینا ہوگی۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ یہ طرزِ عمل صحیح نہیں ہے اور یہاں اجازت کے بغیر اردو زبان کے علاوہ کوئی دوسری زبان نہیں بولنی چاہیئے۔ خواجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے

ہیں۔

خواجہ محمد یوسف: جناب والا میری یہ گزارش ہے کہ ہر روز ممبر صاحبان بولتے ہیں کبھی کوئی انگریزی اور کبھی کوئی پنجابی میں بولتا ہے تو اس پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جاتا ہے، ہاؤس کا وقت ضائع ہوتا ہے، کیوں نہیں آپ اپنے کمال کرم سے یہ اجازت دے دیتے کہ پنجابی، اردو اور انگریزی جو سب سمجھتے ہیں وہ بول لی جایا کرے، ہر روز اس ہاؤس کا وقت ضائع ہوتا ہے، پوائنٹ آف آرڈر اٹھائے جاتے ہیں، کوئی آپ سے اجازت لینا یاد رکھتا ہے کبھی کو یاد نہیں رہتا اگر آپ ایک دفعہ اپنی MAGNANIMITY دکھاتے ہوئے ہاؤس میں یہ اجازت دے دیں کہ یہ تینوں زبانیں بولی جاسکتی ہیں تو یہ آپ کی اجازت اس پر مثبت طور پر استعمال کی جایا کرے گی۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب آپ نے دیکھا ہے کہ مجھے اپنے طور پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا، عام طور پر یہ ہے کہ کوئی صاحب انگریزی میں بات کرنا چاہیں، پنجابی میں بات کرنا چاہیں، عام طور پر مجھے ذاتی طور پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا، جس وقت تک کوئی معزز رکن اس پر اعتراض نہ کر دے۔ اور جب اعتراض کر دے تو پھر مجھے رول کے مطابق فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ رول میں یہ ہے کہ اردو زبان ہی اس ایوان کی زبان ہے۔ اور اس میں اگر کوئی معزز رکن کسی اور زبان میں بات کرنا چاہے۔ تو پھر CHAIR سے اجازت لینا ہوگی۔

خواجہ محمد یوسف: جناب والا جو کارروائی آپ ہمارے پاس انگریزی میں لکھی ہوئی بھیجتے ہیں، آپ نے ہمارے پاس بجٹ کی کتابیں بھیجی ہیں جو کہ انگریزی میں ہیں اور آپ کے دفتر سے اور آپ کے سیکرٹریٹ سے جو چٹھیاں جاری ہوتی ہیں وہ بھی انگریزی میں ہوتی ہیں، آپ مہربانی کر کے وہ بھی بند کر دیں اور تمام کی تمام جتنی بھی خط و کتابت ہوتی ہے وہ اردو میں ہوا کرے۔

جناب سپیکر: ہم اس کی کوشش کر رہے ہیں لیکن وہ رولز کی بات ہے۔ رولز میں یہ بات نہیں ہے کہ ہم آپ کو انگریزی میں چٹھیاں نہیں بھیج سکتے۔

خواجہ محمد یوسف: اس رول کو آپ ہی نے AMEND کرنا ہے اور اس ہاؤس نے AMEND کرنا ہے۔

جناب سپیکر: یہ ہاؤس اگر اس رول کو AMEND کر دے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس

پر ایک چیز زیر غور ہے کہ اس ایوان میں قانون اور پارلیمانی امور کی کمیٹی بنے گی، میری یہ ذاتی رائے ہے اور میں آپ کے سامنے یہ معاملہ پیش کروں گا جب وہ مجلس قائمہ بن جائے گی کہ ان رولز پر اکثر نظر ثانی کرے گی۔ اور اس میں سے جو چیزیں تبدیل ہونی چاہیں، جو رولز ہمارے معاملات میں آسانی پیدا نہیں کرتے یا کسی قسم کی دقت پیدا کرتے ہیں تو ان کو تبدیل کر سکتے ہیں، یہ معاملہ میں آپ کے سامنے پیش کروں گا جس وقت قانون اور پارلیمانی امور کی کمیٹی بن جائے گی۔ اور اس سے اگر آپ اتفاق کریں تو وہ ان کے سپرد کر دیں گے اور وہ اس معاملے کو PROCESS کرتے رہیں گے اور اپنی سفارشات ہاؤس میں پیش کر دیں گے۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: جناب والا آئی جے آئی کے اتحاد میں سب سے بڑی پارٹی مسلم لیگ ہے۔ قائد اعظم کی مسلم لیگ کو چھوڑ کر باقی مسلم لیگ کے بارے میں پاکستان کے عوام جانتے ہیں کہ ہر آنے والے فوجی آمر کی یہ داشتہ رہی ہے، خدا وہ وقت نہ لائے کہ پھر کبھی اس کو کسی آمر کی داشتہ بننا پڑے، لیکن اس اتحاد میں ایک پارٹی اور بھی ہے جسے عوام-----

چوہدری محمد اعظم چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ ذاتی طور پر ویسے بھی یہ بات عام ہو رہی ہے اور یہ کر رہے ہیں کہ کسی کی ذات پر کوئی بات کسی دائرے کے اندر رہ کر کریں، یعنی ہم نے کسی بات میں بھی پیپلز پارٹی کی اس حد تک کوئی بات نہیں کی، یہ مسلم لیگ کا نام لے کر دوسرے آدمیوں پر اعتراض کر رہے ہیں اور یہ بات اصول کے مطابق غیر پارلیمانی اور غیر اصولی ہے، یہ اس کی بات کر رہے ہیں جو مسلم لیگ ماں کا درجہ رکھتی تھی جس نے آپ کو یہ ملک دیا، جس کی بناء پر آج آپ اس ایوان میں ہیں اور آپ کے پاپا اس کے جنرل سیکرٹری تھے۔ میں عرض کروں گا کہ----

جناب سپیکر: چیمہ صاحب یہ بات آپ اپنی تقریر میں کر سکتے ہیں پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں کر سکتے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: پوائنٹ آف آرڈر سر، جناب والا یہ مسلم لیگ کا نام لینا غیر پارلیمانی ہے۔

جناب محمد لطیف مغل: جناب والا یہ جو داشتہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، کیا یہ پارلیمانی ہے؟ جناب والا وہ مسلم لیگ جس نے یہ ملک بنایا ہے اگر یہ اس کو داشتہ کہتے ہیں تو وہ ان کی بھی

ماں ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: ہم اس مسلم لیگ کا احترام کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، ایک وقت میں ایک صاحب کھڑے ہو سکتے ہیں۔

ڈاکٹر ضیاء اللہ خان بنگش: جناب والا مسلم لیگ کے بعد آئی جے آئی میں ایک پارٹی اور ہے جسے عوام مارشل لاء کی بی ٹیم کہتے ہیں اور ان کا کردار پاکستانی عوام اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہر مارشل لاء کا انہوں نے ساتھ دیا، اس لئے وہ عوام الناس میں مارشل لاء کی بی ٹیم کے نام سے مشہور ہیں۔ چاہے یحییٰ خان ہو چاہے جنرل ضیاء کا ریفرنڈم ہو مارشل لاء کی بی ٹیم ان کا ساتھ ضرور دیتی ہے۔

اب میں بلوچستان کے واقعہ کی طرف آتا ہوں ٹھیک ہے، بلوچستان میں جو بات کی گئی وہ آئینی طور پر تو ٹھیک ہو سکتی ہے جمہوریت مین اس کو پسند نہیں کیا جاتا۔ لیکن اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ خود ہی قاتل خود ہی منصف۔ اسکو مشورہ دینے والے جمالی صاحب آئی جے آئی کے لیڈر اور جناب گورنر صاحب جو کہ ان کے سیاسی پاپا ضیاء الحق کا نامزد کردہ تھے۔ پیپلز پارٹی بچاری کا اس میں کیا جرم ہے کہ تمام الزامات پیپلز پارٹی پر عائد کئے جا رہے ہیں۔ واقعی اگر آپ کو جمہوریت اچھی لگنے لگی ہے اور جمہوریت کے چیمپئن آپ بننا چاہتے ہیں تو اس آئین میں جو غیر ضروری شقین موجود ہیں جن میں ایک ترمیم ابھی ہے ہم آپکو خوش آمدید کہیں گے کہ قومی اسمبلی میں اور سینٹ میں پیپلز پارٹی کا ساتھ دیں۔ اور محترمہ بے نظیر بھٹو وزیر اعظم پاکستان کے ہاتھ مضبوط کریں تاکہ اس ملک میں صحیح ۱۹۷۳ء کا آئین جو شہید ذوالفقار علی بھٹو نے بنایا ہے وہ آئین اس ملک میں نافذ ہو سکے۔ اور صحیح جمہوریت اس ملک میں آئے کہ وہ نام نہاد جمہوریت آئے۔ جناب والا میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ اس جمہوریت کے لئے جس کی بحالی کے لئے پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکن قربانیاں دیتے ہرے ہیں اس جمہوریت کی بحالی کے لئے آپ قومی اسمبلی میں اور سینٹ میں پاکستان پیپلز پارٹی کا ساتھ دیں۔ شکریہ۔

وزیر ٹرانسپورٹ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ مجھے ابھی ابھی میرے ایک معزز دوست نے بتایا ہے میری تقریر کے دس منٹوں میں دس سیکنڈ باقی تھے آپ نے حکم دیا کہ تقریر کو ختم کیا جائے۔ میں دس سیکنڈ کو استعمال کرنا چاہتا ہوں اور آپ کی خدمت میں اور حزب اختلاف کے معزز

اراکین کی خدمت میں ایک شعر پیش کرنا چاہتا ہوں۔
نوابزادہ غضنفر علی گل۔ جناب والا بغیر پوائنٹ آف ارڈر کے شعر پڑھا جاسکتا ہے اور آپ شعر پڑھتے رہیں۔ آپ نے اجازت لی اور شعر پڑھا جاتا رہا ہے۔
وزیر ٹرانسپورٹ۔ یہ بلوچستان کے حوالے سے صرف دس سیکنڈ میں شعر پڑھوں گا۔
جناب سپیکر۔ ڈاکٹر صاحب میں آپ کو اس پر اپنا فیصلہ دیتا ہوں۔
وزیر ٹرانسپورٹ۔ صرف دس سیکنڈ میں آپ کی خدمت میں شعر پیش کروں گا۔
جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ پوائنٹ آف ارڈر پہ شعر کا ذکر کئے بغیر شعر کہا جاسکتا ہے۔
وزیر ٹرانسپورٹ۔ بلوچستان کی اسمبلی کے حوالے سے میں یہ کہوں گا۔

بھٹو کے نقش پا پہ چلی بے نظیر بھی
تلوار بھی ستم کی نشانی ہے تیر بھی

جناب والا میرے دس سیکنڈ پورے ہوگئے ہیں۔
جناب سپیکر۔ چودھری اصغر علی صاحب۔
چودھری اصغر علی گجر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
جناب جاوید محمود گھمن۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں جناب سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے ہم لوگوں نے جو سنا اور پڑھا وہ یہی تھا کہ مسلم لیگ کو لوگ ماں کا درجہ دیتے تھے یقیناً جواب ہاں میں ہوگا تو میں اپنے مخالف دوستوں سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ایک نہیں مجموعی طور پر انہوں نے ماں کے لئے داشتہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔
(قطع کلامیاں)
جناب والا پوائنٹ آف ارڈر پر کھڑا ہوں۔ آپ انہیں کہیں کہ وہ تشریف رکھیں۔
(قطع کلامیاں)
جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز آرڈر پلیز۔
جناب جاوید محمود گھمن۔ جناب والا میرا سوال آپ سے ہے اور میں آپ سے مخاطب ہوں اس سے مخاطب نہیں ہوں۔
جناب والا نمبر دو جس دن سے پنجاب اسمبلی یا دوسری اسمبلیاں معرض وجود میں آئی

ہیں تمام لوگوں نے سنا ہے پریس نے بتایا ہے یہاں کہا جا رہا ہے کہ ہم نے قیدیں کاٹیں، سزائیں بھگتیں، جیلیں دیکھیں۔ جناب والا میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان جیالوں نے سیاسی قیدیں کاٹیں یا کہ حدود کے لئے قیدیں کاٹیں۔ جہاز اغوا کے لئے قیدیں کاٹیں۔ غلط الاٹمنٹوں کے لئے قیدیں کاٹیں۔ جناب والا قتل کے لئے جیلیں کاٹیں۔ میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان جیالوں نے کس لئے قیدیں کاٹیں۔

جناب سپیکر۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

(قطع کلامیاں)

رانا پھول خان صاحب آپ کس نکتے پہ بات کر رہے ہیں۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا میرے پاس بھٹو کی تحریر موجود ہے۔ وہ مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل تھے انہوں نے فرمایا تھا کہ مسلم لیگ قوم کی ماں ہے۔

جناب سپیکر۔ یہ کسی نکتے کے بغیر بول رہے ہیں۔

جناب شاہد مرزا۔ جناب والا کیا ان کو اجازت ہے کہ جب چاہیں کسی نکتے پر بولنا شروع ہو جائیں۔

جناب سپیکر۔ یہ درست بات ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں چودھری اصغر صاحب کو FLOOR دے چکا ہوں۔ ان میں مداخلت نہ کی جائے۔

جناب محمد وصی ظفر۔ نکتہ وضاحت۔ ابھی ابھی ایک فاضل ممبر نے مسلم لیگ کا ذکر کیا تھا۔ مسلم لیگ تو قائد اعظم محمد علی جناح کی تھی۔ اور مادر ملت کی تھی۔ اس میں کچھ ٹولے مسلم لیگ کے برقعے اوڑھ کر مختلف روپ دھار کے اسمبلی میں آ گئے۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔

چودھری اصغر علی گجر۔ جناب سپیکر کچھ دن پہلے اس ملک میں جمہوریت کا نام بڑے احترام سے سنا گیا۔ ٹیلی ویژن پر اس کے چرچے ہوئے۔ اخباروں میں اس کے نام آئے اور الیکشن کے بعد پھر اس ملک کی پریذیڈنٹ پیپلز پارٹی محترمہ بے نظیر نے اس ملک کے وزیر اعظم کا حلف اٹھایا اور لوگوں نے جمہوریت کے ناطے پر بے حد خوشیاں منائیں۔ لیکن ابھی ان خوشیوں کو گزرے دو ہفتے نہ ہوئے تھے کہ جمہوریت کا پہلا تیر بلوچستان کے عوام کے سینوں پر

پیوست کر دیا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جمہوریت کے پردے میں چھپے ہوئے ڈاکو جنہیں پہلی دفعہ عوام پہ گل کھلانے کا موقع ملا ہے انہوں نے پہلا تیر بلوچستان کے عوام پر چلا کر جمہوریت کو قتل کیا ہے۔

(قطع کلامیاں)

شائستہ اگر پارلیمانی لفظ ہو سکتا ہے تو ڈاکو اس سے کم لفظ ہے۔ آپ اس بات کو برداشت کریں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ رانا صاحب تشریف رکھیں۔ رانا صاحب آپ کو ہر موقع پر بات کرنا ہوتی ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ رانا صاحب تشریف رکھیں۔ رانا صاحب آپ کو ہر موقع پر بات کرنا ہوتی ہے۔

(قطع کلامیاں)

چودھری اصغر علی گجر۔ میں اپنے بھائیوں کا بے حد احترام کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب ذرا رکیے۔ آپ تشریف رکھیئے۔ خواجہ صاحب آپ بھی تشریف رکھیئے۔ میں آپ کو موقع دوں گا پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ میرے پاس ریکارڈ ہے کہ آپ میں سے ہر ایک کو موقع دیتا ہوں۔

اس میں میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا DEBATE کا معیار اس ایوان میں یہی ہونا چاہیے جو اس وقت ہے۔ میں آپ سب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ میں دونوں طرف سے جو آگ برابر لگی ہوئی ہے پوچھنا چاہتا ہوں۔ کیا DEBATE کا یہی معیار آپ چاہتے ہیں کہ قائم رہے؟

* * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * *

آوازیں۔ نہیں۔ نہیں۔

جناب سپیکر۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ DEBATE کا معیار پر وقار انداز کا ہو، تو پھر میں آپ

(بحکم جناب سپیکر لفظ کارروائی سے حذف کیا گیا)

سے گزارش کروں گا کہ کوئی بھی مقرر ہو، اس کی تقریر میں کوئی بھی مداخلت نہ کرے، چاہے حزب اقتدار سے ہو، چاہے حزب اختلاف سے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور ایک بات کو آپ یقینی بنائیں کہ آپ تقریر کرتے وقت غیر پارلیمانی الفاظ کا استعمال نہ کریں اور جذبات کی رو میں اتنے نہ بہ جائیں کہ آپ دوسروں کی انتہائی دل آزاری کا موجب بنیں۔ یہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ آپ تھوڑے حوصلے اور برداشت سے بات کریں۔ دونوں طرف سے آپ اتفاق کرتے ہیں کہ کوئی مداخلت نہیں ہوگی؟ کسی بھی صورت میں نہیں ہوگی؟۔

آوازیں: نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر۔ آپ بھی اتفاق کرتے ہیں؟

آوازیں: اتفاق کرتے ہیں۔

ایک آواز: لیکن آپ انصاف کریں گے۔

جناب سپیکر۔ میں DEBATE کے سلسلے میں انشاء اللہ تعالیٰ انصاف کروں گا۔

ایک فاضل رکن۔ یہ ہمیں ڈاکو کہیں گے تو ہم انہیں رسہ گیر ضرور کہیں گے۔

جناب سپیکر۔ تو اس میں یہ ہے کہ کوئی اگر آپ کو اپنی تقریر میں ڈاکو کہتا ہے تو آپ اس کو جو بھی کہنا چاہتے ہیں، اپنی تقریر میں کہہ دیں۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ نہ یہ آپ کو ڈاکو کہیں اور نہ آپ ان کو ڈاکو کہیں۔ دل آزاری کی کوئی بات نہ کریں۔ جی بیگم صاحبہ۔

بیگم شاہدہ فاروق ملک۔ میں آپ سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ ہمارے معزز اور قابل احترام بھائیوں کی جانب سے ہمارے قائد ایوان کے بارے میں جو نامناسب الفاظ ادا کیے گئے ہیں، انہیں کارروائی سے حذف کیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز۔ یہاں اس گرما گرمی میں جو بھی نامناسب الفاظ استعمال ہوئے ھیں، میں ان کو حذف کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ (مداخلت) ابھی تو آپ فیصلہ کر چکے ہیں کہ کوئی مداخلت نہیں ہوگی۔

جناب شبیر احمد خان۔ جناب والا، میں ضروری بات کرنی چاہتا ہوں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا کہ ہم یہاں ایسا ماحول اپنائیں جس سے اشتعال انگیزی نہ ہو، جس سے ہم ایک دوسرے کی دل آزاری نہ کریں۔ ہماری اس DEBATE کا اثر اس ایوان سے باہر عوام پر بھی پڑے گا۔ اس طرح تو ہم عوام کو بھی دعوت دے رہے ہوں گے اور اشتعال انگیزی کر رہے ہوں

گے۔ اس لیے آپ براہ کرم دونوں طرف کے حضرات کو پابند کیجیے کہ اشتعال انگیز زبان استعمال نہ کریں، ایک دوسرے پر بے جا الزام تراشی، غلط بیانی اور اتہام بازی کیوں لگاتے ہیں؟ ایسا نہیں ہونا چاہیے تاکہ ماحول خوش گوار رہے اور ایوان سے باہر بھی ماحول اسی طرح سے خوش گوار رہے۔

جناب سپیکر۔ میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔

تو اب یہ طے ہو گیا کہ کسی طرف سے کسی کی تقریر میں کسی صورت مداخلت نہیں کی جائے گی۔ اور مقرر حضرات براہ کرم اتنی تند و تیز باتیں نہ کریں جو دوسروں کے لئے انتہائی دل آزاری کا موجب ہوں۔ یا غیر پارلیمانی الفاظ استعمال نہ کیے جائیں۔

چودھری اصغر علی گجر۔ میں اس بات کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اگر میرے بھائیوں نے اس بات کو ناپسند فرمایا ہے اور یہ کہ کوئی نامناسب بات نہ کہی جائے تو میں خیر سگالی کے طور پر وہ بات نہیں کہوں گا جو میں محترمہ بے نظیر کے متعلق، محمد شاہ رنگیلے کے جواب میں کہنے والا تھا تو اب میں اپنے بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کا وہ نام نہیں لوں گا اور انہیں محترمہ بے نظیر کے نام سے ہی پکاروں گا۔ میں آپ سے بھی امید کروں گا کہ اگر آپ دوسروں کے لیڈروں کی قدر کریں گے تو انشاء اللہ دوسرے آپ کے لیڈروں کی ضرور قدر کریں گے۔

میں بلوچستان کی بات کر رہا تھا کہ اس وقت کے پاکستان کے حکمران نے بلوچستان کے عوام پر اپنا پہلا تیر پھینکا ہے۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ وہ کیوں نہ پھینکتے؟ وہ عادات و اعمال کے لحاظ سے اس ڈکٹیٹر کی اولاد ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ ہم بھی جنرلوں کو برا کہتے ہیں، ہم بھی جنرلوں کو حکمران بنانے کے قائل نہیں ہیں، لیکن اس بات کا کیا علاج ہے کہ کوئی جنرلوں کو اپنا ڈیڈی کہے؟ میں نہیں کہتا۔ تاریخ گواہ ہے کہ ایوب خان کا وقت تھا، وزیر خارجہ بھٹو صاحب تھے، وہ انہیں اپنا ڈیڈی کہہ کر پکارتے تھے۔ اور ایوب خان بھی جنرل تھا۔ میں اس شخص کی بات کر رہا ہوں، جس کے آپ پیروکار ہیں۔ آپ دوسروں کو جمہوریت کا درس دیتے ہیں۔ یہ تو وقت کی مجبوریاں ہیں کہ آپ جمہوریت کا نام لے کر اور لوگوں کو جمہوریت کا دھوکہ دے کر اپنے آپ کو کہاں تک لے گئے۔ کہ جمہوریت کا نام بھی لیا، آج جرنیلوں کو گالیاں بھی دیں اور کل وہ وقت تھا کہ آپ جرنیلوں کو ڈیڈی کہہ کر پکارتے تھے۔ اخبارات اس بات کی شہادت دیں گے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ آپ یہ ایکشن کیوں نہ کراتے۔ آپ کے محترم رہنما

نے اسی بلوچستان میں فوجی ایکشن کروایا اور فوج کے ہاتھوں بلوچستان کے بلوچوں کا خون بہایا۔ اور کوئی دن ایسا نہ تھا کہ جب ایمبولنس میں لاشیں ان کے گھروں تک نہ پہنچائی جاتی ہوں۔ بلوچستان کی تاریخ اس کی گواہ ہے۔

جناب سپیکر۔ چودھری صاحب CHAIR کو ADDRESS کیجئے۔

چودھری اصغر علی گجر جناب والا، میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائیوں کو یہ پیغام پہنچا رہا ہوں۔ میں جمہوریت کے ان دعوے داروں کی بات کر رہا ہوں کہ وہ یہ اقدام کیوں نہ اٹھاتے؟ یہ لوگ کہتے ہیں کہ میرے بھائی سٹپٹا رہے ہیں۔ انہیں سٹپٹانا چاہیے۔ دکھ ہوا ہے۔ مجھے بھی دکھ ہوا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ کوڑے لگائے گئے ہیں۔ ہمارے جسموں کو کوڑوں سے چھید دیا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تاریخ گواہ ہے کہ مجرموں کو کوڑے لگائے جاتے ہیں اور آئندہ بھی مجرموں کو کوڑے لگائے جائیں گے۔ لیکن جمہوریت کے دعوے داروں سے میں یہ سوال کرتا ہوں کہ کوئی آدمی اٹھ کر تردید کر سکتا ہے کہ نوجوانوں کو ننگا کر کے سگرٹوں سے ان کے جسموں کو داغا جاتا رہا ہے؟ اس وقت یہاں پر کس حکمران کی حکومت تھی؟ کون وزیر اعظم تھا؟ جب یہاں پنجاب کے طالب علموں کو ننگا کر کے سگرٹوں سے ان کے جسموں کو داغا گیا تھا۔ آج بھی تصویریں موجود ہیں۔ کس قانون میں یہ سزا ہے؟ کسی جمہوریت میں یہ سزا ہے تو مجھے دکھاؤ۔ کسی اسلامی قانون میں یہ سزا ہے تو مجھے دکھاؤ۔ میں کہتا ہوں۔

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

دوسروں پر تنقید کرنے سے پہلے وہ اپنے دامن کو دیکھیں۔ اپنے کردار اور اعمال کو دیکھیں۔ ہم خوش آمدید کہیں گے اگر محترمہ بے نظیر جمہوریت کے لئے کوئی بہتر کام کریں گی۔ آج ہم محترمہ بے نظیر کو خراج تحسین پیش کرتے اگر وہ بلوچستان میں ہونے والے واقعے کی مذمت کرتیں۔ لیکن اس واقعے کی مذمت نہیں کی، ہم اس کی مذمت کر رہے ہیں۔

پھر اس واقعے کے بعد اس ملک کی وزیر اعظم فرماتی ہیں کہ مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ فرماتی ہیں کہ ٹیلی ویژن پر دیکھ کر مجھے علم ہوا۔ کوئی کہتا ہے، مجھے ریڈیو سے سن کر علم ہوا۔ حد ہو گئی ہے کہ ملک میں ایک صوبے کی حکومت کو ختم کیا جا رہا ہے اور اس ملک کا وزیر اعظم اپنے آپ کو بے خبر کہتا ہے۔ اور ایک طرف وہ اپنے آپ کو باخبر کہتی ہے اور دوسری طرف اپنے

اس کا دفاع کر رہے ہیں۔ کہو کہ ہم بے خبر ہیں، انہوں نے غلط کام کیا ہے۔ آپ اپنے آپ کو بے خبر بھی کہتے ہیں اور پھر اس کا دفاع بھی کر رہی ہیں؟

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں، سامنے آتے بھی نہیں

اگر کرنا ہے تو کچھ کرو۔

جناب سپیکر۔ میں "چیلے چانٹے" کے الفاظ حذف کرتا ہوں۔

چودھری اصغر علی گجر۔ شکریہ۔ میں بھی یہ الفاظ واپس لیتا ہوں۔ اگر میری کوئی بات ایسی ہے تو میں بھی واپس لیتا ہوں۔ میرے بھائی، میں ان کو ان کے کارکن کہتا ہوں، ان کے جیالے کارکن کہہ کے پکارتا ہوں۔ بہر حال، میں اس ایوان کا وقت زیادہ ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ میرے دوسرے بھائیوں نے بھی خطاب کرنا ہے۔ میں اپنے بھائیوں سے صرف یہ گزارش کروں گا کہ جب بھی وہ کوئی بات کریں تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان کا سات سالہ بھیانک دور۔۔۔۔

* * * * *

یہ لوگ بات کرتے ہیں کہ ہم جیلوں میں گئے، وہاں اتنا عرصہ بند رہے، میں کہتا ہوں کہ آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں کہ کتنے لوگ سات سالہ دور میں بند کیے گئے ہیں اور کتنے گیارہ سالہ دور میں بند کئے گئے ہیں۔ یقین کریں، ہماری جیلوں میں جگہ نہیں ملتی تھی، ایمان سے، سچ کہہ رہا ہوں کہ ہماری جیلیں بھر گئی تھیں۔ انہوں نے کہہ دیا تھا کہ ان جیلوں میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ حوالاتیں پر کر دی گئیں۔ کیمپ الگ الگ بنا دیئے گئے، تاریں لگا دی گئیں، اتنے لوگوں کو قید کیا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ اے میرے بھائیو گاجر مولی کے موجد کے پیروکارو آپ اس چیز کا بھی خیال رکھیں۔ کوڑے تو لوگوں کو لگائے گئے ہیں لیکن یہ گاجر اور مولی کس شخص کی ایجاد ہے آپکے رہنما کی ایجاد ہے آپ آج جسکے وارث بنے بیٹھے ہو انکی ایجاد ہے۔ آپ سوچیں کہ کتنا غیر انسانی سلوک اور اخلاق سے گرے ہوئے سلوک اسلاف سے گرے ہوئے سلوک آپکے دور اقتدار میں کئے گئے ہیں میں تو یہ کہتا ہوں کہ آپکی خلاصی اسی میں ہے کہ آپ اعلانیہ طور پر عوام سے بھی معافی مانگیں کہ ہم نے جو کیا ہے اس پر ہم شرمندہ ہیں۔ آپ ہمارے بھائی ہیں ہم آپکا بھی احترام کریں گے اور مجھے امید ہے کہ یہ عوام بھی آپکو معاف کر دیگی و آخر دعوانا

* * * * (بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے)

الحمد للہ رب العالمین۔

جناب سپیکر۔ ملک حاکمین صاحب کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید جاوید علی شاہ۔ جناب سپیکر۔ ابھی آپ نے یہ طے کیا کہ ایوان میں دونوں طرف سے غیر اخلاقی باتیں نہیں ہونگی۔ مگر آپ نے دیکھا ابھی معزز رکن نے تقریر فرمائی کافی حد تک تجاوز کر گئے میں انکے لئے صرف اتنا کہتا ہوں

مے خانے کی توہین ہے رندوں کی ہتک ہے
کم ظرف کے ہاتھوں میں اگر جام بھی آ جائے

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب آپ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ۔ جناب سپیکر۔ میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کیا مجھے اس میں بولنے کا موقع ملے گا۔

جناب سپیکر۔ آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو میں آپکا نام اس میں شامل کر لیتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے بہت سے صاحبان کے نام میرے پاس آ چکے ہیں۔ مجھے اس ترتیب کا خیال کرنا ہوگا۔

سید ناظم حسین شاہ۔ عرض یہ ہے کہ اگر یہ ایوان ۱۲ بجے تک بیٹھ جائے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

جناب سپیکر۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

سید ناظم حسین شاہ۔ جس معزز رکن کا اظہار خیال کرنے کا جی چاہے تو اسے موقع ملنا چاہیے۔

جناب سپیکر۔ ملک حاکمین صاحب

ملک حاکمین صاحب جناب سپیکر۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کیا بلوچستان کی برطرفی آئینی کھیل تھا یا غیر آئینی۔ جناب سپیکر سامنے تو یہ دکھائی دے رہا ہے کہ مگرمچھ کے آنسو بہاتے ہوئے شاید انہیں یہ خیال نہیں تھا یا یہ بھی جانتے ہیں کہ جو کچھ اسکے پیچھے کار فرما تھا کیا انکا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ تھا یا کسی اور جماعت کے ساتھ تھا۔

جناب سپیکر دینا جانتی ہے کہ نگران وزیر اعلیٰ جنکی ملی بھگت گذشتہ کئی مہینوں سے لوگوں میں سنی جا رہی تھی۔ انکی کانا پھوسی دینا جانتی ہے انکے کردار سے سب آگاہ ہیں وہ کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ اخبارات گواہ ہیں کہ نگران حکومت کے عہدیداران جو چیف منسٹر تھے۔ انہوں نے کس طریقے سے جمہوریت کا راستہ روکنے کے لئے چیف آف سٹاف سے

بھی رابطہ قائم کیا ان سے بھی ملاقاتیں کیں اس سے بھی پوری طرح کوشش کی کہ کسی نہ کسی طرح جمہوریت کا راستہ روکا جائے۔ میں اصل بات واضح کر دینا چاہتا ہوں ایسی سازش کارفرما ہوئی جو ایسے حالات پیدا کئے جا رہے ہیں۔ جناب والا یہ بہت بڑا سوچا سمجھا منصوبہ ہے میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں میں آپکی وساطت سے اسکی نشاندہی اس طرح کرنا چاہتا ہوں یہ سازش اس دن سے کارفرما ہونی شروع ہوئی جس دن پاکستان پیپلز پارٹی کی رہنما کو وزیر اعظم کو اعتماد کا ووٹ ملا۔ اور پھر ایک تاثر پیدا ہوا اسکی اکثریت میں اضافہ ہوا لوگ سوچنے لگے کہ شاید کچھ دنوں کے بعد اپنی اکثریت کی وجہ سے اس حد تک پہنچ جائے گی۔ کہ اسکی دو تہائی اکثریت ہو جائی گی۔ لیکن جب یہ بات سامنے آئی اور آئی جے آئی نے وہ CRUME جو انہوں نے آٹھویں ترمیم میں تسلیم کیا ہوا تھا وہ سمجھتے تھے کہ اگر پاکستان پیپلز پارٹی آگئی تو اس نے کسی نہ کسی طرح دو تہائی اکثریت لے کر اس آٹھویں ترمیم کو ختم کر دیگی تو ہمارا اس ملک میں رہنا بہت مشکل ہو جائیگا۔

جناب والا دنیا جانتی ہے اور سب دنیا اس سے آگاہ ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے لوگ جیلوں میں گئے اور کیوں گئے ہیں۔ ڈکیتی کر کے گئے ہیں یہ کون لوگ ہیں یہ سیاسی لوگ ہیں۔ انکو کیسے کہا جاتا ہے کہ یہ سیاسی لوگ ہیں جناب والا میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں پاکستان پیپلز پارٹی کے مجاھد نہ ڈاکو تھے نہ لیٹرے تھے نہ چور تھے وہ آزادی کے متوالے تھے وہ جمہوریت پسند تھے۔ کیا دنیا جانتی نہیں ہے کہ جب تحریک چلی اس وقت ریگل چوک میں کس جرم کی سزا ملی۔ ان ملزانوں کو اس پولیس کے لوگوں کو جنکے پاس ٹینک بھی تھے توپیں بھی تھیں انکو للکارا انکا مقابلہ کیا اور اپنے آپکو گرفتار کے لئے پیش کیا وہ کونسا جرم تھا وہ کس جرم کے مرتکب ہوئے جناب والا ہم انکا احترام کرتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ یہ سب چیزیں ختم ہوں یہاں محبت کا آغاز ہو لیکن جناب والا شاید انہیں یہ علم نہیں یہ وزارتیں۔ ان وزارتوں کے لئے تو ہمیں جیلوں میں دعوتیں دی گئیں - یہ ریکارڈ کی بات ہے BUREAUCRACY کے حکمران موجود ہیں۔ اسوقت بڑے بڑے سینئر عہدیداران نے آکر بات کی۔ سپرنٹنڈنٹ جیل موجود ہیں۔ آج بھی موجود ہے۔ وہاں آکر مجھ سے رابطہ قائم کیا ملک حاکمین ہم تم سے رابطہ قائم کرنیکے لئے آئے ہیں۔ چھوڑ دو ذوالفقار علی بھٹو کی پارٹی۔ پھر انہوں نے کہا کہ تمہارے لئے بہت بڑی سزا ہے تم اس پارٹی کو چھوڑ دو ہم تمہارے لئے

دروازہ کھولتے ہیں، تمہیں آزادی بھی دیتے ہیں، وزارت بھی دیتے ہیں، عزت بھی دیتے ہیں۔ میں نے کہا اگر یہ بات میں نہ مانوں تو پھر جناب والا۔ یہ ریکارڈ کی بات جناب والا۔ اگر میں اس ایوان میں غلط بات کہتا ہوں تو مجھ پر کوئی فرق نہیں کہ میں اپنے آپکو کو با اصول کہوں یا میں اپنے آپکو عزت کے قابل کہوں یہ ریکارڈ کی باتیں ہیں میں ریکارڈ کو صحیح کرنے کے لئے کہہ رہا ہوں اسکا جواب کیا تھا میں آپکو دکھانا چاہتا ہوں کہ صدائے وقت میں میرا انٹرویو شائع ہوا تھا۔ پھر کیا ہوا میں نے کہا کہ اگر میں آپکی بات نہ مانوں تو انہوں نے کہا کہ آپکے لئے کیا چیز ہے میں نے کہا کہ وہ کال کوٹھری ہے اور اس کے ساتھ موت کا تختہ اور پھندا ہے۔ یہ چوری اور ڈکیتی کے الزامات ان لوگوں پر لگا رہے ہیں جو آزادی کے متوالے تھے انہوں نے کہا لے جاؤ انکو تختہ دار پر لٹکاؤ ہم نے کہا کہ ہمارے آخری سانس میں بھی وفا ہو گی جناب والا۔ آج یہ ہمیں صلہ دے رہے ہیں۔ آج ہمیں یہ عزت دے رہے ہیں۔ ہم پر یہ الزام لگا رہے ہیں کہ ہم ڈکیت تھے ہم چور تھے ہم ڈاکو تھے میں اس معاشرے کے لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں یہ گواہ ہیں کیا یہ ہمیں یہ عزت دینا چاہتے ہیں۔ ہم نے اسلئے اپنے آپکو وقف کیا۔ ہم چاہتے تھے کہ اس ملک میں امن ہو اس ملک میں جمہوریت ہو ان مظلوموں کو جنکے ساتھ ظلم و ستم ڈھایا جا رہا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ سب کو انکے بنیادی حقوق ملیں۔

جناب والا ہم کس طرح ایسی باتیں سنیں اصل بات یہ ہے کہ یہ جو بلوچستان کی اسمبلی برطرف کی گئی ہے اس میں پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت کے خلاف ایک سوچی سمجھی سازش کی گئی اور بے نظیر بھٹو صاحبہ جو اس ملک کی وزیر اعظم ہے۔ کیا وہ ایسے حالات میں مضبوط ہو گی اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ اسکے خلاف ابھی سے ایسے حالات پیدا کئے جائیں۔ اور لوگوں کو ایسے تاثر دیا جائے اور ملک میں افراتفری پھیلائی جائے۔ لیکن جناب والا ایک بات واضح اور عیاں ہے ہم تو گنہگار لوگ ہیں لیکن ہم پہلے اپنے اوپر تنقید کرتے ہیں۔ اگر ہم سے کوئی غلطی ہو گی ہم اسکو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں ہر وقت تیار ہیں۔ لیکن جناب والا اب ہم ایسے حالات پیدا نہیں ہونے دیں گے۔ جس سے اس ملک میں افراتفری ہو جس سے اس ملک میں جمہوریت جو پھلنے پھولنے کے لئے آگے بڑھ رہی ہے۔ اگر اسکا راستہ روکنے کی کوشش کی گئی تو ہم آپکی وساطت سے یہ بتا دینا چاہتے ہیں اور اب یہ بڑا مشکل ہو گا۔ کیونکہ اسوقت پاکستان پیپلز پارٹی وفاق کی علامت بن چکی ہے۔ اور یہ کیسے کہتے ہیں کہ اس ملک میں پاکستان پیپلز پارٹی کی

کتنی سیٹیں ہیں اور آئی جے آئی کی کتنی سیٹیں ہیں پھر یہ کہتے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی اکثریت میں نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں اسوقت بھی ہمارا احتجاج تھا ہم نے اسوقت بھی کہا تھا اگر نگران حکومت قائم رہیگی تو دھاندلی ہو گی۔ افراتفری کا عالم ہوگا۔ اور ایسے حالات پیدا کئے جائیں گے پیسوں کا زور ہو گا۔ گھن گرج ہوگی اور تمام وسائل بروئے کار لائے جائیں گے۔ اسمبلی کے ممبران سے جس طرح رابطہ قائم کیا گیا اس اسمبلی کے ممبران میرے محسن ہیں ہم اپنے اپنے گریبانوں میں جھانکیں انکے ساتھ کیا کیا برتاؤ ہوا۔ انکے ساتھ کیا وعدے ہوئے، انکے ساتھ کیا کیا لغزشیں ہوئیں انکو کیا کیا دھمکیاں دی گئیں یہ دنیا جانتی ہے وقت اور تاریخ ثابت کریگا۔ ہم سچے تھے یا آپ سچے ہیں۔ ہم صحیح راستے پر تھے یا آپ صحیح راستے پر ہیں۔

جناب والا۔ بات واضح ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی اس ملک میں امن چاہتی ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی اس ملک میں جمہوریت چاہتی ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی اس ملک میں امن چاہتی ہے۔ بھائی چارے کی فضا چاہتی ہے۔ جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ پاکستان پیپلز پارٹی کسی کی اجارہ داری قائم نہیں ہونے دے گی۔ اس ملک میں ناانصافی نہیں ہونے دے گی۔ ہم ان مزدوروں کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ ہم ان آزادی کے متوالوں کو اور حریت پسندوں کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں جنہوں نے اس ملک میں اس گذشتہ گیارہ سال میں جو گھٹن تھی، جو ظالمانہ دور تھا اس میں انہوں نے جدوجہد کی۔ جسطرح انہوں نے قربانیاں دیں جسطرح انہوں نے شاہی قلعہ میں اذیتیں برداشت کیں۔ بات ہو رہی ہے کہ کوڑے کھائے ہیں۔ کسطرح کوڑے کھائے ہیں؟ دنیا جانتی ہے۔ ہم کیا، سب دنیا گواہ ہے۔ اس معاشرے کے کروڑوں انسان گواہ ہیں کہ ان معصوم بچوں کا صرف اتنا گناہ تھا کہ ان معصوم بچوں نے صرف اتنا کہا تھا کہ ذوالفقار علی بھٹو زندہ باد۔ ان کو پکڑ کر بے گناہ قید کر دیا۔

جناب والا! اس لئے ہم نے ملکی آزادی حاصل کی تھی؟ اتنی بے رحمی، اتنا ظالمانہ دور؟ اتنا غاصبانہ دور؟ پھر ہمیں یہ اس طرح کہنے پر مجبور کرتے ہیں کہ ہم ڈاکو تھے لٹیرے تھے۔ جناب والا اس طرح یہ کام نہیں چلے گا۔ ہمارے لئے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ہم نے پہلے بارہ سالہ دور میں ان لوگوں کے مقابلے کئے۔ جمہوریت کو اگر کوئی نقصان ہو گا تو انہیں کو ہو گا۔ جناب والا۔ ہم تو پھانسی کے پھندے چوم کر آئے ہیں۔ یہ تو ایک گھنٹہ بھی نہیں ٹھہر سکتے۔ یہ کہاں ٹھہریں گے۔ یہ تو نظر ہی نہیں آئیں گے پہلے دن یا دوسرے دن ہی یہ تو

جناب والا! سلام عقیدت پیش کریں گے۔ وہ تو کہیں گے کہ جناب ہم تو آپ کے انتظار میں تھے۔ اس لئے جناب والا پاکستان پیپلز پارٹی کے لوگ اپنے اصولوں کا سودا نہیں کر سکتے وہ مر سکتے ہیں لیکن جھک نہیں سکتے۔

جناب سپیکر۔ آپ کی تقریر کا ٹائم ختم ہوا۔

ملک حاکمین خاں۔ جناب والا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر۔ میاں عبدالستار صاحب!

میاں عبدالستار۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج جس موضوع پر یہاں بات ہو رہی ہے وہ انتہائی اہم موضوع ہے۔ جمہوریت کی بحالی کو کچھ ہی روز ہوئے تھے کہ اتنا بڑا المیہ، اتنا بڑا سانحہ رونما ہوا کہ اس ملک کے تمام جمہوریت پسند لوگوں کو اس کا انتہائی دکھ ہوا۔ جناب سپیکر! میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا کہ یہ کارروائی آئینی تھی یا غیر آئینی تھی۔ مگر یہ کارروائی غیر اخلاقی ضرور تھی۔ جناب سپیکر! ایک ایسے خطے میں جو اس ملک میں حساس ترین خطہ ہے۔ عرصہ دراز سے محرومیوں کا شکار ہے۔ عرصہ دراز سے وہاں فوجی ایکشن لئے گئے تقریباً ہر دور میں، چاہے جناب مرحوم ایوب خاں کا دور ہو، چاہے جناب یحییٰ خاں کا دور ہو، چاہے جناب مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کا دور ہو، وہاں فوجی ایکشن ہوئے، اس حساس خطہ میں آج کے دور میں ایسی پالیسیاں، میں نہیں سمجھتا کہ ایسے حالات کیوں پیدا کئے گئے کہ ان لوگوں میں جو پہلے ہی ایک زبردست احساس محرومی کا شکار ہیں ان کی احساس محرومی میں اضافہ ہو۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں یہ عرض کرتا چلوں کہ پیپلز پارٹی کے میرے دوست کہتے ہیں کہ ہم نے جمہوریت کے لئے کئی سال قربانیاں دیں۔

جناب سپیکر! یہ سن کر مجھے خوشی ہوتی ہے کہ انہوں نے جمہوریت کے لئے جدوجہد کی۔ مگر مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج جو جمہوریت کا کشت و خون ہوا ہے اس کی مذمت میں وہ پس و پیش کیوں کر رہے ہیں۔ ان کو تو ہمارے ساتھ ہم آواز ہونا چاہیئے تھا۔ یہ جمہوریت کا خون ہے۔ اس کے لئے سب کو اس پورے ہاؤس کو ہم آواز ہونا چاہیئے تھا۔ جمہوریت پسندوں کی اس COMMUNITY کو ہم آواز ہونا چاہیے تھا اور سب کو ملکر اس کی مذمت کرنی چاہیے تھی۔ جناب والا! ایک لفظ یہ کہا گیا کہ چیف منسٹر بھی آئی جے آئی کا اور گورنر جنرل ضیاء کے نامزد کردہ۔ یہ دونوں باتیں اگر درست بھی ہوں تو پھر آج انکا دفاع

محترمہ بے نظیر صاحبہ کس وجہ سے کر رہی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ پیپلز پارٹی اس میں ملوث نہیں ہے۔ اگر وہ اس میں ملوث نہیں تھی تو محترمہ صاحبہ کو اس کے دفاع کی بجائے یہی وقت تھا جمہوریت کا ساتھ دینے کا اور یہی وقت تھا ان کو آگے یہ ثابت کرنے کا کہ ہم جمہوریت پسند ہیں۔ کم از کم اس کی مذمت کرتے۔ گورنر سنٹر کا نمائندہ ہوتا ہے۔ کم از کم اس کو بدل دیتے۔ اور اس کو بدل کر یہ ثابت کیا جاتا کہ اس میں مرکز ملوث نہیں ہے اور اس طرح سے جناب مرکزی وزیر قانون اور جنابہ محترمہ وزیر اعظم صاحبہ اس کا دفاع کر رہی ہیں کہ جس سے یہ عیاں ہوتا ہے۔ جس سے یہ شک گزرتا ہے کہ اس میں پیپلز پارٹی ملوث ہے۔

جناب والا! جناب قائد حزب اختلاف کی میں دلی طور پر عزت کرتا ہوں ان کی تقریر میں جو INERRUPTION ہوئی میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی اچھی بات نہیں تھی اور یہ کوئی اچھی روایت نہیں تھی مگر اس کے ساتھ ہی میں ان کی باتوں سے کچھ اتفاق نہیں کرتا اس حوالے سے عرض کرونگا کہ وہ بھی ایک بلوچ سردار ہیں۔ وہ بھی اس خطے سے ملتے جلتے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہیں روایات کے امین ہیں، جو بلوچی روایات کے امین ہیں۔ بلوچ خون ان کی رگوں میں دوڑتا ہے میرے خیال میں بلوچستان میں جو کچھ ہوا ہے اس سے انہیں بھی دکھ ہوا ہوگا۔ جو کچھ بلوچوں کے ساتھ ہوا ہے اس سے اس بلوچ کا دل بھی ضرور دھڑکا ہوگا۔ یہ اور بات ہے کہ سیاسی مصلحتیں ان کو شائد یہاں وہ باتیں کہنے کی اجازت نہ دے رہی ہوں مگر میں یقین سے کہتا ہوں کہ ان کا دل بھی خون کے آنسو ضرور روتا ہوگا۔

جناب والا! آخر میں اپنے اس ہاؤس میں بیٹھنے والے دوستوں سے یہی عرض کرونگا کہ خدارا اپنے ذاتی اختلافات کو بھلا کر اس بات کو سوچیں کہ کیا جو کچھ ہوا ہے وہ صحیح ہوا ہے یا غلط۔ اگر غلط ہوا ہے تو ہمیں مل جل کر اس کی مذمت کرنی چاہیئے اور یہ بات ثابت کرنی چاہیئے اور یہ بات ریکارڈ پر لانی چاہیے کہ جمہوریت پسند لوگ، منتخب لوگ، ایک برادری ہیں۔ جناب والا! کتنے دکھ کی بات ہے کہ آج اگر کسی آفیسر کے خلاف کسی BUEARUCRATE کے خلاف کوئی کارروائی ہو تو تمام BEAUROCRATE اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ کسی فوجی کے خلاف کوئی کارروائی ہو تو ہماری فوج ACTION میں آتی ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ جناب وزیر اعظم بھی اگر کبھی ان کے سامنے اڑیں تو سمجھا یہی گیا۔ پچھلے دور کو آپ دیکھ لیجئے کہ وہ بھی نہ رہے۔ تو جناب والا! کتنی بد قسمتی ہے کہ ہم ایک ہی برادری سے

تعلق رکھنے والے لوگ، ہم ایک ہی پلیٹ فارم پر کیوں نہیں اکٹھے ہوتے۔ جب ہم پر وار کیا جاتا ہے تو ہم ہی ان کے DEFENDER ہوتے ہیں۔ اپنے اوپر وار کرنے والوں کے DEFENDER ہوتے ہیں ہم کیوں نہیں مل جلکر رہ سکتے۔ میں اس ہاؤس میں سب بیٹھنیوالوں سے یہی عرض کرونگا کہ مل جل کر اس قرار داد کے ذریعے اس عمل کی مذمت کرنی چاہیئے۔

اس کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ میرے پاس کچھ نام ہیں اگر آپ اتفاق کریں تو دو حزب اختلاف کے صاحبان کو اور دو حزب اقتدار کے صاحبان کو موقع دے کر اس پر رائے شماری ہو جائے تاکہ اس کے بعد ہم بجٹ بحث کو شروع کر سکیں کیا دو، دو صاحبان پر آپ سب کو اتفاق ہے۔

(آوازیں.....اتفاق ہے)

تو آغا ریاض الاسلام صاحب۔

خواجہ محمود الحسن ڈار۔ جناب والا۔ میری باری۔ جناب والا۔ میری ایک گزارش ہے کہ آپ نے دو، دو آدمیوں کے بارے میں فرمایا ہے اور انہوں نے اس پر اتفاق بھی کیا ہے لیکن جناب والا ہم یہی انتظار کرتے رہے تھے کہ ہماری باری بھی آئے گی۔ کہ ہم اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ اپنا اظہار خیال کریں گے لیکن اب آپ کچھ اور فرما رہے ہیں۔ میری عرض یہ ہے کہ اب اسے چلنے دیں بیشک رات کے بارہ بجے تک بیٹھیں۔ اب آپ اسے چلنے دیں اس میں ہمارے اور نام درج کریں میں بھی چاہتا ہوں کہ میرا نام بھی اس میں درج ہو میرا نام محمود الحسن ڈار ہے۔ آپ میرا نام بھی لکھ لیں۔ میں ان کو مسلم لیگی بات بھی بتاؤنگا۔ جناب والا۔ میں جماعت اسلامی کی بات کرونگا۔ میں مولانا مودودی صاحب کی بات کرونگا۔

جناب سپیکر۔ جی۔ مسئلہ یہ ہے اگر آپ زیادہ صاحبان بات کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں نے آپ سے رائے لی ہے کہ اس وقت میرے پاس کئی صاحبان کے نام ہیں۔ آپ میں سے آٹھ دس صاحبان بات کر چکے ہیں۔ اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے دو، دو صاحبان کو اظہار خیال کا موقع دیا جائے اور اس کے بعد ووٹنگ ہو جائے پھر بعد میں بجٹ پر بحث شروع کی جائے۔ میں وزیر قانون اور حزب اختلاف سے مخاطب ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ۔ جناب والا۔ ایک طرف تو ارکان کی یہ رائے ہے کہ یہ مسئلہ بڑی اہمیت کا

حامل ہے اور دوسری طرف سے آپ یہ قدغن لگا رہے ہیں کہ دو حضرات حزب اختلاف کی طرف سے اور دو حضرات دوسری طرف سے بولیں۔

جناب سپیکر۔ نہیں۔ میں کوئی قدغن نہیں لگا رہا۔

سید ناظم حسین شاہ۔ تو جناب والا۔ اس سے بہتر یہ ہوگا کہ پورے بجٹ کیلئے بھی آپ اتفاق رائے سے یہ طے کر لیں کہ ایک صاحب ادھر سے قائد حزب اختلاف بول لیں اور اس طرف سے قائد ایوان بول لیں۔ باقی سب ممبروں کو چھٹی کرا دیں۔

جناب سپیکر۔ نہیں یہ بات نہیں ہے۔

سید ناظم حسین شاہ۔ جناب والا۔ جہاں جمہوریت کا قتل ہوا ہے یہاں پر جو بات ہو رہی ہے یہ اتنی اہمیت کی حامل ہے اور اس بارے میں سب دوست کہہ رہے ہیں تو جناب والا اس میں کیا مضائقہ ہے کہ اگر آپ رات کے بارہ بجے تک ہاؤس چلنے دیں۔

جناب سپیکر۔ نہیں۔ میں آپ کے قائد سے پوچھ رہا ہوں کہ کیا یہ تجویز درست ہے کہ اسے جاری رکھا جائے۔ میں پوچھ رہا ہوں وزیر قانون سے؟.....

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنے قائد کو اپنے جذبات سے آگاہ کیجئے تاکہ وہ مجھے بتائیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا۔ اس وقت تو آپ ہمارے بھی قائد ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

سید ناظم حسین شاہ: کیونکہ آپ اس ایوان کے سپیکر ہیں۔ جناب سپیکر۔ میں اس وقت اپنے قائد سے بھی مخاطب ہوں۔ قاعدہ اور قانون کے مطابق آپ بھی اس وقت اس اسمبلی کے قائد ہیں۔ جناب والا۔ میں ان سے بھی یہ گزارش کرونگا اور آپ سے بھی میری یہ گزارش ہے کہ جب یہ مسئلہ اتنی اہمیت کا حامل ہے ہم اپنی نجی محفلوں میں رات کے دو بجے تک بیٹھے رہتے ہیں اور اگر یہ ملک کی اتنی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے۔ اسلئے جناب والا میری گزارش ہے کہ اگر بجٹ کیلئے ایک دن کی توسیع کر دیں گے تو اس میں کونسا حرج ہو جائیگا؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب۔ میں نے آپ کی بات سن لی۔ اور آپ کی رائے معلوم کر لی۔ شکریہ۔ سردار صاحب آپ کیا فرمائیں گے؟

سردار فاروق احمد خان لغاری: جناب سپیکر۔ ہماری رائے یہ ہے کہ بجٹ پر جو بحث ہونی ہے وہ

تو آپ کل پر ملتوی کریں اور آج جتنی دیر تک فاضل ممبران زیر غور قرارداد پر بحث کرنا چاہیں ان کو آپ اجازت دیں مگر بجٹ پر بحث کل کریں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: (وزیر قانون سے) آپ کیا فرمائیں گے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر۔ میری گزارش ہے کہ ہم قائد حزب اختلاف کے جذبات کا احترام کرتے ہیں اور اگر وہ چاہتے ہیں اسی پر بحث جاری رہے۔ جناب والا ان ہی کی طرف سے ایک تجویز آئی تھی۔ جناب والا آپ نے میری رائے پوچھی ورنہ میں خود ہی تجویز پیش کرنے کیلئے کھڑا ہونے والا تھا۔ ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن کی طرف سے یہ تجویز آئی تھی کہ دو آدمی اس طرف سے بولیں اور دو آدمی حزب اقتدار کی طرف سے بولیں میں نے یہ گزارش کی تھی کہ دو دو آدمیوں کا بولنا کم رہیگا کچھ زیادہ لوگوں کو اپنے خیالات کے اظہار کی اجازت دیں۔ اب جناب والا جہاں تک بجٹ پر بحث کا تعلق ہے وہ بھی ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے اور اگر بجٹ پر بحث نہ ہوتی ہوتی تو شاید ہم چاہتے کہ اس موضوع پر کل بھی بحث جاری رہے اگر قائد حزب اختلاف یہ چیز مناسب سمجھیں ان کی طرف سے جو صاحبان بولنا چاہیں بیشک بولیں مگر آپ کچھ وقت کی کمی کر دیجئے جن کا نام وہ دینا چاہتے ہیں وہ بھی بول لیں تاکہ اگر بجٹ پر بھی بات ہو جائے تو اچھا رہیگا۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیئے۔ تو وقت کم کر دیں۔

سردار فاروق احمد خان لغاری: جناب سپیکر: براہ مہربانی بجٹ پر بحث کل شروع کریں اور آج جب تک بھی ممبران چاہیں انہیں قرارداد پر بحث کرنے کی اجازت دیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ یہاں پر ایک بڑی اچھی رسم ہے کہ تمام معاملات اتفاق رائے سے طے کئے جاتے ہیں اگر قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف میں کوئی اختلاف رہ جائے تو پھر اس ایوان سے پوچھ لیا جائے کہ دو، دو والی بات ٹھیک ہے یا پھر رات کے بارہ بجے تک والی بات ٹھیک ہے۔ جناب والا۔ میں یہ گزارش کرونگا کہ اگر ایوان کی رائے میں یہ جتنی دیر تک چاہیں بولتے رہیں اگر ایوان کی اکثریت اس کے حق میں ہے کہ اسے جلدی طے کیا جائے اور جو اصل باتیں تھیں وہ تو آ چکیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب۔ یہ اتنی اہمیت کی بات نہیں ہے کہ اس پر بحث کی جائے کہ کتنا ٹائم بولنا چاہیئے۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ REPETITIONS ہو رہی ہیں اور وقت ضائع ہو رہا ہے اور دونوں طرف سے جو اصل مقاصد تھے تو وہ آ چکے۔

جناب سپیکر: کوئی حرج نہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ آنے دیں۔

مسز طاہرہ خان: جناب والا۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ فاضل ممبران جتنی دیر چاہیں تقریر کریں لیکن موضوع سے نہ ہٹیں ابھی تک ہم نے انتخابی مہم سے متعلق تقریر سنی ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ ہمارے اراکین اسمبلی کو یقین نہیں کہ وہ اسمبلی تک پہنچ گئے ہیں ابھی تک وہ پبلک پلیٹ فارم پر الیکشن کی تقریریں کر رہے ہیں جن کا اس موضوع سے کوئی تعلق نہیں۔

جناب سپیکر: جی بیگم صاحبہ میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ سب صاحبان جو اس وقت اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے آپ کو اپنے موضوع تک محدود رکھیں آغا ریاض الاسلام صاحب۔

آغا ریاض الاسلام: جناب والا۔ میں عرض کرونگا کہ بلوچستان اسمبلی کے خاتمے کیلئے جو قرارداد جناب رانا پھول خان صاحب نے پیش کی اس پر کافی حد تک بحث و تمحیص ہوئی اور یہ بات اس ایوان میں واضح طور پر کہنا چاہیں گے کہ پاکستان پیپلز پارٹی ۱۹۶۸ء سے لے کر آج تک ایسے عوام دشمن عناصر سے مد مقابل ہے جن کا طریقہ کار سیاست ہمیشہ یہ رہا کہ اس قدر جھوٹ بولا جاوے اس قدر بد دیانتی کی جائے اس قدر غلط باتیں کہی جائیں کہ تاریخ اس میں گم ہو جائے سچائی کہیں نہ مل سکے اور یہی وہ طریقہ کار ہے جو عوام کو لوٹنے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے یہی وہ طریقہ کار ہے جس کے ذریعے صحیح طور پر عوام کے نمائندوں کو ہمیشہ اس ملک کے اقتدار سے ہٹانے کی سازشیں کی جاتی ہیں اور بڑے واضح طور پر ہم ہمیشہ اس کا مقابلہ کرتے آئے ہیں اور ہم نے ان کا مقابلہ کیا ہے اور آئندہ بھی ہم اس قسم کے اقدامات کا مقابلہ کرتے رہیں گے۔

جناب سپیکر: یہ بڑی عجیب بات ہے کہ جس دن بلوچستان اسمبلی کو برخاست کیا گیا اس سے اگلے دن جناب ظفر اللہ جمالی کی رکنیت کا خاتمہ کرنے والے لوگ ہمیں کہتے کہ ہم نے بلوچستان کی اسمبلی کو ختم کر دیا۔

یہاں ایک وزیر لیول کے ایک دوست یہ فرماتے ہیں کہ محترمہ بے نظیر بھٹو کو چاہیئے یہ تھا کہ اگر گورنر بلوچستان اور وزیر اعلیٰ بلوچستان نے اسمبلی کو برخاست بھی کر دیا تو وہ اسے بحال کر دیتی۔ ٹرانسپورٹ کا محکمہ آپ نے ان کو درست دیا ہے کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کو

بھی چاندنی چوک میں بیٹھنے کے برابر ہے۔ ہم آپ کو بڑی دیانتداری سے یہ بات کہیں
کہ جناب صرف اور صرف مرکز کو THREAT کرنے کے لئے اور مرکز کو عوام کے مفاد میں
یاں بنانے سے DEVIATE کرنے کے لئے پاکستان کے عوام کے دشمن اور پاکستان پیپلز
ی کے دشمن یہ کر رہے ہیں اور وہ اس میں شامل ہیں۔ میں بڑی دیانتداری سے یہ بات
گا کہ یہاں پر ایک خاتون نے یہ کہا کہ جناب پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت آگئی اور وہ یہ
ہیں کہ انہوں نے تین آدمیوں کو تبدیل کر دیا ہے یا نکال دیا ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ ۱۱ سال
، جن لوگوں کو اس ملک کے اندر ایک عوام دشمن غاصب پالتا رہا ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی
ی ان کو پالے گی ایسا نہیں ہو گا۔ اور یہ بات ہم ان کو بتانا چاہتے ہیں کہ دنیا کی بڑی
ریتوں میں امریکہ جیسے ملک کے اندر آنے والا ایک سربراہ مملکت بھی ۲۰ ہزار افراد کو
APPOI کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور اب ہم کو عوام نے MANDATE دیا ہے کہ ہم اس
ے کے اندر اقتدار پر قابض ہوں تو یہ ہمارا حق بنتا ہے کہ جو ہم عوام کے مفاد میں دیکھیں
ہم وہ کچھ کریں گے اور فیصلہ تاریخ کرے گی کہ ہم نے عوام کے حق میں فیصلہ کیا تھا یا
م کے خلاف فیصلہ کیا تھا۔

جناب سپیکر ہم بڑے دیانتدارانہ طور پر یہ کہنا چاہیں گے کہ ہم وہ لٹیرے ہیں جو بنیادی
پر اس ملک کے عوام کے غصبوں کو لوٹتے ہیں۔ ہم وہ لوگ ہیں جو ٹکٹکیوں پر کھڑے
تے ہیں صرف اس لئے کہ جو عوام کا خون چوستے ہیں۔ ہم وہ لوگ ہیں جو پاکستان کے عوام کا
ن ہے ہم ان کو اپنا دشمن تصور کرتے ہیں اور جو لوگ پاکستان کے عوام کو لوٹیں گے ہم
تداری سے کہتے ہیں کہ ہم ان کے گھروں کو ضرور لوٹیں گے اور یہ بات ہم جانتے ہیں کہ خون
نتیجے میں ملک کے اندر جمہوریت کیسے قائم کی جاتی ہے۔ ہمیں یہ پتہ ہے کہ ۲۰ افراد کو تختہ
پر لٹکا کر اسمبلیوں میں کیسے آیا جاتا ہے۔ ہم یہ بات جانتے ہیں کہ ۲۶ ہزار افراد کی پیٹھوں پر
رں کے نشان دے کر اقتدار میں نہیں بلکہ پاکستان کے عوام کی نمائندگی کیسے کی جاتی
۔ ہمیں یہ بھی علم ہے کہ پانچ یا ساڑھے پانچ لاکھ افراد کو بتاریخ اس ملک کی جیلوں کے اندر
ل لگاتار بھیجنے کے بعد اس ملک کے ایوان کا عزت و احترام کیسے بڑھایا جاتا ہے یہ ہم جانتے
اور یہ بات بھی ہم بڑی دیانتداری کے ساتھ کہنا چاہتے ہیں کہ ہمیں پتہ ہے کہ پاکستان
ز پارٹی کے خلاف کیا سازشیں کی جا رہی ہیں۔ ہم ان دماغوں کو جانتے ہیں جو تنخواہ کھاتے

ہیں عوام کی عُوام کے نمائندوں کو اقتدار سے ہٹا کر BUREAUCACY کا اور فوج کا راج لانا چاہتے ہیں۔ ہم اُن لوگوں کو بھی جانتے ہیں جن کی سیاست کا پاکستان کے اخبارات میں طوطی بولتا تھا جب وہ اپنے عوام کے پاس گئے تو ہم نے دیکھا کہ ان کی ضمانتیں ضبط ہوئی ہیں۔ یہ پاکستان پیپلز پارٹی کی جمہوریت ہے۔ ہم بڑی دانتداری سے آپ کو یہ کہیں گے کہ پاکستان کے عوام نے جس کسی ایک فرد کو ووٹ دیا چاہئے وہ آئی جے آئی سے ہے اور چاہئے وہ پاکستان پیپلز پارٹی سے، پاکستان پیپلز پارٹی کا ہر کارکن اس کے عوام کی طرف سے دیئے ہوئے ووٹ کو سلام کرتا ہے------

سردار امجد حمید خان دستی: مسٹر سپیکر سر---

آوازیں: کوئی مداخلت نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر: سردار صاحب میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ آپ INTERRUPT نہ فرمائیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: میں سر DISTURB نہیں کر رہا۔ آپ نے ابھی یہ فیصلہ دیا ہے کہ ہر مقرر کو RELEVANT ہونا چاہیئے۔ اس موضوع تک محدود رہنا چاہیئے جو زیر بحث ہے۔ یہ پبلک جلسہ نہیں ہے اور نہ ہی ووٹ مانگنے کا وقت ہے۔

جناب جاوید محمود گھمن: جناب عالی جب ان کے دل پر ضرب پڑتی ہے تو یہ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ سنیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ سردار صاحب تشریف رکھیں۔ کہ گھمن صاحب تشریف رکھیں۔ آغا صاحب آپ اپنے موضوع پر اپنے آپ کو CONFINE کیجیے۔

آغا ریاض الاسلام: جناب سپیکر میں اسی طرف اس کو لا رہا ہوں۔

جناب سپیکر صاحب یہاں پر باتیں ہوئیں کہ جیلیں ختم ہو گئی تھیں ۱۸۸ کے پرچوں کے نتیجے میں اندر جانے والے ظالم ذوالفقار علی بھٹو کہتے ہیں۔

جناب سپیکر: آغا صاحب بلوچستان اسمبلی۔

آغا ریاض الاسلام: میں جناب بلوچستان پر ہی آؤں گا اور اس بات کو ثابت کروں گا۔ کہ بلوچستان کے اندر جو موجودہ عمل جاری ہے وہ پاکستان پیپلز پارٹی کے خلاف ایک سازش ہے اور میں بہت دیانتداری سے یہ بات کہوں گا یہاں پر پاپا کا نام لیا گیا ہے۔ یہاں پر پاکستان

پلز پارٹی کے قائدین کے اوپر براہ راست تنقید کی جاتی ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ
مبلی جو پنجاب کی اسمبلی ہے جہاں قائد حزب اختلاف موجود ہے۔ قائد ایوان موجود ہے۔ یہ
ں جس وقت بھی ہماری ان کے ساتھ سیاسی بات ہوتی ہے تو یہ FLY کر کے اسلام آباد
ہوں پہنچتے ہیں۔ ہمارے ساتھ بات کریں ہم ان کے ساتھ بات کرنے کے لئے یہاں موجود
ں۔ یہ ہمارے ساتھ بات کریں لیکن اگر یہ ہمارے پاپا جی کی طرف بڑھے------

نا پھول محمد خان: نکتہ اعتراض---- یہ بات واپس لیں۔ جھوٹ بولنا مناسب نہیں۔

ناب سپیکر: رانا صاحب آپ INTERRUPT نہ کریں۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔
پ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔

بیحد غلط روش ہے کہ ایک چیز کا آپ فیصلہ کر چکے ہیں اور آپ ہی اسکی خلاف ورزی کرتے
ں۔ یہ غلط روش ہے۔

غاریاض الاسلام: جناب سپیکر جو ہمیں طفل مکتب کہتے تھے وہ آج نوید سنا رہے ہیں کہ جناب
وری تک پنجاب اسمبلی جانے والی ہے۔ وہ یہ نوید سنا رہے ہیں کہ جناب ابھی کچھ دنوں بعد
ں ملک کے اندر فوجی دوبارہ آنے والے ہیں۔ ہمیں اس بات کا علم نہیں ہوتا۔ یہ تمام بات
فروضہ پر مبنی ہے جس کو یہ ہم پر مسلط کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کے پاس کونسا
نلاقی جواز موجود ہے کہ ایک آدمی اقرار جرم کر رہا ہے وہ اعتراف کرتا ہے کہ میں نے اس
مبلی کو آئین کی اس شق کے تحت ختم کیا ہے۔ چیف منسٹر کے کہنے پر برخاست کیا ہے
یکن یہ کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہوا۔ قانون کا ایک عجیب طریقہ کار ہے اور ہمارے معزز ارکان
اسمبلی کہہ رہے ہیں کہ جو جنرل موسیٰ کہہ رہا ہے وہ غلط ہے لیکن یہ جو اس پوری تصویر میں
موجود نہیں تھے جو یہ کہہ رہے ہیں یہ ٹھیک ہے اور بنیادی طور پر ان کی بد دیانتی ظاہر ہو جاتی
ہے اس چیز سے ان کی بنیادی بد دیانتی ظاہر ہو جاتی ہے کہ ہم نے اپوزیشن کے اندر اس بنچ پر
بیٹھنا قبول کیا ہے لیکن ان لوگوں نے ہماری اپوزیشن کی حکومت کو تسلیم نہیں کیا ہے لیکن
ہم تسلیم کرائیں گے۔ یہ بات ہمیں ان لوگوں کو صاف طور پر بتانی ہے کہ جو لوگ پاکستان
کے عوام کے فیصلے کو تسلیم نہیں کریں گے ان کو بہت کچھ تسلیم کرنا پڑے گا اور یہ بات
صاف ہے کہ جس عمل میں ہم نے شرکت کی ہم اس کا اعتراف کریں گے اور اس کا اقرار کریں
گے۔ ہمیں اپنے فیصلوں پر فخر ہوتا ہے اور ہم اپنے فیصلے سوچ سمجھ کر کرتے ہیں۔ اگر ملکی مفاد

میں ہمیشہ یہ بات بہتر نظر آتی کہ بلوچستان کی اسمبلی توڑنی ضروری ہے تو ہم اسمبلی توڑتے لیکن ہم یہ برملا اظہار رہے ہیں کہ ہمارا اس پورے عمل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا یہ ایسے ہی ہے کہ جیسے آئی جے آئی اور ضیاء کے گماشتے آپس میں مل کر مرکز کے خلاف ایک سازش کریں اور پھر خود ہی قرارداد لے کر سامنے آجائیں اور ہمیں DEFEND کرنے پر مجبور کر دیں۔ ہم یہ چاہتے تھے کہ یہ پاکستان کے پنجاب کے صوبے کا معاملہ نہیں ہے۔ اس صوبے کے عوام بہتر طور پر اپنے علاقے کا مقامہ طے کر سکتے ہیں اور یہی وہ رویہ تھا جو پاکستان کی وزیر اعظم نے پاکستان کے عوام کے نام آئین کی کتاب اٹھا کر دیا۔

رانا پھول محمد خان: کیا وقت کی کوئی حد نہیں ہے؟ (قطع کلامیاں)

آغا ریاض الاسلام: جناب میں ایک منٹ مزید چاہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ آپ کو میں نے پہلے ہی دو منٹ زیادہ دے دیئے ہیں۔

آغا ریاض الاسلام: میں ایک منٹ مزید مانگ رہا ہوں تاکہ میں اپنی تقریر کو windup کر لوں۔

جناب سپیکر: آپ windup کر لیں۔

آغا ریاض الاسلام: تو جناب ہم آپ کو صرف یہ کہنا چاہیں گے کہ موجودہ عمل میں مرکز سے محترمہ بے نظیر بھٹو وزیر اعظم پاکستان جو بات خود کہہ رہی ہیں کہ ان کا اس چیز سے کوئی تعلق نہیں اور ہم کسی کی مذمت اس لئے نہیں کر رہے کہ یہ آئین کے تحت کیا گیا ہے۔ ہمارے سامنے دو راستے ہیں۔ یہ ایوان ایک آئین اور قانون کے تحت معرض وجود میں آیا ہے اور تب ہم اس ملک کے اندر جمہوریت کا نام لیتے ہیں کہ اس قانون اور ضابطے کے تحت ہم یہاں پر بیٹھے ہیں۔ ہم اگر آئین کی کتاب اس میں سے نکال دیتے ہیں تو ملک کے اندر کوئی ضابطہ اور قانون نہیں رہتا۔ انارکی کہلاتی ہے اور جہاں انارکی ہو وہاں جمہوریت نہیں ہوتی اور آئین کی وہ کتاب جس کے تحت وزیر اعظم نے بلوچستان کے فیصلے کو تسلیم کیا ہے وہ آئین ہے اور ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ اگر اس پر اعتراض ہے تو آئیے ترمیم کے لئے ہمارے ساتھ بڑھیں۔ ہم آپ کا ساتھ دیں گے

رانا پھول محمد خان۔ نکتہ وضاحت۔ جناب والا میں ذاتی وضاحت کرنا

چاہتا ہوں، چونکہ فاضل رکن نے مجھ سے مخاطب ہو کر یہ کہا ہے کہ فروری تک کا معاملہ پنجاب اسمبلی کا آپ نے کیوں کہا ہے۔ میں اس کی وضاحت کئے دیتا ہوں، میرے پاس دو ایم پی اے اور چھ معزز آدمی موجود ہیں، مرکز کے وزیر قانون صاحب میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے کہا کہ چاچا ہم بلوچستان اور پنجاب کی حکومتوں کو فروری سے آگے چلنے نہیں دیں گے، ہم یہ توڑ دیں گے، میرے ان الفاظ کا خدا گواہ ہے کہ خواجہ طارق رحیم نے مجھے آکر یہ دھمکی دی تھی اس کی بنا پر میں نے یہ عرض کیا ہے کہ ان کے قول کے مطابق اس اسمبلی کی میعاد فروری تک ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب، آپ تشریف رکھیں، مولانا منظور احمد چنیوٹی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر،

جناب غضنفر علی گل: جناب والا میری گزارش ہے کہ اگر اُدھر سے بغیر داڑھی والے بولتے ہیں تو اِدھر سے بغیر داڑھی والے بولتے ہیں۔ اب اگر ادھر سے داڑھی والے بول رہے ہیں تو ادھر سے بھی اس کے بعد میری باری آجائے۔ اِدھر سے بھی داڑھی والے کو اجازت ملنی چاہیے، یہ میرا استحقاق ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ جی مولانا صاحب،

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر، نہایت اہم مسئلہ زیر بحث ہے۔ اور دونوں طرف سے اس پر بہت کچھ کہا گیا اور ابھی اور بہت کچھ کہا جا سکتا ہے لیکن وقت کی تنگی کے پیش نظر میں بڑے اختصار کیساتھ چند ضروری باتیں عرض کروں گا۔ جمہوریت کی گاڑی الحمد اللہ اپنی پٹڑی پر چل پڑی تھی لیکن اسے نظر بد لگ گئی اور یہ واقعہ اور یہ حادثہ بلوچستان اسمبلی کا پیش آیا۔ اس سے نہ صرف یہ کہ ہمارے ملک کے عوام اس واقعہ پر پریشان حال ہیں یہاں آپ کے پنجاب میں لاہور اور راولپنڈی میں بھی اس پر احتجاج ہوا اور جلوس نکالے گئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

بلوچستان میں ہڑتال اور احتجاج ہو رہے ہیں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس واقعہ سے ہمارے ملک میں بھی اور بیرون ملک جو جمہوریت، جس کے لئے ہم بڑے خوش تھے کہ وہ قائم ہو رہی ہے بری طرح سے اسے مجروح اور بد نام کیا گیا ہے۔ بلوچستان کا صوبہ جب اس ملک میں موجودہ محترمہ بے نظیر صاحبہ کے والد محترم بھٹو صاحب وزیر اعظم تھے، اس وقت بھی جمہوریت کو

قتل کیا گیا اور اس کا پہلا وار بلوچستان پر کیا گیا۔ یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ ہمارے محترم قائد مفتی محمود صاحب، رحمتہ اللہ علیہ نے اس ظلم اور اس ناانصافی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے وزارت اعلیٰ سے استعفیٰ دے دیا تھا، اور سراپا احتجاج بن گئے اب وہی ظلم اس مرحوم وزیر اعظم کی بیٹی محترمہ کے دور میں ہوا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ ان کو علم تھا یا نہ تھا، ان کے ایما سے ہوا یا نہ ہوا، لیکن میں اپنے ان فاضل ممبران سے یہ کہوں گا، اگر یہ سچ کہتے ہیں کہ یہ پیپلز پارٹی کو بدنام کرنے کے لئے کہا گیا ہے جیسا کہ ابھی میرے ایک فاضل مقرر کہہ رہے تھے تو پھر ان کو تو چاہیے تھا کہ یہ خود اس قرار داد کو لاتے، اگر خود لانے کی انہیں جرات نہیں ہوئی نہ اگر ہم لائے ہیں تو یہ پھر اس کی تائید کرتے۔ ان کی اس قرار داد کی مخالفت اور اس اقدام کی حمایت یہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ ان کی کچھ اندرون خانہ آپس میں بات تھی، سازش تھی ورنہ اگر ان کی آپس میں اندرون خانہ بات نہ ہوتی تو ان کو چاہیے تھا کہ اس اقدام کی بھرپور تردید اور مخالفت کرتے۔ ان کی حمایت کرنا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اس اقدام میں یہ شریک ہیں۔۔۔۔۔۔۔ ابھی یہ طے ہو چکا ہے کہ کسی مقرر کی تقریر میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر کسی طرف سے نہیں ہوگا،

جناب سلمان تاثیر: پوائنٹ آف آرڈر۔ مولانا صاحب کہہ رہے تھے کہ ہم کیوں نہیں یہ قرار داد لاتے۔ اگر ہم مذمت کرتے، لیکن بات یہ ہے کہ اگر انکی قرار داد کسی صحیح طریقہ سے آتی اور اگر اس طرح سے نہ ہوتا کہ ہمیں ملوث کرنے کی کوشش نہ کرتے تو ہم بھی ان کے ساتھ شامل ہوتے لیکن انکی یہ قرار داد سازش کی لڑی ہے کہ ہمیں کسی نہ کسی طرح سے اس واقعہ میں ملوث کریں، اگر یہ ایک ایسی قرار داد لاتے اگر اس میں یہ کوشش نہ کرتے کہ پیپلز پارٹی کو کسی نہ کسی طرح سے ملوث کریں تو ہم اس پر کوئی اختلاف نہ کرتے۔ لیکن جس طرح سے رانا پھول صاحب نے ساری باتیں کی ہیں اور کوشش کی ہے کہ وزیر اعظم بھی اس میں ملوث ہیں۔ فلاں بھی ملوث ہے تو ہمیں اسکی مخالفت کرنا پڑے گی۔ آپ قرار داد لائیں اور کہیں کہ یہ ایک افسوس ناک بات ہوئی ہے اور یہ جمہوریت کے لئے فائدہ مند نہیں تو ہم بھی کہیں گے بسم اللہ، یہ ٹھیک ہے، لیکن ہمیں سازش کا حصہ مت بنائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تاثیر صاحب یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تھا؟۔۔۔۔ تشریف رکھیں

جناب سلمان تاثیر: جناب والا یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر بڑا واضح تھا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب والا یہ ابھی طے ہوا تھا کہ دونوں طرف سے جو مقرر بھی تقریر کرے اسکی تقریر کے دوران کوئی رکن مداخلت نہ کرے۔ لیکن ابھی ان بنچوں سے اس کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔۔ میں جناب سپیکر یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ اقدام جمہوریت کے خلاف ایک نہایت ظالمانہ اقدام ہے اور اس پر یہ چاہئے تھا کہ جمہوریت کے چیمپئن صاحبان کہتے ہیں کہ ہم نے جمہوریت کی خاطر قربانیاں دی ہیں، یہ قربانیاں دی ہیں ان کو سب سے پہلے اس اقدام کی مذمت کرنا چاہیے تھی اور اگر انہیں یہ جرآت نہ ہوئی تو جو قرارداد آئی ہے وہ کم از کم اسکی حمایت اور تائید کرتے۔ ان کا مخالفت کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ جو کچھ بھی ہوا ہے، ان کے مشورے اور ان کے علم سے ہوا ہے۔

جناب سپیکر : یہاں ہمارے قائد حزب اختلاف صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس صوبے میں اس بات کو کرنا صوبائی منافرت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے منافرت نہیں بلکہ اپنے دوسرے صوبے کے بھائیوں سے، جن کیساتھ ظلم اور زیادتی ہوئی ہے، ان کیساتھ ہمدردی کرنا اور ان کیساتھ جو ظلم ہوا ہے اس پر ان کے ساتھ احتجاج کرنا یہ ہمارا دینی اسلامی اور اخلاقی فرض بنتا ہے۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں اور فرمایا کہ سب مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں۔ ایک جسد کی مانند ہیں اور اگر جسم کے کسی ایک حصے کو تکلیف پہنچے تو سارے جسم کو تکلیف محسوس ہونی چاہیے، وہ ہمارے بھائی ہیں، ان کے ساتھ ظلم اور زیادتی ہوئی ہے ہم اگر ان کی ہمدردی میں آواز اٹھاتے ہیں تو اس سے تو صوبوں کے تعلقات بہتر ہوتے ہیں اور اس سے نفرت پیدا نہیں ہوتی۔ اسی طرح سے یہاں پر جمہوریت کے نام پر گزشتہ دور کے خلاف بہت باتیں کی گئیں اور میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ میں ان واقعات کا ذکر کروں لیکن مجبوراً جیسے کہ کسی نے کہا ہے کہ

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم تم سے گلہ کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

میرے محترم دوست اپنے اس ظالمانہ دور کو بھول گئے، وہ جمہوریت کے چیمپئن جو کہ مارشل لاء کے کندھوں پر سوار ہو کر آئے تھے اور پہلے سویلین صدر بنے تھے اور "ادھر تم ادھر ہم" کا نعرہ انہوں نے لگایا تھا، یہاں تو ابھی ایک صوبے کی اسمبلی ٹوٹی ہے۔ وہاں ہمارے ملک کا بڑا

حصہ توڑ دیا گیا تھا۔ اگر وہ جمہوریت پسند ہوتے تو وہاں پر مجیب الرحمن کی اکثریت تھی اس اکثریت کو تسلیم کرتے اور آج ہمارا ملک ایک ہوتا، ہمارے ملک کے قاتل جمہوریت کا نام لینے والے ہیں۔ اس کے علاوہ اس دور میں کیا کچھ نہیں ہوا قومی اسمبلی سے قائد حزب اختلاف مفتی محمود اور ان کے ساتھیوں کو اسمبلی سے اٹھا کر باہر پھینک دیا گیا اور آج کہتے ہیں کہ مارشل لاء کی وجہ سے جیلوں میں گئے ہم نے بیڑیاں پہنیں اور ہمیں ہتھکڑیاں لگائی گئیں۔ وہ شرمناک واقعات جو اس بد نام جمہوریت کے دور میں ہوئے آج بھی پاکستان کے عوام اس جمہوریت کے مقابلے میں مارشل لاء کو برا جاننے کے باوجود لوگ کہتے ہیں کہ اس جمہوریت سے مارشل لاء ٹھیک تھا۔ جناب سپیکر ہمارے یہاں جامع مسجد شیرانوالہ کے مسجد کے خادم کو جیل میں لے جا کر ایک بازار کی عورت سے ایک فاحشہ عورت کے ساتھ ننگا کر کے اس کے فوٹو لئے گئے۔

آوازیں: شیم۔ شیم

مولانا منظور احمد چنیوٹی: ہمارے ملک کے معزز رہنما اور قائدین کو برف کی سلوں پر لٹایا گیا۔ ابھی جناب گجر صاحب مولی، گاجر اور انڈے کی بھی بات کر رہے تھے یہ روایات یہ واقعات آج تک لوگوں کے ذہنوں میں ہیں وہ بھولے نہیں کہ اس جمہوریت کے دور میں کیا کچھ نہیں کیا گیا۔ میں آپ کے سامنے زندہ مثال ہوں میں مثال نہ دیتا لیکن حزب اختلاف کی طرف بعض معزز ممبران نے اپنے واقعات بتلائے ہیں۔ اس دور میں میرے خلاف دو دو درجن مقدمات رہے ہیں، مجھے بہاولپور جیل میں رکھا گیا، میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈالی گئیں ہتھکڑیاں لگا کر پیش کیا گیا جرم کیا تھا؟ جرم یہ تھا کہ میں نے احتجاج کیا تھا کہ اسلامی ملک * * *

* * * * * * * * * * * *

آوازیں: جناب والا یہ ایسی باتیں نہ کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میرا صرف یہ جرم تھا میں نے کوئی ڈاکہ نہیں ڈالا، کوئی چوری نہیں کی، میرے خلاف بہت سے مقدمات قائم کئے گئے۔

(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے بہت سے اراکین اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

* * * - - - - (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے)

مولانا منظور احمد چنیوٹی: اب ذرا حوصلہ کیجئے، سنئے، برداشت کیجئے۔
اپنے اس جمہوریت کے چمپیئن کی دھاندلیوں کو یاد کیجئے، ہمارے ساتھ اسی دور میں کیا کیا ظلم نہیں ہوئے۔

آوازیں: پوائنٹ آف آرڈر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے مجھے یہ بتائیں کہ آپ میں سے پوائنٹ آف آرڈر پر کون کون بولنا چاہتا ہے۔؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میں نے اسی لئے کہا تھا:

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ آپ سے میری صرف یہ گزارش ہے کہ آپ مجھے یہ بتا دیجئے کہ یہاں ہاؤس میں دونوں طرف سے یہ بات کہی جا رہی ہے کہ ہمارا موقف درست ہے۔ مجھ سے پہلے سپیکر صاحب بار بار ایوان۔ سے یہ درخواست کر چکے ہیں میں نے پچھلی دفعہ بھی یہ عرض کیا تھا آپ کو اگر دوسرے کے الفاظ پر کوئی اعتراض ہوتا ہے اس کیلئے جو انداز ہوتا ہے وہ مناسب نہیں ہوتا۔ ہمارے یہاں بیٹھے ہوئے معزز اراکین جو LAGISLATORS کہلاتے ہیں اور اس صوبے کے سب سے بڑے اور قابل احترام ادارے کے ممبر ہیں۔ آپ لوگ جس انداز میں بات کرتے ہیں اس سے اس ایوان کے وقار میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ اب آپ ہی مجھے

بتا دیجئے کہ اتنے سارے دوست جب بیک وقت کھڑے ہونگے تو میں کس کی بات سنوں گا اور کون صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولیں گے میری ایک عرض آپ سن لیں کہ جب سپیکر بات کر رہا ہو تو آپ اس کی بات میں مداخلت نہ کیا کریں اور مجھے یہ بڑے افسوس سے کہنا پڑے گا کہ آپکی خوبصورت باتیں اس شور میں دب جاتی ہیں۔ آپ جو تعمیری تنقید ایک دوسرے پر کرنا چاہتے ہیں وہ تعمیری تنقید کی بجائے اس کا رخ ایسا ہو جاتا ہے کہ اس کو کہیں بھی پسند نہیں کیا جاتا۔ اسلئے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ جو بھی بات کہنا چاہتے ہیں تحمل سے اور اپنی باری پر کریں، اس طرح سب کو سمجھ بھی زیادہ آئے گی۔ آپ کا اور اس ایوان کا وقار بھی بلند ہو گا اور وہ بات اچھی ہو یا نہ ہو اس کا فیصلہ بھی جلد ہو جائے گا

جناب محمد وصی ظفر۔ جناب والا آپ نے تو تقریر ہی شروع کر دی آپ کو بھی تقریر کیلئے وقت ملے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: براہ مہربانی خاموشی اختیار کریں۔

چوہدری اصغر علی گجر: جناب سپیکر میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ حقیقت نہیں ہے انہوں نے ڈانس نہیں کیا ہے؟ یہ اس سے کیسے انکار کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چوہدری صاحب براہ راست گفتگو نہ کریں CHAIR سے مخاطب ہوں مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس ایوان کا ہر معزز رکن بڑے دعوے سے یہ بھی کہتا ہے کہ مسٹر سپیکر آپ جو بھی فیصلہ کریں گے ہم CHAIR کے وقار کو ملحوظ خاطر رکھیں گے، اور یہ بھی دعوے کرتے ہیں کہ ہم جمہوری روایات کو برقرار رکھیں گے اور ہم جمہوری روایات کو فروغ دینے کیلئے یہاں بیٹھے ہیں اور یہ بھی دعوے کرتے ہیں کہ ہم اس ایوان کے وقار کو بلند کرنے کیلئے یہاں بیٹھے ہیں۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ آپ سب اپنی ہی بات کو رد کریں گے تو پھر یہ ایوان کیسے چلے گا؟ اس کا وقار کیسے بلند ہوگا، میں آپ سب حضرات اور وصی ظفر صاحب سے خصوصی طور پر یہ گزارش کروں گا کہ آپ ضرور بولیں ہر بات پر بولیں لیکن ایسی زبان اور ایسے الفاظ استعمال کیجئے جس سے آپ کا وقار بھی بلند ہو ایوان کا وقار بھی بلند ہو اور جناب ظفر صاحب میں آپ کے لئے کہہ رہا ہوں کہ آپ جب اٹھتے ہیں تو جذبات میں اتنے بہہ جاتے ہیں اور شاید اس کے بعد آپ کو احساس بھی ہوتا ہو کہ آپ بات اچھی طرح سے نہیں کر سکے۔ اسی طرح میں تمام دوستوں سے بھی عرض کروں گا آپ جب یہ کہتے ہیں کہ ہم ثابت کر دیں گے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ کی یہ باتیں جب اخبارات میں آئیں گی تو ان کو ثابت تو عوام نے کرنا ہے۔ عوام نے آپ کو منتخب کیا ہے اور انہوں نے شوق سے اپنا حق رائے دھی استعمال کرتے ہوئے آپ کو منتخب کیا ہے اور آپ کو ایک ایسا مقام عطا کیا ہے جو سب میں سب سے زیادہ باوقار اور اچھا مقام ہے.....

سید ناظم حسین شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا آپ تو تقریر کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے آپ لوگوں نے یہ باتیں کہنے پر مجبور کر دیا گیا ہے، حالانکہ مجھے بھی مجبور

نہیں ہونا چاہیے تھا۔ آپ جیسے اچھے لوگ جو یہاں پر منتخب ہو کر آئے ہیں .....

سید ناظم حسین شاہ۔ جناب والا آپ کو بھی تقریر کا موقع فراہم کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شاہ صاحب آپ اپنا موقع خود گنواتے ہیں ورنہ CHAIR کو تو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ خوبصورت انداز اختیار کیجئے CHAIR تو سننے کیلئے گوش پر آواز ہے۔ اسلئے میری آپ سے اور مولانا صاحب سے یہ گزارش ہے اور مسٹر سپیکر بھی مجھ سے پہلے یہ فرما چکے ہیں کہ تقریر کرتے وقت دوسروں کے جذبات کو بھی سامنے رکھیے۔ آپ جب کسی کے متعلق غلط الفاظ استعمال کریں گے تو پھر بات آپ پر بھی ہو سکتی ہے۔ اسلئے میری گزارش ہے کہ آپ اپنے وقار کو اور ایوان کے وقار کو ملحوظ خاطر رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب سپیکر بہت بہت شکریہ۔ میں نے کوئی ایسا سخت لفظ نہیں کہا تھا۔---------

جناب سلمان تاثیر : جناب سپیکر میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیے جائیں۔

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ایوان کی کارروائی میں مولانا صاحب نے کچھ باتیں ایسی کی ہیں جیسے ڈانس وغیرہ تو انہیں کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

چودھری اصغر علی گجر : جناب سپیکر میں بھی اپنے بھائیوں کی تائید کرتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ اگر کوئی غلط بات آئے تو اسے ضرور حذف کر دینا چاہیے۔ لیکن کوئی بھائی اس سلسلے میں اس واقعہ کی تردید کرے وہ محترمہ تردید کرے پھر بھی ہم مانتے ہیں اگر وہ خود اس بات کو تسلیم کرے تو ان کو کیا حرج ہے۔؟

جناب ڈپٹی سپیکر : بہر حال میری آپ سے یہ گزارش ہے------

جناب سعید احمد ظفر : جناب والا، اس سے پہلے یہ فیصلہ ہوا تھا کہ حزب اقتدار کے لوگ اور حزب اختلاف کے لوگ جب تقریر کر رہے ہوں گے تو کوئی دوسرا رکن بے جا دخل اندازی نہیں کرے گا۔ اور یہ متفقہ طور پر فیصلہ ہوا تھا لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب حزب اقتدار کے مولانا منظور احمد چنیوٹی بات کر رہے تھے تو حزب اختلاف کے فاضل ممبران نے اس معاہدے کو ختم کرنے کی کوشش کی، اس سے روگردانی کی۔ میں آپ کی توجہ اس طرف

مبذول کرانا چاہتا ہوں اور آپ کی وساطت سے میں ان سے بھی یہ عرض کرتا ہوں کہ اس معاہدے کو قائم رکھیے گا اور جب ایک پارٹی کا آدمی بول رہا ہو تو مہربانی کر کے اسے ٹوکا نہ جائے۔ اس معاہدے پر عملدرآمد کیا جائے میری گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جیسے سپیکر صاحب نے پہلے بھی فرمایا تھا کہ اگر کسی بھی معزز رکن کی تقریر میں کوئی ایسی بات ہو جو مہذب نہ ہو اور غیر پارلیمانی ہو اس کو کارروائی سے حذف کر دیا جاتا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میں نے ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے اور وہ اپنی جگہ ایک حقیقت ہے۔ اس سے وہ وہ انکار نہیں کر سکتے۔ ہمارے پاس اس کے شواھد موجود ہیں۔ میں صرف یہ عرض کر رہا تھا کہ میں نے ایک کلمہ حق بلند کیا تھا، کوئی چوری یا ڈاکہ نہیں ڈالا تھا لیکن میرے خلاف مقدمات قائم کیے گئے۔ جیل میں ڈالا گیا۔ بجلی بند کر دی گئی۔ حتیٰ کہ میں ایک قرآن کریم روزانہ ختم کیا کرتا تھا، مجھ سے وہ قرآن کریم بھی چھین لیا گیا۔ تاکہ یہ ہر وقت جو قرآن کریم پڑھتا ہے اور اس میں مصروف رہتا ہے اس میں مصروف بھی نہ رہے۔ اسی طرح میرے ساتھ اور علمائے کرام کا گلا دبایا گیا۔ حق بات کہنے کی ان کو سزا دی گئی۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فرمائیے۔

جناب نذر حسین کیانی: جناب سپیکر، آپ کی مہربانی آپ نے بڑی اچھی باتیں کہیں۔ دونوں طرف کے لوگوں کو آپ نے درس دیا۔ طرفین کو آپ نے سمجھانے کی بات بھی کی۔ لیکن ایک بات کہوں گا کہ جتنی بھی تقریریں ہوئی ہیں۔ اس وقت ادھر سے قابل اعتراض اور بے ھودگی کی باتیں ہو رہی ہیں کبھی آپ نے ان کو ختم کرنے اور روکنے کی کوشش نہیں کی۔ لیکن نصرت بھٹو پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرمین ہیں اور ہماری ماں کے برابر ہیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی سے کہیے کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ اس لیے کہ معاہدے کی خلاف ورزی اس لیے ہوئی تھی کہ انہوں نے قابل اعتراض بات کی اور جناب مشیر صاحب سے بھی کہیے کہ جس وقت بات ہو رہی ہو، اس کے بعد انہیں وزارت مل جائے گی لیکن وہ کسی کی ہاں میں ہاں ملانے سے پہلے ایک بات دیکھ لیں کہ اگر گالی دیں گے تو گالی کا جواب گالی سے آئے گا۔ ہم حضرت عیسیٰ نہیں ہیں کہ کوئی ایک گال پہ چانٹا مارے گا تو دوسرا آگے کر دیں گے۔ جو

ہماری ماں اور بہن کو برا کہے گا اس کی ماں اور بہن بھی محفوظ نہیں رہے گی۔

ایک معزز ممبر: جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب جاوید محمود گھمن: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پہ پوائنٹ آف آرڈر کیسے ہو سکتا ہے۔ بات تو وہیں پہ آجاتی ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس سے ھاؤس کے وقار میں اضافہ ہو گا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ تنقید برائے تنقید یا بلاوجہ ھاؤس کی کارروائی میں بے جا مداخلت کریں گے تو آپ کی باتیں رہ جائیں گی۔ میں آپ کی بات سے پہلے یہ عرض کی تھی کہ جتنی بھی غیر مہذب باتیں ہیں وہ کارروائی سے حذف ہو جائیں گی۔ اور وہ کر دی جائیں گی۔

جناب نذر حسین کیانی: یہ آپ نے نہیں فرمایا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے عرض کیا تھا غالباً آپ جذبات میں اس وقت سن نہیں رہے تھے۔ یہی میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ بھی ذرا توجہ اس طرف رکھا کیجیے۔ میں نے آپ کے اٹھنے سے پہلے ہی عرض کر دیا تھا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر، میں نے کوئی گستاخانہ الفاظ استعمال نہیں کیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گھمن صاحب، آپ فرمائیے۔

جناب جاوید محمود گھمن: جناب والا، میری گزارش یہ ہے کہ موضوع بحث بلوچستان اسمبلی کے متعلق ہے۔ آج سے بیس سال پرانے معاملہ کو انہوں نے چھیڑا ہوا ہے۔ اگر موضوع بحث سے ھٹ کر آپ نے بات کرنا ہے تو پھر کرتے جائیں۔ یہ دیکھیں۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ جی مولانا صاحب۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جمہوریت کے چیمپئن ذرا ان کے کردار کو دیکھیں کہ انہوں نے اپنے دور اقتدار میں لوگوں کو کیسی جمہوریت دکھائی ہے اور ان کی جمہوریت کے کارنامے کیا تھے۔ میں اپنی ایک مثال دے رہا تھا۔ وہ کوئی واقعہ غلط نہیں ہے۔ اگر میرے بھائیوں کو اعتراض ہے تو وہ اس واقعے کی تردید کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب، جو بات ہو چکی اس کو دھرائیے گا نہیں۔ بات کو آگے بڑھائیے۔

جناب محمد وصی ظفر: جناب سپیکر، مولانا صاحب غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ انہیں گرفتار نہیں کیا گیا تھا۔

ایک معزز رکن: کس جرم میں گرفتار کیا گیا تھا؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا، ریکارڈ شاھد ہے۔ اب بھی ریکارڈ دیکھ لیجیے۔ یہ ریکارڈ بتا دے گا کہ کس جرم میں مجھے گرفتار کیا گیا تھا۔ ڈاکہ نہیں ڈالا تھا، چوری نہیں کی تھی۔ میرا جرم یہ تھا کہ میں سچی اور حق بات کہتا تھا۔ اور میرا حق تھا کہ غلط بات کو غلط بات کہوں۔ یہ بہت بڑا جرم تھا۔ غلط بات پہ میں نے احتجاج کیا تھا کہ ایک

* * * * * * * * * * *

* * * * * * * * *

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب، آپ بات کو دھرا رہے ہیں ایک بات ہو گئی اس پہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ آپ پھر وہی بات دھرا رہے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر، جن حضرات نے مارشل لاء دور کے واقعات بیان کیے۔ مجھے بھی حق پہنچتا ہے کہ میں جمہوریت کے اس دور کے ظالمانہ واقعات کو بیان کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مولانا صاحب، اپنی تقریر کو اسی بات پہ ختم کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کا ایک فرض بھی ہے کہ CHAIR کی بات کو مانیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا، وہ بھی فرض ہے۔ میں چیئر کی بات سے تو انکار نہیں کر رہا۔ مجھے حق ہے کہ میں اپنی باری میں، میرے ساتھ جمہوریت کے چیمپیئنوں نے ظلم کیے ہیں اور میرے ساتھیوں کے ساتھ کیے ہیں، ان کا ذکر کروں۔ آج یہ کس منہ سے جمہوریت کا نام لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب، آپ کے یہ الفاظ اچھے نہیں ہیں۔ میں ان کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا، میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کونسے الفاظ کو آپ نے حذف کیا ہے۔ میں تو ایک واقعہ بیان کر رہا ہوں۔ جب تک وہ تردید نہ کریں وہ حذف نہیں ہو سکتے۔

جناب محمود الحسن ڈار: جناب والا، پوائنٹ آف آرڈر۔ غلط بیانی کر رہے ہیں۔ انہوں نے جیل

(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے)

کا واقعہ بتایا کہ انہیں ہتھکڑیاں لگائی گئیں، ان کو بیڑیاں پہنائی گئیں، اس کے متعلق میں آپ کو بتاتا ہوں۔ میں ان کا ہمسایہ ہوں۔ یہ اخلاقی جرم میں جیل گئے تھے۔ انہوں نے اخلاقی جرم کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

اب محمود الحسن ڈار: اگر یہ مولی گاجر کی بات کرتے ہیں تو مولانا صاحب بتائیں ان کے ساتھ کیا ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ کارروائی کو چلنے دیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ مولانا صاحب، آپ اپنی بات کو مختصر کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا، میں اپنی بات کو مختصر کرتا ہوں اگر یہ مجھے بولنے دیں۔ ان کا تو یہ ارادہ ہے کہ مجھے بولنے ہی نہ دیں۔ ہم تو ان کی باتیں بڑے صبر کے ساتھ سنتے رہے ہیں اور برداشت کرتے رہے ہیں اگر میں نے ایک دو واقعات ذکر کر دیئے ہیں تو انہیں صبر سے برداشت کرنا چاہیے۔ جناب سپیکر بات یہ ہو رہی ہے کہ بلوچستان کی اسمبلی کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر، میری نہایت ادب سے گزارش ہے کہ ادھر بیٹھنے والے ممبران سے بھی اور ان سے بھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی رانا صاحب، آپ فرمائیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا، میں نے عرض کیا ہے کہ جب ایسا مرحلہ آ جائے کہ طعن و تشنیع شروع ہو جائے اس وقت قائد حزب اختلاف اور قائد حزب اقتدار پر یہ لازم ہے کہ ھاؤس کی فضا کو خراب مت کریں۔ بحث کافی ہو چکی ہے اب میری قرارداد کو نپٹا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، آپ تشریف رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب آپ ایک منٹ میں اپنی تقریر ختم کر دیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا انہوں نے مجھے تو تقریر کرنے ہی نہیں دی میرا سارا وقت تو انہوں نے شور مچانے میں صرف کر دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ لوگ تشریف رکھیں ایوان کی کارروائی کو آگے بڑھنے تو دیتے نہیں، تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا اس معزز ایوان کی رائے یہ ہے کہ یہ کس پارٹی کے مفاد کا کوئی مطالبہ نہیں ہے یہ ایک ماتمی قرارداد ہے اپنے بھائیوں سے اظہار ہمدردی کرنا ہے، اس پر ہمیں اتنی بحث و تمحیص اور لڑائی نہیں کرنی چاہیے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ میری قرارداد پر آپ رائے شماری کروائیں۔ اب اس ھاؤس کی رائے یہ ہے کہ اس پر رائے شماری کروائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی مہربانی آپ ایک منٹ کیلئے تشریف رکھیں۔ نواب زادہ صاحب آپ کے ساتھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں، آپ ذرا بیٹھیں گے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا عرض یہ ہے کہ کارروائی کا آغاز کیا جائے اور ان کو تقریر کرنے دی جائے، ہم اپنی تقریر میں ان کا جواب دے لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں، شکریہ!

(اور اس مرحلے پر ۵۳-۰۹ بجے رات جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)۔

جناب سپیکر: چوھدری صاحب تشریف رکھیں گے، رانا صاحب تشریف رکھیں گے، گھمن صاحب ذرا تشریف رکھیں گے، مولانا صاحب آپ ذرا تشریف رکھیں گے۔

ہم نے ایک چیز کا طے کیا تھا کہ سپیکرز جو ہیں اس موضوع پر بولنے والے یہ صرف آج کیلئے طے نہیں کیا تھا بلکہ ہم نے اسے ہمیشہ کیلئے طے کر لیا تھا اور آپ نے خود طے کر لیا تھا کہ سپیکرز بجٹ پر بات کریں، جو کسی بھی معاملہ پر بات کریں ان کو دوسرے صاحبان مداخلت نہیں کریں گے اور بہت ہی اچھے انداز میں تقاریر ہوئیں، ان کو بڑے اچھے انداز میں سنا گیا اور یہ بہت اچھی روایات اس ایوان میں پیدا ہو رہی ہیں، ہمیں ان کو آگے بڑھانا چاہیے، میں درخواست کروں گا کہ یہ جو آپ کا فیصلہ ہے اس پر عمل ہونا چاہئے اور میں مولانا صاحب کو کہتا ہوں کہ وہ اپنی بات کو جاری رکھیں اور اسے ختم کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا مجھے افسوس ہے کہ جو فیصلہ ہوا تھا اس پر عمل درآمد نہیں ہوا، میں نے جوں ہی کھڑے ہو کر ایک دو باتیں کیں، تو مجھے ان دوستوں نے آگے چلنے نہیں دیا۔

جناب سپیکر: اب یہ بات نہ کریں اب اپنی تقریر ختم کرنے کی کوشش کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا اگرچہ بہت سے واقعات ہیں لیکن میں اب ان واقعات کا ذکر نہیں کرنا چاہتا وہ صرف اس لئے کہ جناب حاکمین صاحب نے اور ہمارے بعض دوستوں نے

اپنے جیلوں کے واقعات ذکر کئے تو مجھے بھی حق تھا کہ میں بھی بتاتا کہ مجھے جیل میں کیوں بھیجا گیا اور میرے ساتھ وہاں کیا سلوک کیا گیا اور میرا جرم کیا تھا، میرے خلاف درجنوں کیس تھے اور میرا جرم صرف یہی تھا کہ جو میں بات حق سمجھتا تھا وہ حق بات کرتا تھا، اور ہمارے علماء کے خلاف اسلام آباد کے خطیب مرکزی مسجد کے مولانا عبداللہ صاحب کو اس جرم میں پکڑ کر اغوا کر کے لے جایا گیا، ان کی آنکھیں باندھ دی گئیں، ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دیے گئے اور ان کو قتل کی دھمکی دی گئی، ان کا جرم یہی تھا کہ انہوں نے اس واقعہ کے خلاف احتجاج کیا تھا کہ جناب والا یہ واقعہ ہمارے اسلامی سربراہ کی شان کے لائق نہیں ہے۔ اب اس واقع کو دھرانا نہیں چاہتا، بہر حال جناب والا میں بات یہ کر رہا تھا کہ بلوچستان اسمبلی جس طریقے سے توڑی گئی ہے یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے محترمہ بے نظیر کے والد محترم نے بھی اپنے دور میں یہ اقدام کیا تھا اور اس پر احتجاج کرتے ہوئے ہمارے محترم قائد مفتی محمود صاحب نے سرحد کی وزارت اعلیٰ کو ٹھکرا دیا تھا اور اس پر احتجاج کیا تھا۔ میں اپنے بھائیوں سے امید رکھتا تھا کہ وہ اس غیر جمہوری اقدام کے خلاف ہمارے ساتھ ہم آواز ہوتے اور اس قرارداد کی بھرپور تائید کرتے، اس قرارداد کی وہ ایک طرف تو مخالفت کرتے ہیں دوسری طرف کہتے ہیں کہ یہ پیپلز پارٹی کو بدنام کرنے کیلئے کیا گیا ہے۔ تیسری طرف وہ یہ صفائی دیتے ہیں کہ ان کے علم میں نہیں ہے۔ جب ان کے محترم وزیر اعظم کے علم میں نہیں ہے اور ان سے مشورہ نہیں ہوا، اور یہ واقعی یہ اقدام انتہائی غلط ہے اس کے خلاف ان کو بھی احتجاج کرنا چاہئے اور ان بھائیوں کی حمایت کرنی چاہیئے۔

مجھے اس سلسلے میں اور بہت کچھ کہنا تھا لیکن میں اسے ترک کرتے ہوئے ایک تجویز ھاؤس میں پیش کرتا ہوں کہ ابھی آپ کو معلوم ہے کہ بلوچستان میں ہڑتال ہے اور اس کے خلاف مظاہرے ہو رہے ہیں، اس میں پورا ملک سراپا احتجاج بنا ہوا ہے، میں اس ایوان کے سامنے ایک تجویز رکھتا ہوں، جب تک بلوچستان کی اسمبلی بحال نہیں ہوتی اس وقت تک روزانہ کم از کم پانچ (۵) منٹ تک کیلئے علامتی واک آؤٹ یا ہڑتال کرنی چاہئے، پانچ منٹ کیلئے ھاؤس کی کارروائی روزانہ اس وقت تک کیلئے روک دی جائے جب تک بلوچستان کی اسمبلی بحال نہیں ہو جاتی۔ میں اس تجویز پر اپنی معروضات کو ختم کرتا ہوں۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا میں بھی کچھ اظہار خیا کرنا چاہتا ہوں، مجھے اجازت دی

جائے۔ مولانا کے بعد مجھے اجازت دی جائے کیونکہ یہ مناسب ہوگا کہ کیونکہ ادھر مزاج مشتعل ہیں ایسا نہ ہو کہ خرابی بڑھ جائے، آپ مجھے موقع دیں تاکہ میں عرض کروں۔

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز بہ باز

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب ذرا تشریف رکھئے گا۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جناب والا میں OPPOSITION کا رکن ہوں اور یہ وزیر قانون میرے بڑے بھائی ہیں یہ میرے بعد بول لیں گے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون کوئی اس پر تقریر نہیں کرنا چاہتے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: اگر وہ تقریر نہیں کرنا چاہتے تو پھر کیا کرنا چاہتے۔

جناب سپیکر: وہ بولیں گے تو پتہ چلے گا کہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

نواب زدہ غضنفر علی گل: اگر وہ تقریر نہیں کرنا چاہتے تو پھر IRRELEVANT ہے ان سے درخواست ہے وہ اگر میرے احترام میں نہیں بیٹھتے تو قانون کے احترام میں بیٹھ جائیں۔ جناب والا یہ ایک وزیر کو میرے اوپر ترجیح کیوں دی جارہی ہے۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب آپ نے تقریر کرنی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: جی۔

جناب سپیکر: تو میں نے ابھی آپ کو تقریر کرنے کی اجازت نہیں دی ہے۔

نواب زادہ غضنفر علی گل: ممکن ہے انہوں نے گلوٹین اپلائی کرنی ہو۔ جناب والا ان کا اعتبار نہیں ہے، یہ بلوچستان کا بدلہ ہم سے لیں گے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون تقریر نہیں کرنا چاہتے وہ کسی پوائنٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں ان کو بات کرنے دی جائے۔ وہ بات کریں گے تو پتہ چلے گا کہ وہ کیا بات کرنا چاہتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: میں اپنا حق محفوظ رکھتا ہوں کہ ان کے بعد میری باری ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر میں قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی کے قاعدہ نمبر ۱۸۱ کے تحت یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اب استصواب رائے کر لیا جائے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا یہ مجھے پہلے ہی پتہ تھا۔ یہ مجھے الہام نہیں ہوا۔ ان کی

عادات سے ان کے طریق کار کا علم تھا کہ یہ GIVE TIME لانا چاہتے ہیں۔ جناب والا میں تقریر کروں گا۔ یہ میرا آئینی حق ہے۔ تقریر کے حق کے خلاف قواعد انضباط کار میں لکھا ہے۔ وزیر قانون کو بٹھا دیں انہوں نے تحریک پیش کرنی ہے۔ میں آج تقریر کروں گا اور آپ کی اجازت سے کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ ذرا فرمائیے آپ اجازت کے بغیر تقریر کر سکتے ہیں۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا آپ نے وزیر قانون کو میرا گلہ گھونٹنے کی اجازت دے دی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے رولز کے مطابق آپ کا گلہ دبانے کی کوشش کی ہے۔

نوابزادہ غضنفر علی گل: جناب والا بلوچستان کی اسمبلی کو بھی آئین کے مطابق توڑا گیا ہے۔ اس پر بحث کیوں ہو رہی ہے۔ اگر آئین کے مطابق اسمبلی توڑی جائے تو اس پر یہاں بحث ہو اور وزیر قانون Rules of Procedure جو اسکے تابع ہیں۔۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

چند دنوں کی بات ہے ان میزوں پر کچھ اور لوگ بیٹھیں گے۔ یہ چند دنوں کی بات ہے پھر قانون ہمارے ہاتھ میں ہو گا لیکن ہم اس طرح استعمال نہیں کریں گے۔ جناب والا مجھے تقریر کی اجازت دی جائے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ چودھری صاحب آپ تشریف رکھئے۔ نوابزادہ صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ گھمن صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کیجئے۔

جناب جاوید محمود گھمن: جناب والا میرا پہلا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے جب یہاں تقریر ہو رہی تھی میرے معزز ممبر جو کہ ماشا اللہ بڑے اچھے مولوی ہیں انہوں نے ایک فقرہ فرمایا کہ میں نے اندرون خانہ جھانک کر دیکھا۔ اندرون خانہ انہیں جانے کی کس طرح اجازت دی جا سکتی ہے۔ مجھے اسکے متعلق بتائیں۔ اندرون خانہ وہ کس طرح پہنچ گئے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ مولانا صاحب تشریف رکھئے۔ آپ کو اس پر بات کرنے کی ضرورت میں۔ نوابزادہ صاحب تشریف رکھئے۔ وزیر قانون نے رول ۱۸۱ کے مطابق اپنا حق استعمال

کرتے ہوئے یہ تحریک پیش کی ہے کہ اس وقت اس بحث کو سمیٹا جائے اور اسکو رائے شماری کے لئے پیش کیا جائے۔ اب میں یہ تحریک سوال کی شکل میں پیش کرتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا قانون انسانوں کیلئے بنائے ہیں نہ کہ انسان قوانین کے لئے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ دیکھئے کہ وزیر قانون کو closure mition پیش کرنے کی رولز کے مطابق اجازت ہے یا نہیں۔

سردار فاروق احمد خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا آج ایک معاہدہ آج کی کارروائی کے سلسلے میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے درمیان طے ہوا تھا اور جناب وزیر صاحب نے اس معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے اور ہم احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے معزز اراکین ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

رانا پھول محمد خان: جناب والا میں گزارش کروں گا کہ ان کو جمہوریت کے قتل کی قرارداد پر واک آؤٹ نہیں کرنا چاہئے۔ مجھے قوی امید ہے کہ جناب قائد حزب اختلاف میری اس درخواست پر غور فرماتے ہوئے خواہ وہ ہماری طرف سے غیر جمہوری اقدام ہو یا مرکزی حکومت کی طرف سے غیر جمہوری اقدام ہو یا کسی صوبائی حکومت کی طرف سے ہو ہمارا یہ فرض بنتا ہے ہم اگر ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک نہ ہوں گے یہ تو صرف ایک فاتحہ خوانی کی قرارداد ہے۔ یہ مسلمان ہیں انہیں چاہئے میں ان سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ ھاؤس میں تشریف لائیں اور آکر جمہوریت کو قتل کرنے والوں کی مذمت کرنے کے لئے ہمارے ساتھ ووٹ کریں اگر نہیں تو پھر OPPOSITION کو چھوڑ دیں۔

جناب سپیکر: میں رانا پھول محمد خان صاحب سے گزارش کرونگا کہ وہ خود تشریف لے جائیں اور ان کے ساتھ مخدوم احمد محمود صاحب کو بھیجتا ہوں۔ یہ دونوں صاحبان جائیں اور انہیں کہیں کہ وہ واپس تشریف لے آئیں۔

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون کچھ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر، مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ شروع میں جناب نائب قائد حزب اختلاف کی طرف سے ایک تجویز آئی کہ دونوں اطراف سے دو دو ممبر صاحبان اس موضوع پر بات کریں اور اس کے بعد بجٹ پر عام بحث شروع کی جائے۔ میں

نے اس وقت یہ عرض کی کہ اس قدر اہم موضوع پر دو دو صاحبان کا بولنا بہت کم ہے۔ اس پر سیر حاصل بحث ہونی چاہیے۔ چنانچہ دونوں طرف سے کافی ممبر صاحبان نے اس موضوع پر بات کی۔ میں جناب والا کے چیمبر میں گیا تو وہاں اتفاق سے جناب نائب قائد حزب اختلاف، رانا شوکت محمود سے جناب کی موجودگی میں ملاقات ہوئی اور انھوں نے خود یہ تجویز پیش کی کہ آپ ھاؤس میں جا کر CLOSURE پیش کریں اور اس بحث کو اب ختم ہونا چاہیے۔ میں نے ان سے گزارش کی کہ اس کے بعد بجٹ پر بحث کریں تو انھوں نے فرمایا کہ بجٹ پر بحث کا آغاز قائد حزب اختلاف کو کرنا ہے اور وہ آج بجٹ پر بحث نہیں کرنا چاہتے۔ وہ کل کرنا چاہتے ہیں، اس لیے چل کر آج کے موضوع پر CLOSURE پیش کریں اور اس پر بحث ختم کریں۔ انھی کے مشورے پر میں نے یہ کیا۔ اور آپ کے سامنے انھوں نے مجھے کہا کہ آؤ، ہم چلیں اور فوراً چل کر یہ کام کریں۔ ان کے مشورے پر اور ان کے ساتھ باہمی افہام و تفہیم کے بعد میں نے یہاں آکر CLOSURE پیش کیا ہے۔ جناب والا، کتنے دکھ کی بات ہے کہ وہ خود یہ چیز کراتے ہیں۔ اسی لیے میں بار بار کھڑے ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔

اس وقت مجھے نواب زادہ صاحب نے بات کرنے کا موقع نہیں دیا۔ میں صرف اسمبلی ریکارڈ کو درست کرنے کے لیے یہ بات اس معزز ایوان کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جو CLOSURE میں نے پیش کیا ہے، یہ نائب قائد حزبِ اختلاف کے مشورے کے بعد کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پھر ان کا واک آؤٹ کر جانا بڑے افسوس کی بات ہے۔ وہ ساتھ یہ کہتے ہیں کہ اس مسئلے میں ہمارا کوئی ہاتھ نہیں اور ساتھ اس کا رویہ اور طرز عمل کسی اور چیز کی دلالت کرتا ہے۔ جناب والا، اب میں آپ کی خدمت میں یہی عرض کروں گا کہ وہ حضرات چلے گئے ہیں، رانا صاحب بھی واپس تشریف لے آئے ہیں تو اب سوال پیش کیا جائے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا، میں اور مخدوم زادہ صاحب آپ کے حکم کے تابع اور اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق کہ ہم سب بھائی اکٹھے ہوں، اپنے فاضل ارکان کے پیچھے گئے۔ لیکن وہ سیڑھیوں سے اتر کر جا چکے ہیں۔ دو چار ملے، انھوں نے کہا، ہرگز نہیں۔ ویسے ان کی تقاریر نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ فعل جنرل موسیٰ خان کا فعل ہے۔ پیپلز پارٹی کا اس میں ہاتھ نہیں۔ یعنی وہ مانتے ہیں کہ فعل غلط ہے۔ ان کا ضمیر مانتا ہے۔ لیکن وہ چھڑی سے ڈرتے ہیں۔ اس لیے کہ دنیا کی پارلیمانی زندگی میں آج تک نہیں ہوا کہ جمہوریت کے کھیلنے کے کسی واقعے پر

OPPOSITION نے واک آؤٹ کیا ہو۔ صرف اس چیز سے بچنے کے لیے کہ ہماری آقا ناراض نہ ہو جائے کہ تم نے ہماری اجازت کے بغیر کیوں کیا، واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ اب میں درخواست کرتا ہوں کہ معزز ایوان میں تشریف رکھنے والے تمام فاضل ارکان متفقہ طور پر میری قرارداد کو منظور کرنے پر تیار ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ، تشریف رکھیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا، جناب وزیر قانون کی بات جب ان تک پہنچے گی اور انھیں یہ پتا چلے گا کہ رانا شوکت محمود صاحب نے یہ تجویز دی تھی۔ تو یقیناً وہ یہ کہیں گے تیر کے حوالے سے بات ہوئی تھی کہ بلوچستان کے سینے میں تیر پیوست ہوا ہے تو نوابزادہ صاحب بھی یہ ضرور سوچیں گے کہ:

دیکھا جو تیر کھا کے کمیں گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

جناب سپیکر: تو اب سوال یہ ہے کہ اب اس بحث کو ختم کیا جائے۔ کیا آپ سب اس کے حق میں ہیں کہ اس کو ختم کیا جائے؟

آوازیں: جی ہاں۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے، اور سوال یہ ہے۔

"کہ یہ ایوان جناب گورنر بلوچستان کی اسلام آباد موجودگی کے دوران بلوچستان صوبائی اسمبلی کے بلاوجہ توڑے جانے پر شدید رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے اس بے موقع اور نامناسب کارروائی کی پر زور مذمت کرتا ہے۔ یہ عمل ہر صورت میں غیر جمہوری، غیر اخلاقی اور ناپختہ سیاسی ذہن کی پیداوار ہے۔ لہذا اس ایوان کی رائے ہے کہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت متنازع فیہ وزیر اعلیٰ کے ذریعے اقلیت کو اکثریت میں تبدیل کرنے کی سازش کی گئی ہے جس سے نہ صرف صوبہ بلوچستان میں جمہوریت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے، بلکہ ملکی یک جہتی کی جڑیں کمزور ہونے کا زبردست خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس غیر جمہوری فعل کے خلاف یہ ایوان اپنی ہمدردیاں مکمل طور پر بلوچستان کے عوام کے ساتھ رکھنے کا اعلان کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ خدا تعالے اس قسم کے واقعات سے ملک کو محفوظ رکھے اور ہمیں ملکی سیاست اور نظم و نسق جمہوری روایات، رواداری اور باہمی افہام و تفہیم کی فضا میں چلانے کی توفیق عطا کرے۔"

(قرارداد منظور کی گئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا پھول محمد خان: جناب والا، میں گزارش کرتا ہوں کہ اس قرارداد کے منظور ہو جانے کے بعد ہمیں تین دن تک سوگ منانا چاہیے اور اس ایوان کی کارروائی معطل رکھنی چاہیے۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا، مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے اس ضمن میں جو تجویز دی تھی اس کے مطابق ہر روز پانچ منٹ کے لیے ایوان کی کارروائی معطل رکھی جائے، سارے دن کی معطلی موزوں نہیں ہوگی۔

وزیر قانون: جناب والا، میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ آج کے دن اسی کارروائی میں پانچ منٹ خاموش رہ کر ہم اپنے جذبات کا اظہار کر لیں۔ کیونکہ بجٹ اجلاس ہے اور بجٹ پر بحث ہونی ہے۔ تو ابھی پانچ منٹ تک ہم خاموش بیٹھتے ہیں۔

جناب سپیکر: تو یہ تجویز آپ صاحبان کو منظور ہے؟ جناب وزیر قانون کی یہ تحریک ہے کہ اس واقعے کے خلاف غم و غصے کے اظہار کے لیے پانچ منٹ کی خاموشی اختیار کی جائے۔

چودھری اصغر علی گجر: پانچ منٹ کے بجائے ایک منٹ کی خاموشی بہت ہے۔

وزیر قانون: مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: تو یہ ترمیم منظور ہے کہ ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی جائے؟

آوازیں: منظور ہے۔

جناب سپیکر: تو یہ ایوان آج بلوچستان اسمبلی کے توڑے جانے کے خلاف غم و غصے کے اظہار کے طور پر ایک منٹ کی خاموشی اختیار کرتا ہے۔

(ایک منٹ تک کے لیے خاموشی اختیار کی گئی)

جناب سپیکر: ایک منٹ ختم ہوتا ہے اور اجلاس کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی اتوار ۱۸۔ دسمبر ۱۹۸۸ء صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)